هُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ

الحمد للہ تعالے کہ مسدس شیریں مقال سراپا تہذیب و متانت

(موسوم بہ)

Ahmad, Mukhtar

نیرنگ امامت

Nayrang-i imāmat

(جس مین)

مذہب شیعہ کی لطافت کو ایک بدیع المثال طرز مین جناب مولٰنا ابو الکمال سید مختار احمد صاحب مودودی چشتی دام فیضہ نے خاص النجم کے لیے نظم فرمایا - جزاہم اللہ تعالے خیرا *

عمدۃ المطابع لکھنؤ مین چھپکر النجم کے صفحات پر شائع ہو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پلا ساقیا ! بادہ خم کا ساغر | کہ ہون تشنہ کام مے روح پرور
وہ مے جس کا پیمانہ ہے حب حیدر | وہ مے جس کو پیتے رہے ابن مظہر

وہ مے جس سے زائل نہو عقل ساقی
رہے حق و باطل کی تمیز باقی

خدا کا خدائی مین مظہر علی ہے | خدائی کا دھوکا ہو جس پر علی ہے
بظاہر تو زہرا کا شوہر علی ہے | حقیقت مین نفس پیمبر علی ہے

بھلا یون ہی بے سوچے سمجھے بکا ہے
نصیری نے دیکھا ہے کچھ تب کہا ہے

وہ کرتا ہے بندون کی حاجت روائی | جو کہتی ہے مشکل کشا سب خدائی
صدا یا علی کی اگر لب پر آئی | ہوئی ایک دم مین بلا سے رہائی

پڑھایا ہے روح الامین کو علی نے
سنبھالا برادر کے دین کو علی نے

زچہ خانہ اس کا تھا کعبہ کے اندر | ہوا غیب سے پیدا دیوار مین در
کیا قتل گہوارہ مین اس نے اژدر | اُکھاڑا اک انگشت سے باب خیبر

پڑا قلعہ مین زلزلہ تخت اُلٹا
گری سرنگون دختر شہ صفیتہ

خدا کے گھر اسکی ولادت ہوئی ہے | پیمبر کی دختر سے نسبت ہوئی ہے

خدا و نبی مین قرابت ہوئی ہے   یہ صورت علی کی بدولت ہوئی ہے
اسے کیون مدد کو نہ بندہ پکارے
نشان اس مین خالق کے ملتے ہین سارے

وہ نادِ علی اور وہ لافتی بھی   پیمبر کو حیدر کے بارہ مین پہونچی
اور اک[۱] تیغ خالق نے گردون سے بھیجی   جو ایک آدمی کی طرح بولتی تھی
یہ دم خم، یہ جوہر تھا تیغ دودم مین
سَرِ جن کا سر کاٹا بیر الالم مین

خدا کی[۲] ولایت ہے اسکی ولایت   خدا کی عداوت ہے اسکی عداوت
شک و کفر و الحاد و شرک اسکی بابت   ہے انکار و شرک خدا در حقیقت
نہ کی گر کسی نے زیارت[۳] نجف کی
خدا کی نظر اس کی جانب نہ ہوگی

بشر جانے کیا قدر و قیمت علی کی   نبی نے نہ سمجھی حقیقت علی کی
ہے اک راز مخفی ولایت علی کی   دو عالم پہ ہے اک حکومت علی کی
کرشمہ سنا دون تمھین اُس ولی کا
سُنو دل سے نیرنگ قدرت علی کا

وہ آدم[۴]، وہ جنت، وہ گیہون کا کھانا   جو قرآن مین لکھا ہے ہی سب فسانا
صحیح اس کا قصہ ہے تم کو سنانا   ائمہ نے راز نہان اس کا جانا
ہوئے بوالبشر جبکہ جنت مین داخل
سر لوح دیکھے علی کے فضائل

ہوا ان کے دل مین حسد ایک پیدا   کہ مجھ سے کہین بڑھ گیا میرا بیٹا
پیام خدا اس پر آدم کو پہونچا   کہ حیدر کی شان ولایت نہ سمجھا
بھلا تجھکو نسبت کوئی پنجتن سے
ہوا کہا "نکل جا ہمارے چمن سے

[۱] تفسیر وانزلنا الحدید فیہ باس الآیۃ ۔ [۲] جامع الاخبار صفحہ ۱۵ ۔ [۳] جامع الاخبار صفحہ ۳۱ ۔ [۴] تفسیر صافی دہلی صفحہ ۱۲

۲۳

زمین پر غرض تین سو سال کامل ۔ وہ روتے پھرے اور ہوئی حل نہ مشکل
ہوئی اس طرح ذلت ان کو جو حاصل ۔ پسیجا پھر آخر علی ہی کا کچھ دل

علی نے جو کی دستگیری کرم سے
تو آدم نے پائی خلاصی الم سے

پھنسی کشتی نوح جس دم بھنور مین ۔ نہ تھی کے بچنے کی کوئی صورت نظر مین
علی پہونچے اس ورطۂ پر خطر مین ۔ کیا پار کشتی کو بس لحظہ بھر مین

ولایت مین حیدر کی یونس کو شک تھا
اسی جرم مین ان کو مچھلی نے نگلا

لیا نام اُنھون نے بھی آخر علی کا ۔ اسی سے ہوا پار ان کا بھی بیڑا
خلیل خدا کو جو آتش مین ڈالا ۔ علی نے کیا آگ کو جا کے ٹھنڈا

بلائین جو یعقوب و یوسف پر آئین
ہوئی تھی کچھ ان سے بھی حیدر کی توہین

مگر دفع کی سب کی کلفت علی نے ۔ رسولون کی ٹالی مصیبت علی نے
بُرے وقت کی جا کے نصرت علی نے ۔ دکھائے یہ نیرنگ قدرت علی نے

سُنا ہے جو فرعون و موسی کا قصہ
(تفسیر صافی ۱۲) زیادہ تر اس مین علی کا ہے حصہ

سُلیمان و داؤد و یحییٰ و عیسےٰ ۔ چلے آئے ہین پڑھتے سب انکا کلمہ
محمد (صلے اللہ علیہ وسلم ۱۲) بھی پھرتے رہے دم اسی کا ۔ وہ تھا ہر مصیبت مین ان کا سہارا

علی کی عنایت سے دیکھا مدینا
علی گر نہ ہوتے تو مشکل تھا جینا

سبب یہ کہ ہجرت کی شب جبکہ آئی ۔ تو اعدا نے کی انکے گھر پر چڑھائی
نکلنے کی صورت نبی نے نہ پائی ۔ یہی آخر الامر دل مین سمائی

کہ بستر پہ اپنے سُلائین علی کو
نکل جائین خود چھوڑ جائین علی کو

پیمبر تو اس فکر و تدبیر مین تھے — خدا نے ادھر سب فرشتے بلائے
کہا کوئی ہے جو یہ کام اپنے سر لے — سحر تک پیمبر کے بستر پہ لیٹے

یہ سنتے ہی اک خامشی سب پہ چھائی
فنا ہو گئی روح ہر اک ملک کی

فرشتے تو پسپا ہوئے ڈر کے مارے — بچی جان نبی کی علی کے سہارے
نبی شب کو چھپکر مدینے سدھارے — علی نے بنائے یہان کام سارے

علی کی شجاعت نے کی یہ مہم سر
جہان جلتے تھے خود فرشتون کے بھی پر

دم ذوالفقار اور قوت علی کی — پر جبرئیل اور ضربت علی کی
نہین صرف بندون کو حاجت علی کی — خدا کو پڑی ہے ضرورت علی کی

پڑی[1] ضرب عمرو بن ود پر جو کاری
ہے جن و بشر کی عبادت سے بھاری

ہے نبیون[2] سے پایہ کہین ان کا برتر — رسولون مین کوئی نہین ان کا ہمسر
وہ ہین[3] مالک جنت و حوض کوثر — ہین نار و جنان سب تصرف کے اندر

جو کی خاص[4] حق نے ولایت علی سے
لیا اس کا میثاق بھی ہر نبی سے

ہین رب و ید اللہ اور نفس یزدان — نفس اللہ نہین ہین خدا سے جدا شاہ مردان
وہ جلوہ[5] ہوا طور پر جو درخشان — علی کی تجلی تھی سلے ابن عمران

اُسے دیکھکر کھا کے غش تم گرے تھے
اسی نے کیا طور کو ٹکڑے ٹکڑے

نبی عرش پر پہونچے معراج مین جب — کھلا انپہ تب راز پنہان کا مطلب
جو باتین ہوئین وہ علی سے ہوئین سب — ہوئے دنگ حیرت سے انگشت بر لب

[1] و [2] جامع الاخبار صفحہ ۱۶ و ۱۷ و ۲۷ [3] صفی، دیباچہ ۱۲ [4] تفسیر و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین الآیۃ [5] حدیث انا صاحب الطور ۱۲

ہوا پردہ سے ہاتھ جب ایک پیدا
تو حیران ہوئے اور بھی شاہ والا

کہا وہ صدا تھی یہ دست علی ہے　　خدا جانے کیا اس میں سر خفی ہے
انگوٹھی جو اک شیر کو مین نے دی ہے　　قسم ہے تری میرے مولا یہی ہے

ندا غیب سے آئی حیرت یہ کیا ہے
علی رونق بزم ارض و سما ہے

میسر ہے ہر شے پہ قدرت علی کو　　پکارو بوقت مصیبت علی کو
دو عالم کی بخشی حکومت علی کو　　حوالہ کی بندون کی قسمت علی کو

ہمارا کبھی نام لو یا نہ لو تم
علی کو مگر یاد کرتے رہو تم

پھر اونٹون کی دیکھی قطار اک مسلسل　　کہ پیدا نہ تھا جس کا آخر اور اوّل
روان یون ہوا پر چلے جیسے بادل　　کیا غور لیکن نہ عقدہ ہوا حل

کہا شہ نے جبریل سے ہم نہ سمجھے
کہ یہ اونٹ کیسے ہین اور بوجھ کیسے

کہا جب سے حضرت مین پیدا ہوا ہون　　اسی طرح ان کو روان دیکھتا ہون
وے راز سے ان کے ناآشنا ہون　　کہون کیا مین حیرت مین خود مبتلا ہون

ندا غیب سے آئی سن لے پیمبر
علی کے مناقب کے ہین سب یہ دفتر

کمالات حیدر جو بیرون زحد ہین　　یہ اشتر ازل سے روان تا ابد ہین
مرے بندے دنیا مین جو نیک و بد ہین　　علی سب کے سردار بے ردّ و کد ہین

اگر دین کی تکمیل تم چاہتے ہو
علی کی خلافت کا اعلان کردو

ذرا سنئے اب قصہ سال رحلت　　نبی کو ہوئی بعد حج اک ہدایت

؎۵ جامع الاخبار صفحہ ۱۲ و ۱۳-

سرِ منزل خم جو کی تھی اقامت — وہین وحی پہونچی کہ اے فخر اُمت
کسی طرح کا عذر اس مین نہ لاؤ
علی کو بس اپنا خلیفہ بناؤ
اسی جا بنا کر بچا دو ن کا منبر — دکھا دو سب اصحاب کو شکل حیدر
بٹھا دو انھین ایک خیمہ کے اندر — کہو سب سے بیعت کرین انکی جا کر
اسی کو کہا ہم نے[1] اتمام نعمت
اسی مین ہے تکمیل دین در حقیقت
یہی ہے تمھاری[2] رسالت کا مقصد — نہو اس مین تقصیر و تاخیر سرزد
کئی بار بھیجی تھی وحی مؤکّد! — مگر خوف اعدا سے کی تم نے وہ رد
اگر اس مہم مین نہ مشغول ہو گے
تو سمجھو رسالت سے معزول ہو گے

۷

ہوا نصب پھر خیمہ اور اس کے اندر — کی بیعت علی سے ہر اک نے مقرر
عمر بے طرح ہو کے مجبور و مضطر — ہوئے دست بوس اور کہا مسکرا کر
مُبارک نبی کے خلیفہ ہوئے تم
مسلمانون کے آج مولیٰ ہوئے تم
تھے اک لاکھ سے بھی زیادہ صحابی — نبیؐ نے کی تعلیم اک عمر جن کی
مگر حیف ایمان لایا نہ کوئی — رسالت کی تبلیغ بے کار نکلی
ہوا دھوکا لوگون نے آخر دغا دی
خدا اور نبی کی وہ اسکیم ڈھا دی
اگر پیش آتی نہ مشکل علی کو — خلافت تھی بے فصل حاصل علی کو
عمر نے کیا سخت بیدل علی کو — کیا بیکسی کے مقابل علی کو
رسن ڈالی گردن مین شیر خدا کی
گھسیٹا انھین کھینچکر ان کی ڈاڑھی

[1] تفسیر الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی [2] تفسیر یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک ۱۲

زبردست ثابت ہوئے جبکہ اعدا کیا ظلم شیرِ خدا نے گوارا
خدا کو نصیری کے غصّہ نہ آیا یداللہ کا ہاتھ ان پر نہ اُٹھا
ہوئے جا کے گوشہ نشین گھر مین حیدر
جنین ، البطن مادر مین جس طرح مضمر
ذرا مومنو! شان دیکھو علی کی کہین بندگی اور کہین ہے خدائی
عدو کی وہ سختی علی کی یہ نرمی دلیری دکھائی ، نہ اعجاز کوئی
پیمبر نے بڑھکر جو اپنے سے پایا
تو حیدر کو داماد اپنا بنایا
عمر کو شرف ایسا کیا تھا علی پر کہ اک بوڑھے کو بیاہی کم عمر دختر
جگر گوشہ سیّدہ بنت حیدر نبی کی نواسی مکرم مطہر
سمجھ مین نہین آتا کیا ماجرا ہے
بھلا کون داماد حیدر بنا ہے
علی نے صحابہ سے کھایا ہے دھوکا یہ دھوکا خدا اور نبی کو ہوا تھا
خدا نے کہا ان کو قرآن مین اچھا رسول خدا نے انھین سر چڑھایا
ہو قرآن سے کیا کسی کو ہدایت
ائمہ یہ کہتے ہین خود اسکی بابت
کہ اس مین صحابہ کی مدح و ثنا ہے خدا ان سے راضی ہے یہ بھی لکھا ہے
ابوبکر کا ذکر خاص آگیا ہے اور انصار کا ذکر بھی جا بجا ہے
گروہِ مہاجر کی بیحد ہے مدحت
اور ان کے لیے وہ نوید خلافت
حدیث اور قرآن کے راوی ہین جتنے وہ اصحاب ہین سب رسول خدا کے
گروہ منافق تھے مرتد تھے سارے نہ مانو تم اسکو جو کچھ ان سے پہونچے
ہماری حدیثین ہین کافی عمل کو
مگر رکھو نظرون مین موقع محل کو

نہ گر ائمہ مین عصمت کا جوہر — تو ہو اعتماد و وثوق ان پہ کیون کر
وہ سب بے گنہ تھے خطا سے مطہر — تقیہ[1] پہ البتہ عامل تھے اکثر
وہ باطن مین مومن تھے ظاہر مین کافر
رہے اس دورنگی مین تا وقت آخر

علی نے صحابہ رض سے کی تھی جو بیعت — نماز اُن کے پیچھے پڑھی ایک مدت
رہے مشورون مین شریک حکومت — تھی گویا کہ تسلیم اُن کی خلافت
یہ کرتے تھے سب کچھ تقیہ کے اندر
وہ باطن مین دشمن تھے ظاہر مین یاور

طریق ائمہ رہا ہے تقیہ[2] — اسی سے مخالف کو دیتے تھے دھوکا
یونہی پیچ مین سب کو اُلجھائے رکھا — بتایا نہ رستہ کسی کو بھی سیدھا
تقیہ[3] سے دنیا مین راحت ملی ہے
تقیہ[4] پسند خدا و نبی ہے

پیمبر[5] نے معراج کی شب مین دیکھا — کہ اک نور ہے عرش پر رونق افزا
ندا آئی پہچان لو شاہ والا — یہ ہے نور ابو طالب متقی کا
کہا ہے تعجب مجھے سخت داورا
تقرب یہ حاصل ہوا ان کو کیون کر"

کہا اس کا کیا پوچھنا یہ ہے ظاہر — رہے مرتے دم تک بظاہر یہ کافر
ہوئے کام سب کفر کے ان سے صادر — نہ پایا کسی نے بھی راز ان کا آخر
یہ رتبہ اسی کی بدولت ملا ہے
تقیہ سے یہ قرب حاصل ہوا ہے

کسی سے ہو کیسا ہی ربط محبت — باخلاص تم سے کرے کوئی الفت
تقیہ کرو اس سے بھی تم بحکمت — زبان سے کیے جاؤ جھوٹے پہ لعنت

[1] حدیث التقیہ دینا و دین آبائنا ۱۲ جامع الاخبار فصل تفسیر [2] جامع الاخبار صفحہ ۱۰۲ [3] اشرف اخلاق الائمۃ التقیۃ ۱۲ [4] جامع الاخبار صفحہ ۱۰۲ -

۹

ہے قرآن میں تعریف جو متقی کی
اسی سے تقیہ کی ثابت ہے خوبی

وہ مرد یہودی جو ابن سبا تھا ائمہ[1] نے مردود جس کو کہا تھا
وہ پہلے تقیہ کا موجد ہوا تھا امامت کو قائم اسی نے کیا تھا

علی کو وہ کہتا تھا ہیں سب سے بہتر
بلا فصل ہیں جانشین پیمبر

بنا پھر علی کو خدا کہکے کافر کیا فاش اس نے زمانہ میں یہ سر
ہوا اس کا الحاد جب سب پہ ظاہر ائمہ نے غالی کہا اس کو آخر

امامت، تقیہ، بدا اور رجعت
اسی کے سب آثار ہیں جزو ملت

یہی ٹھہرا آخر ائمہ کا مذہب یہی دین شیعہ کی تعلیم ہے سب
کسی سے ہوا ترک اک رکن بھی جب تو دنیا میں آئی بلا اسپہ بیدطعب

امام حسین اور وہ دشت غربت
وہ قتل ان کا اور خاندان کی شہادت

مصیبت نے آل پیمبر کو گھیرا کیا اشقیا نے نہ رحم ان پہ اصلا
کیا ظالموں نے شہید ان کو پیاسا ولیکن تقیہ کا پردہ نہ ڈالا

تقیہ وہ کرتے تو کیوں ظلم سہتے
تباہی سے ہر طرح محفوظ رہتے

امام حسن کو ملی جب حکومت نہ کی چھ[2] مہینے سے زائد خلافت
حالہ کی دشمن کے سب بادشاہت بظاہر تھی جنگ و جدل سے فراغت

نہ سوچا مگر ہائے انجام اس کا
بھلا دوست تھا حاکم شام کس کا

حسین اسپہ ان سے ہوئے یوں مخاطب کہ کٹوا دی ناک آپ نے بھائی صاحب

[1] رجال کشی صفحہ [2] جامع الاخبار، بروایت حسین ابن علیؑ صفحہ ۱۲

۱۰

مگر آپکی رائے مین تھا مناسب ؛ کہ اولاد ہاشم پہ آئین مصائب
یزید اور باپ اس کا ہین بے خطا سب
حسن کی بدولت پڑی یہ بلا سب

اسی پر اب اے مومنو! سر دھنو تم پڑھو مرثیے اور ماتم کرو تم
اسی وضع پر اپنی قائم رہو تم اسی مین جیو اور اسی مین مرو تم
مجالس سے منھ ایکدم کو نہ موڑو
کبھی تعزیے اور علم کو نہ چھوڑو

جو عیسیٰ کو کہتے ہین بیٹا خدا کا نہین کرتے اسکی مصیبت پہ گریا
مگر خاص شیعون کا ہے یہ طریقہ کہ رکھتے ہین شبیر کے غم کو تازہ
شب و روز کرتے ہین برپا وہ ماتم
ہے ان کے لیے ہر مہینہ محرم

علم، تعزیے اور ضریحین اُٹھاؤ سر و پا برہنہ کرو خاک اُڑاو
بہت سینہ کوبی کرو غل مچاؤ پڑھو سوز اور مرثیے اور گاؤ
اُٹھاؤ جو تابوت ابن علی کا
تو ہو رنگ قاسم کی مہندی کا پھیکا

علم کی کرو دل سے تعظیم ہر دم کرو سامنے اس کے سر اپنا تم خم
ادب سے کرو پھر سلام اسکو پیہم پرستش ہے اسکی اہم اور مقدم
سمجھ لو امام اپنا تم تعزیے کو
حد شیون سے جانو فزون مرثیے کو

نظر تعزیہ کی اگر شکل آئی ؛ تو واجب ہے پھر سجدہ و جبہہ سائی
بنو مجلس اور تعزیے کے فدائی لگاؤ انہی مین سب اپنی کمائی
اسی سے بر آتی ہے شیعون کی حاجت
اسی سے گھرون مین ہے سب خیر و برکت

رہے رات دن مجلسون کا وہ چرچا جماعت کا جس طرح رکھتے ہین اعدا

نمازون سے بھاری ہے مجلس کا بکا تلاوت سے قرآن کی افضل ہے نوحہ
بڑھاؤ عزاخانون کی زیب و زینت
کہ مسجد پہ ہے بزم غم کو فضیلت

نکاح ایک رسم قدیمی ہے جاری ہے اک قید جس سے نہین رستگاری
حدیثون مین متعہ کا پلہ ہے بھاری کہ اس مین ہے خوشنودی ذات باری
علامت یہ دنیا مین ایمان کی ہے
عبادت بڑی یہ مسلمان کی ہے

جو متعہ[1] کا اکبار ہوجائے عامل تو رتبہ ہو شبیر کا اسکو حاصل
دوبارہ کرے تو حسن سے ہو واصل سہ بارہ مین ہے وہ علی کا مقابل
اگر متعہ بار چہارم کیا ہے
تو پیش خدا مثل خیر الورا ہے

غرض متعہ ہے اک ائمہ کی خصلت یہ مؤمن کی سب سے بڑی ہے عبادت
کرے ترک گر کوئی مؤمن یہ طاعت تو نکٹا اُٹھے گا بروز قیامت
عجب مومنو! کچھ فضیلت ہے اسکی
مبارک ہین وہ جن مین کثرت ہے اسکی

امام ایک حجت تو ہی ہے خدا کی نہو گر تو یہ عدل کے ہے منافی
زمانہ کسی اس سے رہتا ہے خالی رہو تم مقر اسکے اتنا ہے کافی
مگر لطف خالق کے دیکھو تماشے
امام زمانہ ہے غائب نظر سے

تولد ہوے بطن نرجس سے مہدی وہ نرجس جو دختر شہ روم کی تھی
ہوے غار مین خوف اعدا سے مخفی ہے اب گیارہ سو سال کی عمر ان کی
ندا کرتے ہین غار پر روز دربان
نکلنے کے لیکن نہین کچھ بھی سامان

[1] تفسیر منہج الصادقین ۱۲

۱۲

شب پانزدہ ماہ شعبان کو ہر جا جو درخواستین عرضیان لکھ کے شیعہ
بہاتے ہین آب روان ہین ہمیشہ ولادت کی محفل بھی کرتے ہین برپا

پہونچتی ہین پاس انکے وہ عرضیان سب
بر آتا ہے ان مین جو لکھا ہے مطلب

یہ مروی ہے جب تین سو تیرہ مومن زمانہ مین ہون شیعہ پاک باطن
یہ غیبت کا پردہ ہے پھر غیر ممکن ظہور امام زمان ہے اسی دن

تعجب یہ ہے گیارہ سو سال مین کیا
ہوئی اتنی تعداد اب تک نہ پیدا

روایت ہے یہ مومنو سخت بیڈھب سمجھ مین نہین آتا کچھ اس کا مطلب
کروڑون کی تعداد مین شیعہ ہین اب مگر ان مین اتنے نہین پاک مشرب

بنا دین واخلاص وایمان یہی گر
ظہور امام زمان ہوگا کیون کر

۱۳

ہوا ختم احمد پہ دور نبوت مگر ختم ہونے نہ پائی شریعت
رہا خفیہ دنیا مین کار رسالت امامت کا ہے سلسلہ تا قیامت

ائمہ بھی ہین بانی شرع یکسر
امامت رسالت سے ہے بلکہ بڑھکر

عقیدہ ہے مومن کا اقرار رجعت کہ قبل از قیامت ہے اور اک قیامت
عیان غار سے ہونگے جس وقت حضرت کرین گے رسول خدا ان سے بیعت

امام زمان عجل اللہ فرجہ
جو رکھتے ہین احیاے موتیٰ کا درجہ

کرین گے زمانے مین مردون کو زندہ سزا کا بہت گرم بازار ہوگا
لیا جائے گا خوب اعدا سے بدلا مزا وہ چکھائین گے اعمال بد کا

عمر اور ابو بکر پر ہوگی سختی
کئی بار دی جاے گی ان کو سولی

تمھین غم نہین اپنے مجرمون کا شیعو | ہوا خون شبیر کفارہ سُن لو
ملین گے گنہ شیعون کے سنیون کو | روایت مین طینت کی تفصیل دیکھو

یقین کرو سارے گنہ مومنون کے
بدل جائین گے اورون کی نیکیون سے

نہین ہے کوئی مستحق[51] خلافت | جہان مین ائمہ کا حق ہے امامت
اگر غیر ہو مدعی حکومت | وہ ظالم ہے کافر سزاوار لعنت

ہے غاصب وہ علوی ہو یا فاطمی ہو
اسے واجب القتل جانو کوئی ہو

منافق ہین مرتد ہین سارے صحابہ | سب ازواج ملعون ہین الا خدیجہ
ہین مردود آل نبی جز ائمہ | وہ شیعہ نہین جو کرے اس مین شبہہ

صحیح[52] النسب صرف ہوتا ہے شیعہ
جو شیعہ نہین وہ زنا سے ہے پیدا

۱۴

یہ مضمون احادیث معصوم کا ہے | ائمہ نے ساتھ اسکے یہ بھی کہا ہے
کہ شیخین[53] کے حق مین قول خدا ہے | وہ گوسالہ یہ سامری بر جفا ہے

علی کی خلافت مین تکرار کرنا
ہے واللہ خالق کا انکار کرنا

جہنم مین مشہور[54] وادی سقر ہے | بہت گرم اور گندہ و پُر خطر ہے
وہان کوہ آتش فشان بر شرر ہے | بڑا غار ایک اس مین تاریک تر ہے

خدا کی پناہ اس مین ہے چاہ تیرہ
جو ہے آتش و بوئے بد کا ذخیرہ

ہے اک اژدہائے عظیم اسکے اندر | خبیث و خطرناک و موذی و پر شر
سب اشرار و کفار دوزخ کے یکسر | پنہ مانگتے ہین سدا اس سے یکسر

---

[51] صفحہ ۱۶۷ جامع الاخبار ۱۲ [52] صفحہ ۱۰ جامع الاخبار ۱۲ [53] جامع الاخبار صفحہ ۱۶۷
[54] صفحہ ۱۶۸ جامع الاخبار ۱۲

شکم میں ہین صندوق سات اسکے نہہان
ہے ہر ایک کے اندر اک بدتر انسان،

وہ قابیل و نمرود و فرعون موذی — کہ جس نے انام ربکم کی ندا دی،
یہودا یہود اور پولُس مسیحی، — گذشتہ امم کے ہین یہ پانچ باغی

محمدؐ کے اصحاب مین دو لشر ہین
ابو بکر اول ہین ثانی عمر ہین

بیان ہے جو قرآن مین کفار کی ذم — وہ فتنہ فساد اور عداوت کا عالم
وہ الحاد و کفر اور ہر جرم اعظم — وعید آخرت کی عذاب جہنم

انھین دونو کے حق مین وارد ہوا ہے
کلام خدا کا یہی مدعا ہے

یہ حیرت ہے قرآن انھی نے بنایا — جو کچھ چاہا اس مین گھٹایا بڑھایا
خلاف اپنے جو حصہ پایا جلایا — اور اسپر بھی ان کی سمجھ مین نہ آیا

زمانے مین قرآن کو مشہور کر کے
کیا تشت از بام عیبون کو اپنے

روایت[1] ہے کافی کی قرآن جو لیکر — ابو بکر کے پاس آئے تھے حیدر
مہاجر اور انصار تھے سب وہان پر — جو دیکھا تو پہلے ہی صفحہ کے اندر

معائب تھے ان سب کے مرقوم سارے
عمر ہو گئے سرخ غصہ کے مارے

کہا بس ضرورت نہین ہمکو اس کی — یہ سب ہجو ہے اور مذمت ہماری
علی لے گئے اپنا قرآن فوری — یہان رہ گئے دم بخود سب صحابی

کیا حکم پھر زید کو یہ عمر نے
کہ قرآن بنا دو اک اپنی طرف سے

ہوئی زید کو جبکہ اس سے فراغت — عمر کو دیا اور کہا سنیئے حضرت!

[1] تفسیر صافی مقدمہ ۱۲

15

علی نے جو دی اپنے قرآن کو شہرت
تو ہو جائے گی نقش باطل یہ محنت
عمر نے کہا قتل ہو جائیں حیدر
تو پھر اپنا مطلب بر آئے سراسر
عمر نے کیا جا کے خالد سے شوری
مگر کر سکے وہ نہ یہ کام پورا
عمر کی خلافت کا جب دور آیا
تو حضرت علی سے وہ قرآن مانگا
علی نے کہا ہو چکی ختم حجت
نہ دیکھو گے تم اب اُسے تا قیامت
رہے گا اماموں کے پاس اصل قرآن[1]
نہ پائے گا اسکی ہوا کوئی انسان
مگر ہون گے ظاہر جو مہدی ذیشان
کرین گے وہ اپنے زمانے مین اعلان
غضب کے ہین اے مومنو! یہ مصائب
امام اور قرآن دونون ہین غائب
سنو مستند اک حدیث پیمبر
سناتے ہین حالات آیندہ سرور
نہین ڈیڑھ سو سال کچھ فتنہ و شر
رہے گا مسلمانون کا حال بہتر
پھر آئے گی بعد اس کے اک سخت منزل
صدی تیسری ہو گی دشوار و مشکل
یہ سلمان نے پوچھا کہ کیا ہو گی حالت
کہا عام ہو جائے گا کذب و غیبت
رہے گی نہ باقی مساجد کی حرمت
پڑے گی خدا کی بہت تم پہ لعنت
کرو گے بہت پیروی خواہشون کی
ذرا تم کو نفرت زنا سے نہ ہو گی
بشکل زنان مرد ہون گے مزیّن
حیا و وفا و مروت کے دشمن
زبان چرب و نرم اور دل سنگ آہن
عدو دین و ایمان کے قرآن سے بدظن
نمازون مین تاخیر عمداً کرین گے
بہت چاہ نوشی کے خوگر بنین گے
قہوہ

[1] تفسیر لا یمسه الا المطهرون الآیہ ۵۳ صفحہ ۱۴۱ جامع الاخبار ۱۲

١٦

صدی ساتوین جبکہ ہوگی نمایان　　نظر آئین گے بھر تو کچھ اور سامان

جہان مین عیان دابّہ ہوگا ذیشان　　علی دابّہ ہین سنو اہل ایمان

اہم واقعہ سُنیئے اب اس صدی کا

کہ چھ سو اکھاسی ہین بیشک و شبہہ

بماہ صفر نکلین گے مہدی دین　　ظہور ان کا ہوگا بصد عز و تمکین

امام زمان قائم آل یٰسین　　جو شیعون کو دین گے حکومت کا آئین

مٹائین گے شوکت وہ عباسیون کی

انہی سے حکومت وہ برباد ہو گی

یہ احوال پیشین نبی کی زبان سے　　مطابق کرو واقعات جہان سے

وہ پہلی صدی گذری امن و امان سے　　مزین ہے ہفتم امام زمان سے

غلط ہون یہ اخبار ممکن نہین ہے

جو شک اس مین لائے وہ مومن نہین ہے

لگانا ہے قائم کا گر کھوج یارو!　　پتا ساتوین ہی صدی مین لگاؤ

زوال آل عباس کا ڈھونڈھتے ہو　　تو چشم یقین سے ہلاکو[2] کو دیکھو

جو علامۂ طوس[3] اور علقمی[4] کی

تبہ کن تھی سازش زمانہ مین مخفی

ہلاکو کو بغداد مین کھینچ لائی!　　قیامت اک اسلام و مسلم یہ ڈھائی

بلا ناگہانی خلافت پہ آئی!　　لرز اٹھی صدمہ سے جس کے خدائی

غرض جس کے ہاتھون یہ حالت ہوئی ہے

امام اور مہدی و قائم وہی ہے

---

[1] صافی تحت آیہ ویابی اللہ ان یتم نورہ ولو کرہ الکافرون [1] عن الاکمال ۱۲ [2] چنگیز خان کا پوتا مشہور بادشاہ جس نے ساتوین صدی مین خلافت بغداد اور اکثر اسلامی حکومتون کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ کردیا علقمی وزیر خلیفہ اور محقق طوسی کے اشارہ سے اس نے بغداد پر چڑھائی کی ۱۲ [3] مشہور فاضل محقق نصیر الدین طوسی شیعی [4] مؤید الدین علقمی، آخری خلیفہ عباسی مستعصم باللہ کا معتمد وزیر شیعہ ۱۲

یہ لکھتے ہین خود جو مورخ ہین شیعہ | کہ مخفی رہا علقمی کا عقیدہ
بس اکیس[۱] سال اُسنے کرکے تقیہ | خلیفہ پر اپنا جمایا تھا سکہ

محقق مشیر ہلاکو ہوے جب
تو سمجھے حدیث ائمہ کا مطلب

یہ ہے مومنو! حال ماضی جہان کا | نشان مل گیا تم کو اب بے نشان کا
کہان کا امام اور قرآن کہان کا | یہین ختم ہوتا ہے قصہ یہان کا

یہ دین[۱] وہ ہے اخفا مین جسکے ہی عزت
ہے اظہار و تبلیغ مین سخت ذلت

اُٹھائیگا مذہب کے رُخ سے جو پردہ | جو کھولے گا اسرار دین ائمہ
کرے گا جو دنیا مین ترک تقیہ | وہ ہے دشمن دین نہین ہے وہ شیعہ

ہے کافی[۲] مین صادق سے مروی یہ حجت
کہ دینا نہ اغیار کو دین کی دعوت

[۱] عن الصادق علیہ السلام انکم علی دین من کتمہ اعزہ اللہ ومن اذاعہ اذلہ اللہ وعنہ تارک التقیۃ کتارک الصلوٰۃ ۱۲ جامع الاخبار صفحہ ۱۲۔

[۲] عن فضیل بن یسار قلت لابی عبد اللہ اندعوالناس الی ھذا الامر فقال لا یا فضیل الخ کتاب التوحید خاتمہ باب ۳۵۔ ایضاً لا تدعوا احدا الی امرکم الخ ومن اذاع علینا شیئا من امرنا فھو کمن قتلنا۔ باب الاذاعۃ کتاب الکفر والایمان۔ کافی وکتاب التوحید باب ان الھدایۃ من اللہ۔

تمام شد

از مدیر النجم عفا اللہ ربہ

حامداً و مصلیاً و مسلماً ۵

اس مسدس کو اس ناچیز نے دیکھا اور پسند کیا حق تعالیٰ جزاے خیر دے واقعات جو نظم کیے ہین سب صحیح ہین اور شیعون کے کتب معتبرہ مین مذکور مین۔ واقعی شیعون کے مسالہ امامت نے دنیا مین عجیب عجیب کرشمے دکھائے ہین صحابہ اور اہل بیت مین لڑائی اسنے قائم کی ائمہ کو تقیہ باز اس نے بنایا باہم امامون اور امام زادون مین نزاع اور اختلاف اس نے ڈلوایا قرآن کو محرف اس نے قرار دیا رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت و دلائل نبوت خاص کر ختم نبوت کا انکار اس نے کرایا غرض کہ دین اسلام کے برباد کرنے مین کوئی دقیقہ اس مسالے نے اٹھا نہین رکھا اور کوئی ناکردنی ایسی نہ تھی جسکو انجام تک نہین پہونچایا اسی لیے حضرات شیعہ اس مسالہ کو نہایت مقدس سمجھتے ہین اور اپنے لیئے "امامیہ" کا لقب بہت پسند کرتے ہین۔

مذہب شیعہ کے دوسری پاک اور پاکیزہ تعلیمات کو چھوڑ کر صرف اسی مسالہ امامت کو اگر کوئی شخص غائر نظر سے دیکھے اور اسکے مختلف اثرات و نتائج پر نظر ڈالے اور کتب شیعہ مین اس مسالے کی توضیحات کو دیکھے تو یقیناً اسکو مذہب شیعہ کے مصنفون کی نیت کا بخوبی پتہ چل سکتا ہے اور اسکو معلوم ہو سکتا ہے کہ جس طرح اور فرق اسلامیہ غلط فہمی کا شکار ہوئے ہین یہ حال بانیان مذہب شیعہ کا نہین ہے وہ کسی غلط فہمی کا شکار نہین ہوے بلکہ اُنھون نے خود دوسرون کے شکار کرنے کے لیے یہ دام بچھایا ہے ؎

صیاد نے لگائے ہین پھندے کہان کہان

سارے پتہ عیان ہین اسی سبز باغ مین

النجم کی لگاتار اور مسلسل کوششون کے بعد بھی اگر کوئی شخص مذہب شیعہ کی حقیقت سے ناواقف رہے تو واقعی اس نے اپنے اوپر بڑا ظلم کیا۔

تمام باخبر اصحاب جانتے ہین کہ حسب ذیل مسائل بہترین دلائل اور مختلف عنوانات اور متعدد تعبیرات کے ساتھ دنیا کے سامنے پیش ہو چکے ہین۔

۱۹

(۱) شیعوں کا ایمان قرآن مجید پر نہیں ہے نہ ہو سکتا ہے (دیکھو کتب ذیل شکست عظیم برائے اعدائے قرآن کریم۔ تنبیہ الحائرین آلآدل من آلمائتین ہر چہار نمبر)

(۲) مذہب شیعہ کی تعلیمات کو قرآن مجید سے سخت مخالفت ہے۔ روایات مین تو شیعوں کو کچھ گنجائش مل جاتی ہے مگر قرآن مجید کے مقابلہ مین اس مذہب کا مغلوب ہونا ایک عبرتناک منظر ہے (دیکھو ہماری تفسیرین آیات قرآنیہ کی)

(۳) کوئی شیعہ اپنا ایمان رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت اور خاصکر ختم نبوت پر ثابت نہین کر سکتا۔

(۴) کوئی شیعہ اپنے مذہب کی رو سے یہ نہین بتا سکتا کہ آل رسول کون لوگ ہین اور اہل بیت رسول کون لوگ ہین۔

(۵) کوئی شیعہ اپنے مذہبی اصول کی رو سے یہ نہین بتا سکتا کہ حضرت علی اور دوسرے ائمہ کا مذہب کیا تھا سُنی یا شیعہ ہونا تو درکنار — ان کا مسلمان ہونا بھی ثابت نہین ہو سکتا۔ یہ اور اس قسم کے اور بھی بہت سے مسائل عام فہم عبارت مین مدلل و مفصل النجم مین شائع ہو چکے ہین کیا کوئی شیعہ کہہ سکتا ہے کہ ان کے کسی مجتہد نے کوئی جواب ان کا دیا یا ان کی طرف سے کوئی شافی جواب ان کا شائع ہوا یا کم از کم کوئی شیعہ ان مسائل کے تشفی بخش جواب کے لئے بے چین ہو کر اپنے کسی مجتہد کے پاس گیا۔ حاشا ثم حاشا ہرگز نہین کہہ سکتا۔

لہذا اب مطلع بالکل صاف ہے آنکھ والے دیکھین اور کان والے سُنین۔

وما علینا الا البلاغ

۲۰

قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ

ترجمہ تحقیق دشمنی خود انکے منہ سے ظاہر ہو گئی اور جو کچھ انکے سینون نے پوشیدہ رکھا ہے بہت بڑھکر ہے

الحمد للہ تعالے

مذہب شیعہ کے دو سو منتخب مسائل کے سلسلہ کا پہلا رسالہ ہدایت انتقالیہ موسوم بہ

الاول من المأتين على المنحرف عن الثقلين

ملقب بہ

اقامة البرهان على ان الشيعة اعداء القرآن

جس مین ثابت کیا گیا ہے کہ تشیع کی بنیاد عداوت قرآن پر ہے اور کسی شیعہ کا ایمان قرآن پر نہیں ہو سکتا ہے

نمبر اول

باہتمام کارپردازان صحیفہ انجم عمدۃ المطابع لکھنؤ مین چھپکر دوبارہ انجم سے علیحدہ شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلحمدُ للہِ وکفیٰ وَالصّلوٰۃُ وَالسّلامُ علیٰ نبیہ المُصطفیٰ وعلیٰ اٰلہٖ اُولی المجدِ وَالعُلیٰ

حق تعالیٰ کا سب سے بڑا انعام ہم اہل سنت وجماعت پر یہ ہے کہ اُس نے محض اپنے فضل وکرم سے ہمین اپنی مقدس کتاب قرآن مجید کا شیدا بنایا اور اُس پاک کتاب کی جو جو خدمتین لینا تھین بلا شرکت غیرے ہمین سے لین۔ اس کی حفاظت کا جو وعدہ فرمایا تھا اُس وعدہ کے پورا کرنے کا بھی آلہ ہمین کو بنایا۔ قرآن مجید کے دشمنون کے مقابلہ مین ہمین کو کھڑا کیا اور ہمارے ہی ہاتھون سے انکی تمام کوششون کو رائگان کرا دیا۔ یہ نعمت ہمین بہترین انبیا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام کے طفیلی بننے سے ملی اس خوان نعمت کے اصلی مہمان تو وہی تھے اُن کے سوا اس خوان نعمت سے جسکو جو کچھ ملا اُن کے طفیل مین ملا۔

فکن طفیلیھم علیٰ ادب فلا ادریٰ شافعاً سوی الادب

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ مذہب شیعہ کے دو سو مسائل کا سلسلہ جس کا مینے وعدہ کیا تھا شروع ہو گیا اور یہ اُس سلسلہ کا پہلا رسالہ ہی۔

اگرچہ یہ بات اب پوری روشنی مین آچکی ہے کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر قطعاً نہین ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔ اس مسئلہ پر متعدد کتابین بھی مین لکھ چکا ہون جن مین میری آخری تصنیف تنبیہ الحائرین ہی جو حائری صاحب مجتہد پنجاب کے مقابلہ مین لکھی گئی ہے ایک لاجواب اور جامع کتاب ہے۔ اس مسئلہ پر امروہہ مین مجھ سے ایک

بڑے معرکہ کا مناظرہ بھی ہوا، اس کی روداد بھی اُسی زمانہ مین شائع ہو چکی، لہذا
اب حاجت نہ تھی کہ اس مسائلہ پر کوئی اور کتاب لکھی جائے۔ لیکن مسلمانون کی نظر
مین چونکہ قرآن کریم پر ایمان نہ ہونے کی برابر کوئی عیب نہیں ہو سکتا اور مذہب شیعہ
کی سب سے پہلی اور سب سے زیادہ قابل نفرت چیز یہی ہے اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ یہ دسوہ
مسائل کا سلسلہ جو انشاء اللہ تعالیٰ اس مذہب کا نہایت کامل فوٹو ہوگا اس مسائلہ سے
خالی نہ رکھا جائے۔

اس رسالہ مین اختصار سے کام لیا گیا ہے تفصیل کا شوق ہو تو میری دوسری
تصنیفات کو دیکھنا چاہیئے۔

واضح رہے کہ قرآن شریف کی عداوت ہی پر مذہب شیعہ کی بنیاد ہے جس شخص نے
غور اور انصاف کے ساتھ مذہب شیعہ اور اُسکی کتب اصول و فروع کا مطالعہ کیا ہے
وہ خوب جانتا ہے کہ اس مذہب کی رگ رگ مین قرآن کریم کی عداوت بھری ہوئی ہے۔
اس مذہب کے تیز طبع مصنفون نے قرآن شریف کے مشکوک و ناقابل اعتبار بنانے کیلئے
عجیب عجیب کارروائیان کی ہین کہ ان کو دیکھکر حیرت ہوتی ہے۔ اِن کارروائیون کا ایک
نمایان حصہ انشاء اللہ تعالیٰ اس سلسلہ کے چار نمبرون مین ہدیۂ ناظرین ہوگا اور یہ چارون
نمبر ملکر پہلا رسالہ کامل ہوگا۔ ہر نمبر ۱۶ صفحہ کا ہوگا۔ یہ پہلا نمبر ہے اِس مین قرآن شریف پر
شیعون کا ایمان نہ ہونے اور نہ ہو سکنے کا بیان ہے۔

شیعون کا ایمان قرآن شریف پر کیون نہیں ہے؟ اور کیون نہیں ہو سکتا؟ اس کے
وجوہ تو بہت ہین مگر وہ تین وجہین جو امروہہ کے مناظرہ مین پیش ہوئین بہت کافی ہین
اس وقت اُنھین تین وجہون کو کچھ اختصار اور کچھ توضیح کے ساتھ ذکر کیا جاتا ہے۔

قرآن شریف پر شیعون کا ایمان نہ ہونے کی پہلی وجہ

مذہب شیعہ کی نہایت ضروری تعلیم جس کو ان کے مذہب کا پہلا سبق کہنا چاہیئے
یہ ہے کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے تمام اصحاب کرام کو جھوٹا مانا جائے تینون خلیفہ اور

اُن کے بیشمار ساتھیون کو بھی اور حضرت علیؓ اور اُن کے تین چار ساتھیون کو بھی - رسول رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم جب اس دنیا سے تشریف لیگئے تو تقریباً ایک لاکھ چودہ ہزار صحابی یا بالفاظ دیگر اپنے شاگرد یا بالفاظ دیگر اپنی نبوت و دلائل نبوت کے گواہ دنیا مین چھوڑ گئے تھے۔ شیعہ مذہب اس تمام جماعت کو جھوٹا مانتا ہی۔ اس مقدس جماعت مین شیعون نے دو گروہ قائم کئے ہین۔ ایک گروہ تینون خلیفہ اور اُن کے ساتھیون کا یہ گروہ بڑا گروہ ہے۔ دوسرا گروہ حضرت علیؓ اور اُن کے ساتھیون کا۔ اس گروہ مین گنتی کے پانچ آدمی بتلاتے ہین۔ علیؓ ابوذر۔ مقداد۔ سلمان فارسی۔ عمار بن یاسر۔ شیعون کا بلا اختلاف یہ عقیدہ ہے کہ یہ دونون گروہ جھوٹے تھے۔ پہلے گروہ کے جھوٹ کا نام انھون نے اپنی اصطلاح مین نفاق رکھا ہے اور دوسرے گروہ کے جھوٹ کا نام تقیہ رکھا ہے۔ یعنی پہلا گروہ جھوٹ تو بولتا تھا مگر جھوٹ بولنے کو عبادت نہین جانتا تھا اور دوسرا گروہ جھوٹ بولنے کو اعلیٰ درجہ کی عبادت اعلیٰ درجہ کا فرض اعلیٰ درجہ کا کار ثواب سمجھتا تھا۔

پس اب انصاف سے بتاؤ کہ جو فرقہ تمام صحابہ کرام کو جھوٹا جانتا ہو اور اُنمین سے ایک شخص کو بھی سچا نہ مانتا ہو کیا اُس کا ایمان قرآن شریف پر ہوسکتا ہے؟ حاشا ثم حاشا ہرگز نہین ہوسکتا!

کیونکہ قرآن شریف بلکہ دین کی ہر چیز اسی جماعت کے ذریعہ سے اُسی کی نقل و روایت سے ہم کو اور ساری دنیا کو ملی اور ظاہر بلکہ بدیہی ہے کہ جھوٹے کی بات پر اعتبار نہین ہوسکتا یقین ہونا تو بڑی بات ہے۔ لہذا صاف ظاہر ہوگیا کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآن کریم پر نہین ہوسکتا۔

تینون خلیفہ کو خلیفہ برحق نہ ماننے کا آخری نتیجہ یہی ہے جو شیعون کو مبارک رہے کیا خوب لکھا ہی حضرت مولانا الشیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے ازالۃ الخفا کے دیباچہ مین کہ "بعلم الیقین دانستہ شد کہ اثبات خلافت این بزرگواران اصلے ست از اصول دین تاوقتیکہ این اصل را محکم نگیرند ہیچ مسئلہ از مسائل شریعت متاصل نشود" پھر فرماتے ہین "ہر کہ در شکستن این اصل سعی میکند بحقیقت ہدم جمیع فنون دینیہ میخواہد"

قرآن شریف پر شیعون کا ایمان نہونیکی دوسری وجہ

اس وجہ مین تین باتین قابل لحاظ ہین - (۱) تمام شیعہ اس بات پر متفق ہین اور کچھ علمائے اہل سنت بھی اس بات کے قائل ہین کہ یہ قرآن شریف جواس وقت دنیا مین موجود ہی اور ہر وقت یہی قرآن مجید مسلمانون کے پاس رہا یہ قرآن خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے اہتمام وانتظام سے جمع ہوا اور انھین کے ذریعہ سے تمام عالم مین پھیلا (۲) اس قرآن کی کوئی قابل وثوق تصدیق شیعون کی کتابون مین اُن کے ائمہ معصومین سے منقول نہین (۳) حضرات خلفائے ثلثہ رضی اللہ عنہم کے متعلق شیعون کا بلا اختلاف یہ اعتقاد ہے کہ وہ نہ صرف مخالف دین بلکہ (معاذ اللہ) دشمن دین تھے اور خلاف فطرت سازش کرنے مین ایسے مشاق تھے کہ ناممکن کامون کو بھی بہ آسانی کرڈالتے تھے، ہزارون مختلف المزاج مختلف الاغراض اشخاص کا کسی جھوٹی بات پر متفق کر دینا یا کسی عام الوقوع واقعہ کا منکر بنا دینا عقلاً محال عادی ہے مگر یہ تینون خلیفہ ایسی مافوق الفطرت طاقت رکھتے تھے کہ اس محال عادی کو بھی نہایت آسانی اور نہایت خوبی کے ساتھ کر کے دکھا دیا، مثلاً رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بار بار بیشمار آدمیون کے سامنے خصوصاً غدیر خم مین حضرت علیؑ کی خلافت اور ولی عہدی کا اعلان دیا اور اس اعلان کے تھوڑے ہی دنون بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی، خلفائے ثلثہ نے ان تمام بے شمار آدمیون کو اس واقعہ کے انکار پر متفق کر دیا اور سب سے کہلوا دیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی خلافت کا اعلان نہین کیا اور اسی قسم کے ہزارون واقعات ہین، علاوہ اس مافوق الفطرت طاقت کے تینون خلیفہ ایک بڑی پُر شوکت وباقوت سلطنت اور بڑے باعظمت تاج وتخت کے مالک بھی رہے -

ان تینون باتون کو غور کرنے کے بعد انصاف سے بتاؤ کہ قرآن مجید کا کیا اعتبار رہ گیا، دین کی اتنی بڑی چیز اس دین کے دشمن کے ہاتھ سے ملے اور دشمن بھی کیسا طاقتور اور پھر اس کے بعد کاذب خائن بھی ہو کسی دوسرے ذریعہ سے اس چیز کی تصدیق بھی نہ ہو تو کیا

وہ چیز لائق اعتبار ہوسکتی ہے اور کسی طرح یہ اطمینان ہوسکتا ہے کہ اس دشمن نے اس مین کچھ تصرّف نہ کیا ہوگا؟ حاشا ثم حاشا ہرگز نہین!

وہ زمانہ تو بالکل آغاز اسلام کا تھا اُس وقت پریس وغیرہ بھی نہ تھے، آج اگر کوئی یہودی یا آریہ قرآن شریف لکھکر فروخت کرے تو کوئی مسلمان اس پر اعتبار نہ کرے گا نہ اسکو خریدے گا تاوقتیکہ کسی معتبر حافظ کو دکھلا کر یا کسی صحیح نسخہ سے مقابلہ کرکے اطمینان نہ کرلے۔

پس معلوم ہوا کہ کسی شیعہ کا ایمان قرآن شریف پر نہین ہوسکتا

قرآن شریف پر شیعون کے ایمان نہونیکی تیسری وجہ

اِس تیسری وجہ مین چند باتین قابل لحاظ ہین۔

(۱) شیعون کی نہایت معتبر کتابون مین زائد از دو ہزار روایات أئمہ معصومین سے منقول ہین کہ اس قرآن شریف مین پانچ قسم کی تحریف قرآن کے جمع کرنے والے صحابہ نے کردی۔ قرآن کی آیتین اور سورتین بکثرت نکال ڈالین۔ اپنی طرف سے عبارتین بناکر قرآن مین بڑھادین۔ قرآن کے الفاظ بدل دیئے۔ قرآن کے حروف بدل دیئے۔ قرآن کی ترتیب اُلٹ پلٹ کردی۔ قرآن مین ترتیب چار قسم کی ہے اوّل ترتیب سورتون کی دوم ترتیب آیتون کی سوم ترتیب الفاظ کی چہارم ترتیب حروف کی، ان چارون قسم کی ترتیب کے خراب ہوجانے کا بیان روایات شیعہ مین ہے۔

(۲) علمائے شیعہ نے ان روایات تحریف قرآن کے متعلق تین باتون کا اقرار کیا ہے۔ اوّل یہ کہ یہ روایات متواتر ہین اور ان کی تعداد مسائل امامت کی روایات سے کم نہین ہے۔ دوم یہ کہ یہ روایات تحریف قرآن پر صراحۃً دلالت کرتی ہین۔ سوم یہ کہ انھین روایات کے مطابق شیعہ تحریف قرآن کے معتقد بھی ہین۔

(۳) کتب شیعہ مین أئمہ معصومین سے کوئی روایت تحریف قرآن کے خلاف منقول نہین ہے۔ یہ بات بہت نتیجہ خیز ہے کہ مذہب شیعہ مین اختلاف روایات کی حالت یہ ہے کہ

علماے شیعہ کی جان ضیق مین ہے شیعون کے مجتہد اعظم مولوی دلدار علی نے اساس الاصول مین اور اُن سے پہلے شیخ الطائفہ ابو جعفر طوسی نے تہذیب و استبصار کے شروع مین لکھدیا ہے کہ ہمارے امامون سے کوئی حدیث ایسی منقول نہین جس کے خلاف دوسری حدیث نہ ہو۔ کوئی مسئلہ ہمارے یہان ایسا نہین جس مین ائمہ معصومینؑ مختلف اقوال نہ روایت کئے گئے ہون یہان تک کہ ہماری احادیث ور وایات کے اس اختلاف کو دیکھکر بہت لوگ مذہب شیعہ سے پھر گئے، مولوی دلدار علی نے اساس الاصول مین یہان تک لکھدیا کہ اے شخص اگر تو ہمارے ائمہ معصومین کے اختلاف کو دیکھے تو ابو حنیفہ شافعی کے اختلاف سے بدرجہا زائد پائیگا المختصر جس مذہب مین اختلاف روایت کی یہ حالت ہوا نتہا یہ کہ مسئلہ امامت[۲] و عصمت امام کا مسئلہ بھی اختلاف سے نہ بچا ہو۔ مگر تحریف قرآن کے مسئلہ مین کوئی مخالف روایت اُس کی کتابون مین نہ ملے۔ العجب کل العجب۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ مصنفین مذہب شیعہ کا اصل مقصد قرآن کریم کو مشکوک و مجروح کرنا تھا۔ عداوت قرآن ہی نے اس انوکھے مذہب کی تصنیف پر اُن کو آمادہ کیا اس لئے تحریف قرآن کے مسئلہ مین سب متفق ہو گئے۔ کوئی مخالف روایت کسی نے نہ گڑھی اس مرکز پر سب جمع ہو جاتے ہین اور سب ایک ہی بولی بولتے ہین۔

(۴) شیعون کے علمای متقدمین اصحاب ائمہ سفرای امام غائب ان سفرا کے اصحاب عقیدۂ تحریف قرآن کے معتقد ہین اور اس عقیدہ مین کسی نے اختلاف نہین کیا۔ مسئلہ امامت مین اختلاف ہو خود اصحاب ائمہ مین بعض لوگ امام کے معصوم ہونے کے قائل ہون بعض عصمت امام کا انکار کرین لیکن عقیدہ تحریف قرآن مین سب باہم متفق ہین! عبرت کی آنکھ سے دیکھو تو بڑی بات ہے۔

---

[۱] اصل عبارت اساس الاصول کی مناظرہ امروہہ مین پیش ہو چکی ہے جس نے مناظر شیعہ کو بدحواس کر دیا تھا اور اس سلسلہ مین آیندہ کسی رسالہ مین پھر نقل کی جائے گی۔ ۱۲

[۲] مسائل امامت کے اختلافات انشاء اللہ آیندہ دکھائے جائین گے۔ ۱۲

(۵) قدمای شیعہ مین گنتی کے صرف چار شخص[۱] تحریف قرآن کے منکر ہین اوّل[۱] شریف مرتضیٰ دوم[۲] شیخ صدوق سوم[۳] ابوجعفر طوسی چہارم[۴] ابوعلی مصنف تفسیر مجمع البیان۔ اِن چار کے سوا کوئی پانچوان شخص منکر تحریف نہین بتایا جا سکتا۔

یہ چارون اشخاص انکار تحریف کی سند مین کوئی روایت امام معصوم کی نہین پیش کرتے صرف چند[۲] عقلی باتین پیش کرتے ہین وہ بھی ایسی کہ مذہب اہل سنت کی بنا پر تو ٹھیک ہین مگر اصول شیعہ پر کسی طرح درست نہین۔ ان چارون اشخاص کی یہ روش دیکھکر صاف معلوم ہوتا ہے کہ اُن کا انکار محض از راہ تقیہ ہے ورنہ پھر یہ غلط ہو جائیگا کہ مذہب شیعہ کی بنیاد آئمہ معصومین کی تعلیم پر ہے۔

ان چارون باتون کو ملحوظ رکھکر اب پانچون قسم کی تحریف کی روایتین اور تینون اقرار علمائے شیعہ کے ملاحظہ کیجئے۔ انجمن کے مناظرہ حصہٴ اول اور روئداد مباحثہ امروہہ علی الخصوص تنبیہ الحائرین مین ایک بڑا ذخیرہ اِن روایات کا موجود ہے۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے یہان نمونہ کے طور پر ہر قسم کی تین تین روایتین پیش کی جاتی ہین۔

---

(۱) علمائے شیعہ کو جب سنیون کی بے پناہ گرفت سے جان بچانے اور اپنے مسلمان ثابت کرنے کی ہوس خام پیدا ہوتی ہے تو انھین چار مین سے کسی نہ کسی کا قول پیش کر دیتے ہین۔ ناواقف شخص دھوکا کھا جاتا ہے۔ بہت سے علمائے اہل سنت ہین جو اس دھوکے مین آ گئے اور لکھ گئے کہ سب شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہین ہین، خوب یاد رکھنا چاہیئے کہ ان چار شخصون کا قول مذہب شیعہ مین ہرگز شمار نہین ہو سکتا، کیا اگر کوئی مرزائی کہے کہ مین مرزا غلام احمد کو نبی بھی نہین مانتا، مجدد بھی نہین جانتا، یا کوئی خارجی کہے مین حضرت علیؓ سے محبت رکھنا ضروری سمجھتا ہون تو اس کا یہ قول قابل قبول ہوگا ۱۲

(۲) مثلاً یہ کہ قرآن معجزۂ نبوت ہے اور صحابہ کرام محافظ قرآن تھے اور بے نظیر توجہ اور اہتمام حفاظت قرآن مین انھون نے کیا۔ وغیرہ وغیرہ ۱۲

قرآن شریف کی آیتون اور سورتون کے نکال ڈالنے کی روایات

(۱) اصول کافی صفحہ ۲۶۴ مین ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال نزل جبریل علیہ السلام علی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ بھذہ الآیۃ ھکذا - یا ایھا الذین اوتوا الکتب امنوا بما نزلنا فی علی نورا مبینا

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہو کہ انھون نے فرمایا جبریل نے محمد صلے اللہ علیہ وآلہ پر یہ آیت اِس طرح اُتاری تھی۔ اے اہل کتاب ایمان لاؤ اُس پر جو علی کے بارہ مین ہم نے روشن نور اُتارا ہو۔

ف یہ آیت اب قرآن شریف مین یون ہو۔ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اُوْتُوا الْکِتٰبَ اٰمِنُوْا بِمَا نَزَّلْنَا مُصَدِّقًا لِّمَا مَعَکُمْ مطلب اسکا یہ ہو کہ اے اہل کتاب قرآن پر ایمان لاؤ جو تمھاری کتب سماوی کی تصدیق کرتا ہو۔ مگر شیعون کے امام جعفر صادق فرماتے ہین کہ آیت مین فی علی نورا مبینا کے الفاظ بھی تھے ان الفاظ کے ساتھ آیت کا مطلب یہ ہوا کہ اے اہل کتاب علی کی فضیلت اور امامت پر ایمان لاؤ مصنف نصیحۃ الشیعہ رحمۃ اللہ علیہ کو اس روایت پر تعجب ہو فرماتے ہین "یہ عجیب بات ہو کہ اہل کتاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن کو تو مانتے نہ تھے جو سب سے مقدم ہو با این ہمہ امامت کا مسئلہ اُنکے سامنے پیش ہو گیا اور کل قرآن پر ایمان لانے کا حکم نہ ہوا فقط اُن آیات پر ایمان لانے کا حکم ہوا جو علی کے باب مین ہین" یہ حقیر کہتا ہے کہ تعجب کی کوئی بات نہین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت اور قرآن کا سب پر مقدم ہونا شیعون کا مذہب نہین ہو۔ شیعون کے یہان تو حضرت علی کی فرضی امامت بلکہ زرارہ و ابو بصیر کی جعلی روایات پر سب کچھ قربان ہے۔

(۲) اصول کافی صفحہ ۶۷۱ مین ہے۔

عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال ان القرآن الذی جاء بہ جبریل علیہ السلام الی محمد صلی اللہ علیہ وآلہ سبعۃ عشر الف آیۃ

امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہو کہ انھون نے فرمایا جو قرآن جبریل محمد صلی اللہ علیہ وآلہ کے پاس لائے تھے اُس مین سترہ ہزار آتین تھین۔

ف اب قرآن شریف مین چھ ہزار چھ سو سولہ آیتین ہین۔ شیعون کے امام جعفر صادق کے ارشاد عالی سے معلوم ہوا کہ دس ہزار تین سو چوراسی آیتین نکال ڈالی گیئین حساب سے اندازہ ہوتا ہو کہ اصلی قرآن

مین چالیس پچاس پارہ ہونگے۔ مشہور ہے کہ شیعہ چالیس پارہ قرآن کے قائل ہین اسکی بنیاد غالباً یہی روایت ہے
مین نے پٹنہ مین خدابخش خان کے مشہور کتبخانہ مین ایک جعلی قرآن قلمی شیعون کا لکھا ہوا چالیس پارہ کا
بچشم خود دیکھا ہے۔

(۴۳) کتاب احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران مین صفحہ ۱۱۹ سے لیکر صفحہ ۱۴۳ تک ایک طولانی روایت
حضرت علی سے منقول ہے۔ ایک زندیق نے کچھ اعتراضات قرآن شریف پر کئے تھے ان اعتراضات
کا جواب اس روایت مین ہے۔ قریب قریب ہر اعتراض کو حضرت علی نے تسلیم کر کے جواب یہ دیا ہے کہ
قرآن مین تحریف ہوگئی۔ اس روایت کے چند مقامات جو کمی سے تعلق رکھتے ہین حسب ذیل ہین۔

واما ظهورك على تناكر قوله فان خفتم الا تقسطوا فى اليتامى فانكحوا ما طاب لكم من النساء۔ وليس يشبه القسط فى اليتامى نكاح النساء فهو مما قدمت ذكره من اسقاط المنافقين من القرآن وبين القول فى اليتامى وبين نكاح النساء من الخطاب والقصص اكثر من ثلث القرآن وهذا وما اشبهه مما ظهرت حوادث المنافقين فيه لاهل النظر والتامل ووجد المعطلون واهل الملل المخالفين للاسلام مساغا الى القدح فى القرآن

اور اے زندیق تجھ کو جو یہ معلوم ہوا کہ الا تقسطوا فی الیتامے فانکحوا ما طاب لکم من النساء بے ربط ہے یتیمون کے حق مین بے انصافی عورتون سے نکاح کر لینے کے ساتھ کچھ ربط نہین رکھتی۔ تو جواب یہ ہے کہ یہ مقام بھی انھین مقامات مین سے ہے جن کا ذکر مین نے پہلے کیا کہ منافقون نے قرآن سے بہت کچھ نکال ڈالا فی الیتامیٰ اور فانکحوا کے درمیان مین احکام اور قصے تھے ایک تہائی قرآن سے زیادہ تھے (وہ سب یہان سے نکال دیئے گئے لہذا مضمون بے ربط ہو گیا) اور یہ اور اس قسم کے بہت سے مقامات ہین کہ صاحبان نظر کو منافقون کا تصرف محسوس ہو جاتا ہے مگر مخالفین اسلام کو قرآن پر اعتراض کرنے کا موقع مل گیا۔

لطف یہ ہے کہ جناب امیر نے اس روایت مین جابجا قرآن مین تحریف بتائی قرآن کے گھٹانے بڑھانے کا ذکر
فرمایا مگر مقامات تحریف کو معین نہ کیا اور کہا کہ تقیہ مجھے اِس سے روکتا ہے۔ اصل عبارت یہ ہے۔

ولو شرحت لك كل ما اسقط وحرف وبدل

اور اگر اے زندیق مین تجھ سے تمام وہ مضامین جو قرآن سے

مما يجرى هذا المجرى لطال وظهر ما تحظر التقية اظهاره

نکال دیئے گئے اور تحریف و تبدیل کرئیے گئے اور اسی قسم کے تصرفات کئے گئے بیان کرون تو طول ہوگا اور تقیہ جس چیز سے منع کرتاہے وہ ظاہر ہوجائیگی۔

قرآن شریف مین انسانی کلام بڑھائے جانے کی روایات

(۱) اسی کتاب احتجاج کی روایت مذکورہ مین ہے کہ اُس زندیق سے جناب امیر نے فرمایا۔

والذی بدا فی الکتاب من الازراء علی النبی صلی الله علیه واله من فریة الملحدین

قرآن مین جو بُرائی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی ہے وہ ملحدون کی افترا کی ہوئی ہے۔

ف شیعون کے جناب امیر کے نزدیک اس قرآن مین نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی بُرائی ہی نعوذ باللہ۔ شیعہ اس قسم کی روایات کی تصنیف پر مجبور رہتے کیونکہ جیسے اعتراضات وہ صحابہ کرام پر کرتے ہین ویسے اعتراضات بلاشبہہ قرآن شریف سے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیار علیہم السلام پر ہو سکتے ہین مگر اہل ایمان کے نزدیک قرآن کریم مین رسول خدا صلی اللہ علیہ سلم کی بے نظیر عظمت و جلالت کا بیان ہے بُرائی کا نام ونشان بھی نہین۔

نیز اسی روایت مین ہے کہ جناب امیر نے فرمایا۔

انهم اثبتوا فی الکتب مالم یقله الله لیلبسوا علی الخلیقة

جامعین قرآن نے مخلوق کو دھوکا دینے کے لئے وہ باتین قرآن مین بڑھادین جو اللہ نے نہ فرمائی تھین۔

نیز اسی روایت مین ہے۔

ولیس یسوغ مع عموم التقیة التصریح باسماء المبدلین ولا الزیادة فی اٰیاته علی ما اثبتوه من تلقاهم فی الکتب لما فی ذلک من تقویة حجج اهل التعطیل والکفر والملل المنحرفة عن قبلتنا وابطال هذا العلم الظاهر الذی قد استکان له الموافق والمخالف

تقیہ کی ضرورت اِس قدر ہی کہ نہ مین ان لوگون کے نام بتا سکتا ہون جنھون نے قرآن مین تحریف کی نہ اس زیادتی کو بتا سکتا ہون جو انھون نے قرآن مین اپنی طرف سے بڑھائی جس سے اہل تعطیل واہل کفر اور مذاہب مخالفین اسلام کی تائید ہوتی ہی اور اس علم ظاہر کا ابطال ہوتا ہے جس کے موافق مخالف سب قائل ہین۔

نیز اسی روایت مین ہی کہ جناب امیر نے جمع قرآن کا قصہ اس زندیق سے یون بیان فرمایا۔

ثم دفعهم الاضطرار بورود المسائل عما لا يعلمون تاويله الى جمعه وتاويله وتضمينه من تلقائهم ما يقيمون به دعائم كفرهم فصرخ مناديهم من كان عنده شئ من القرآن فليأتنا به ووكلوا تاليفه ونظمه الى بعض من وافقهم الى معاداة اولياء الله فالفه على اختيارهم

پھر جب ان منافقون سے وہ مسائل پوچھے گئے جنکو وہ نہ جانتے تھے تو وہ مجبور ہوئے کہ قرآن کو جمع کرین اُسکی تفسیر کرین اور اپنی طرف سے وہ باتین قرآن مین بڑھائین جنسے انکے کفر کے ستون قائم ہون لہذا انکے منادی نے اعلان دیا کہ جسکے پاس کچھ حصہ قرآن کا ہو وہ ہمارے پاس لے آئے اور ان منافقین نے قرآن کی جمع و ترتیب کا کام اُس شخص کے سپرد کیا جو دوستان خدا کی دشمنی مین انکا ہمخیال تھا اُسنے اُنکی پسند کے موافق قرآن کو جمع کیا۔

پھر اسی مضمون کے سلسلہ مین جناب امیر نے فرمایا۔

وزادوا فيه ما ظهر تناكره وتنافره

اور بڑھادین انھون نے قرآن مین وہ باتین جنکا خلاف فصاحت ہونا اور قابل نفرت ہونا ظاہر تھا۔

ف شیعون کے جناب امیر کے ان ارشادات سے معلوم ہوا کہ یہ قرآن جو ہمارے پاس ہی دین کی کتاب نہین ہی بلکہ اس سے کفر کے ستون قائم ہوتے ہین۔ مذاہب باطلہ کی تائید ہوتی ہی اور اُس مین خلاف فصاحت و بلاغت عبارتین بھی ہین۔ استغفر اللہ۔

(۲) تفسیر صافی مین تفسیر عیاشی سے منقول ہے کہ امام باقر علیہ السلام نے فرمایا۔

لولا انه زيد فى القرآن ونقص ما خفى حقنا على ذى حجى

اگر قرآن مین کچھ بیشی نہ کی گئی ہوتی تو ہمارا حق کسی عقلمند پر پوشیدہ نہ ہوتا۔

قرآن شریف کے الفاظ بدلے جانے کی روایتین

(۱) اصول کافی صفحہ ۲۶۸ مین ہے۔

قرأ رجل عند ابى عبد الله عليه السلام قُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ فقال ليس هكذا نزلت انما هى والمأمونون

ایک شخص نے امام جعفر صادق کے سامنے یہ آیت پڑھی قُلِ اعْمَلُوا فَسَيَرَى اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَالْمُؤْمِنُوْنَ تو امام نے فرمایا اس طرح نہین نازل ہوئی مومنون کے

فنحن المامونون | بجاے مامونون کا لفظ تھا اور مامونون ہم لوگ ہین۔

(۲) تفسیر قمی مین ہے جس کے مصنف امام حسن عسکری کے شاگرد خاص ہین۔

واما ما کان خلاف ما انزل الله فھو قولہ تعالےٰ کنتم خیر امۃ اخرجت للناس الایۃ قال ابو عبدالله علیہ السلام لقاری ھذہ الایۃ خیر امۃ یقتلون امیر المومنین والحسین ابن علی فقیل لہ فکیف نزلت فقال انما انزلت ائمۃ اخرجت للناس	اور وہ چیزین جو قرآن موجودہ مین خلاف ما انزل الله ہین وہ ایک یہ ہو کنتم خیر امۃ اخرجت للناس امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس آیت کے پڑھنے والے سے فرمایا کہ واہ کیا اچھی امت کہ امیر المومنین کو اور حسین بن علی کو قتل کر دیا پوچھا گیا کہ یہ آیت کس طرح نازل ہوئی تھی امام نے فرمایا کہ خیر ائمۃ اخرجت للناس نازل ہوئی تھی۔

ف یعنی آیت مین اصل لفظ ائمہ تھا بجائے اسکے امۃ کر دیا گیا۔ آیت قرآنی کا مطلب یہ ہو کہ حق تعالیٰ نے فرمایا کہ تم لوگ سب امتون سے بہتر ہو امام جعفر صادق نے اس مطلب کو غلط قرار دیا کہ جن لوگون نے علی اور حسین کو قتل کیا وہ کس طرح بہتر ہو سکتے ہین حالانکہ آیت مین خطاب صحابۂ کرام سے ہو نہ قاتلان حسین سے۔

(۳) احتجاج کی مذکورۂ بالا روایت مین ہے کہ جناب امیر نے فرمایا۔

ان الکنایۃ عن اسماء ذوی الجرائر العظیمۃ من المنافقین لیست من فعلہ تعالیٰ وانھا من فعل المغیرین والمبدلین الذین جعلوا القرآن عضین واعتاضوا الدنیا من الدین	بڑے بڑے جرم والے منافقون کے نامون کا کنایات مین ذکر کرنا الله تعالیٰ کا فعل نہین ہو بلکہ اُن تحریف کرنیوالون کی کارروائی ہو جنھون نے قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور دین کو دنیا کے عوض بیچ ڈالا۔

ف قرآن شریف مین کافرون اور منافقون کا ذکر نام کے ساتھ نہین ہو مثلاً ومن الناس من یقول بعض لوگ ایسا کہتے ہین یالیتنی لم اتخذ فلانا خلیلا اے کاش مین فلان شخص کو دوست نہ بناتا زندیق نے پوچھا کہ ایسا کیون کیا گیا شیعون کے جناب امیر فرماتے ہین کہ خدا نے تو ان مقامات مین نام ذکر کیے تھے مگر جامعین قرآن نے بجائے نام کے اشارات وکنایات کے الفاظ رکھ دیئے۔

قرآن شریف کے حروف بدلنے کی روایات

(۱) تفسیر صافی صفحہ ۱۴ مین ہے۔

فی المجمع فی قراءۃ اھل البیت جاھد الکفار بالمنافقین وفیہ عن الصادق انہ قرأ جاھد الکفار بالمنافقین قال ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ لم یقاتل منافقا قط انما کان یتالفھم۔ والقمی ایضًا انما نزلت یا ایھا النبی جاھد الکفار بالمنافقین

مجمع البیان میں ہو کہ اہل بیت کی قرات میں جاھد الکفار بالمنافقین ہو نیز مجمع البیان میں امام صادق سے منقول ہو کہ اُنھون نے جاھد الکفار بالمنافقین پڑھا اور کہا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ نے کبھی کسی منافق سے قتال نہین کیا بلکہ منافقون کی تالیف کرتے تھے اور قمی مین ہو کہ یہ آیت اسی طرح نازل ہوئی تھی کہ یا ایھا النبی جاھد الکفار بالمنافقین

(۲) تفسیر صافی صفحہ ۱۲ مین ہو۔

قرئ علی ابی عبد اللہ علیہ السلام واجعلنا للمتقین اماما فقال ابو عبد اللہ سألوا اللہ عظیما ان یجعلھم للمتقین اماما فقیل لہ یا ابن رسول اللہ کیف نزلت قال واجعل لنا من المتقین اماما

امام جعفر صادق علیہ السلام کے سامنے یہ آیت پڑھی گئی واجعلنا للمتقین اماما تو امام نے فرمایا کہ اُنھون نے اللہ سے بڑی سخت درخواست کی کہ ان کو متقیون کا امام بنادے کہا گیا کہ اے فرزند رسول یہ آیت کس طرح نازل ہوئی تھی فرمایا واجعل لنا من المتقین اماما یعنی متقیون سے کوئی امام ہمارے لیے بنادے۔

ف شیعون نے شریعت الٰہیہ کو درہم و برہم کرنے کیلئے اور ختم نبوت کے انکار کے لئے مسئلہ امامت ایجاد کیا کہ امام ہر بات مین مثل نبی کے ہوتا ہی پھر امامت بھی بارہ مین منحصر کردی قرآن مجید کی آیت مذکورہ مین اُن کو یہ اشکال نظر آیا کہ امام بننے کی دعا اس آیت مین تعلیم دی گئی ہو معلوم ہوا کہ ہر شخص امام بن سکتا ہو لہذا اُنھون نے یہ روایت تصنیف کردی کہ اصل آیت یون تھی نعوذ باللہ من ذلک۔

(۳) کافی کتاب الروضہ صفحہ ۱۲۷ مین ہے۔

عن الرضا علیہ السلام فانزل اللہ سکینتہ علی رسولہ وعلی علی وایدہ بجنود لم تروھا قلت ھکذا قال ھکذا نقرأھا وھکذا تنزیلھا۔

امام رضا علیہ السلام سے آیت غار اس طرح منقول ہو کہ اللہ نے اپنا سکینہ اپنے رسول پر اور علی پر اُتارا (راوی کہتا ہی) مین نے کہا یہ آیت اس طرح ہو امام نے کہا ہم اسی طرح پڑھتے ہین اور اسی طرح نازل ہوئی تھی۔

ف آج قرآن شریف مین سکینۃ علیہ ہی امام رضا کے ارشاد سے معلوم ہوا کہ ضمیر کے بجائے رسول و علی کا نام تھا جامعین قرآن نے نکال ڈالا۔

اِس آیت مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر ہجرت کا بیان ہی حضرت ابوبکر صدیق رض کی بے نظیر فضیلت اِس آیت سے ثابت ہورہی ہے سفر ہجرت مین وہی خدا کے رسولؐ کے رفیق تھے۔ انھین پر خدا نے اپنا سکینہ اُتارا۔ سوا حضرتِ صدیق کے صحابہ کرام مین کوئی ایسا نہین جس کی جان نثاری و رفاقت کا تذکرہ اس شان کے ساتھ قرآن شریف مین ہو شیعہ اس آیت کو دیکھ کر سمجھ گئے کہ ہمارے خانہ ساز مذہب کو سخت صدمہ پہونچے گا لہذا فوراً اس آیت کے محرف ہونے کی روایت گڑھ دی۔

علمائے شیعہ کے تینون اقرار

خرابی ترتیب کی روایات بغرض اختصار ہم نے درج نہین کین اِن تینون اقرارون کے ضمن مین انشاء اللہ تعالیٰ اُس کا ثبوت ہوجاوے گا۔

(۱) علامہ نوری طبرسی اپنی کتاب فصل الخطاب مطبوعہ ایران کے صفحہ ۲۱۱ مین فرماتے ہین۔

الاخبار الكثيرة المعتبرة الصريحة فی وقوع السقط ودخول النقصان فی الموجود من القرآن زيادة علی ما مر فی ضمن الادلة السابقة وانه اقل من تمام ما نزل اعجازا علی قلب سيد الانس والجان من غير اختصاصها باٰية او سورة وهی متفرقة فی الكتب المعتبرة التی عليها المعول عند الاصحاب جمعت ما عثرت عليها فی هذا الباب

بہت سی معتبر حدیثین جو صاف بتا رہی ہین کہ قرآن موجود مین کمی ہوگئی اور نکال ڈالا گیا علاوہ اس کے جو دلائل سابقہ کے ضمن مین گذر چکا اور یہ قرآن مقدار نزول سے جو بطور اعجاز آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب پر نازل ہوا تھا بہت کم ہی کسی آیت یا سورت کی تخصیص نہین اور یہ حدیثین اُن معتبر کتابون مین ہین جن پر ہمارے اصحاب کا اعتبار ہے۔ جس قدر حدیثین مجھے ملین مین نے اِس باب مین جمع کردی ہین۔

اسکے بعد بکثرت کتابون کے نام بتائے ہین اور روایات تحریف کے انبار لگا دیے ہین۔

(۲) نیز اسی کتاب کے صفحہ ۳۰ مین ہے۔

قال السید المحدث الجزائری فی الانوار ما معناه ان الاصحاب قد اطبقوا علی صحة الاخبار المستفیضة بل المتواترة الدالة بصریحها علی وقوع التحریف فی القرآن کلاما ومادة واعرابا والتصدیق بها

سید محدث نعمۃ اللہ جزائری نے کتاب الانوار مین لکھا ہی جس کا مطلب یہ ہو کہ امامیہ کا اتفاق اس بات پر ہے کہ وہ مستفیض بلکہ متواتر حدیثین جو قرآن کی تحریف پر صریح دلالت کرتی ہین صحیح ہین اور یہ تحریف کلام مین بھی ہی مادہ مین بھی ہی اعراب مین بھی ہی ان احادیث کی تصدیق پر سب متفق ہین۔

(۳) نیز اسی کتاب کے صفحہ ۲۰۰ مین ہے۔

وهی کثیرة جدا حتی قال السید نعمة الله الجزائری فی بعض مؤلفاته کما حکی عنه ان الاخبار الدالة علی ذلک تزید علی الفی حدیث وادعی استفاضتها جماعة کالمفید والمحقق الداماد والعلامة المجلسی وغیرهم بل الشیخ ایضا صرح فی التبیان بکثرتها بل ادعی تواترها جماعة یاتی ذکرهم

تحریف قرآن کی حدیثین بہت ہین یہانتک کہ سید نعمۃ اللہ جزائری نے اپنی بعض تصنیفات مین جیسا کہ انسے منقول ہے لکھا ہے کہ تحریف کی روایات **دو ہزار** سے زیادہ ہین اور ایک جماعت نے ان روایات کے مستفیض ہونے کا دعوی کیا ہی مثل مفید اور محقق داماد اور علامہ مجلسی وغیرہم کے بلکہ شیخ نے تبیان مین ان روایات کے کثیر ہونے کی تصریح کی ہو بلکہ ایک جماعت نے متواتر ہونے کا دعوی کیا ہی ان لوگون کا ذکر آیندہ ہوگا۔

پھر چند سطرون کے بعد لکھتے ہین۔

واعلم ان تلک الاخبار منقولة من الکتب المعتبرة التی علیها معول اصحابنا فی اثبات الاحکام الشرعیة والآثار النبویة

جاننا چاہیئے کہ یہ حدیثین ان معتبر کتابون سے منقول ہین جنپر ہمارے اصحاب کا احکام شرعیہ اور احکام نبویہ کے ثابت کرنے مین دارومدار ہے۔

(۴) اسی کتاب کے آخر مین علامہ مجلسی کا زرین قول یون منقول ہے۔

وعندی ان الاخبار فی هذا الباب متواترة معنی وطرح جمیعها یوجب رفع الاعتماد عن الاخبار راسا بل ظنی ان الاخبار فی هذا الباب لا یقصر عن اخبار الامامة فکیف یثبتونها بالخبر

میرے نزدیک تحریف قرآن کی حدیثین متواتر ہین اور ان سب کو غیر معتبر قرار دینے سے فن حدیث سے اعتبار جاتا رہیگا بلکہ میرا خیال ہے کہ تحریف قرآن کی روایات مسئلہ امامت کی روایات سے کم نہین ہین اگر یہ روایات ناقابل اعتبار ہون تو مسئلہ امامت کو کسطرح روایات سے ثابت کیا جا سکتا ہے

(۵) پھر یہی علامہ نوری فصل الخطاب کے صفحہ ۹ مین فرماتے ہین۔

كان لامير المومنين عليه السلام قرآنا مخصوصا جمعه بنفسه بعد وفات رسول الله صلى الله عليه وآله وعرضه على القوم فاعرضوا عنه فحجبه عن اعينهم وكان ولده عليهم السلام يتوارثونه امام عن امام كسائر خصائص الامامة وخزائن النبوة وهو عند الحجة عجل الله فرجه يظهره للناس بعد ظهوره ويامرهم بقراءته وهو مخالف لهذا القرآن الموجود من حيث التاليف وترتيب السور والايات بل الكلمات ايضا ومن جهة الزيادة والنقيصة وحيث ان الحق مع علي عليه السلام وعلي مع الحق ففي القرآن الموجود تغيير من جهتين وهو المطلوب

امیر المومنین علیہ السلام کا ایک قرآن مخصوص تھا جو خود انھون نے بعد وفات رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے جمع کر کے صحابہ کے سامنے پیش کیا تھا مگر انھون نے اس سے منھ پھیر لہذا جناب امیر نے اُسکو اُنکی نظرت پوشیدہ کر دیا اور وہ اُنکی اولاد کے پاس رہا ایک امام سے دوسرے امام کو مثل اور خصائص امامت وخزائن نبوت کے میراث مین ملتا رہا اور اب وہ امام مہدی کے پاس ہے۔ جب وہ ظاہر ہونگے تو اُسکو نکالینگے اور لوگون کو اُس کے پڑھنے کا حکم دینگے اور وہ قرآن اس موجودہ قرآن سے ترتیب سور وآیات بلکہ ترتیب الفاظ مین بھی مخالف ہے اور کمی بیشی کے لحاظ سے بھی اور چونکہ حق علی کے ساتھ ہی اور علی حق کے ساتھ ہین اس لئے ثابت ہو گیا کہ قرآن موجود مین دونون قسم کی تحریف ہی اور یہی مقصود ہی

(۲) تفسیر صافی کے دیباچہ مین ہے۔

واما اعتقاد مشايخنا رحمهم الله في ذلك فالظاهر من ثقة الاسلام محمد بن يعقوب الكليني طاب ثراه انه كان يعتقد التحريف والنقصان في القرآن لانه روى روايات في هذه المعنى في كتابه الكافي ولم يتعرض لقدح فيها مع انه ذكر اول الكتاب انه كان يثق بما رواه فيه وكذلك استاذه علي بن ابراهيم القمي فان تفسيره مملو منه

اور ہمارے مشائخ کا عقیدہ اس بارہ مین یہ ہے کہ محمد بن یعقوب کلینی قرآن کی تحریف ونقصان کے قائل تھے کیونکہ انھون نے تحریف کی روایتین اپنی کتاب کافی مین لکھی ہین اور ان پر جرح نہین کی حالانکہ انھون نے شروع کتاب مین تصریح کی ہے کہ جس قدر روایات ہیں کتاب مین ہین سب اُن کے نزدیک معتبر ہین اسی طرح انکے اُستاذ علی بن ابراہیم قمی کہ اُن کی تفسیر روایات تحریف سے لبریز ہی اور اُن کو اُس مین غلو ہے اور اسی طرح

وله غلو فیه وکذلک الشیخ احمد بن ابی طالب الطبرسی

شیخ احمد بن ابی طالب طبرسی

علامہ نوری طبرسی نے ایک لمبی فہرست بھی اپنے علماء کے نامون کی دی ہے جنھون نے تحریف قرآن پر مستقل کتابین تصنیف کی ہین اُس فہرست کو ہم تنبیہ الحائرین مین نقل کر چکے ہین۔

(۷) دورِ آخر کے مجتہدِ اعظم مولوی دلدار علی صاحب عماد الاسلام مین فرماتے ہین۔ ہم اُنکی عبارت استقصاء الافحام سے نقل کرتے ہین۔

قال آیة الله فی العالمین احله الله دار السلام فی عماد الاسلام بعد ذکر نبذ من احادیث التحریف الماثورة عن سادات الانام علیهم الاف التحیة والسلام مقتضی تلک الاخبار ان التحریف فی الجملة فی هذا القرآن الذی بین ایدینا بحسب زیادة بعض الحروف ونقصانه بل بحسب بعض الالفاظ وبحسب الترتیب فی بعض المواضع قد وقع بحیث لا یشک فیه مع تسلیم تلک الاخبار

آیۃ اللہ فی العالمین یعنی مولوی دلدار علی نے عماد الاسلام مین چند احادیث تحریف کی جو سرداران خلق یعنی آئمہ اثنا عشر علیہم السلام سے مروی ہین نقل کر کے فرمایا ہے کہ ان احادیث کا مقتضٰی یہ ہے کہ کچھ نہ کچھ تحریف اس قرآن مین جو ہمارے سامنے ہے ضرور ہوگئی ہے بلحاظ زیادہ اور کم ہو جانے بعض حروف کے بلکہ بعض الفاظ کے اور بلحاظ ترتیب کے بھی بعض مقامات مین ان احادیث کے تسلیم کر لینے کے بعد اس مین کچھ شک نہین کیا جا سکتا۔

عبارت منقولہ کے بعد تحریف قرآن کی کچھ صورتین بھی مولوی دلدار علی صاحب نے بیان فرمائی ہین منجملہ اُنکے ایک نفیس بات قابل داد یہ لکھی ہے کہ خود رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے بحکم خداوندی پورا قرآن اُمت کو دیا ہی نہین صحابہ کے خوف سے بہت سی آیتین آپ نے چھپا ڈالین جس قدر قرآن کا ظاہر کرنا آپ کو مصلحت معلوم ہوا اسی قدر آپ نے صحابہ کو دیا باقی سب تقیہ کی نذر ہوگیا اصل عبارت عماد الاسلام کی ہم ازالۃ الغین سے نقل کرتے ہین۔

ومنها انه معلوم من حال النبی کما لا یخفی علی المتفحص الزکی ذی الحدث الصائب

منجملہ تحریف کی صورتون کے ایک یہ ہے کہ نبی کا حال معلوم ہے ان کے چنانچہ ذہین آدمی جو تلاش کرے اُسپر

انہ مع کمال رغبتہ علی تخلیفہ علیاکان فی غایۃ التقیہ من قومہ ولھذا عندی دلائل وامارات لایسع المقام ذکرھا فیحتمل عند العقل ان النبی حفظا لبیضۃ الاسلام الظاہری اودع القرآن النازل المشتمل علی نصوص اسماء الائمۃ واسماء المنافقین مثلا عند محارم اسرارہ کعلی با مر اللہ لئلا یرتد القوم باسرھم لما علم من حالھم عدم احتمال ذلک واظھر ھم بقدر ما علم المصلحۃ فی اظہارہ ولما کانوا ھم الباعثین للنبی علی ذلک کان الاسناد الیھم فی محلہ۔

یہ بات پوشیدہ نہین کہ آپ با وجودیکہ نہایت رغبت اس بات کی رکھتے تھے کہ علی کو اپنا خلیفہ بنائین مگر اپنی قوم کی طرف سے بہت تقیہ کرتے تھے اس بات کے لیے میرے پاس دلائل وعلامات ہین پس یہ احتمال قرین عقل کے ہو کہ نبی نے اسلام ظاہری کی حفاظت کے لئے بحکم خدا اصلی قرآن جسمین ائمہ کے نام اور منافقون کے نام کی آیتین تھین اپنے محرم راز مثلاً علی کے پاس امانت رکھوا دیا تاکہ تمام لوگ مرتد نہ ہو جائین کیونکہ آپ کو انکا حال معلوم تھا کہ وہ ان آیات کی برداشت نہ کرسکین گے اور آپ نے صرف اسی قدر قرآن انپر ظاہر کیا جسکا ظاہر کرنا آپ کے نزدیک قرین مصلحت تھا اور چونکہ اصلی قرآن کے چھپا ڈالنے کا سبب صحابہ تھے اس لئے یہ کہنا کہ انھون نے قرآن مین تحریف کردی بالکل صحیح ہے۔

(۸) امام الشیعہ مولوی حامد حسین لکھنوی نے استقصاء الافحام جلد اول مین جابجا اقرار کیا ہے کہ تحریف قرآن کی روایات کتب شیعہ مین بہت ہین اور وہ تحریف قرآن پر صراحۃً دلالت کرتی ہین از انجملہ صفحہ ۹ مین ہے "در ورود روایات تحریف قرآن بطریق اہل حق" صفحہ ۱۰ مین ہے "اگر بیچارہ شیعے بمقتضای احادیث کثیرہ اہل بیت طاہرین مصرحہ بوقوع نقصان در قرآن حرف تحریف ونقصان ہر زبان آرد ہدف سہام طعن و ملام ومورد استہزاء وتشنیع گردد" صفحہ ۳۹۳ مین ہے "اگر اہل حق از حافظان اسرار الٰہی عاملان آثار جناب رسالت پناہی کہ ہداۃ اسلام وائمہ انام اند روایت کنند احادیثے را کہ دال است برانکہ در قرآن شریف مبطلین واہل ضلال تحریف نمودند وتصحیفش بعمل آوردند واصل قرآن کما انزل نزد حافظان شریعت موجود ست کہ درین صورت اصلاً بر جناب رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ نقصے وطعنے عائد نمی شود فریاد وفغان آغاز کنند۔

نمونہ کے طور پر کتب شیعہ سے روایات تحریف قرآن اور انکے علماء کے تینون اقرار منقول ہو چکے۔ اب اہل انصاف واہل بصیرت خود فیصلہ کرلین کہ آیا شیعون کا ایمان قرآن شریف پر ہو سکتا ہے یا نہین۔

پہلی دو وجہون کا جواب تو نہ کوئی شیعہ دے سکتا ہے نہ دیتا ہے البتہ اس تیسری وجہ کے جواب مین کتب اہل سنت سے کچھ روایات نسخ کی نکالکر پیش کرتے ہین اور کہتے ہین کہ تحریف قرآن تو اہلسنت کی کتب سے بھی ثابت ہی مطلب یہ کہ قرآن پر اپنا ایمان نہ ہوتا تو انھون نے تسلیم کر لیا مگر اس جرم مین اپنے ساتھ اہل سنت کو بھی شریک کرنا چاہتے ہین۔

جواب اس کا یہ ہی کہ ان سے کہنا چاہیئے کہ پہلی دو وجہون کا جواب دیں اور کتب اہل سنت سے جو روایات اُنھون نے نقل کی ہین ان روایات کے ساتھ تینون اقرار بھی ہمارے علما کے نقل کرین اس مطالبہ کے سنتے ہی بڑے سے بڑا مجتہد شیعون کا مبہوت ہو جاتا ہے۔

اہل سنت کی روایات کی بحث النجم کے مناظرۂ حصۂ اول مین اور تنبیہ الحائرین مین مفصل ہو چکی ہے اور خود علمائے شیعہ کا اقرار بھی دکھا دیا گیا ہے کہ یہ روایات تحریف کی نہین ہین بلکہ نسخ کی ہین شیعون نے قرآن شریف کی عداوت مین صرف یہی نہین کیا کہ اس کے مشکوک بنانے کی کوشش مین اپنی عمرین برباد کر دین ہزارہا روایتین تحریف کی گڑھین بیسیون کتابین تصنیف کین بلکہ اُنھون نے عداوت قرآن مین اور بھی بہت سی کارروائیان کی ہین جن مین سے کچھ اس رسالہ کے بقیہ نمبرون مین ہدیہ ناظرین ہون گی۔

شیعون کی ان تمام کارروائیون کے دیکھنے کے بعد روز روشن کی طرح یہ بات ظاہر ہو جاتی ہے کہ بلا شک مذہب شیعہ کی بنیاد عداوت قرآن پر ہے۔

هذا آخر الكلام في هذا المقام والحمد لله رب العالمين

تمت

وَلَتَعْرِفَنَّهُمْ فِي لَحْنِ الْقَوْلِ

(اور ضرور بضرور پہچان لیگا تو ان (کے نفاق) کو) (ان کے) طرز کلام مین

الحمد للہ تعالیٰ کہ مذہب شیعہ کے دو سو منتخب مسائل کے سلسلہ کا دوسرا رسالہ موسوم بہ

الثانی من المائتین علی المنحرفین عن الثقلین

نمبر دوم ملقب

الحجۃ القویہ بذکر مواقع التقیہ

جس مین

شیعون کے (مفروضہ) ائمہ معصومین کے تقیہ کے چالیس ۴۰ سے زیادہ واقعات یعنی کس کس موقع پر اُنھون نے کس کس طرح تقیہ کیا عقائد و اعمال دونون کے متعلق کتب معتبرہ شیعہ سے دکھلا کر اس بحث کی تینون تنقیحات کو اظہر من الشمس کر دیا گیا ہے یعنی [۱] یہ کہ تقیہ مذہب شیعہ کا رکن اعظم اور اعلیٰ ترین فرض ہے اور [۲] یہ کہ تقیہ کے معنی سوا جھوٹ بولنے اور اپنے مذہب کے خلاف کوئی بات کہنے یا کوئی کام کرنے کے اور کچھ نہین ہین اور [۳] یہ کہ تقیہ کیلئے کسی قسم کے خوف یا ضرورت شدیدہ کی شرط ہرگز نہین ہے۔

باہتمام کارپردازان صحیفۂ مبارکہ النجم مطبع عمدۃ المطابع لکھنؤ مین مطبوع ہو کر

رسالۂ النجم کے صفحات پر شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

اما بعد - اس رسالہ کے نمبر اول مین ہم شیعون کے ائمہ معصومین کی احادیث سے ثابت کر چکے ہین کہ تقیہ نام ہی جھوٹ بولنے یا خلاف اپنے مذہب کے کوئی بات کہنے یا کوئی کام کرنے کا اور یہ کہ تقیہ اعلیٰ درجہ کا فرض ہی اور یہ کہ تقیہ کیلئے نہ خوف جان کی شرط ہی نہ ضرورت شدیدہ کی -

اب اس دوسرے نمبر مین ان تینون امور کو ہم ائمہ کے افعال سے بھی دکھانا چاہتے ہین ائمہ نے جن جن موقعون مین تقیہ کیا ہی اُن سب کا بیان تو بہت طول کو چاہتا ہی - اس لئے کہ کوئی مسالہ مسائل دین مین سے ایسا نہین ہی جسمین ائمہ سے مختلف فتوے منقول نہون اور انمین ایک فتوے کو علمائے شیعہ نے تقیہ پر محمول نہ کیا ہو - لہذا بطور نمونہ کے چند مواقع امامون کے تقیہ کے شیعون کی مستند ومعتبر کتابون سے پیش کئے جاتے ہین امید ہی کہ مذہب شیعہ کی حقیقت معلوم کرنیکے لئے بہت کافی روشنی حاصل ہوگی -

جو مقامات امامون کے تقیہ کے ہم نقل کرینگے وہ وہی مقامات ہونگے جنکو خود علمائے شیعہ نے تقیہ کہا ہی - ہم اپنی طرف سے اُسکے تقیہ ہونیکا حکم نہ لگائینگے -

عقائد خصوصاً مسالہ امامت کے متعلق تقیہ

(۱) ابو الائمہ[۱] یعنی حضرت علی مرتضیٰ نے اپنے زمانۂ خلافت مین بڑے اہتمام کے ساتھ حضرات خلفائے ثلاثہ خصوصاً شیخین (رضی اللہ عنہم) کے فضائل بیان فرمائے ہین انکا افضل اُمت ہونا انکا خلیفہ برحق ہونا اور خلافت کا اہل حل وعقد کی بیعت سے منعقد ہوجانا تقریراً تحریراً اِس کثرت سے بیان فرمایا ہے

۲

---

[۱] رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے تقیہ کی روایات ہم نے اسلئے نقل نہ کین کہ آپ کے قول وفعل کا چندان اثر شیعون پر نہو تا ورنہ آپکا تقیہ تو سب سے زبردست تھا قرآن کی بہت سی آیتین آپ نے مارے تقیہ کے تبلیغ نہ کین (دیکھو عماد الاسلام مولوی دلدار علی) اور امامت کا مسالہ آپ نے چھپا (دیکھو الاسواعلی) کہ کسی کو نہ سکھایا دیکھو اصول کافی صفحہ ۲۸۷ اسکے علاوہ اور بڑے بڑے تقیہ آپ نے کئے ۱۲

کہ آج اشّی سندون کے ساتھ کتب اہل سنت مین حضرت ممدوح کا یہ قول منقول ہے خَیْرُ الْاُمَّةِ بَعْدَ نَبِیِّھَا اَبُوْبَکْرٍ ثُمَّ عُمَرُ یعنی اس امت مین نبی کے بعد سب سے بہتر ابوبکر ہین پھر عمر کتب شیعہ مین بھی ایک بڑا ذخیرہ ان فضائل کا موجود ہے ازانجملہ نہج البلاغہ قسم دوم صہ مین ایک خط آپ کا بنام حضرت معاویہ حسب ذیل ہے۔

اِنَّهٗ بَایَعَنِی الْقَوْمُ الَّذِیْنَ بَایَعُوْا اَبَا بَکْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰی مَا بَایَعُوْهُمْ عَلَیْهِ۔ فَلَمْ یَکُنْ لِلشَّاهِدِ اَنْ یَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ یَّرُدَّ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُهَاجِرِیْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَّسَمَّوْهُ اِمَامًا کَانَ ذٰلِکَ رِضًی فَاِنْ خَرَجَ مِنْ اَمْرِهِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ اَوْ بِدْعَةٍ رَدُّوْهُ اِلٰی مَا خَرَجَ مِنْهُ فَاِنْ اَبٰی قَاتَلُوْهُ عَلَی اتِّبَاعِهٖ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَوَلَّاهُ اللّٰهُ مَا تَوَلّٰی وَلَعَمْرِیْ یَا مُعَاوِیَةُ لَئِنْ نَظَرْتَ بِعَقْلِکَ دُوْنَ هَوَاکَ لَتَجِدَنِّیْ اَبْرَءَ النَّاسِ مِنْ دَمِ عُثْمَانَ وَلَتَعْلَمَنَّ اَنِّیْ کُنْتُ فِیْ عُزْلَةٍ مِّنْهُ۔

بہ تحقیق مجھ سے بیعت کی ہے اُن لوگون نے جنھون نے بیعت کی تھی ابوبکر اور عمر اور عثمان سے انھین شرائط پر جن شرائط پر ان سے بیعت کی تھی۔ لہذا اب نہ حاضر کو اختیار ہے کہ وہ کسی اور کو) پسند کرے اور نہ غائب کو اختیار ہے کہ وہ (میری بیعت کو) رد کرے مشورۂ خلافت کا حق صرف مہاجرین و انصار کو ہے وہ اگر کسی شخص پر اتفاق کرلین اور اسکو امام کہدین تو وہ پسندیدہ امام ہے پھر اگر مہاجرین و انصار کے سکئے ہوے کام سے کوئی شخص علٰحدہ ہو جائے کچھ اعتراض کرکے یا کوئی نئی بات نکالکر تو مسلمانون پر لازم ہے کہ وہ شخص جس راہ سے ہٹ گیا ہے اسی کیطرف اسکو واپس لائین پھر اگر وہ نہ مانے تو اس سے قتال کرین اس بنا پر کہ اسنے ایمان والون کی راہ کے خلاف کی پیروی کی اور اللہ اسکو اسی کی طرف پھیرے گا جس طرف وہ پھرا۔ اور قسم ہے مجھے اپنے جان کے مالک کی اے معاویہ اگر تم اپنی عقل سے غور کرو ہوائے نفسانی کو دخل ندو تو یقیناً مجھے سب سے زیادہ خون عثمان سے بے تعلق پاؤگے اور ضرور تمکو معلوم ہو جائیگا کہ مین اس خون سے بالکل علٰحدہ ہون۔

ف اس خط مین حضرت علی نے چھ باتین قابل توجہ اور مذہب شیعہ کے خلاف بیان فرمائین ١ اپنی خلافت بر بنای نص نہ فرمائی بلکہ بر بنای بیعت مہاجرین و انصار ٢ مہاجرین و انصار کی بے نظیر فضیلت مین چند باتین بیان فرمائین کہ انتخاب خلیفہ کا حق اُنھین کو ہے یعنی انکے ہوتے ہوئے

٣

دوسرے کو انتخاب کا حق نہین ہی اور یہ کہ مہاجرین وانصار کا نامزد کیا ہوا خلیفہ پسندیدہ یعنی خلیفہ راشد ہوتا ہی۔ اور یہ کہ مہاجرین وانصار جس راہ پر چلین وہ ایمان والون کی راہ ہی۔ مہاجرین وانصار کے منتخب کئے ہوئے خلیفہ کو جو نہ مانے وہ ایمان والون کی راہ کا مخالف اور واجب القتل والقتال ہی

۳۔ حضرت خلفای ثلاثہ رضی اللہ عنہم کا نام لیکر انکا خلیفہ برحق ہونا ظاہر فرمادیا علمای شیعہ نے حضرت ممدوح کے ان اقوال کو تقیہ پر محمول کیا ہے۔ شیعون کے سلطان العلما مولوی سید محمد صاحب مجتہد اپنی کتاب بوارق کے صہ ۱۱ مین لکھتے ہین۔

اگر آنحضرت درنامہ تصریح ببطلان خلافت مشائخ ثلاثہ میکرد لامحالہ آتش عداوت درکانون سینہ پر کینہ آنہا مشتعل میشد بلکہ اکثر اصحاب آنحضرت ملحق بہ معاویہ شدہ آنجناب را مخذول و منکوب مے نمودند۔

اگر آپ حضرت خط مین تینون خلیفہ کے خلافت کے باطل ہونے کی تصریح کر دیتے تو لامحالہ عداوت کی آگ اُن کے سینون مین بھڑک اٹھتی بلکہ اکثر اصحاب آن حضرت کے معاویہ کے ساتھ ملکر آنجناب کو ذلیل اور سرنگون کردیتے۔

دیکھئے یہ کیسا پر لطف تقیہ ہی جب دشمن کا خوف نہ دکھا سکے تو کہدیا کہ خود اپنے اصحاب کے خوف سے حضرت علی نے تقیہ کیا۔ معلوم ہوا کہ حضرت علی کے اصحاب بڑے دغاباز و منافق تھے حضرت علی اُن سے اسقدر ڈرتے تھے کہ اپنا اصلی مذہب نہ ظاہر کرسکتے تھے اور جب ابو الائمہ کے اصحاب کا یہ حال تھا تو باقی ائمہ کے اصحاب کا کیا حال ہوگا

(۴) حضرت علی نے اپنے زمانہ خلافت مین بھی نہ متعہ جیسی عظیم الشان عبادت کے حلال ہونے کا اعلان دیا نہ نماز تراویح جیسے گناہ کبیرہ کو روکا۔ اصلی قرآن کی ترویج نہ کی حقوق العباد نہ دلوائے اور سب سے بڑا غضب یہ کہ حضرت فاطمہ کا حق غصب کرنے مین بھی تینون خلفا کے قدم بہ قدم رہے علمائے شیعہ حضرت علی کے اِن تمام کارنامون کو تقیہ پر محمول کرتے ہین۔

قاضی نور اللہ شوستری نے اپنی کتاب احقاق الحق مین (جہان علامہ ابن روز بہان رحمۃ اللہ علیہ کے اس بے پناہ اعتراض کا جواب دیا ہے کہ متعہ اگر حضرت عمر نے اپنی طرف سے حرام کیا تھا تو حضرت علی نے اپنے زمانہ خلافت مین اسکے حلال ہونے کا اعلان کیون نہ دیا) لکھا ہے کہ جناب امیر علیہ السلام کو اپنے زمانہ خلافت مین بھی امن نہ تھا اور وہ اپنا اصلی عقیدہ اور اصلی مذہب بالاعلان نہ بیان کرسکتے تھے۔ قاضی صاحب کی طویل عبارت کا آخری فقرہ یہ ہی۔

وَالحَاصِلُ اَنَّ اَمْرَ الخِلَافَةِ مَا وَصَلَ اِلَيْهِ اِلَّا بِالاِسْمِ دُوْنَ المَعْنَى وَكَانَ مُعَارِضًا مُنَازَعًا مُبْغَضًا فِي اَيَّامِ وِلَايَتِهِ وَكَيْفَ يَامَنُ فِي وِلَايَتِهِ الخِلَافَ عَلَى المُتَقَدِّمِيْنَ عَلَيْهِ وَكُلُّ مَنْ بَايَعَهُ وَجُمْهُوْرُهُمْ شِيْعَةُ اَعْدَائِهِ وَمَنْ يَرَى اَنَّهُمْ مَضَوْا عَلَى اَعْدَلِ الاُمُوْرِ وَاَفْضَلِهَا وَاَنَّ غَايَةَ اَمْرِ مَنْ بَعْدَهُمْ اَنْ يَتَّبِعَ آثَارَهُمْ وَيَقْتَفِيَ طَرَائِقَهُمْ

اور حاصل یہ ہے کہ خلافت کا کام جناب امیر علیہ السلام تک صرف برائے نام پہونچا تھا نہ درحقیقت اور آنجناب سے آپکی حکومت کے زمانہ مین بھی جھگڑے کیے جاتے تھے اور بغض رکھا جاتا تھا۔ اور آنجناب اپنی حکومت مین اگلون سے مخالفت کرکے کیونکر بچوت رہ سکتے تھے۔ اس حال مین کہ جن لوگون نے ان سے بیعت کی تھی وہ کل کے کل انکے دشمنونکے شیعہ تھے اور ایسے لوگ تھے جو سمجھتے تھے کہ انکے دشمن نہایت عمدہ حالت و افضل صفت مین تھے اور انکے بعد والونکی انتہائی غرض یہ ہے کہ انکے نشان قدم پر چلین اور انکے راستے کی پیروی کرین۔

قاضی نور اللہ شوستری یا کسی اور کے کہنے کی ضرورت کیا خود حضرت علی کا اقرار موجود ہے کہ اُن کا تمام زمانہ خلافت تقیہ مین گزرا اور اپنی خلافت مین بھی وہ دین کا کوئی کام نہ کر سکے۔ روضہ کافی صفحہ ۲۹ مین ہے کہ حضرت علی نے ایک روز اپنی خلوت خاص مین جہان سوا انکے اہلبیت اور چند مخصوص شیعون کے کوئی نہ تھا۔ فرمایا کہ

قَدْ عَمِلَتِ الوُلَاةُ قَبْلِي اَعْمَالًا خَالَفُوْا فِيْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُتَعَمِّدِيْنَ لِخِلَافِهِ نَاقِضِيْنَ لِعَهْدِهِ مُغَيِّرِيْنَ لِسُنَّتِهِ وَلَوْ حَمَلْتُ النَّاسَ عَلَى تَرْكِهَا وَحَوَّلْتُهَا اِلَى مَوَاضِعِهَا وَاِلَى مَا كَانَتْ فِي عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ لَتَفَرَّقَ عَنِّي جُنْدِي۔

مجھسے پہلے حکام نے کچھ کام ایسے کیے ہین جنمین رسول خدا (صلے اللہ علیہ وسلم) کی مخالفت کی ہے اور عمداً مخالفت کی ہے اور ان کی سنت کو بدلا ہے اور اگر مین لوگون کو ان کامون کے ترک کردینے کا حکم دون اور انکو ان کے اصلی حالت کی طرف واپس کردون اور اس حالت کی طرف جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ کے عہد مین تھی تو مجھسے میرا لشکر جدا ہو جائے۔

پھر اسکے بعد ان خلاف شریعت کامون کی کچھ تفصیل بھی ارشاد فرمائی کہ۔

لَوْ رَدَدْتُ فَدَكَ اِلَى وَرَثَةِ فَاطِمَةَ عَلَيْهَا السَّلَامُ وَاَقْطَعْتُ قَطَائِعَ اَقْتَطَعَهَا رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهِ لِاَقْوَامٍ لَمْ تَمْضِ لَهُمْ وَلَمْ تُنْفَذْ وَرَدَدْتُ قَضَايَا مِنَ الجَوْرِ قُضِيَ بِهَا وَنَزَعْتُ نِسَاءً تَحْتَ رِجَالٍ بِغَيْرِ حَقٍّ فَرَدَدْتُهُنَّ

اگر مین فدک وارثان فاطمہ علیہا السلام کے حوالہ کردون اور جو معافیان رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے بعض لوگون کو دی تھین اور وہ انکو نہین ملین نہ انکا نفاذ ہوا ان کو دیدون اور جو فیصلے ظلم سے کیے گئے ہین انکو رد کردون اور کچھ عورتین جو بعض مردون کے تصرف مین

۵

اِسۡلٰی اَنۡ وَاجِهِنَّ وَحَمَلتُ النَّاسَ عَلٰی حُکۡمِ الۡقُرۡاٰنِ وَمَحَوتُ دَوَاوِيۡنَ الۡعَطَايَا وَاَعۡطَيۡتُ کَمَا کَانَ رَسُوۡلُ اللّٰهِ يُعۡطِیۡ بِالتَّسۡوِيَةِ وَحَرَّمۡتُ الۡمَسۡحَ عَلَی الۡخُفَّيۡنِ اِذًا لَتَفَرَّقُوۡا عَنِّیۡ وَاللّٰهِ لَقَدۡ اَمَرۡتُ النَّاسَ اَلَّا يَجۡتَمِعُوۡا فِیۡ شَهۡرِ رَمَضَانَ اِلَّا فِیۡ فَرِيۡضَةٍ وَاَعۡلَمۡتُهُمۡ اَنَّ اجۡتِمَاعَهُمۡ فِی النَّوَافِلِ بِدۡعَةٌ فَتَنَادٰی بَعۡضُ اَهۡلِ عَسۡکَرِیۡ مِمَّنۡ يُقَاتِلُ مَعِیۡ يَا اَهۡلَ الۡاِسۡلَامِ غُيِّرَتۡ سُنَّةُ عُمَرَ يَنۡهَانَا عَنِ الصَّلٰوةِ فِیۡ شَهۡرِ رَمَضَانَ تَطَوُّعًا۔

ناجائز طور پر ہین انکو نکال کر ان کے شوہرون کے حوالے کر دون اور لوگون کو احکام قرآنی پر عمل کرنے کا حکم دون اور وظیفون کا رجسٹر منسوخ کر دون اور جس طرح رسول اللہ لوگون برابر برابر دیتے تھے اسی طرح دون اور موزون پر مسح کرنے کو حرام کر دون تو یقیناً لوگ مجھ سے جدا ہو جائین۔ اللہ کی قسم مین نے لوگون کو حکم دیا کہ ماہ رمضان مین سوا فرض کے اور کسی نماز مین جماعت نہ کرین اور انکو آگاہ کیا کہ نوافل مین جماعت کرنا (یعنی تراویح) بدعت ہے، تو میرے ہی لشکر کے بعض لوگ جو میرے ساتھ ہو کر لڑتے ہین پکارنے لگے کہ اے اہل اسلام عمر کی سنت بدل دی گئی یہ شخص ہم کو ماہ رمضان مین نوافل پڑھنے سے منع کرتا ہے۔

خلاصہ یہ کہ حضرت علی کے زمانہ خلافت مین بڑے بڑے ناجائز کام ہو رہے تھے یہان تک کہ مسلمان اور شوہر والی عورتون سے جبراً حرامکاری کی جا رہی تھی حقوق العباد بھی تلف ہو رہے تھے فدک بھی اسی مغصوب حالت مین تھا ایسے کبیرہ گناہ اعلان کئے جا رہے تھے کہ انکے تصور سے ایمان دار کے بدن پر لرزہ پڑتا ہے مگر حضرت علی مارے تقیہ کے خاموش تھے اور ان تمام مظالم و معاصی کو اسی طرح برقرار رکھے ہوئے تھے۔

حضرت علی کو اپنے زمانہ خلافت مین کیا خوف تھا کیا ضرورت تقیہ کی تھی خصوصاً جبکہ وہ علاوہ خلافت کے دوسری بڑی بڑی طاقتون اور بڑے بڑے معجزون کے مالک بنے ہوئے تھے یہ ایک معمّی ہے جسکے حل کرنیکے لئے ابن سبا اور زرارہ و ابو بصیر کی عقل بھی کچھ کام نہ دیسکی۔ روایات مین کچھ مذکور ہے وہ یہ ہے کہ حضرت علی کو اپنا اصلی مذہب ظاہر کرنے اور ان مظالم و معاصی کو موقوف کر دینے مین اپنے لشکر کے جدا ہو جانے یعنی خلافت کے چھن جانے کا اندیشہ تھا چنانچہ ابھی جو روایت ہم نے روضہ کافی سے نقل کی اسمین بھی یہی عذر تقیہ کا منقول ہے۔

مگر اہل عقل خوب سمجھ سکتے ہین کہ یہ عذر کس حد تک معقول کہا جا سکتا ہے بھلا خیال تو کرو کہ خلافت ہے کس لئے خلافت کا مقصد یہی ہے کہ بہ نیابت پیغمبر دین الٰہی کو قائم رکھا جائے جب یہ

مقصد ہی حاصل نہو تو ایسی خلافت مسلمان کیلئے جائز ہی نہین ہو سکتی حضرت علی کو چاہیئے تھا کہ خود ہی ایسی خلافت پر لات مار دیتے انکو ایسا کیا شوق خلافت کا تھا کہ اُسکے چھن جانے کے خوف سے ایسے کبیرہ گناہون کا وبال اپنے ذمہ لے رہے تھے۔

(۳) حضرت علی کا تینون خلفا رضی اللہ عنہم کے ہاتھ پر بیعت کرنا انکے پیچھے نماز پنجگانہ ادا کرنا ایک تاریخی واقعہ ہو جسکا کوئی انکار نہین کر سکتا اور کتب شیعہ سے بھی ثابت ہو شیعہ ان سب امور کو تقیہ کہتے ہین۔

ابو الائمہ کے بعد اب دوسرے ائمہ کا تقیہ مسألہ امامت مین دیکھو خصوصاً امام جعفر صادق کا جو مذہب شیعہ مین بڑا درجہ رکھتے ہین باین معنی کہ شیعہ کہتے ہین ہمارے مذہب کی تعلیم و ترویج زیادہ تر اُنھین کے ہاتھ سے ہوئی اسی وجہ سے شیعہ اپنے کو جعفری کہتے ہین۔

(۴) اصول کافی مطبوعہ لکھنؤ صفحہ ۴۸۶ مین ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ سُلَيْمَانَ عَنْ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ قَالَ لِيْ مَا زَالَ سِرُّنَا مَكْتُوْمًا حَتّٰى صَارَ فِيْ يَدَيْ وُلْدِ كَيْسَانَ فَتَحَدَّثُوْا بِهٖ فِي الطَّرِيْقِ وَقُرَى السَّوَادِ۔	عبداللہ بن سلیمان سے روایت ہو وہ کہتے ہین مجھ سے امام جعفر صادق نے فرمایا کہ ہمارا راز (یعنی دعوای امامت) ہمیشہ پوشیدہ رہا یہانتک کہ فرزندان مکر و فریب کے ہاتھون مین پہونچا انھون نے راستہ گلی مین اور (صوبۂ) سواد کی بستیون مین اسکا چرچا کیا۔

ف اس حدیث مین امام جعفر صادق نے شیعون کو مکار اور فریبی کہا اور فرمایا کہ انھین نے ہمارا راز فاش کر دیا ورنہ ہمارا دعوای امامت اور ہمارے عقائد بالکل پوشیدہ تھے۔

علامہ خلیل قزوینی صافی شرح کافی جزو چہارم حصہ دوم صفحہ ۲۴ مین فرماتے ہین "کیسان بفتح کاف و سکون یای دو نقطہ در پائین و سین بے نقطہ نام مکر و فریب ست" اور ترجمہ اس حدیث کا فارسی مین یون لکھتے ہین کہ "روایت ست از امام جعفر صادق علیہ السلام راوی گفت مرا ہمیشہ راز ما نہان بود تا آنکہ افتاد در دست اہل مکر و فریب پس نقل کردند راز ما را در راہ گذر و در دہ ہای سواد عراق"۔

علامہ خلیل قزوینی کو بھی یہ فکر دامنگیر ہوئی کہ اس حدیث سے شیعون کا مکار اور فریبی ہونا خود امام معصوم کے ارشاد سے ثابت ہو گیا لہذا فرماتے ہین کہ "و مراد بولد کیسان

اہل مکرست کہ شیعہ امامیہ نیستند و بدروغ خود را از شیعہ امامیہ مے شمارند"۔

مگر یہ تاویل عذر بدتر از گناہ ہے بچند وجہ اول یہ کہ تاریخ شہادت دے رہی ہے کہ شیعون کے سوا اور کسی فرقہ کے لوگون نے اِن ائمہ کا مدعی امامت ہونا بیان نہین کیا نہ مذہب شیعہ کو ان کی طرف منسوب کیا۔ سُنّی آج تک ان کو اپنا ہم مذہب کہتے ہین اور سچا کہتے ہین۔ پس یقیناً عقائد شیعہ کو ان ائمہ کی طرف منسوب کرنیوالے شیعہ تھے اور انھین کو امام نے مکّار اور فریبی کہا۔ دوم یہ کہ بالفرض مان لیا جائے کہ یہ مسئلہ امامت کو شہرت دینے والے شیعہ نہ تھے تو سوال یہ ہوتا ہے کہ انکو یہ راز معلوم کیونکر ہوا لامحالہ یا ائمہ نے ان سے بیان کیا یا ائمہ کے شیعون نے اگر ائمہ نے بیان کیا تو ائمہ مورد اعتراض ہوتے ہین کہ انھون نے غیر شیعہ سے کیون اپنا راز ظاہر کیا اور جبکہ ہر امام کے پاس ان کے شیعون کے نام کا رجسٹر رہتا ہو نیز امام ہر شخص کو اسکی آواز سے پہچان لیتے ہین کہ ناجی ہے یا ناری تو دھوکا کھا جانے کا بھی عذر نہین ہوسکتا۔ اور اگر شیعون نے بیان کیا تو پھر وہی الزام لوٹ آیا اور شیعون کا مکّار و فریبی ہونا ثابت ہوگیا سوم یہ کہ سرے سے یہی بات غیر معقول ہو کہ اُس زمانہ مین کوئی شخص اپنے کو جھوٹ موٹ شیعہ کہتا کیونکہ بقول شیعہ اپنے کو اُس زمانہ مین شیعہ کہنا جرم تھا کوئی شخص ناکردہ جرم سے اپنے کو کیون متہم کرنے لگا۔ چہارم یہ کہ امام باقر کی حدیث صاف تبلا رہی ہے کہ مسئلہ امامت کو شہرت دینے والے حضرات شیعہ ہی تھے وہ حدیث حسب ذیل ہو۔

(۵) اصول کافی صفحہ ۴۸۷ مین ہے۔

قَالَ اَبُوْجَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ وِلَایَۃُ اللّٰہِ اَسَرَّھَا اِلٰی جِبْرِیْلَ وَ اَسَرَّھَا جِبْرِیْلُ اِلٰی مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ اٰلِہٖ وَ اَسَرَّھَا مُحَمَّدٌ اِلٰی عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ وَ اَسَرَّھَا عَلِیٌّ اِلٰی مَنْ شَاءَ ثُمَّ اَنْتُمْ تُذِیْعُوْنَ ذٰلِکَ۔

امام باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کی ولایت (یعنی مسئلہ امامت) کو اللہ نے جبرئیل سے بطور راز کے بیان کیا اور جبرئیل نے پوشیدہ طور پر محمد صلے اللہ علیہ وآلہ اور محمد نے علی علیہ السلام سے پوشیدہ طور پر بیان کیا اور علی نے پوشیدہ طور پر جس سے چاہا بیان کیا مگر اب تم اسکو مشہور کیئے دیتے ہو۔

ف دیکھیے اس حدیث مین امام باقر نے شیعون ہی کو فرمایا کہ تم مسالہ امامت کو مشہور کرتے پھرتے ہو۔ اور واقعہ بھی یہی ہے کہ مسالہ امامت کو شیعون ہی نے ان ائمہ کیطرف منسوب کیا۔

8

یہ لطیفہ بھی یاد رکھنے کے قابل ہے کہ مسئلہ امامت ایک ایسا راز ہے کہ خدا نے سوا جبریل کے اور کسی فرشتے کو نہ بتایا نتیجہ یہ کہ سوا جبریل کے اور کوئی فرشتہ حضرت علی اور دوسرے ائمہ کا خلیفہ بلا فصل یا امام ہونا در کنار سرے سے شیعون کی مصطلحہ امامت ہی سے واقف نہین ہے اور جبریل نے بھی سوا آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے اور کسی پیغمبر سے بھی یہ مسئلہ بیان نہ کیا خدا کے تمام پیغمبر عقیدۂ امامت سے بے خبر رہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی سوا علی کے کسی کو اس راز سے باخبر نہ کیا حتی کہ اپنی بیٹی حضرت فاطمہ اور اپنے نواسون کو بھی اس سے بے خبر رکھا غالباً اسی بے خبری کے سبب حضرت فاطمہ حضرت علی کی ہر بات پر سر تسلیم خم نہ کرتی تھین بعض اوقات سخت گفتگو کی بھی نوبت آجاتی تھی کما فی حق الیقین۔

کیا اچھا دین ہے جس سے فرشتے اور پیغمبر بھی ناواقف ہین مگر اب شیعہ اسکو اس درجہ شہرت دے رہے ہین کہ اذان مین ولایت کا اعلان اپنی طرف سے اضافہ کرتے ہین۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

ایک اور روایت سب سے زیادہ پرلطف سنئے۔

۹

(۶) اصول کافی صفحہ ۱۴۲ مین ہے۔

عَنْ سَعِيْدِ السَّمَّانِ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ اَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ اِذْ دَخَلَ عَلَيْهِ رَجُلَانِ مِنَ الزَّيْدِيَّةِ فَقَالَا لَهٗ اَفِيْكُمْ اِمَامٌ مُفْتَرَضُ الطَّاعَةِ قَالَ فَقَالَ لَا قَالَ فَقَالَا لَهٗ قَدْ اَخْبَرَنَا عَنْكَ الثِّقَاتُ اَنَّكَ تُفْتِيْ وَتُقِرُّ وَتَقُوْلُ بِهٖ وَنُسَمِّيْهِمْ لَكَ فُلَانٌ وَفُلَانٌ وَهُمْ اَصْحَابُ وَرَعٍ وَتَشْمِيْرٍ وَهُمْ مِمَّنْ لَا يَكْذِبُ فَغَضِبَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ وَقَالَ مَا اَمَرْتُهُمْ بِهٰذَا فَلَمَّا رَاَيَا الْغَضَبَ فِيْ وَجْهِهٖ خَرَجَا۔	سعید سمان سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس تھا کہ دو شخص فرقہ زیدیہ کے اُن کے پاس آئے ان دونون نے امام سے کہا کہ کیا آپ لوگون مین کوئی امام مفترض الطاعۃ ہے امام نے فرمایا کہ نہین اُن دونون نے کہا کہ ہم سے معتبر لوگون نے آپ سے نقل کرکے بیان کیا کہ آپ اسکا فتویٰ دیتے ہین اور اقرار کرتے ہین اور قائل ہین اور ہم ان لوگون کا نام بھی آپ کو بتائے دیتے ہین فلان اور فلان یہ لوگ پرہیزگار اور پاکدامن لوگ ہین اور ایسے لوگ ہین کہ جھوٹ نہین بولتے امام جعفر صادق کو اسپر غصہ آگیا اور فرمایا کہ مین نے ان لوگونکو اسکا حکم نہین دیا جب ان دونون نے آپکے چہرہ مین غصہ کے آثار دیکھے تو چلے گئے

اسی مضمون کی روایت شیعون کے شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری نے مجالس المومنین صفحہ ۱۱۶ مین لکھی ہے قاضی صاحب لکھتے ہین۔

درکتاب مختار از سعید منقول ست کہ گفت روزے در خدمت امام جعفر علیہ السلام بودم کہ دو کس در مجلس اذن دخول طلبیدند و آن حضرت ایشان را اذن کرد چون بہ نشستند یکے از ایشان از اہل مجلس پرسید کہ آیا در شما امام مفترض الطاعۃ است آنحضرت فرمود کہ چنین کسے درمیان خود نمی شناسیم او گفت در کوفہ قومے ہستند کہ زعم ایشان آن ست کہ درمیان شما امام مفترض الطاعۃ موجود ست و ایشان دروغ نمی گویند زیرا کہ صاحب ورع اجتہاد اند و از جملہ ایشان عبداللہ یعفور و فلان و فلان اند پس آنحضرت فرمودند کہ من ایشان را باین اعتقاد امر نکردم گناہ من دران چیست و مقارن این گفتار بر رخسار مبارک او آثار احمرار و غضب بسیار ظاہر شد و چون آن دو کس اورا در غضب دیدند از مجلس برخاستند و چون از مجلس بدر شدند آنحضرت با صحاب خود فرمود کہ آیا مے شناسید این دو مرد را گفتند بلے ایشان از زیدیہ اند و گمان آن دارند کہ شمشیر حضرت رسول نزد عبداللہ بن الحسن ست پس آن حضرت فرمود کہ دروغ گفتہ اند و سہ بار بر ایشان لعنت فرستاد۔

ف ان دونون روایتون کا ماحصل ایک ہے اور یہ مضمون کتب شیعہ مین تواتر کو پہونچگیا ہی کہ امام جعفر صادق اور دوسرے ائمہ علانیہ لوگون کے سامنے اپنی امامت کا اور شیعون کے خانہ ساز مسالہ امامت کا قطعی انکار کردیتے تھے اور جو لوگ اس مسالہ کو ان کی طرف منسوب کرتے تھے برملا ان کی تکذیب فرماتے تھے۔ شیعہ راویون نے جسقدر مخصوص باتین شیعہ مذہب کی ان سے نقل کی ہین وہ لکھتے ہین کہ یہ باتین ائمہ نے ہم سے تنہائی مین بیان کی ہین جسکی تصدیق وہ کسی کے سامنے کبھی نہین کراسکے۔

ایک اور روایت اس سے بھی لطیف یہ ہے کہ ائمہ معصومین نے اپنے آپس مین بھی ایک کو دوسرے سے تقیہ کرنے کی تعلیم دی ہے۔ از روے مذہب شیعہ اصحاب نبی مین صرف چار شخص مومن تھے ان چارون کی بھی یہ حالت تھی کہ ایک دوسرے سے تقیہ کرتے تھے بظاہر تو ایک تھے مگر عقائد مین باہم اسقدر اختلاف تھا کہ اگر ایک کے عقائد پر دوسرے کو اطلاع ہوجاتی تو کشت و خون ہوجاتا۔ وہ روایت یہ ہی۔

(۷) اصول کافی صفحہ ۲۵۴ مین ہی۔

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ ذُکِرَتِ التَّقِیَّۃُ یَوْمًا عِنْدَ عَلِیِّ بْنِ الْحُسَیْنِ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ فَقَالَ وَاللّٰہِ لَوْ عَلِمَ اَبُوْ ذَرٍّ مَا فِیْ قَلْبِ سَلْمَانَ لَقَتَلَہٗ وَلَقَدْ اٰخٰی رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ بَیْنَہُمَا فَمَا ظَنُّکَ بِسَائِرِ الْخَلْقِ اِنَّ عِلْمَ الْعُلَمَاءِ صَعْبٌ مُسْتَصْعَبٌ لَا یَحْتَمِلُہٗ اِلَّا نَبِیٌّ مُرْسَلٌ اَوْ مَلَکٌ مُقَرَّبٌ اَوْ عَبْدٌ مُؤْمِنٌ اِمْتَحَنَ اللّٰہُ قَلْبَہٗ لِلْاِیْمَانِ فَقَالَ وَاِنَّمَا صَارَ سَلْمَانُ مِنَ الْعُلَمَاءِ لِاَنَّہٗ امْرَءٌ مِنَّا اَہْلَ الْبَیْتِ ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہو وہ کہتے ہیں ایک دن امام زین العابدین کے سامنے تقیہ کا ذکر ہوا تو انھون نے فرمایا کہ واللہ اگر ابو ذر کو معلوم ہو جاتا کہ سلمان کے دل مین کیا ہے تو وہ سلمان کو قتل کر دیتے حالانکہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وآلہ نے ان دونون کے درمیان مین اخوت قائم کردی تھی پھر کیا خیال ہو تمہارا اور مخلوقات کی طرف۔ یقیناً علما کا علم سخت مشکل ہے جس کو سوا نبی مرسل یا ملک مقرب یا ایسے بندۂ مومن کے جسکے قلب کو اللہ نے ایمان کے لیئے جانچ لیا ہو کوئی دوسرا برداشت نہین کرسکتا۔ اور سلمان علما مین سے اس سبب سے ہوئے کہ وہ ہمارے اہلبیت مین سے ایک شخص مین۔

ف اس حدیث سے تقیہ کی اہمیت و عظمت اچھی طرح ظاہر ہو رہی ہے انتہا یہ ہے کہ سلمان ابو ذر سے تقیہ کرتے تھے ابو ذر کو سلمان کے اصلی عقائد کا علم نہ تھا ورنہ وہ سلمان کو مار ڈالتے اور ظاہر ہے کہ سلمان اور ابو ذر دونون کو اسقدر متضاد عقائد کی تعلیم رسول ہی نے دی تھی۔ سلمان کے وہ مخفی عقائد کیا تھے خدا کی توحید مین کچھ عقیدے ان کے بدلے ہوئے تھے یا رسالت و نبوت کے متعلق کوئی دوسری باتین انکو سکھلائی گئی تھین یا قیامت اور جنت دوزخ کی بابت ان کے عقائد مختلف تھے اسکا صریح ذکر کسی روایت مین نہین ملتا نہ ملنا چاہیے۔ ورنہ پھر تقیہ کا کمال ہی کیا ہوا۔

علامہ خلیل قزوینی شارح کافی اس روایت کو دیکھکر بہت گھبرائے اور اس ایک روایت پر کیا موقوف خدا کی قدرت ہو کہ جہان مذہب شیعہ کی بنیاد روایات پر ہو وہان یہی انکی روایات ان کے لئے وبال جان بنگئی ہین۔ بہرحال علامہ قزوینی نے اس حدیث کی تاویل کی ہو اور وہ تاویل ایسی نفیس ہے کہ خود سلمان فارسی پر خیانت کا الزام عائد کر کے لکھا ہے کہ ابو ذر کو اگر اس خیانت کا علم ہو جاتا تو وہ اسکو لوگون سے ظاہر کر دیتے اور سلمان قتل کردئے جاتے

لیکن یہ خیال قزوینی کا سخت گستاخی اور بے دینی کا خیال ہے حضرت سلمان کے قلب مین جو چیز تھی وہ خیانت نہ تھی بلکہ وہ علم آلہی کی قسم سے کوئی چیز تھی۔ چنانچہ حیات القلوب مطبوعہ نولکشور جلد دوم صـ۶۴۳ـ مین ہی۔

شیخ کشی بہ سند معتبر از حضرت صادق روایت کردہ است کہ حضرت رسول فرمود کہ اے سلمان اگر علم ترا عرض کنند بر مقداد ہر آئینہ کافر خواہد شد۔

یعنی رسولخداصلے اللہ علیہ وسلم نے حضرت سلمان سے فرمایا کہ اگر تمہارا علم مقداد پر ظاہر کردیا جاے تو مقداد کافر ہو جائین۔

معلوم ہوا کہ سلمان کا مافی الضمیر جسکا ذکر کافی کی روایت مین ہے کوئی چیز از قسم علم ہے۔ مولنا احتشام الدین صاحب مرحوم اس روایت کو نقل کرکے فرماتے ہین کہ اب حضرات شیعہ اس معمی کو حل کرین کہ جب یہ معلوم ہو گیا کہ سلمان کے دل کی حالت معلوم کرنے سے مقداد کافر ہو جاتے (معاذ اللہ منہا) پس اگر رسول اللہ کے دل کی حالت جناب امیر معلوم کرلیتے تو وہ کیا ہو جاتے اور اگر جناب امیر کے دل کی حالت حسنین یا سلمان وغیرہ معلوم کرلیتے تو کیا بنجاتے اور اگر حسنین کے دل کی حالت باقی ائمہ کو معلوم ہو جاتی تو وہ کیا ہو جاتے اور اگر ائمہ کے دل کی حالت تمام متقدمین و متاخرین شیعہ خصوصًا اس زمانہ کے شیعون کو معلوم ہو جائے تو وہ کیا ہو جائین۔

جنکی ظاہر کی تجلی سے مسلمان ہوئے
انکے باطن کی خبر پائین تو کافر ہو جائین

مولنا احتشام الدین صاحب نے بڑی ذکاوت کے ساتھ کتب شیعہ سے اس راز کا پتہ لگایا ہے کہ سلمان کے دل مین وہ کیا چیز تھی جس کے ظاہر ہونے پر ابوذر اُن کو قتل کردیتے اور مقداد کافر ہو جاتے اس سلسلہ مین کئی باتین بیان فرمائی ہین لیکن سب سے زیادہ دلنشین یہ بات ہے کہ حضرت سلمان ایک ایسی بنیاد ڈالنا چاہتے تھے کہ اگر وہ قائم ہو گئی ہوتی تو مذہب شیعہ کے تصنیف کرنے والون کو زمین آسمان کے قلابے ملانے کے بعد بھی کامیابی نہوتی۔ حضرت سلمان چاہتے تھے کہ تمام کلمہ گویان اسلام

قرآن کریم کو اپنا ہادی و ملجا بنائین حدیثون پر بنیاد مذہب[1] نہ رکھین وہ قرآن سے بھاگ کر حدیث کیطرف جانے کو گمراہی کا دروازہ سمجھتے تھے المختصر حضرت فاروق اعظم کے زرین مقولہ حسبنا کتاب اللہ کو وہ بھی حرز جان بنائے ہوئے تھے چنانچہ حیات القلوب جلد دوم صہ ۶۱ مین ہو۔

سلمان بمردم گفت کہ گریختید از قرآن بسوے حدیث زیرا کہ قرآن را کتاب رفیع یافتید در انجا شمار احساب می نمایند بر نقیر و قطمیر و فتیل یعنی بر امر خوردے و ریزہ بر قدر دانہ خردے پس تنگی کرد بر شما احکام قرآن پس گریختید بسوے احادیثے کہ کار را بر شما کشادہ و آسان کردہ است۔

سلمان نے لوگون سے کہا کہ تم لوگ قرآن سے بھاگ کر حدیث کیطرف گئے کیونکہ قرآن کو تم نے دیکھا کہ بڑی اونچی کتاب ہے اس مقدس کتاب مین تم سے ذرہ ذرہ سی بات کا حساب لیا جاتا ہو لہذا قرآن نے تم پر تنگی کی دینی تم کو نئے نئے مذہبون کے تصنیف کرنے کی گنجایش نہ دی) لہذا تم قرآن سے بھاگ کر ان حدیثون کی طرف گئے جنھون نے راستہ تم پر کشادہ اور آسان کر دیا ہے۔

۱۳

دوسرے مسائل دینیہ کے متعلق تقیہ

مسائل امامت کے متعلق تقیہ کے چند مواقع بطور نمونہ کے بیان ہو چکے اب دوسرے مسائل دینیہ مین شیعون کے ائمہ معصومین کا تقیہ دیکھنا چاہیئے۔

(۱) فروع کافی مطبوعہ لکھنؤ جلد دوم صہ۔ مین ہو۔

---

[1] اہل سنت وجماعت کا مذہب ہے کہ قرآن مجید ایک قطعی ویقینی چیز ہے اسی پر مذہب اسلام کی بنیاد ہے۔ احادیث صرف طریق عمل معلوم کرنے کے لئے ہین یا بعض مجملات قرآن کی تفسیر کے لئے نہ اسلئے کہ ان پر بنیاد اعتقادات کی رکھی جائے اور نہ اسلئے کہ قرآن معمیٰ ورچیستان ہے بغیر روایات کے ملائے ہوئے اس کی کوئی بات سمجھ مین آہی نہین سکتی اس مضمون کو بہت مدلل ومفصل مقدمہ تفسیر آیات خلافت اور رسالہ تفسیر آیہ اولے الامر مین بیان کیا جا چکا ہے کتب شیعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سلمان کا بھی یہی مسلک تھا اور ہم سے پوچھو تو صرف حضرت سلمان ہی نہین بلکہ تمام صحابہ کرام کا بلا اختلاف یہی مسلک تھا انھین حضرات کے مسلک کا نام تو مذہب اہل سنت وجماعت ہو۔ اگر اس مسلک کو شیعہ تھوڑی دیر کیلئے بھی اختیار کرین تو تشیع کے گھروندہ کا نام ونشان بھی باقی نہ رہے۔

عَنْ اَبَانَ بْنِ تَغْلِبَ قَالَ سَمِعْتُ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ كَانَ اَبِيْ عَلَيْهِ السَّلَامُ يُفْتِيْ فِيْ زَمَنِ بَنِيْ اُمَيَّةَ اَنَّ مَا قَتَلَ الْبَازِيُّ وَالصَّقْرُ فَهُوَ حَلَالٌ وَكَانَ يَتَّقِيْهِمْ وَاَنَا لَا اَتَّقِيْهِمْ وَهُوَ حَرَامٌ مَا قَتَلَ۔

ابان بن تغلب سے روایت ہو وہ کھتے ہین مینے امام جعفر صادق علیہ السلام کو سنا وہ فرماتے تھے کہ میرے والد امام باقر علیہ السلام بنی امیہ کے زمانے مین فتوی دیتے تھے کہ باز اور شکرا جس چڑیا کو قتل کردین وہ حلال ہے میرے والد بنی امیہ سے تقیہ کرتے تھے مگر مین ان سے تقیہ نہین کرتا اور فتوی دیتا ہون کہ وہ چڑیا جسکو باز اور شکرا قتل کرے حلال ہے۔

ف دیکھئے امام باقر علیہ السلام نے تقیہ مین حرام کے حلال ہونے کا فتوی دیدیا اور یہ تقیہ ہرگز محل خوف مین نہ تھا کیونکہ یہ مسالہ ایک اجتہادی مسالہ تھا ایسے مسائل اجتہادیہ مین خود فقہائے اہلسنت باہم مختلف رہتے تھے اور کوئی کسی پر گرفت نکرتا تھا آخر امام جعفر صادق نے اس مسالہ مین تقیہ نہ کیا تو اُن پر کس نے گرفت کی اور بالفرض خوف کی حالت بھی ہوتی تو کیا امام مفترض الطاعۃ کی یہی شان ہو کہ اس طرح جھوٹے مسائل بیان کرے ایسے امام کے فتوون پر کیونکر اعتبار ہو سکتا ہو۔

۱۴

(۲) فروع کافی کتاب المواریث ص۲۹۸ مین ہو۔

عَنْ سَلَمَةَ بْنِ مُحْرِزٍ قَالَ قُلْتُ لِاَبِيْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَنَّ رَجُلًا اَرْمَانِيًّا مَاتَ وَاَوْصٰى اِلَيَّ بِتَرِكَتِهٖ فَقَالَ لِيْ وَمَا الْاَرْمَانِيُّ قُلْتُ نَبَطِيٌّ مِنْ اَنْبَاطِ الْجِبَالِ مَاتَ وَاَوْصٰى اِلَيَّ بِتَرِكَتِهٖ وَتَرَكَ ابْنَةً قَالَ فَقَالَ لِيْ اَعْطِهَا النِّصْفَ قَالَ فَاَخْبَرْتُ بِذٰلِكَ زُرَارَةَ فَقَالَ لِيْ اِتَّقَاكَ اِنَّمَا الْمَالُ لَهَا قَالَ فَدَخَلْتُ عَلَيْهِ بَعْدُ فَقُلْتُ اَصْلَحَكَ اللّٰهُ اِنَّ اَصْحَابَنَا زَعَمُوْا اَنَّكَ اتَّقَيْتَنِيْ فَقَالَ وَاللّٰهِ مَا اتَّقَيْتُكَ وَلٰكِنِّيْ اتَّقَيْتُ عَلَيْكَ اَنْ تُضَمَّنَ فَهَلْ عَلِمَ بِذٰلِكَ اَحَدٌ قُلْتُ لَا قَالَ فَاَعْطِهَا

سلمہ بن محرز سے روایت ہو وہ کہتے ہین مینے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ ایک ارمانی شخص مرگیا اور اسنے مجھے اپنے ترکہ کا وصی بنایا امام نے مجھسے پوچھا کہ ارمانی کس کو کہتے ہین مینے کہا ایک پہاڑی قوم کو کہتے ہین (اور آپ کو اسسے کیا مطلب مسئلہ تو صرف اتنا ہو کہ وہ) مرگیا اور اسنے مجھے اپنے ترکہ کا وصی بنایا اور ایک بیٹی اسنے چھوڑی امام نے مجھسے فرمایا کہ لڑکی کو نصف دیدو سلمہ راوی کہتے ہین مینے یہ فتوی زرارہ سے بیان کیا تو زرارہ نے مجھسے کہا کہ امام نے تجھسے تقیہ کیا ہو (نصف کیا) کل مال اسی لڑکی کو ملیگا سلمہ کہتے ہین کہ پھر مین اسکے بعد امام کے پاس گیا تو مینے کہا کہ اللہ آپکی حالت درست کرے ہمارے اصحاب کہتے ہین کہ آپنے مجھ سے تقیہ کیا امام نے کہا اللہ کی قسم مینے تم سے تقیہ نہین کیا بلکہ تمہارے لئے تقیہ کیا کہ کہین تمکو تاوان نہ بھرنا پڑے کسی کو اس فتوی کا

مَا بَقِیَ۔ علم تو نہین ہوا بیٹے کہا نہین تو امام نے فرمایا کہ اچھا باقی مال بھی لڑکی کو دیدو۔

ف فروع کافی کے اسی باب مین یہی مسئالہ سلمہ بن محرز کے بھائی عبداللہ بن محرز نے امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت کیا ہے کہ امام نے نصف مال تو بیٹی کو دلوا یا اور نصف مال غلامون کو مگر جب عبداللہ بن محرز کو معلوم ہوا کہ امام کا یہ فتوی غلط ہے غلامون کو میراث مین کچھ حصہ نہین ملنا چاہیے تو اسنے امام سے شکایت کی کہ آپ نے مجھسے تقیہ کیا امام نے کہا نہین مین نے تجھکو نقصان سے بچانے کیلئے ایسا فتوے دیا تھا کہ اگر کل مال بیٹی کو دیدیا جائے تو کہین غلام تجھسے جھگڑا نہ کرین لیکن اگر تجھے اسکا خوف نہین ہو تو کل مال بیٹی کو دیدے۔

معلوم ہوا کہ امام نے ایک شیعہ کو ایک وہمی نقصان سے بچانے کے لئے تقیہ کرکے جھوٹا مسئالہ بیان کردیا مگر ساتھ ہی ساتھ یہ کھٹکا دامنگیر تھا کہ کسی نے اس فتوی کو سنا تو نہین میری غلطی کا راز تو فاش نہین ہوا۔

شیعون کی کتابون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ ان کے ائمہ معصومین اسقدر تقیہ کرتے تھے کہ کوئی مسائلہ مسائل دینیہ مین ایسا نہین ہے جس مین ائمہ نے مختلف فتوے نہ دئے ہون ان مختلف فتوون مین علماے شیعہ جس فتوے کو چاہتے ہین امام کا اصلی مذہب لکھدیتے ہین اور جس فتوے کو چاہتے ہین تقیہ لکھکر اڑا دیتے ہین۔

15

علماے شیعہ کو اس موضوع پر مستقل تصانیف کرنی پڑی ہین جن مین سے کتاب استبصار شیعون کے اصول اربعہ مین داخل ہو النجم کے مناظرہ حصۂ چہارم مین اسی کتاب استبصار سے بہت سے مواقع ائمہ کے تقیہ کے نقل کئے جاچکے ہین اس وقت پھر اسکا اعادہ بغرض تکمیل بحث مناسب معلوم ہوتا ہے۔

(۳) سب سے پہلا باب اس کتاب کا ابواب المیاہ ہو اس باب کے ایک حدیث یہ ہو۔

مَا رواہ محمد بن علی بن محبوب عن العباس عن عبد اللہ بن المغیرۃ عن بعض اصحابہ عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال اذا کان الماء قدر قلتین لم ینجسہ شیٔ والقلتان	جو حدیث محمد بن علی بن محبوب نے عباس سے انھون نے عبد اللہ بن مغیرہ سے انھون نے اپنے بعض اصحاب سے انھون نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہو کہ انھون نے فرمایا جب پانی بقدر دو قلّہ کے ہو تو اس کو کوئی چیز

جرتان فاول ما فی هذا الخبر انه نجس نہین کرسکتی قلتہ تمثکو کہتے ہین پس خرابی اس روایت مین یہ ہو کہ
مرسل ویحتمل ان یکون ورد مورد التقیة مرسل ہو اور احتمال ہو کہ یہ حدیث بطور تقیہ کے ہو کیونکہ یہ مذہب بہت سے
لانه مذهب کثیر من العامة۔ سنیون کا ہو۔

ف مطلب یہ ہو کہ چونکہ یہ مذہب بہت سے سنیون کا ہے لہذا امام نے انھین سنیون کے خوف سے ان کے موافق بیان کر دیا اصلی مذہب امام ممدوح کا یہ نہ تھا۔ اس مقام پر دیکھنے کے قابل ایک بات یہ بھی ہے کہ مسائل عرفیہ فقہیہ مین خود علماے اہلسنت مین اختلاف رہا ہو اور برابر ایک دوسرے کے مخالف فتوے دیتے تھے کوئی کسی سے خوف نکرتا تھا پس امام کو ایک مسالہ مین اختلاف کرتے ہوئے کیا خوف لاحق تھا جو انھون نے تقیہ کیا خاص اسی مسالہ مین امام ابو حنیفہ اور اہل کوفہ قلتین کے مخالف ہین ان کو کچھ خوف نہ ہوا اور امام نے ڈر کر اپنے اصلی مذہب کے خلاف فتوے دے دیا۔

(۴) کنوؤن کے باب مین ایک حدیث یہ ہے۔

۱۶

ما رواه احمد بن محمد عن ابن محبوب عن الحسن بن صالح الثوری عن ابی عبد الله علیه السلام قال اذا کان الماء فی الرکی کرا لم ینجسه شئ قلت وکم الکر قال ثلاثة اشبار ونصف طولها فی ثلثة اشبار ونصف عمقها فی ثلثة اشبار ونصف عرضها فیحتمل هذا الخبر لا وجهین احدهما ان یکون المراد بالرکی المصنع الذی لا یکون له مادة بالنبع دون الآبار التی لها مادة به فان ذلك هو الذی یراعی فیه الا عتبار بالکر علی ما بیناه والثانی ان یکون ذلك قد ورد مورد التقیة لان الفقهاء من یسوی بین الآبار والغدران فی قلتها وکثرتها

جو حدیث احمد بن محمد نے ابن محبوب سے انھون نے حسن بن صالح ثوری سے انھون نے ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہو کہ آپ نے فرمایا جب پانی کنوین مین ایک کر ہو تو اسکو کوئی چیز نجس نہین کرتی مینے پوچھا کر کسقدر ہوتا ہے امام نے فرمایا ساڑھے تین بالشت طول ساڑھے تین بالشت عمق ساڑھے تین بالشت عرض پس اس حدیث مین دو احتمال ہین اول یہ کہ کنوین سے وہ کنواں مراد جس مین سوت نہون وہ کنواں مراد نہو جس مین سوت ہون کیونکہ بے سوت کے کنوین مین کر کا اعتبار ہوتا ہو جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین دوسرا احتمال یہ ہو کہ یہ حدیث بطور تقیہ کے ہو کیونکہ بعض فقہا کنوؤن اور حوضون کو قلت اور کثرت مین برابر سمجھتے ہین۔

ف اس مقام پر بھی یہ لطیفہ قابل غور ہو کہ جب بعض فقہا کا یہ مذہب ہو بعض کا اسکے خلاف ہو تو ایک فریق سے کیون امام ڈرے دوسرے سے کیون نہ ڈرے اور پھر وہ فقہا باہم اختلاف کرتے ہوئے کیون نہ ڈرتے تھے سارا خوف امام ہی کو کیون تھا۔ تقیہ تو اُس مسألہ مین ہونا چاہیے جو مخصوصاتِ شیعہ سے ہو کہ اصل مسالہ بتا دینے سے لوگ شیعہ سمجھ لینگے اور جو مسألہ مخصوصاتِ شیعہ سے نہ ہو اس مین تقیہ کیسا مگر اصل تو یہ ہو کہ تقیہ اعلیٰ درجہ کی عبادت ہو تقرباً الی اللہ اسکی جسقدر کثرت ہو بہتر۔

(۵) شیعون کے یہان مسألہ یہ قرار پایا ہو کہ پیشاب کرنے کے بعد تین مرتبہ عضو مخصوص کو نچوڑ ڈالے بعد اسکے جسقدر قطرات نکلین وہ پاک ہین جسم مین کپڑے مین لگ جائین کچھ مضائقہ نہین دہونے کی حاجت نہین اس مسالہ کے خلاف ایک حدیث اسی کتاب استبصار مین لکھکر یہ جواب دیا ہو۔

ما رواہ الصفار عن محمد بن عیسیٰ قال کتب الیہ رجل ھل یجب الوضوء مما خرج من الذکر بعد الاستبراء فکتب نعم فالوجہ فیہ ان نحملہ علی ضرب من الاستحباب دون الوجوب او نحملہ علی ضرب من التقیۃ لانہ موافق لمذھب اکثر العامۃ۔

جو حدیث صفار نے محمد بن عیسیٰ سے روایت کی ہو کہ ایک شخص نے امام باقر علیہ السلام کو لکھکر بھیجا کہ کیا جو چیز عضو مخصوص سے بعد نچوڑ ڈالنے کے نکلتی ہو اس سے وضو واجب ہو امام نے لکھا کہ ہان تو مطلب اسکا یہ ہے کہ یا تو ہم اس حکم وضو کو استحباب پر محمول کرین نہ وجوب پر یا ہم اسکو ایک قسم کے تقیہ پر محمول کرین کیونکہ یہ مسألہ اکثر سنیون کے موافق ہو۔

(۶) اسی کتاب کے باب الاستنجا مین ہو۔

ما رواہ احمد بن محمد عن البرقی عن وھب بن وھب عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال کان نقش خاتم ابی العزۃ للہ جمیعا وکان فی یسارہ یستنجی بھا وکان نقش خاتم امیر المومنین علیہ السلام الملک للہ وکان فی یدہ الیسری ویستنجی بھا فھذا الخبر محمول علی التقیۃ۔

جو حدیث احمد بن محمد نے برقی سے انھون نے وہب بن وہب سے انھون نے ابی عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہو کہ انھون نے فرمایا میرے والد کی انگوٹھی مین یہ عبارت کندہ تھی العزۃ للہ جمیعًا یہ انگوٹھی انکے بائین ہاتھ مین رہتی تھی اور وہ اسی سے آبدست لیتے تھے اور امیر المومنین علیہ السلام کی انگوٹھی مین یہ عبارت کندہ تھی الملک للہ اور وہ انگوٹھی انکے بائین ہاتھ مین رہتی تھی اور اسی سے وہ آبدست لیتے تھے پس یہ حدیث تقیہ پر محمول ہو۔

ف یہ نہین معلوم ہوتا کہ تقیہ کس نے کیا آیا امام جعفر نے تقیہ کیا اور جھوٹی خبر بیان کی فی الواقع امام باقر اور حضرت علی ایسی حرکت نکرتے تھے یا امام باقر اور حضرت علی۔ نے تقیہ کیا کہ ایسی ناملائم کاروائی کے مرتکب ہوئے

پھر نہین معلوم ہوتا کہ یہ تقیہ کیون کیا اگر انگوٹھی اتار کر رکھ جاتے اور خدا کے نام کی بے ادبی نہ کرتے تو کون انکو مار ڈالتا اور یہ فعل شنیع کس مذہب مین جائز ہے۔ جس کے خوف سے تقیہ عمل مین آیا۔

(۷) شیعون کے یہان مسالہ ہے کہ وضو مین سر کے مسح کے لیئے جدید پانی نہ لینا چاہیئے اسکے خلاف جو حدیثین ائمہ سے مروی ہین انکا جواب شیخ صاحب موصوف نے اس طرح دیا ہی۔

وما رواہ الحسین ابن سعید عن حماد عن شعیب عن ابی بصیر قال سألت اباعبد الله علیہ السلام عن مسح الراس قلت امسح بما فی یدی من الندی راسی فقال لا بل تضع یدک فی الماء ثم تمسح فالوجہ فی ھذین الخبرین ان نحملھما علی ضرب من التقیۃ لانھما موافقان لمذھب کثیر من العامۃ۔

اور جو حدیث حسین بن سعید نے حماد بن شعیب سے انھون نے ابو بصیر سے روایت کی ہی کہ انھون نے کہا مینے امام جعفر صادق علیہ السلام سے سر کے مسح کی بابت پوچھا مینے کہا کہ جو کچھ تری میرے ہاتھون مین باقی ہی اسی مین اپنے سر کا مسح کرون آپنے فرمایا نہین بلکہ پانی مین ہاتھ ڈالو پھر سر کا مسح کرو پس مطلب ان دونون حدیثون کا یہ ہی کہ ہم ان دونون حدیثون کو تقیہ پر محمول کرتے ہین کیونکہ یہ دونون حدیثین بہت سنیون کے موافق ہین۔

(۸) نیز اسی کتاب مین باب مسح رجلین مین بہت سی مختلف حدیثین روایت کی ہین منجملہ انکے ایک یہ ہی۔

ما رواہ احمد بن محمد بن عیسیٰ عن بکر بن صالح عن الحسن بن محمد بن عمران عن زرعۃ عن سماعۃ بن مہران عن ابی عبد الله علیہ السلام قال اذا توضأت فامسح قدمیک ظاھرھما وباطنھما ثم قال ھکذا فوضع یدہ علی الکعب وضرب الاخری علی باطن قدمیہ ثم مسحھما الی الاصابع فالوجہ فی ھذا الخبر ماذکرنا فی الباب الذی قبل ھذا من حملہ علی التقیۃ لانہ موافق لمذھب بعض العامۃ لمن یری المسح علی الرجلین ویقول انہ بمکان الرجل۔

اور جو حدیث احمد بن محمد بن عیسیٰ نے بکر بن صالح سے انھون نے حسن بن محمد بن عمران سے انھون نے زرعہ سے انھون نے سماعہ بن مہران سے انھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ انھون نے فرمایا جب تم وضو کرو تو اپنے پیرونکا مسح کرو نیچے بھی اور اوپر بھی انگلیون تک بعد اسکے آپنے اپنا ایک ہاتھ ٹخنے پر رکھا اور دوسرا ہاتھ تلوے پر رکھا اور دونو تا انگلیون تک لے گئے اور فرمایا کہ اسطرح مسح کیا کرو پس مطلب اس حدیث کا وہی ہی جو ہم اس سے قبل کے باب مین بیان کر چکے ہین یعنی یہ حدیث تقیہ پر محمول ہی کیونکہ بعض سنیون کے مذہب کے موافق ہی کیونکہ سنیون مین بعض لوگ ایسے ہین جو مسح رجلین کے قائل ہین اور کہتے ہین کہ پیر کا مسح ہونا چاہیئے۔

فا اس مقام پر عجیب ہی لطیفہ ہے اہلسنت مین کوئی شخص بھی مسح رجلین کا قائل نہین ہے اور اگر بالفرض کوئی غیر معروف شخص قائل رہا بھی ہو تو اس سے کیا خوف ہو سکتا ہے اور مزید لطف یہ ہے کہ مسح رجلین کا مسئلہ بتاتے ہوئے امام کو خوف نہ آیا موضع مسح کی تحدید کرتے ہوئے خوف آگیا یہ بھی عجیب حیرت انگیز بات ہے یہ ویسی ہی مثل ہے کہ ایک شخص نے کسی بیگناہ کو قتل کر دیا تھا اور فخر یہ ہر شخص سے کہتا پھرتا تھا کہ مین نے فلان شخص کو مار ڈالا لیکن جب یہ پوچھا جاتا کہ تم نے اسکو کس آلہ سے قتل کیا تو کہتا تھا کہ یہ نہ بتاؤن گا اس مین مجھے خوف ہے کہ گرفتار ہو جاؤنگا۔

(۹) نیز اس کتاب مین باب وجوب مسح الرجلین مین ہے۔

مارواہ محمد بن احمد بن یحیی عن احمد بن الحسن بن علی بن فضال عن عمرو بن سعید المدائنی عن مصدق بن صدقة عن عمار بن موسی عن ابی عبد الله علیه السلام فی الرجل یتوضا الوضوء کله الا رجلیه ثم یخوض الماء بهما خوضا قال اجزاه ذلك فهذا الخبر محمول علی حال التقیة فاما مع الاختیار فلا یجوز الا المسح علیهما علی ما بینا ه۔

جو حدیث محمد بن احمد بن یحیی نے احمد بن حسن بن علی بن فضال سے انھون نے عمرو بن سعید مدائنی سے انھون نے مصدق بن صدقہ سے انھون نے عمار بن موسی سے انھون نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ کوئی شخص پورا وضو کرے پیرونپر مسح نکرے پھر پیر دونو پانی مین غوطہ دے امام نے فرمایا اسکو یہی کافی ہے پس یہ حدیث حالت تقیہ پر محمول ہے مگر بغیر تقیہ صرف مسح کرنا چاہیئے جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہین۔

اور سنئے اسی باب کی ایک حدیث یہ بھی ہے۔

مارواہ احمد بن الحسن الصفار عن عبد الله بن المنبه عن الحسین بن علوان عن عمرو بن خالد عن زید بن علی عن آبائه عن علی علیه السلام قال جلست اتوضاء فاقبل رسول الله صلی الله علیه وآله حین ابتدأت فی الوضوء فقال لی تمضمض واستنشق واستن ثم غسلت وجهی ثلاثا فقال

جو حدیث محمد بن حسن صفار نے عبد اللہ بن منبہ سے انھون نے حسین بن علوان سے انھون نے عمرو بن خالد سے انھون نے زید بن علی سے انھون نے اپنے باپ دادا سے انھون نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مین وضو کرنے بیٹھا تھا اتنے مین رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے آپ نے

قد یجزیک من ذلک المرتان فقال فغسلت ذراعی ومسحت براسی مرتین فقال قد یجزیک من ذلک المرۃ وغسلت قدمی فقال یا علی خلل بین الاصابع لا تخلل بالنار فهذا خبر موافق للعامۃ وقد ورد مورد التقیۃ لان المعلوم الذی لا یتخالج فیہ الشک من مذاہب ائمتنا علیہم السلام القول بالمسح علی الرجلین وذلک اشہر من ان یدخل فیہ شک او ارتیاب۔

مجھ سے فرمایا کہ کلی کرو اور ناک مین پانی ڈالو اور مسواک کرو پھر تین مرتبہ اپنا منھ دھویا تو آپنے فرمایا کہ دو ہی مرتبہ دھونا کافی تھا پھر مینے اپنی کہنیان دھوئین اور دو مرتبہ سر کا مسح کیا آپنے فرمایا ایک ہی مرتبہ مسح کرنا کافی تھا پھر مینے اپنے پیر دھوے تو آپ نے فرمایا کہ انگلیون کا خلال کرو تاکہ آگ مین نہ ڈالی جائین۔ پس یہ حدیث سنیون کے موافق ہو اور بطور تقیہ کے ہو کیونکہ ہمکو جو اپنے ائمہ کا مذہب یقینی طور پر معلوم ہو وہ یہی ہے کہ وہ مسح رجلین کے قائل تھے یہ بات بہت مشہور ہے اسمین کسی قسم کا شک و شبہہ نہین ہو سکتا۔

۲۰

ف اس حدیث مین معلوم نہین تقیہ کس نے کیا آیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے تقیہ کیا اور ایک غلط مسالہ حضرت علی کو تعلیم کیا یا حضرت علی نے تقیہ کرکے (معاذاللہ) رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کی جھوٹی حدیث بیان کردی یا بعد والے کسی راوی نے تقیہ کرکے حضرت علی پر افترا کرلیا۔

دوسری بات شیخ صاحب کے کلام سے یہ معلوم ہوئی کہ جو بات یقینی طور سے ثابت ہو جائے اس کے خلاف کوئی روایت مقبول نہین ہوتی یہ بات اگرچہ فی نفسہ عمدہ اور قابل قبول ہو مگر افسوس کہ حضرات شیعہ اپنی کسی بات کی نسبت نہیں کہ سکتے کہ یہ بات ائمہ کی ہم کو قطعی طور سے معلوم ہے کیونکہ ان کے علم کا ذریعہ یہی روایتین ہین ان کے سوا کچھ نہین ہے اور روایتین سب برابر کوئی بھی ان مین سے قطعی نہین ہے جیسا کہ اصولیین کا اسپر اتفاق ہے ہان اہلسنت البتہ ایسا کہ سکتے ہین کیونکہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم کے اعمال و افعال و اقوال کے معلوم کرنے کا ذریعہ علاوہ کتابی روایتون کے ایک دوسرا اور بھی ہے وہ کیا ہے عمل ائمہ و مجتہدین کا یہان تقیہ تو ہے نہین کہ ڈر کے مارے کھل کر اعمال مذہبی ادا نہ کرسکتے ہون یا خلاف اپنے علم و اعتقاد کے عمل کرین خیر اس مبحث کو ہم آیندہ بھی لکھینگے۔

(۱۰) اسی کتاب مین وجوب موالات کے متعلق یہ حدیث ہے۔

ما رواہ محمد بن احمد بن یحیی عن احمد بن محمد عن ابیہ عن عبد اللہ بن المغیرۃ عن حریز

جو حدیث محمد بن احمد بن یحیی نے احمد بن محمد سے انھون نے اپنے والد سے انھون نے عبداللہ بن مغیرہ سے انھون نے حریز سے

فی الوضوء یجف قال قلت فان جف الاول قبل
ان اغسل الذی یلیہ قال جف او لم یجف اغسل
ما بقی قلت وکذلک غسل الجنابۃ قال ہو بتلک
المنزلۃ وابداء بالراس ثم افض علی سائر جسدک
قلت وان کان بعض یوم قال نعم فالوجہ
فی ہذا الخبر انہ اذا لم یقطع المتوضی وضوءہ
وانما تجففہ الریح الشدیدۃ او الحر العظیم
فعند ذلک لا یجب علیہ اعادۃ وانما تجب
الاعادۃ فی تفریق الوضوء مع اعتدال الوقت
والہواء ویحتمل ایضا ان یکون ورد مورد
التقیۃ لانہ مذہب کثیر من العامۃ۔

وضو کے متعلق روایت کی ہی کہ اگر کچھ اعضا خشک ہو جائین قبل اسکے
کہ باقی اعضا دھوئے جائین تو امام جعفر صادق نے فرمایا کہ جو عضا باقی
رہگئے ہین انکو دہو لو راوی کہتا ہے مینے پوچھا کہ غسل جنابت کا یہی حال ہی امام نے
فرمایا ہان اور غسل مین پہلے سر پر پانی ڈالو پھر باقی جسم پر مینے پوچھا کہ اگرچہ
اعضا کے دھونے مین بقدر بعض حصہ دن کے فصل واقع ہو جاوے تب بھی خشک
شدہ اعضا دہونے کی ضرورت نہین، امام نے فرمایا ہان پس مطلب اس
حدیث کا یہ ہی کہ متوضی اپنا وضو قطع نکرے بلکہ سخت ہوا کے باعث یا گرمی
کے سبب سے اعضا خشک ہو جائین تو اعادہ وضو کی ضرورت نہین اعادہ اسوقت
واجب ہے جبکہ باوجود اعتدال وقت دھونے وضو کرنے مین تفریق کردی ہو مثلاً منہ دہونے کے
بعد کچھ اور کام کرنے لگے اسکے بعد ہاتھ دھوئے اور اتنی دیر مین منہ خشک ہو چکا ہو اور یہ بھی احتمال ہے
کہ یہ حدیث بطور تقیہ کے ہو کیونکہ موالات کا واجب نہونا اکثر سنیونکا مذہب ہی۔

ف شیخ صاحب نے دو تاویلین اس حدیث کی کین اول یہ کہ امام نے جو یہ حکم دیا کہ باوجود خشک ہوجانے اعضا کے صرف باقی اعضا کا دہو لینا کافی ہی وضو کے اعادہ کی ضرورت نہین یہ حکم صرف اس صورت کے لیے ہی جبکہ ہوا وغیرہ کی وجہ سے اعضا خشک ہو جائین نہ تفریق کی وجہ سے دوم یہ کہ امام نے یہ حکم بطور تقیہ کے دیدیا ہو۔ تاویل اول کی حقیقت یہ ہی کہ خود اسی حدیث مین موجود ہی کہ راوی نے کہا وان کان بعض یوم جس سے صاف ظاہر ہی کہ تفریق کیوجہ سے جو خشکی اعضا مین آجاوے وہ بھی قابل لحاظ نہین اور اعادہ وضو کی ضرورت نہین باوجود اس صاف و صریح لفظ کے پھر یہ تاویل کرنا حضرات شیعہ کے سوا کس سے ہو سکتا ہی۔ اگر کہا جائے کہ وان کان بعض یوم کا تعلق صرف غسل جنابت سے ہی تو اولاً غسل جنابت اور وضو مین مابہ الفرق کیا ہے ثانیاً غسل جنابت کا ذکر تو بطور جملہ معترضہ کے ہی اصل استفسار سائل کا وضو کے متعلق ہی غایت ما فی الباب یہ ہے کہ یہ جملہ وضو و غسل جنابت دونون سے متعلق ہو۔

تاویل دوم کی حالت یہ ہی کہ خود اہلسنت اس بارہ مین مختلف ہین امام مالک جو خاص مدنی ہین یعنی امام جعفر صادق کے ہم وطن ہین وجوب موالات کے قائل ہین پس تعجب ہے کہ امام مالک کو وجوب موالات کا مسئلہ بیان کرتے ہوئے کچھ خوف نہ ہوا اور امام جعفر صادق اس مسئلہ کے بیان کرنے سے ڈر گئے معلوم نہین اس مین کیا

خوف تھا۔

(۱۱) نیز اسی کتاب مین نواقض وضو کی بحث مین ہے ۔

وما رواہ محمد بن علی بن محبوب عن محمد بن عبد الجبار عن الحسن بن علی بن فضال عن صفوان عن منصور عن ابی عبیدۃ الحذاء عن ابی عبد اللہ علیہ السلام قال الرعاف والقیء والتخلیل یسیل الدم اذا استکرھت شیئا ینقض الوضوء وان لم تستکرھہ لم ینقض الوضوء فھذان الخبران یحتملان وجھین احدھما ان یکونا وردا مورد التقیۃ لان ذلک مذھب بعض العامۃ۔

اور جو حدیث محمد بن علی بن محبوب نے محمد بن عبد الجبار سے انھون نے حسن بن علی بن فضال سے انھون نے صفوان سے انھون نے منصور سے انھون نے ابو عبیدہ خداء سے انھون نے امام جعفر صادق سے روایت کی ہے کہ امام نے فرمایا نکسیر اور قے سے اور خلال کرنے سے اگر خون نکل آئے تو اگر تمھین کراہیت پیدا ہو تو وضو ٹوٹ جائیگا ورنہ نہین پس یہ دونون حدیثین دو مطلب کا احتمال رکھتی ہین اول یہ کہ بطور تقیہ کے ہون کہ یہ بعض سنیون کا مذہب ہے۔

ف اس حدیث مین تقیہ کا عجب لطیفہ ہے اگر امام کا اصلی مذہب یہ تھا کہ قے سے اور خون نکلنے سے وضو نہین ٹوٹتا تو اسکے بیان کرنے مین امام کو کیا خوف تھا خود اہلسنت مین بھی بعض ائمہ کا یہی مذہب ہے امام شافعیؒ بھی اسکے قائل ہین امام مالک بھی اسی طرف ہین اور یہ تو اہلسنت مین کسی کا بھی مذہب نہین ہے کہ کراہیت پیدا ہو تو وضو ٹوٹیگا ورنہ نہین۔

(۱۲) نیز اسی کتاب کی بحث مذکور مین ہے۔

ما رواہ الحسین بن سعید عن اخیہ الحسن عن زرعۃ عن سماعۃ قال سألتہ عما ینقض الوضوء قال الحدث تسمع صوتہ او تجد ریحہ والقرقرۃ فی البطن الا شیء تصبر علیہ والضحک فی الصلوۃ والقیء فالوجہ فی ھذا الخبران نحملہ علی ضرب من الاستحباب او علی الضحک الذی لا یملک معہ نفسہ ولا یأمن ان یکون قد

جو حدیث حسین بن سعید نے اپنے بھائی حسن سے انھون نے زرعہ سے انھون نے سماعہ سے روایت کی کہ مین نے امام رضا علیہ السلام سے نواقض وضو پوچھے تو انھون نے فرمایا کہ وہ حدیث جسکی آواز سنی جائے یا بو محسوس ہو اور جو قراقر شکم مین ہو سوا اسکے تم اسکو روک لو اور نماز مین ہنسنا اور قے پس مطلب ان دونون حدیثون کا یہ ہے کہ ہم انکو استحباب پر محمول کرین یا ہنسی سے وہ ہنسی مراد لین جسمین آدمی اختیا

احدث ویحتمل ان یکون الخبران وردا
موردا لتقیة لانهما موافقتان
لمذاھب بعض العامة -

ہو جاتا ہے اور اس بات کا اندیشہ ہوتا ہو کہ حدث ہوگیا ہو
اور یہ بھی احتمال ہو کہ یہ دونوں حدیثیں بطور تقیہ کے ہوں
کیونکہ یہ بعض سنیوں کا مذہب ہو -

ف پہلی تاویل بھی عجیب و غریب ہو امام تو نواقض وضو مین ہنسی کو شمار کرتے ہین اور شیخصاحب فرماتے ہین کہ نماز مین ہنسنے کے بعد وضو مستحب ہو اگر الفاظ حدیث اس طرح ہوتے کہ نماز مین ہنسنے سے وضو کرنا چاہئیے یا وضو کر لیا کرو تو البتہ اس تاویل کی گنجایش تھی - آخری تاویل تقیہ والی جس سے ہماری بحث متعلق ہے ویسی ہی لطیف ہو جیسے سابق مین اور تاویلین گذر چکین کیونکہ نماز مین ہنسنے سے وضو کا نہ ٹوٹنا اکثر ائمہ اہلسنت کا مذہب ہو امام مالک امام شافعی امام احمد تینون اسی طرف ہین صرف حنفیہ کے نزدیک نماز مین ہنسنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے - پس ایسی صورت مین امام کو کیا خوف لاحق تھا کہ انھون نے تقیہ کر کے اپنے اصلی مذہب کے خلاف نماز مین ہنسنے کو ناقض وضو کہدیا -

(۱۳) نیز اسی کتاب کے بحث غسل مین ہو -

عن عمر بن یزید قال اغتسلت یوم الجمعة
بالمدینة و لبست ثیابی و تطیبت فمرت
بی وصیفة فخفذت لها فامذیت انا و امنت
ھی فدخلنی من ذلک ضیق فسألت ابا عبد الله
علیه السلام عن ذلک فقال لیس علیک
وضوء ولا علیھا غسل -

عمر بن یزید سے روایت ہو وہ کہتے تھے کہ مینے جمعہ کے دن مدینہ
مین غسل کیا اور کپڑے پہنے خوشبو لگائی اسکے بعد ایک لونڈی
میرے پاس آئی مینے اسکی ران مین عضو مخصوص کو رکھا تو
میری مذی خارج ہوگئی اور عورت کو انزال ہوگیا اس سبب سے
میرے دل مین تردد ہوا اسلیے مینے امام جعفر صادق سے اسکو جاکر پوچھا تو انھون نے
فرمایا کہ نہ تیرے اوپر وضو واجب ہے نہ اس عورت پر غسل واجب ہو -

ف اس حدیث مین تو عجیب ہی مسألہ بیان فرمایا گیا ہو جس کے نہ سنی قائل نہ شیعہ غالبًا قدماے شیعہ قائل ہونگے کیونکہ شہوت پرستی کی توسیع مین یہ حدیث پوری مدد دیتی ہے مگر اب تو کوئی شیعہ بھی اسکا قائل نہین ہے کہ خروج منی سے غسل نہ واجب ہو شیخصاحب کو اس حدیث مین بڑی دقت پیش آئی اور باوجود شیخ الطائفہ ہونے کے سخت پیچ و تاب مین گرفتار ہوگئے ہین کہ کیا تاویل کرین اگر کسی سنی کا مذہب اسکے موافق ہوتا تو فورًا تقیہ پر رکھکر حدیث کو اڑا دیتے مگر اب کیا کرین بالآخر ایک نہایت ہی لطیف بات آپنے ارشاد فرمائی ہے فرماتے ہین -

۲۲۳

ثم الوجه فی هذا الخبر انه یجوز ان یکون السامع قد وهم فی سماعه وانه انما قال مذت فوقع له امنت فرواه علی ما ظن ویحتمل ان یکون انما اجابه علیه السلام علی حسب ما ظهر له فی الحال منه وعلم انه اعتقد فی جاریته انها امنت ولم یکن کذلک فاجابه علیه السلام علی ما یقتضیه الحکم رد علی اعتقاده۔

اس حدیث کی تاویل یہ ہو کہ ممکن ہو کہ رادی کو سننے مین وہم ہو گیا ہو عمرو بن یزید نے اذت (یعنی اس عورت کے بھی مذی خارج ہوئی) کہا ہو رادی نے امنت (یعنی اس عورت کے منی خارج ہوئی) سمجھا اور اپنی سمجھ کے موافق روایت کردی۔ اور یہ بھی احتمال ہو کہ امام نے امر واقعی کے موافق جواب دیا ہو امام کو معلوم ہو گیا ہو کہ عمر بن یزید نے غلطی سے سمجھ لیا کہ اس عورت کے منی خارج ہوئی فی الواقع اس کی منی خارج نہوئی تھی لہذا امام نے سائل کے اعتقاد کے موافق جواب نہ دیا بلکہ امر واقعی کے موافق جواب دیا۔

ف سبحان اللہ یہ لطیفہ تو تقیہ سے بھی بڑھ گیا امام نے اسی طرح امر واقعی کے موافق جواب دیکر نہ معلوم کتنے بندگان خدا کو گمراہ کیا ہوگا اور نہ معلوم کسقدر حدیثین امام کی ایسی ہونگی جن مین بوجہ اسکے کہ امام نے امر واقعی کے موافق مسئلہ بتایا ہوگا اور راویون کو غلطی ہوئی ہوگی۔ عمر یزید تو یہی سمجھا ہوگا کہ خروج منی سے غسل واجب نہین ہوتا اگر امام کو اپنی غیب دانی پر ایسا ہی بھروسہ تھا تو بیچارے عمر بن یزید کو بھی متنبہ کر دیتے کہ تو غلط سمجھا ہے اس عورت کے منی نہین خارج ہوئی اسکے بعد یہ مسئلہ بتاتے وہ بیچارہ گمراہ تو نہ ہوتا۔

گو یہان ہمکو تقیہ کی احادیث کا نقل کرنا مقصود ہو مگر چونکہ اس حدیث مین تقیہ کا مفاد پورا پورا بلکہ اس سے بھی زیادہ موجود ہے لہذا ہم نے اسکو نقل کر دیا۔

(۱۴۷) نیز اسی کتاب کے اسی باب مین ہو۔

ما رواه الحسین بن سعید عن ابن ابی عمیر عن حفص بن سوقه عمن اخبره قال سألت ابا عبد الله علیه السلام فی الرجل یاتی اهله من خلفها قال هو احد المأتیین فیه الغسل فلا ینافی الاخبار الاولة لان هذا الخبر مرسل مقطوع مع انه خبر واحد

جو حدیث حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے انھون نے حفص بن سوقہ سے انھون نے اور کسی شخص سے روایت کی ہو کہ وہ کہتا تھا مینے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص اپنی عورت کے ساتھ پیچھے سے صحبت کرے امام نے فرمایا کہ جماع کے دو مقامون مین سے ایک مقام وہ بھی ہے اور اس صورت مین بھی غسل ضروری ہے پس یہ حدیث پہلی حدیثون کے منافی نہیں ہے کیونکہ یہ حدیث مرسل اور مقطوع ہو اور ساتھ ہی اس کے خبر واحد بھی ہے پس وہ

وما هذا حكمه لا يعارض به الاخبار المسندة على انه يمكن ان يكون ورد مورد التقية لانه موافق المذاهب العامة۔

ان احادیث کی کیونکر معارض ہو سکتی ہے جو مع السند مروی ہین پھر یہ بھی ممکن ہے کہ یہ حدیث بطور تقیہ کے ہے کیونکہ یہ مسالہ سنیون کے مذہب کے موافق ہے۔

ف۔ یہان بھی تقیہ مین اسقدر لطف ضرور ہے کہ فروع مین برابر ائمہ اہلسنت اختلاف کرتے رہتے ہین اسمین تقیہ کیا۔ اس حدیث کے متعلق ضمناً ایک بات اور بھی خیال کرنے کی ہے پیچھے سے کرنا جسکو لواطت کہتے ہین ایسی قبیح حرکت ہے کہ شرع مقدس سے قطع نظر کر کے عقل اور لطافت طبع انسانی بھی اسکو نہایت مکروہ جانتی ہے حتے کہ نصارے کے قوانین سلطنت مین بھی اسکو جرم قرار دیا گیا ہے اور اسکو خلاف وضع فطرت کے لفظ سے تعبیر کیا ہے اہلسنت بالاتفاق قائل ہین کہ یہ فعل شنیع قطعاً حرام ہے احادیث مین اسپر وعید وارد ہوئی ہے مگر حضرات شیعہ کے یہان جہان شہوت پرستی کے اور ذرائع ایجاد کیے گئے ہین وہان ایک طریقہ یہ بھی اس کا نکالا گیا ہے کہ مرد کیساتھ نہ سہی تو کم از کم عورت کیساتھ اس ناپاک فعل کا جواز انھون نے ائمہ سے روایت کر لیا (حاشا جنابہم عن ذلک) اور شوق سے بے کھٹکے اسپر عمل کرتے ہین اور اسکے ساتھ ہی یہ آسانی بھی پیدا کی گئی کہ اس فعل سے غسل بھی واجب نہین ہوتا۔ ہان اگر انزال ہو جائے تو انزال کی وجہ سے غسل کرنا پڑے گا نہ کہ اس فعل کے باعث۔ اب ایک حدیث جو اسکے خلاف وارد ہوئی اور اسمین اس فعل کو موجب غسل قرار دیا گیا تو شیعہ محدثین کو کیسے چین آتا لہذا شیخ صاحب نے فوراً تقیہ کے پہلو پر رکھکر حدیث کو اڑا دیا۔

(۱۵) نیز اسی کتاب کے ابواب نجاست مین ہے۔

ما رواه احمد بن يحيى عن محمد بن عيسى عن فارس قال كتب اليه رجل يسأله عن ذرق الدجاج يجوز الصلوة فيه فكتب لا فالوجه في هذه الرواية انه لا يجوز الصلوة فيه اذا كان الدجاج جلالاً ويجوز ايضاً ان يكون محمولاً على ضرب من الاستحباب او محمولاً على التقية لان ذلك مذهب كثير من العامة

جو حدیث احمد بن یحیی نے محمد بن عیسی سے انھون نے فارس سے روایت کی ہے کہ ایک شخص نے امام باقر علیہ السلام کو لکھا کہ مرغی کی بیٹ مین نماز جائز ہے امام نے جواب لکھا کہ نہین پس وجہ اس حدیث کی یہ ہے کہ نماز اسوقت جائز نہین جبکہ مرغی کھلی ہوئی پھرتی ہو اور یہ بھی ممکن ہے کہ ایک قسم کا استحباب مراد لیا جائے یا یہ حدیث تقیہ پر محمول کی جائے کیونکہ یہ بہت سے سنیون کا مذہب ہے۔

ف۔ حضرات شیعہ کے یہان مرغی کی بیٹ کپڑے مین بدن مین لگی ہو کچھ حرج نہین دھونے کی حاجت نہین ہے

یہ حدیث اسکے خلاف تھی لہذا تقیہ پر رکھکر اڑادیگئی۔

(۱۶) نیز اسی کتاب کے ابواب مذکورہ مین ہی۔

مارواہ الحسین بن سعید عن عثمان بن عیسیٰ عن سماعۃ قال سألتہ عن بول السنور والکلب والحمار والفرس فقال کابول الانسان فالوجہ فی ھذا الخبر ان نحمل قولہ کابول الانسان علی نہ راجع الی بول السنور والکلب لانہما مما لا یوکل لحمہما ویجوز ان یکون الوجہ فی ھذہ الاحادیث ایضاً ضرباً من التقیۃ لانہا موافقۃ لمذاہب بعض العامۃ۔

جو حدیث حسین بن سعید نے عثمان بن عیسےٰ سے انھون نے سماعہ سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے مینے امام جعفر یا باقر سے بلّی اور کتے اور گدہے اور گھوڑے کے پیشاب کا مسالہ پوچھا امام نے فرمایا انسان کے پیشاب کے مثل ہی پس تاویل اس حدیث کی یہ ہے کہ صرف بلی اور کتے کا پیشاب مراد لیا جائے کیونکہ یہی دونون ایسے ہین کہ انکا گوشت نہین کھایا جاتا اور ممکن ہو کہ ان احادیث مین بھی کچھ تقیہ ہو کیونکہ یہ حدیثین بعض سنیون کے مذہب کے موافق ہین۔

ف۔ سبحان اللہ کیسی نفیس تاویلات ہین حدیث مین تو چار چیزون کا ذکر ہے بلی کتا گدھا گھوڑا چارون کے پیشاب کو انسان کے پیشاب کے مانند نجس کہا گیا ہے مگر شیخصاحب فرماتے ہین کہ ہم صرف دو ہی چیزین مراد لینگے مراد لینے کی ایک ہی رہی زمین سے آسمان مراد لے لیجیے آپ کو اختیار ہی بقول ایک نا فہم نکتہ چین کے شیعون کو اختیار ہی اپنے امام کے کلام مین جس لفظ سے جو چاہین مراد لے لین۔

(۱۷) نیز اسی کتاب کے اسی باب مین ہی۔

مارواہ احمد بن محمد بن یحییٰ عن غیاث عن جعفر عن ابیہ علیہما السلام قال لاباس بدم البراغیث والبق وبول الخشاشیف فالوجہ فی ھذہ الروایۃ ان نحملہا علی ضرب من التقیۃ لانہا مخالفۃ لاصول المذاہب۔

جو حدیث احمد بن محمد بن یحیی نے غیاث سے انھون نے جعفر صادق سے انھون نے اپنے والد سے روایت کی ہو کہ انھون نے فرمایا پسّو اور مچھر اور چمگادڑ کے پیشاب مین کچھ حرج نہین پس تاویل اسکی یہ ہے کہ ہم اس روایت کو تقیہ پر محمول کرین کیونکہ یہ روایت تمام مذاہب کے اصول کے خلاف ہی۔

لہ اڈیٹر الشمس کی قابلیت کے نمونے جہان بہت کچھ دکھائے جاچکے ہین وہان ایک یہ بھی ہی شیعون کی کتابون سے جو احادیث تحریف قرآن کی نقل کیگئی تھین انکے جوابمین شیعہ اس حدیث کو پیش کرتے ہین جسمین یہ مضمون ہی کہ قرآن کے خلاف کوئی حدیث نہ ماننی چاہیے بجواب اسکے مینے لکھا تھا کہ یہ کیونکر معلوم ہوا کہ یہ دعا ائمہ نے قرآن موجود کی بیان کی ہی اڈیٹر الشمس لکھتے ہین کہ ہم امام ہین ہمکو بتادیا ہو کہ یہ مراد ہی ۱۲

ف سبحان اللہ یہ نیا تقیہ ہے ابھی تک تو یہ معلوم تھا کہ مذہب مخالف سے ڈر کر اسکے موافق بات کہدینے مین تقیہ ہوتا تھا لیکن اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تقیہ کی ایک صورت یہ بھی ہو کہ تمام مذاہب کے خلاف ایک بات کہدیجائے معلوم نہین اس تقیہ مین کیا مصلحت ہو اور یہ تقیہ کس کے خوف سے تھا۔

(۱۸) نیز اسی کتاب کی بحث صلوۃ مین ہو۔

ما رواہ احمد بن محمد بن عیسیٰ عن علی بن الحکم عن علی بن ابی حمزۃ عن ابی بصیر قال قلت لابی عبد اللہ متی اصلی رکعتی الفجر قال لی بعد طلوع الفجر قلت لہ ان ابا جعفر علیہ السلام امرنی ان اصلیہما قبل طلوع الفجر فقال یا ابا محمد ان الشیعۃ اتوا ابی مسترشدین فافتاہم بمر الحق واتونی شکاکا فافتیتہم بالتقیۃ۔

جو حدیث احمد بن محمد بن عیسیٰ سے علی بن حکم سے انھون نے علی بن ابی حمزہ سے انھون نے ابو بصیر سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے مین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ سنت فجر کس وقت پڑھون امام نے مجھسے فرمایا کہ بعد طلوع فجر کے مینے انسے کہا کہ امام باقر علیہ السلام نے تو مجھے حکم دیا تھا کہ قبل طلوع فجر کے پڑھا کرو تو امام صادق نے فرمایا کہ ای ابو محمد میرے والد کے پاس شیعہ ہدایت حاصل کرنیکے لیئے آئے تھے لہذا میرے والد نے انکو صحیح صحیح مسالہ بتادیا اور میرے پاس شک کرتے ہوئے آئے تو مین نے انکو تقیہ سے فتویٰ دیا۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضرت ائمہ اپنے شیعہ مخلصین سے بھی تقیہ کیا کرتے تھے اب فرمائیے شیعون کے فن حدیث کی کیا حالت ہوگئی شیعہ کہتے ہین کہ ائمہ کرام سنیون سے تقیہ کیا کرتے تھے مگر اب خود انہین کے اصول اربعہ کی یہ حدیث بتا رہی ہو کہ خود شیعون سے بھی تقیہ ہوتا تھا اور شیعہ بھی کون شیخ ابو بصیر جنکی روایت پر تقریباً ایک ربع فن حدیث کا دار و مدار ہو جب ایسے رکن رکین سے بھی ائمہ نے تقیہ کیا تو اورون کی حالت کیا سمجھی جائے یہ بھی عجب لطیفہ ہے کہ امام صادق رض فرماتے ہین میرے پاس شیعہ شک کرتے ہوئے آئے اسوجہ سے مینے انہین صحیح مسالہ نہ بتایا تقیہ کرلیا۔ اے صاحب جو کوئی شک کرتا ہوا آئے اسکو تو اور بھی صاف صاف صحیح مسالہ بتانا چاہیئے تاکہ اسکا شک دفع ہو جائے شیخ جی ابو بصیر کی عجب حالت اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہو جب انکو یہ مسالہ امام باقر علیہ السلام سے معلوم ہو چکا تھا تو انکو کیا ضرورت تھی کہ پھر امام صادق سے اسی مسالہ کو انھون نے پوچھا شائد امام کا امتحان لینا مقصود ہوا نہین جبے ادب شیعون سنے ائمہ کرام پر افترا کئیے اور تو وہ دطونار حدثین گرمعکر انکی طرف منسوب کردین۔

(۱۹) نیز اسی کتاب کی بحث اذان مین ہو۔

الحسین بن سعید عن فضالة عن العلاء عن محمد بن مسلم عن ابی جعفر علیہ السلام قال کان ابی ینادی فی بیتہ بالصلوٰۃ خیر من النوم ولو رددت ذلك لم یکن بہ باس وما اشبہ ھذین الخبرین مما یتضمن ذکر ھذہ الالفاظ فانھا محمولة علی التقیة	حسین بن سعید نے فضالہ سے انھون نے علاء سے انھون نے محمد بن مسلم سے انھون نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے میرے والد امام زین العابدین اپنے گھر مین اذان صبح کے اندر الصلوٰۃ خیر من النوم کہتے تھے اور اگر مین اسکو کہون تب بھی کچھ حرج نہین اس قسم کی جسقدر حدیثین ہین جنمین الصلوٰۃ خیر من النوم کا ذکر ہے سب تقیہ پر محمول ہین۔

ف۔ کیون صاحب گھر کے اندر تقیہ کیسا امام کو کس نے مجبور کیا تھا کہ اپنے گھر مین اذان دیجیے اور ان الفاظ کو کہیئے پھر معلوم نہین یہ تقیہ کسکا ہے امام باقر کا کہ انھون نے اپنے والد پر غلط افترا کیا یا امام زین العابدین کا کہ انھون نے ایک خلاف حق عمل کا ارتکاب فرمایا۔

(۲۰) نیز اسی کتاب کی بحث مذکور مین ہے۔

۲۸

ما رواہ محمد بن علی بن محبوب عن علی بن السندی عن حماد عن حریز عن محمد بن مسلم قال سألت ابا عبد اللہ علیہ السلام عن الرجل یکون اماما یستفتح بالحمد ولا یقول بسم اللہ الرحمن الرحیم قال لا یضرہ ولا باس بذلك فالوجہ فیہ ان نحملہ علی حال التقیة۔	جو حدیث محمد بن علی بن محبوب نے علی بن سندی سے انھون نے حماد سے انھون نے حریز سے انھون نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے انھون نے کہا مین نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کوئی شخص امام ہو وہ الحمد سے نماز شروع کرے اور بسم اللہ الرحمن الرحیم نہ کہے تو کیسا ہے امام نے فرمایا کچھ مضر نہین اسمین کچھ حرج نہین پس تاویل اسکی یہ ہے کہ ہم اسکو تقیہ پر محمول کرتے ہین۔

ف۔ حضرات شیعہ کے یہان نماز مین بسم اللہ با آواز بلند کہنا چاہیے اس حدیث مین جو اسکے خلاف مروی ہوا تو تقیہ کہکر اڑا دیا گیا مگر حیرت ہے کہ یہ تقیہ کیسا خود اہلسنت مین بعض ائمہ بسم اللہ با آواز بلند کہنے کے قائل ہین پھر کیا خوف تھا جسکی وجہ سے تقیہ کیا گیا۔

(۲۱) اسی کتاب کے اسی باب مین ہے۔

ما رواہ احمد بن محمد عن احمد بن اسحاق عن یاسر الخادم قال مر بی ابو الحسن علیہ السلام وانا اصلی علی الطبری	جو حدیث احمد بن محمد نے احمد بن اسحاق سے انھون نے یاسر خادم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے امام ابو الحسن علیہ السلام کا گذر میری طرف سے ہوا مین طبری (ایک قسم کی چٹائی) پر

وقد القيت عليه شيئا اسجد عليه فقال لي مالك لا تسجد عليه اليس هو من نبات الارض فالوجه في هذا الخبر ان نحمله على حال التقية۔

نماز پڑھ رہا تھا اور اسپر مین نے کوئی چیز سجدہ کرنے کے لیے رکھ لی تھی تو امام نے فرمایا کہ تم طبری پر کیون سجدہ نہین کرتے کیا وہ زمین کی نبات نہین ہے پس تاویل اس حدیث کی یہ ہے کہ ہم اسکو تقیہ کیحالت پر محمول کرتے ہین۔

ف۔ اس مقام پر دو حدیثین اور سن لیجئے جنسے آپ کو ائمہ شیعہ کی عجیب وغریب حالت ظاہر ہو گی پہلی حدیث اسی کتاب استبصار کے بیان جمعہ مین اسطرح ہے۔

الحسين بن سعيد عن صفوان عن عبد الله بن بكير عن ابي بصير قال دخلت على ابي عبد الله في يوم الجمعة وقد صليت الجمعة والعصر فوجدته قد باهى يعني من الباه اي جامع فخرج الي في ملحفة ثم دعى جاريته فامرها ان تضع ما تصب به فقلت اصلحك الله ما اغتسلت فقال ما اغتسلت ولا صليت بعد فقلت له قد صليت الظهر والعصر جميعا قال لا باس۔

حسین بن سعید نے صفوان سے انھون نے عبداللہ بن بکیر سے انھون نے ابو بصیر سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مین امام جعفر صادق کے پاس جمعہ کے دن نماز جمعہ اور نماز عصر پڑھنے کے بعد گیا تو مین نے ان کو اس حالت مین پایا کہ وہ جماع کر چکے تھے اور ایک چادر اوڑھے ہوئے باہر نکل آئے بعد اسکے اپنی لونڈی سے کہا کہ نہانے کیلیے پانی رکھدے مین نے کہا اللہ آپ کیحالت درست کرے کیا آپنے ابھی تک غسل نہین کیا امام نے فرمایا کہ مینے تو نہ ابھی تک غسل کیا نہ نماز پڑھی مینے کہا مین تو ظہر وعصر دونون کی نماز پڑھ آیا امام نے فرمایا کچھ مضائقہ نہین۔

عجب لطیفہ کی بات ہے جمعہ کی نماز غائب ہو گئی اور امام صاحب فرماتے ہین کہ کچھ مضائقہ نہین شیخصاحب نے اس حدیث مین تاویل کی ہے کہ شاید امام کو کوئی ضرورت رہی ہو گی مگر کیا وہ ضرورت صرف نماز کو مانع تھی خلوت خاص کو مانع نہ تھی کیا یہی امام مفترض الطاعۃ تھے جن کو فریضۂ نماز کے فوت ہو جانے کا بھی کچھ خیال نہ تھا لو فرضنا کسی شدید ضرورت سے نماز قضا بھی ہو گئی تھی تو اسپر بجائے افسوس کے فرماتے ہین کہ کچھ مضائقہ نہین سبحان اللہ۔

دوسری حدیث اسی کتاب کے بغیر وضو نماز پڑھانے کے بیان مین ہے۔

علي بن الحكم عن عبد الرحمن العرزمي عن ابي عبد الله عليه السلام قال صلى علي

علی بن حکم نے عبدالرحمن عرزمی سے انھون نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام

علیہ السلام بالناس علی غیر طهر وکانت الظهر فخرج منادیہ ان امیر المومنین علیہ السلام صلی علی غیر طهر فاعیدوا ولیبلغ الشاهد الغائب

ایک مرتبہ بے وضو نماز پڑھا دی اور وہ ظہر کا وقت تھا پس انکا منادی یہ اعلان کرتا ہوا نکلا کہ امیر المومنین نے اسوقت بغیر وضو نماز پڑھا دی ہے پس تم لوگون کو چاہیئے کہ نماز کا اعادہ کر لو اور حاضر کو چاہیئے کہ غائب کو یہ خبر پہونچا دے۔

اب ذرا ملاحظہ کیجیے کہ کہان وہ عصمت کا افسانہ کہ ائمہ مثل انبیا کے معصوم ہوتے ہین خطا اور سہو و نسیان سے پاک ہوتے ہین اور کہان یہ بے وضو نماز پڑھانا اور پھر طرہ یہ کہ مسئلہ بھی شیعہ مذہب کے خلاف شیعہ مذہب مین ایسی صورت مین مقتدیون پر اعادۂ نماز ضروری نہین افسوس ہو کہ مشتحصاحب نے اس مقام پر تقیہ کی تاویل نہین کی حالانکہ خوب موقع تھا بلکہ اس مقام پر آپ نے ایک دوسری تاویل فرمائی ہے کہ یہ حدیث چونکہ عصمت کے منافی ہے لہذا قابل قبول نہین۔ اب ذرا حضرات شیعہ اپنے گریبان مین منھ ڈالین اور اہلسنت کے سامنے ان احادیث سے استدلال نہ کرین جنسے خلفائے ثلاثہ رضی اللہ عنہم کی صحت خلافت یا فضیلت مین قدح ہوتی ہو۔

۳۰

(۲۲) نیز اسی کتاب کے ابواب الجمعہ مین ہے۔

عنه عن العلاء عن محمد بن مسلم قال سألته عن صلوة الجمعة فی السفر فقال یصنعون کما یصنعون فی الظهر ولا یجهر الامام فیها بالقرأة انما یجهر اذا کانت خطبة فالوجه فی هذین الخبرین ان نحملهما علی حال التقیة والخوف

حسین بن سعید نے علاء سے انھون نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مینے امام جعفر صادق سے سفر مین نماز جمعہ پڑھنے کی بابت پوچھا امام نے فرمایا جیسا ظہر مین کرتے ہین ویسا ہی کرین امام بلند آواز سے قرأت نکرے صرف خطبہ بلند آواز سے پڑھے پس ان دونون حدیثون کو ہم حالت تقیہ اور خوف پر محمول کرتے ہین۔

ف یہان تقیہ کا عجیب ہی رنگ ہے معلوم نہین امام نے کس کے خوف سے اس مسئلہ مین تقیہ کیا کون سنی اسکا قائل ہو کہ سفر مین نماز جمعہ آہستہ آواز سے پڑھنا چاہیئے۔

(۲۳) نیز اسی کتاب کے انھین ابواب مین ہو۔

ما رواه احمد بن محمد عن محمد بن یحیی عن طلحة بن زید عن جعفر عن ابیه

جو حدیث احمد بن محمد نے محمد بن یحیی سے انھون نے طلحہ بن زید سے انھون نے جعفر صادق سے انھون نے اپنے والد سے

عن علی علیهم قال لاجمعة الا فی مصر یقام فیه الحدود فالوجه فی هذا الخبر التقیة لانه موافق لمذاهب اکثر العامة۔	انھون نے علی علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ انھون نے فرمایا نماز جمعہ صرف اسی شہر مین جائز ہے جسمین حدود قائم کیے جاتے ہون پس تاویل اس حدیث کی تقیہ ہو کیونکہ یہ بہت سے سنیون کا مذہب ہو۔

ف اے جناب شیخصاحب اگر یہ مذہب سنیون کا ہو کہ مصر کے سوا اور کسی مقام پر نماز جمعہ جائز نہین تو یہ بھی سنیون کا مذہب ہو کہ مصر و قریہ ہر جگہ نماز جمعہ جائز ہے پھر امام کو کیا خوف تھا کہ انھون نے اپنا اصلی مذہب چھپا کر غلط مسالہ بتادیا کہ سوا مصر کے نماز جمعہ کہین جائز نہین بندگان خدا کی نماز جمعہ فوت کرانے کا کسقدر وبال ہوا ہوگا اور یہ وبال کس پر پڑا۔

(۲۴) نیز اسی کتاب کے ابواب العیدین مین ہو۔

ما رواه الحسین بن سعید عن ابن ابی عمیر عن ابن اذنیة عن زرارة ان عبد الملک بن اعین سال اباجعفر علیه السلام عن الصلوة فی العیدین فقال الصلوة فیهما سواء یکبر الامام تکبیر الصلوة قائما کما یصنع فی الفریضة ثم یزید فی الرکعة الاولی ثلث تکبیرات وفی الاخری ثلثا سوی تکبیر الصلوة والرکوع والسجود وان شاء ثلثا وخمسا وان شاء خمسا وسبعا بعد ان یلحق ذلک الی الوتر فالوجه فی هاتین الروایتین التقیة لانهما موافقتان لمذاهب کثیر من العامة۔	جو حدیث حسین بن سعید نے ابن ابی عمیر سے انھون نے ابن اذنیہ سے انھون نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ عبد الملک ابن اعین نے امام باقر علیہ السلام سے نماز عیدین کی ترکیب پوچھی امام نے فرمایا دونون کی نماز یکسان ہو امام تکبیرین پوری کہے جیسی فرض نماز دن مین کہتا ہو پھر پہلی رکعت مین تین تکبیرین اور دوسری مین تین تکبیرین کہے علاوہ تکبیر نماز و رکوع و سجود کے اور اگر چاہے تین اور پانچ کہے اور اگر چاہے پانچ اور سات کہے مگر طاق رہین پس یہ دونون روائتین تقیہ پر محمول ہین۔ کیونکہ اکثر سنیون کے مذہب کے موافق ہین۔

ف اگر امام کا مذہب یہ تھا کہ پہلی رکعت مین سات تکبیرین اور دوسری مین پانچ کہنا چاہیئے تو اس مذہب کے ظاہر کر دینے مین کیا خوف تھا اہلسنت کے یہان بھی اس مسالہ مین مختلف اقوال ہین پھر تقیہ کیسا

۳۱

اور ایک عجیب لطف یہ ہی کہ تقیہ کر کے جو امام نے ارشاد فرمایا وہ کسی کا بھی مذہب نہین اہلسنت مین کون اسکا قائل ہی کہ جتنی تکبیرین چاہے کہلے صرف عدد طاق کا لحاظ رکھے۔

(۲۵) نیز اسی کتاب کے ابواب الجنائز مین ہی۔

ما رواه محمد بن احمد بن یحیی عن جعفر بن محمد ابن عبد الله القمی عن عبد الله بن میمون القداح عن جعفر عن ابیه ان علیاً علیه السلام کان اذا صلی علی میت یقرء بفاتحة الکتاب ویصلی علی النبی وآله تمام الحدیث فالوجه فی هذین الخبرین التقیة لانهما موافقتان لمذاهب بعض العامة۔	جو حدیث محمد بن احمد ابن یحیی نے جعفر بن محمد بن عبد اللہ قمی سے انھون نے عبد اللہ بن میمون قداح سے انھون نے جعفر صادق سے انھون نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ علی علیہ السلام جب نماز جنازہ پڑھتے تھے تو سورۂ فاتحہ پڑھتے تھے اور نبی اور ان کی آل پر درود پڑھتے تھے پس یہ دونون حدیثین تقیہ پر محمول ہین کیونکہ بعض سنیون کے مذہب کے موافق ہین۔

ف یہان بھی وہی لطیفہ ہی چنانچہ خود شیخ صاحب کو بھی اقرار ہے کہ یہ بعض سنیون کا مذہب ہی۔ اور بعض کا اسکے خلاف ہی پس کیا وجہ ہی کہ امام صاحب بعض سنیون سے ڈر گئے اور بعض سے نہ ڈرے۔ پھر یہ بھی پتہ نہین چلتا کہ یہ تقیہ کسکا ہی حضرت علی کا کہ وہ تقیہ مین ایسا فعل کرتے تھے یا امام باقر وغیرہ کا تقیہ ہی کہ انھون نے ایک غلط روایت حضرت علی سے نقل کر دی۔

(۲۶) نیز اسی کتاب کے انھین ابواب مین ہی۔

سعد عن ابی جعفر عن ابیه عن عبد الله بن المغیرة عن غیاث بن ابراهیم عن ابی عبد الله عن ابیه عن علی علیهم السلام انه کان الا یرفع یدیه فی الجنازة الا مرة یعنی فی التکبیر فالوجه فی هاتین الروایتین ضرب من الجواز ورفع الوجوب وان کان الافضل ما تضمنته	سعد نے ابو جعفر سے انھون نے اپنے والد سے انھون نے عبد اللہ بن مغیرہ سے انھون نے غیاث بن ابراہیم سے انھون نے امام جعفر صادق سے انھون نے اپنے والد سے انھون نے علی علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ وہ نماز جنازہ مین صرف ایک مرتبہ یعنی تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ اٹھاتے تھے پس ان دونون حدیثون مین یا تو ایک قسم کا جواز مراد ہی کہ ہاتھ اٹھانا واجب نہین اگرچہ افضل وہی ہے جو

۳۲

الرِوایات الاولة ویمکن ان یکونا وردا مورد التقیة لان ذلک مذهب کثیر من العامة۔

پہلی رواتیون مین بیان ہوا اور یہ بھی ممکن ہو کہ یہ دونون حدثین بطور تقیہ کے ہون کیونکہ یہ بہت سے سنیون کا مذہب ہو۔

ف تقیہ بھی عجب چیز ہو اے جناب شیخصاحب بہت سے سنیون کا وہ بھی مذہب ہے جو امام کا اصلی مذہب تھا اور جسکو امام نے مارے ڈر کے چھپا کر یہ غلط مسالہ بتایا غلط فعل کیا۔

(۲۷) نیز اسی کتاب کے انھین ابواب مین ہو۔

احمد بن محمد عن الحسن بن علی بن یقطین عن اخیہ الحسین عن ابیہ علی بن یقطین قال سألت ابا الحسن علیہ السلام لکم یصلی علی الصبی اذا بلغ من السنین والشهور قال تصلی علیہ علی کل حال الا ان یسقط لغیر تمام فالوجه فی هذین الخبرین ما قلناه فی خبر عبد الله بن سنان من الحمل علی التقیة۔

احمد بن محمد نے حسن بن علی بن یقطین سے انھون نے اپنے بھائی حسین سے انھون نے اپنے والد علی بن یقطین سے روایت کی ہے وہ کہتے تھے مینے ابو الحسن علیہ السلام سے پوچھا کہ لڑکا کے سال یا کے مہینہ کا ہو تو اسکی نماز جنازہ پڑہی جائے امام نے فرمایا ہر حال مین اسپر نماز پڑھے سوا اس صورت کے کہ کم دنون کا حمل ساقط ہو جائے پس ان دونون حدثیون کی تاویل وہی ہے جو ہم عبد اللہ بن سنان کی حدیث مین بیان کر چکے ہین کہ تقیہ پر محمول ہین۔

٣٣

(۲۸) نیز اسی کتاب کے انھین ابواب مین ہو۔

احمد بن ابی عبد الله عن ابیہ عن ابن عمیر عن حفص بن البختری عن ابی عبد الله علیہ السلام فی المرأة تموت ومعها اخوها وزوجها ایهما یصلی علیها فقال اخوها احق بالصلوة علیها فالوجه فی هذین الخبرین ضرب من التقیة لانهما موافقان لمذاهب العامة

احمد بن ابی عبد اللہ نے اپنے والد سے انھون نے ابن ابی عمیر سے انھونے حفص بن بختری سے انھون نے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کی ہو کہ جو عورت مر جائے اسکے ساتھ اسکا بھائی اور اسکا شوہر ہو تو نماز جنازہ کون پڑھے امام نے فرمایا اسکا بھائی نماز پڑھنے کا زیادہ مستحق ہو پس ان دونون حدثیون مین تقیہ ہے کیونکہ یہ دونون سنیون کے مذہب کے موافق ہین۔

ف تقیہ بھی عجیب چیز ہے بھلا فروعی مسائل مین جو محض اجتہاد سے تعلق رکھتے ہین اور جن مین خود اہلسنت کے یہان مختلف اقوال ہین تقیہ کی کیا ضرورت اور کیا حاجت ہو اسی کتاب استبصار مین کچھ حدثین ایسی بھی ہین جن سے معلوم ہوتا ہو کہ ائمہ اپنے اصلی مذہب کے اظہار مین کم از کم فروعی مسائل مین بے باک تھے چنانچہ کتاب الزکوة

کی ایک یہ حدیث ملاحظہ ہو۔

علی بن الحسن عن محمد و احمد ابنی الحسن عن علی بن یعقوب الهاشمی عن هارون ابن مسلم عن ابی البختری قال سألت اباعبد الله علیہ السلام عن الحلی علیہ زکوة قال لا لیس فیہ زکوة وان بلغ مائة الف کان ابی یخالف الناس فی هذا۔

علی بن الحسن نے محمد اور احمد پسران حسن سے انھون نے علی بن یعقوب ہاشمی سے انھون نے ہارون بن مسلم سے انھون نے ابوالبختری سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مینے امام جعفر صادق علیہ السلام سے زیور کی بابت پوچھا کہ اسپر زکوة ہے امام نے فرمایا اسپر زکوة نہین ہے اگرچہ ایک لاکھ روپیہ کا ہو میرے والد (امام باقر) اس بارہ مین سب سے مخالفت کرتے تھے۔

دیکھیے یہ شان البتہ امام کی معلوم ہوتی ہے کہ جو مسٔالہ حق تھا اسکے ظاہر کرنے مین انھین کچھ باک نہ تھا اور کسی کی مخالفت کی پروانہ کرتے تھے اور دوسری حدیث اسی باب کی یہ ہے۔

سعید بن عبد الله عن احمد بن محمد عن الحسین بن سعید عن حماد بن عیسیٰ عن عمر بن اذینة عن زرارة قال کنت قاعدا عند ابی جعفر علیہ السلام ولیس عندہ غیر ابنہ جعفر فقال یا زرارة ان اباذر و عثمان تنازعا علی عهد رسول الله صلی الله علیہ و آلہ فقال عثمان ان کل مال من ذهب او فضة یدار و یعمل بہ و یتجر ففیہ الزکوة اذا حال علیہ الحول فقال ابوذر اما ما اتجر بہ او دبر و عمل بہ فلیس فیہ زکوة انما الزکوة اذا کان رکازا کنزا موضوعا فاذا حال علیہ الحول

سعید بن عبد اللہ نے احمد بن محمد سے انھون نے حسین بن سعید سے انھون نے حماد بن عیسیٰ سے انھون نے عمر بن اذینہ سے انھون نے زرارہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مین امام باقر علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور انکے پاس سوا انکے بیٹے جعفر صادق کے کوئی نہ تھا تو امام باقر نے مجھسے فرمایا کہ اے زرارہ ابوذر اور عثمان کے درمیان رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کے زمانہ مین نزاع ہوئی عثمان کہتے تھے کہ جو مال سونے چاندی کی قسم سے ہو اور دست بدست لیا جاتا ہو اور اس سے کام کیا جاتا ہو اور تجارت کیجاتی ہو اسمین زکوة واجب ہے ابوذر کہتے تھے کہ جس مال مین تجارت کیجائے یا اسکی کوئی چیز بنا لیجائے اسمین زکوة نہین ہے زکوة صرف اس مال مین ہے جو مدفون ہو یعنی خزانہ بنا کر رکھا گیا ہو جب اسپر سال گذر جائے تو زکوة واجب ہوگی پس دونون رسول خدا صلے اللہ و آلہ کے پاس گئے آپنے فرمایا بات وہی ہے جو ابوذر کہتے ہین اسکو سنکر جعفر صادق نے اپنے والد سے کہا کہ اس قصے کے بیان کرنے سے آپکا مقصود کیا ہے سوا اسکے کہ یہ بات مشہور ہو اور لوگ فقیرون اور مسکینون کو دنیا چھوڑ دین امام باقر علیہ السلام نے فرمایا خاموش رہو مجھے اسکے بیان کرنے سے کوئی مفر نہین ہے، ان دونون حدیثون سے خیر یہ تو معلوم ہوتا ہے

۳۴

فعلیه الزکوٰة فاختصما فی ذلك الی رسول الله صلی الله علیه وآله فقال القول ما قال ابوذر فقال ابو عبد الله علیه السلام لابیه ما ترید الا ان تخرج مثل هذا فکیف الناس ان یعطوا فقراءهم ومساکینهم فقال له ابوه الیک عنی لا اجد منها بدًا۔	کہ امام جو بات انکے نزدیک حق تھی ظاہر کردی مگر اسکے ساتھ ایک تعجب بھی ہوتا ہے وہ یہ کہ زیور کی زکوٰۃ کی بابت جو امام جعفر صادق نے بیان کیا کہ ہمیشہ والد اس مسئلہ مین تمام لوگون سے مخالفت کرتے تھے عجیب ہے کیونکہ بعض ائمہ اہلسنت بھی زیور مین عدم وجوب کو ثے کے قائل ہین۔ دوسری حدیث مین تعجب کی بات یہ ہے کہ دو اماموں مین اختلاف پایا جاتا ہے جعفر صادق کہتے ہین کہ اس قصہ کے بیان کرنے مین نتیجہ یہ نکلیگا کہ لوگ فقرا و مساکین کو دینا چھوڑ دینگے واہ یہ صحیح بات ہے امام باقر فرماتے ہین کہ مجھے اسکے بیان کرنے سے مفر نہین مفر ہونیکی معلوم نہین کیا وجہ تھی سیکڑون مسائل غلط بیان کر دیئے ہزارون فتوے غلط دیدئے زکوٰۃ کا یہ مسئلہ معلوم نہین کیون ایسا اہم تھا کہ اسکا بیان کرنا نہایت ضروری ہو گیا شاید مفر نہونیکی یہ وجہ ہو کہ زرارہ صاحب نے خواہش کی ہو کہ کسیطرح زکوٰۃ کو اڑا دیجیے امام اسکے خوف سے زکوٰۃ اڑا نہ سکے یہ کہانی تراشی ہو جعفر صادق چونکہ اسوقت بچہ تھے اس امر کو نہ سمجھے اور جھٹ اعتراض کر بیٹھے واللہ اعلم۔

غرض اس قسم کے لطیفے تو بہت ہین دو چار حدیثین تقیہ کی اور سن لیجیے۔

(۲۹) اسی کتاب استبصار کے باب الزکوٰۃ مین ہے۔

۳۵

عنه عن حماد عن حریز عن محمد بن مسلم قال سمعت اباعبد الله علیه السلام یقول الصدقة لمن لا یجد الحنطة والشعیر یجزی عنه القمح والسلت والعدس والذرة نصف صاع من ذلك کله اوصاع من تمر او زبیب فالوجه فی هذه الاخبار وما جری مجریها ان نحملها علی ضرب من التقیة ووجه التقیة فی ذلك ان السنة کانت جاریة فی اخراج الفطرة بصاع عن کل شیٔ فلما کان زمن عثمان وبعده من ایام معاویة جعل نصف صاع من حنطة بازاء صاع من تمر۔	حسین بن سعید حماد سے انھون نے حریز سے انھون نے محمد بن مسلم سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مینے ابو عبد اللہ علیہ السلام سے سنا وہ فرماتے تھے کہ جسکو گیہون اور جو نہ ملسکین اسکو معلوم ہے کہ صدقہ فطر مین گیہون اور سود اور چنا بھی کافی ہے یہ سب چیزین نصف صاع کافی ہین یا ایک صاع چھوہارا یا مویز دینا چاہیے پس تاویل ان احادیث کی اور جو انکے مثل ہون یہ ہے کہ ہم انکو تقیہ پر محمول کرتے ہین اور وجہ تقیہ کی اس بارہ مین یہ ہے کہ صدقہ فطر مین سنت یہی تھی کہ ہر چیز سے ایک صاع دیا جائے مگر جب زمانہ عثمان کا یا معاویہ کا ہوا تو انھون نے گیہون کے نصف صاع کو چھوہارے کے ایک صاع کے برابر کر دیا اور لوگون نے اس بارہ مین ان کی موافقت کر لی بس یہ حدیثین

وتابعهم الناس على ذلك فخرجت هذه الاخبار فافتا لهم على جهة التقية۔	انھین لوگون کی موافقت مین بطور تقیہ کے ہین۔

ف شیخصاحب نے یہان بھی جو وجہ تقیہ کی بیان کی ہے وہ کچھ چلتی ہوئی نہین ہے اگر حضرت عثمان رضؓ نے نصف صاع ایجاد کیا تھا یا حضرت معاویہؓ نے تو حضرت علی نے اس سے اختلاف کیون نہ کیا اور سب مسلمانون کو اسپر کیون متفق ہونے دیا حضرت عثمانؓ کی سنت سنت شیخین نہ تھی کہ اسکی مخالفت کرنے سے حضرت علی کو خود انھین کا لشکر قتل کردیتا بہرکیف تقیہ ایک عجیب چیز ہے۔

(۳۰) نیز اسی کتاب کے ابواب صیام مین ہی۔

الحسين بن سعيد عن محمد بن ابى عمير عن هشام بن سالم وابى ايوب عن محمد بن مسلم عن ابى جعفر عليه السلام فى الرجل يصوم اليوم الذى شك فيه من رمضان قال عليه قضاءه وان كان كذلك فالوجه فى هذا الخبر احد شيئين احدهما ان نحمله على ضرب من التقية لانه موافق لمذهب بعض العامة	حسین بن سعید نے محمد بن ابی عمیر سے انھون نے ہشام بن سالم اور ابوایوب سے انھون نے محمد بن مسلم سے انھون نے امام باقر علیہ السلام سے روایت کی ہی کہ جو شخص اس دن روزہ رکھے جسکے رمضان ہونے مین شک ہو تو اسپر اُس کی قضا ضروری ہوگی اگرچہ وہ دن فی التحقیقت رمضان کا ہو پس تاویل اس حدیث کی دو ہین اول یہ کہ ہم اسکو تقیہ پر محمول کرین کیونکہ یہ بعض سنیون کے موافق ہے۔

(۳۱) نیز اسی کتاب کے انھین ابواب مین ہی۔

سعد بن عبد الله عن ابى جعفر عن سعد بن اسماعيل بن عيسى عن ابيه قال سألت ابا الحسن الرضا عليه السلام عن رجل اصابته جنابة فى شهر رمضان فنام متعمدا حتى اصبح اى شئ عليه قال لا يضره هذا ولا يفطر ولا يبالى فان ابى عليه السلام	سعد بن عبداللہ نے ابوجعفر سے انھون نے سعد بن اسماعیل بن عیسی سے انھون نے اپنے والد سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مینے ابوالحسن رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ کسی شخص کو ماہ رمضان مین جنابت ہوجائے اور عمداً سو رہے یہانتک کہ صبح ہوجائے تو اسپر کیا ہوگا امام نے فرمایا کچھ نقصان نہین وہ روزہ رکھے اور کچھ پروا نہ کرے میرے والد علیہ السلام فرماتے تھے کہ عائشہ کہتی تھین

۳۶

قال قالت عائشة ان رسول الله صلی الله علیه وآله اصبح جنباً من جماع غیر احتلام لانه یحتمل شیئین احدهما ان یکون خرج مخرج التقیة	کہ رسولخدا صلے اللہ علیہ وسلم ایک مرتبہ صبح کو اس حالت مین اٹھے کہ آپ جُنب تھے جماع کے سبب سے نہ احتلام کیوجہ سے پس اس حدیث مین دو احتمال ہین اول یہ کہ تقیہ پر محمول ہو۔

ف اب حضرات شیعہ خود ہی انصاف کرین کہ تقیہ کا اثر کہان سے کہا نتک پہونچا رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی افترا ہونے لگا ایک مومن کے تن بدن پر یہ سنکر لرزہ پڑ جائے گا کہ رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹ طوفان باندھا گیا۔ اس حدیث مین جس تقیہ کا ذکر ہے وہ کس کا تقیہ ہو رسولخدا کا تقیہ ہو کہ انھون نے تقیہ مین ایسا فعل کیا یا امام کا تقیہ ہے کہ انھون نے رسول اللہ پر افترا کیا۔ اگر شیعہ صاحبان فرمائین کہ یہ افترا رسول اللہ پر (معاذ اللہ) ام المومنین نے کیا تھا امام نے تو انھین کے ذریعہ سے اس حدیث کو نقل کیا تو جواب یہ ہو کہ امام ضرور جانتے ہونگے کہ یہ حدیث جھوٹی ہے پھر انھون نے کیون جھوٹی حدیث نقل کی کیا امام پر کسی نے یہ زور ڈالا تھا کہ اس مضمون کی حدیث بھی سناؤ معاذ اللہ معاذ اللہ۔

۳۷

(۳۲) نیز اسی کتاب کے ابواب الحج مین ہے۔

ما رواه احمد بن محمد بن عیسیٰ عن الحسن بن علی عن عمر بن ابان الکلبی قال انتهیت الی باب ابی عبد الله علیه السلام فخرج المفضل فاستقبلته فقال مالك قال اردت ان اصنع شیئاً فلم اصنع حتی یامرنی ابو عبد الله فاردت ان یحصنین الله فرجی ویغض بصری فی احرامی فقال کما انت ودخل فسالہ عن ذاک فقال هذا الکلبی علی الباب وقد اراد الحرام واراد ان یتزوج لیغض الله بذلك بصره ان امرته فعل والا انصرف	جو حدیث احمد بن محمد بن عیسیٰ نے حسن بن علی سے انھون نے عمر بن ابان کلبی سے روایت کی ہو کہ وہ کہتے تھے مین امام جعفر صادق کے دروازہ پر گیا مفضل گھر کے اندر سے نکل رہے تھے مین انسے ملا انھون نے پوچھا کہ تم کیون آئے ہو مینے کہا میرا ارادہ ایک کام کرنے کا تھا مگر مینے نہین کیا نہ کرونگا جبتک کہ ابو عبداللہ (جعفر صادق) مجھے اجازت نہ دین میرا ارادہ یہ تھا کہ نکاح کرون تاکہ اللہ حالت احرام مین میری شرمگاہ کو اور میری آنکھ کو (حرام سے) محفوظ رکھے مفضل نے کہا اچھا تم یہین ٹھہرو اور وہ اندر گئے اور انھون نے امام سے کہا کہ یہ کلبی دروازہ پر کھڑے ہین۔ انھون نے حرام کا بھی ارادہ کیا ہو اور یہ بھی چاہتے ہین

عن ذلك فقال لی مره فلیفعل ولیستتر
فالوجه فی هذا الخبر احد شیئین
احدهما ان یکون امر بذلك قبل ان
یدخل فی الاحرام فاما بعد عقد الاحرام
فلا یجوز علی حال والوجه الآخر ان
یکون محمولاً علی ضرب من التقیة لان
ذلك مذهب بعض العامة۔

کہ نکاح کرین تاکہ اسکے ذریعہ سے انکی آنکھ کو (نظر حرام سے) محفوظ رکھے اگر آپ حکم دین تو وہ نکاح کرین ورنہ نہ کرین امام نے فرمایا کرے مگر پوشیدہ رکھے پس تاویل اس حدیث کی دو ہین ایک یہ کہ امام نے احرام باندھنے سے پہلے نکاح کرنے کا حکم دیا ہو کیونکہ بعد احرام باندھنے کے نکاح کرنا کسی حال مین جائز نہین ہے اور دوسری تاویل یہ ہو کہ یہ حدیث تقیہ پر محمول ہو کیونکہ یہ بعض سنیون کا مذہب ہے۔

ف شیخصاحب نے اس حدیث کی دو تاویلین کین اور خدا کے فضل سے دونون بے نظیر بھلا اگر احرام باندھنے سے پہلے نکاح کرنے کا حکم دیا ہوتا تو اول تو سائل کو اس مین پوچھنے کی کیا بات تھی کیا وہ خیال کرتا تھا کہ احرام باندھنے سے پہلے بھی شاید نکاح ناجائز ہے دوسرے امام کو یہ کہنے کی کیا ضرورت تھی کہ نکاح کرے مگر پوشیدہ رکھے پوشیدہ رکھنے کی تاکید خود بتا رہی ہے کہ امام نے کوئی ایسی بات بتائی ہے جس کے اور مسلمان قائل نہین ہین اور احرام کے پہلے نکاح کے عدم جواز کا کوئی قائل نہین رہی دوسری تاویل تقیہ والی وہ تو سب سے زیادہ لطیف ہے خود اہلسنت مین بعض ائمہ بحالت احرام نکاح کو جائز کہتے ہین بعض ناجائز پھر اس مین تقیہ چہ معنی قطع نظر اس سے پوشیدہ رکھنے کی تاکید یہ بھی بتا رہی ہے کہ یہ تقیہ نہین ہے ورنہ چھپانے کی کیا ضرورت تھی تقیہ کا تو مطلب ہی یہ ہے کہ ایسی بات بتائی گئی ہے جس کے ظاہر ہونے مین کوئی خوف نہین ہے۔

۳۸

(۳۴۳) نیز اسی کتاب کے انھین ابواب مین ہے۔

ما رواه محمد بن یعقوب عن عدة
من اصحابنا عن سهل بن زیاد
عن احمد بن محمد عن علی بن ابی
حمزة قال سألت ابا الحسن
عن الرجل یطوف یقرن بین
اسبوعین فقال ان شئت رویت

محمد بن یعقوب نے ہمارے کئی اصحاب سے انھون نے سہل بن زیاد سے انھون نے احمد بن محمد سے انھون نے علی بن ابی حمزہ سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے تھے مین نے امام ابوالحسن علیہ السلام سے پوچھا کہ کوئی شخص طواف کرے اور دو اسبوع کو ایک ساتھ ملادے تو کیسا (امام نے) فرمایا اگر تم چاہو تو تمہین اہل مدینہ کا قول تم سے روایت

لک عن اهل المدینة قال فقلت لا والله مالی فی ذلک من حاجة جعلت فداک ولکن اسهل علی ما ادین الله عزوجل به۔	کردون مین نے کہا نہین خدا کی قسم مجھے اسکی ضرورت نہین مین آپ پر فدا ہو جاؤن مجھ سے وہ روایت بیان فرمائیے جسپر مین اللہ کے لیئے عمل کرون۔

ف۔ اس حدیث سے یہ نتیجہ نکلا کہ ائمہ کرام کی عادت شریف یہ بھی تھی کہ سائل کو انا پ شناپ باتین بھی بتا دیا کرتے تھے اپنا اصلی مذہب اسکو نہ بتاتے تھے گو وہ شیعہ مخلص ہو۔ دوسری روایات مین صاف صاف مذکور ہے کہ ائمہ ہر شخص کی آواز سنکر پہچان لیتے تھے کہ ناجی ہے یا ناری اور ہر شخص سے اسی کے موافق بات کرتے تھے یعنی مومن کو ایمان سکھاتے تھے اور کافر کو کفر

(۲۴۳) کتاب من لا یحضرہ الفقیہ کے ابواب الصوم مین ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا من کان فی بلد فیہ سلطان فالصوم معہ والفطر معہ یعنی جو شخص ایسے شہر مین ہو جہان کوئی بادشاہ ہو تو اسکو بادشاہ کے ساتھ روزہ رکھنا اور اسی کے ساتھ افطار کرنا چاہیے یعنے جبدن سے بادشاہ روزہ رکھے اسی دن سے اسکو روزہ رکھنا چاہیئے اور جس دن سے وہ موقوف کردے اسی دن سے موقوف کر دینا چاہیئے نیز ایک دوسری حدیث اسی باب کی ہے

قد روی عن عیسی بن ابی منصور انہ قال کنت عند ابی عبد الله علیہ السلام فی الیوم الذی یشک فیہ فقال یا غلام اذهب فانظر هل صام الامیر ام لا فذهب ثم عاد فقال لا فدعا بالغداء فتغدینا معہ۔	عیسے بن ابی منصور سے مروی ہے کہ انھون نے کہا مین یوم شک مین امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس تھا انھون نے ایک لڑکے سے فرمایا کہ جا دیکھ امیر نے روزہ رکھا یا نہین وہ لڑکا گیا اور اسنے لوٹ کر کہا کہ نہین پس امام نے کھانا منگایا اور ہم سب نے انکے ساتھ کھانا کھایا۔

ف۔ دیکھیئے تقیہ مین فرائض اسلام بھی چپٹ کیئے جاتے تھے روزہ ایک ایسی چیز ہے کہ آدمی مخفی طور بھی رکھ سکتا ہے کون شخص معلوم کر سکتا ہے کہ فلان شخص نے روزہ رکھا ہے جب تقیہ مین وہ بھی چپٹ ہو گیا تو اور فرائض کو کیا کہا جائے۔

یہ ایک ہلکا سا نمونہ شیعون کے ائمہ معصومین کے تقیہ کا تھا جس سے کچھ اندازہ تقیہ کے مواقع کا ہو سکتا ہو اور یہ بات اچھی طرح ظاہر ہوتی ہو کہ تقیہ کیلئے نہ ہر گز کسی قسم کے خوف کی شرط ہے نہ کسی اور ضرورت کی بلکہ ائمہ شیعہ نے ہر موقع پر تقیہ کیا ہے موافقین سے بھی مخالفین سے بھی دنیاوی امور مین بھی اور دینی مسائل کے

۳۹

فتو ےبھی دیتے ہیں بھی۔ عقائد کے متعلق بھی اعمال کے متعلق بھی۔ کتب شیعہ خاصکر کافی استبصار تہذیب کے دیکھنے سے بڑے بڑے عمدہ لطائف تقیہ کے متعلق معلوم ہوتے ہیں۔

ائمہ شیعہ کی ان اختلاف بیانیوں یا تقیہ پردازیوں کے سبب سے ان کے اصحاب میں مذہبی اختلافات بکثرت پیدا ہوئے اور اصحاب کے بعد علماء اور ائمہ مجتہدین میں وہی اختلافات رونما ہوئے اور یہ اختلافات صرف اعمال میں نہیں بلکہ عقائد میں اور عقائد میں بھی جو مسائل مذہب شیعہ میں سب سے زیادہ مہتم بالشان ہیں جنکو ان کے عقائد کا گل سر سبد کہنا چاہیئے یعنی مسائل امامت اسمین بھی اختلاف ہوا۔ ائمہ کے بعض اصحاب ائمہ کو معصوم کہتے تھے اور بعض لوگ مثل اہل سنت کے ان کے معصوم ہونے کا انکار کرتے تھے اور ان کو علمائے نیکوکار جانتے تھے علامہ باقر مجلسی کتاب حق الیقین کے صفحہ ۶۹۶ پر لکھتے ہیں۔

از احادیث ظاہر می شود کہ جمعے از راویان کہ در اعصار ائمہ علیہم السلام بودہ انداز شیعیان اعتقاد بہ عصمت ایشان نداشتہ اند بلکہ ایشان را علمائے نیکوکار میدانستہ اند چنانکہ از رجال کشی ظاہر میشود و مع ذلک ائمہ علیہم السلام حکم بایمان بلکہ عدالت ایشان می کردند۔

احادیث سے ظاہر ہوتا ہی کہ شیعہ راویوں کی ایک جماعت جو ائمہ علیہ السلام کی ہم عصر تھی ائمہ کے معصوم ہونے کا اعتقاد نہ رکھتی تھی بلکہ ائمہ کو نیکوکار عالم جانتی تھی چنانچہ رجال کشی سے معلوم ہوتا ہی اور باوجود اس کے ائمہ علیہم السلام نے ان کے مومن بلکہ عادل ہونے کا حکم لگایا ہی۔

اس اختلاف کا سبب یہی ہو کہ ائمہ نے اپنی امامت اور عصمت کا انکار بھی کیا ہو اب چاہے یہ انکار واقعی ہو یا از راہ تقیہ۔

اصحاب ائمہ کا اختلاف اعمال میں اس حد کو پہونچا کہ علماء شیعہ کو بادل ناخواستہ اقرار کرنا پڑا کہ ان کا اختلاف اہلسنت کے ائمہ اربعہ یعنی امام ابوحنیفہؒ امام مالکؒ امام شافعیؒ امام حنبلؒ کے باہمی اختلاف سے بدرجہا زائد ہی چنانچہ شیعوں کے مجتہد اعظم مولوی دلدار علیصاحب اپنی کتاب اساس الاصول مطبوعہ لکھنؤ عہد شاہی صفحہ ۹۱ پر لکھتے ہیں

وقد ذکرت ما ورد عنہم من الاحادیث المختلفۃ التی تختص بالفقہ فی الکتاب المعروف بالاستبصار و فی کتاب تہذیب الاحکام ما یزید علی خمسۃ الاف حدیث و ذکرت فی اکثرہا اختلاف الطائفۃ فی العمل بہا وذلک اشہر من ان یخفی حتی انک لو تاملت اختلافہم فی ہذہ الاحکام وجدتہ یزید علی اختلاف ابی حنیفۃ والشافعی ومالک ووجدتہم مع ہذا الاختلاف العظیم لم یقطع احد منہم موالاۃ صاحبہ ولم ینتہ الی تضلیلہ وتفسیقہ والبرأۃ من مخالفہ۔

ائمہ سے جو مختلف حدیثیں خاصکر فقہ کے متعلق منقول ہیں وہ کتاب مشہور استبصار اور تہذیب الاحکام میں پانچ ہزار احادیث سے زائد بیان کی گئی ہیں۔ اور اکثر ان حدیثوں میں شیعوں کے اختلاف عمل کا بھی ذکر ہے (یعنی کسی عالم شیعہ نے کسی حدیث پر عمل کیا ہو کسی نے کسی پر) یہ بات بہت مشہور ہے چھپ نہیں سکتی یہانتک کہ اگر تم انکے اختلاف کو ان احکام میں غور سے دیکھو تو ابوحنیفہ اور شافعی اور مالک کے اختلاف سے زائد پاؤگے اور یہ بھی دیکھوگے کہ باوجود اس عظیم اختلاف کے ایک دوسرے سے ترک موالات نہیں کرتا ایک دوسرے کو گمراہ اور فاسق نہیں کہتا اور اپنے مخالف سے بیزاری نہیں ظاہر کرتا۔

اپنے مجتہد اعظم کی اس عبارت کو شیعہ غور سے دیکھیں جو بعض اوقات ناواقف سنیوں کو یہ کہکر بہکاتے ہیں کہ تمہارے ائمہ اربعہ میں دیکھو ایسا اختلاف ہی پھر کیونکر برحق ہو سکتے ہیں۔ ہذا اخر الکلام والحمد للہ رب العلمین ۵

مذبذبین بین ذلک لا الی ھؤلاء ولا الی ھؤلاء

وجہ تسمیہ تردد میں ہیں ایسے (یعنے کفر و اسلام کے) درمیان میں نہ اس طرف ہیں نہ اس طرف

الحمد للہ تعالیٰ

کہ مذہب شیعہ کے دو سو منتخب مسائل کے

سلسلہ کا دوسرا رسالہ ہدایت مقالہ موسوم بہ

الثانی من المائتین

علی

المنحرف عن الثقلین

نمبر سوم ملقب بہ

التحفۃ البہیۃ فی نتائج التقیۃ

جس میں

تقیہ کے خطرناک نتائج دکھلا کر یہ بات روز روشن کی طرح ثابت کر دی گئی ہے

کہ شیعوں کے اولین و آخرین اپنے ائمہ کا

کوئی اصلی مذہب نہیں بتا سکتے

باہتمام کارپردازان صحیفۂ النجم

عمدۃ المطابع لکھنؤ میں چھپکر النجم کے ساتھ شائع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً ومسلماً

امابعد واضح ہو کہ الثانی من المائتین کا یہ تیسرا نمبر ہے جسمین انشاء اللہ تعالیٰ تقیہ کے نتائج بیان کئے جائینگے اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے اِس بیان کو ذریعہ ہدایت بنائے - آمین

پہلے دونون نمبرون مین حسب ذیل امور شیعونکی اعلیٰ ترین معتبر کتابون سے ثابت کئے جاچکے ہین -

(۱) تقیہ کے معنی خلاف واقع کے یا خلاف اپنے اعتقاد کے کوئی بات کہنا (جس کو جھوٹ بولنا کہتے ہین) یا کوئی کام کرنا -

ف تقیہ اور نفاق بالکل ایک چیز ہے اگرچہ شیعہ تقیہ اور نفاق مین بڑا فرق بیان کرتے ہین کہتے ہین کہ تقیہ دین کے چھپانے اور بے دینی کے ظاہر کرنے کا نام ہے اور نفاق بالکل اسکے برعکس ہے - لیکن یہ فرق شیعونکی ایک اصطلاح کی بنیاد پر ہے مسلمانون کے نزدیک اپنی جن مذہبی باتون کو شیعہ چھپاتے ہین وہ خالص بے دینی ہین اور جن باتون کو وہ مسلمانون کے سامنے ظاہر کرتے ہین وہ یقیناً دین ہین لہذا اسکے نفاق ہونے مین کچھ شک نہین -

(۲) تقیہ اعلیٰ درجہ کا فرض اعلیٰ درجہ کی عبادت ہے دین کے ۹/۱۰ حصہ تقیہ مین ہین اور جو تقیہ نکرے وہ بے دین وبے ایمان ہے -

(۳) ائمہ وانبیا کا بلکہ خدا کا دین تقیہ کرنا ہے

(۴) تقیہ کیلئے نہ خوف جان وغیرہ کی شرط ہے نہ اور کسی معذوری ومجبوری کی تحدید ہے بلکہ ہر ضرورت پر تقیہ کا حکم ہے اور ضرورت کی تشخیص خود صاحب ضرورت کی رائے پر محول ہے -

(۵) ائمہ شیعہ نے عقائد مین بھی تقیہ کیا ہے اور اعمال مین بھی - تقیہ مین اپنے امام معصوم ہونے کا بھی انکار کیا ہے فرائض بھی ترک کئے ہین فعل حرام کا بھی ارتکاب کیا ہے جھوٹے فتوے دئے ہین حرام کو حلال اور حلال کو حرام بتلایا ہے ظالمون بدکارون کی تعریف بھی کی ہے اور تعریف بھی انتہائی مبالغہ کے ساتھ -

(۶) ائمہ اپنے مخلص شیعون کو ازراہ تقیہ غلط مسائل بتادیا کرتے تھے اور کبھی یہ راز کھل جاتا تھا تو ارشاد فرماتے تھے کہ ہمنے تم کو فلان نقصان سے بچانے کیلئے ایسا کیا یا اس لئے ایسا کیا کہ تم مین باہم

اختلاف رہیگا تو لوگ تم کو ہمسے روایت کرنے مین سچا نہ سمجھینگے اور اسی مین ہمارے اور تمھارے لئے خیریت ہے
(۷) ائمہ علانیہ ہمیشہ عقائد و اعمال مین اپنے کو اہل سنت وجماعت ظاہر کرتے تھے اور اپنے شاگردون کو بھی مذہب اہل سنت وجماعت ہی کی تعلیم دیتے تھے - مذہب شیعہ کی تعلیمات جس قدر انسے شیعون نے نقل کی ہین انکی بابت شیعہ راویون کا یہ بیان ہے کہ ائمہ نے خلوت مین تنہائی مین ہمسے بیان فرمائی تھین -
(۸) بسا اوقات ائمہ نے ایسے مواقع مین تقیہ کیا ہے کہ وہان ہرگز کسی قسم کی ضرورت کا شائبہ بھی نہین ہوسکتا مثلاً ان فروعی اجتہادی اعمال مین جنمین خود اہل سنت کے مجتہدین باہم مختلف ہین ایسے فروعی اعمال مین جس شخص کا جی چاہے جو پہلو اختیار کرلے کسی قسم کے خطرہ کا احتمال نہین مگر ائمہ نے ایسے مواقع مین بھی اپنا اصلی مذہب چھپایا اور اسکے خلاف عمل کیا -

یہ آٹھ باتین تو گزشتہ دونون نمبرون مین ثابت ہوچکی ہین ان کے علاوہ دو باتین اور بھی یہان بیان کی جاتی ہین -

(۹) ائمہ سے جو حدیثین منقول ہین ان مین اختلاف بےحد و بےنہایت ہے اور خود علماے شیعہ اقرار کرچکے ہین کہ ہر موقع مین یہ معلوم کرلینا کہ یہ اختلاف کس سبب سے ہے آیا تقیہ کے باعث سے ہے یا کسی اور وجہ سے طاقت انسانی سے بالاتر ہے -

مولوی دلدار علی مجتہد اعظم شیعہ اساس الاصول صفحہ ۱ مین تحریر فرماتے ہین

الاحادیث المانورة عن الائمة مختلفة جدا لایکاد یوجد حدیث الاوفی مقابلته ماینافیه ولا یتفق خبرالاو بازائه مایضاده حتی صار ذلك سبلبا لرجوع بعض الناقصین عن اعتقاد الحق کما صرح به شیخ الطائفة فی وائل التهذیب والاستبصار ومناشی هذه الاختلافات کثیرة جدا من التقیة والوضع واشتباه السامع	جو حدیثین کہ ائمہ سے منقول ہین اُن مین بہت سخت اختلاف ہے ایسی کوئی حدیث نہ ملیگی جسکے مقابل مین اسکے خلاف حدیث نہ موجود ہو ایسی کوئی خبر نہ ملیگی جسکے مقابل مین اسکی مخالف خبر نہو - یہان تک کہ یہ اختلاف بعض ناقص لوگون کیلئے مذہب شیعہ سے پھر جانے کا سبب بنگیا جیسا کہ شیخ الطائفہ نے تہذیب و استبصار کے شروع مین اسکی تصریح کی ہے - اور ان اختلافات کے اسباب بہت ہین مثلاً تقیہ اور وضعی حدیثون کا بنایا جانا اور سننے والے سے غلط فہمی کا ہونا اور

والنسخ والتخصیص والتقیید غیر هذه المذکورات من الامور الکثیرة کما وقع التصریح علی اکثرها فی الاخبار المأثورة عنهم وامتیاز المنا شی بعضها عن بعض فی باب کل حدیثین مختلفین بحیث یحصل العلم والیقین تبعین المنشاء عسیر جدا وفوق الطاقة کما لا یخفی

منسوخ یا مخصوص ہو جانا یا مقید ہو جانا اور ان کے علاوہ بہت سے امور ہین چنانچہ ان مین سے اکثر امور کی تصریح ائمہ کی احادیث مین موجود ہے - اور ہر دو مختلف حدیثون مین یہ امتیاز کرنا کہ یہان اختلاف کا سبب کیا ہے اِس طور پر کہ اس سبب کا علم ویقین ہو جائے بہت دشوار اور انسانی طاقت سے بالا تر ہے جیسا کہ یہ بات پوشیدہ نہین ہے -

(۱۰) ائمہ کے اصحاب نے ائمہ سے نہ اصول دین کو یقین کے ساتھ حاصل کیا نہ فروع دین کو - علامہ شیخ مرتضیٰ فرائد الاصول مطبوعہ ایران ۳۵ مین لکھتے ہین -

ثم ان ما ذکره من تمکن اصحاب الائمة من اخذ الاصول والفروع بطریق الیقین دعوی ممنوعة واضحة المنع واقل ما یشهد علیها ما علم بالعین والاثر من اختلاف اصحابهم صلوات الله علیهم فی الاصول والفروع ولذا اشکی غیر واحد من اصحاب الائمة الیهم اختلاف اصحابه فاجابوهم تارة بانهم قد القوا الاختلاف حقنا لدمائهم کما فی روایة حریز وزرارة وابی ایوب الجزار واخری اجابوهم بان ذلک من جهة الکذابین کما فی روایة الفیض بن المختار قال قلت لابی عبد الله جعلنی الله فداک ما هذا

پھر یہ جو اس شخص نے ذکر کیا ہے کہ اصحاب ائمہ اصول و فروع کو یقین کے ساتھ حاصل کرنے پر قادر تھے یہ ایک دعویٰ ہے جو تسلیم کرنے کے لائق نہین کم از کم اسکی شہادت وہ ہے جو آنکھ سے دیکھی گئی اور اثر سے معلوم ہوئی کہ ائمہ صلوات اللہ علیہم کے اصحاب اصول و فروع مین باہم مختلف تھے اور اسی سے بہت لوگون نے ائمہ سے شکایت کی کہ آپکے اصحاب مین اختلاف بہت ہے، تو ائمہ نے انکو کبھی یہ جواب دیا کہ یہ اختلاف ان مین خود ہم نے ڈالا ہے انکی جان بچانے کیلئے جیسا کہ حریز اور زرارہ اور ابو ایوب جزار کی روایتون مین ہے اور کبھی یہ جواب دیا کہ یہ اختلاف جھوٹ بولنے والون کے سبب سے پیدا ہو گیا ہے جیسا کہ فیض بن مختار کی روایت مین ہے وہ کہتے ہین مین نے امام جعفر صادق سے کہا کہ اللہ مجھے آپ پر فدا کرے یہ کیسا

[1] اس سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ائمہ کے زمانے مین بھی احکام شریعت منسوخ ہوتے ہین اور ائمہ کو اختیار تھا کہ رسول کے جس حکم کو چاہین منسوخ کردین ۱۲ اس سے زیادہ ختم نبوت کا انکار اور کیا ہو گا ۱۲

الاختلاف الذی بین شیعتکم قال وای اختلاف یا فیض فقلت له انی اجلس فی حلقهم بالکوفة واکاد اشك فی اختلافهم فی حدیثهم حتی ارجع الی المفضل بن عمر فیوقفنی من ذلك علی ما تستریح به نفسی فقال علیه السلام اجل کما ذکرت یا فیض ان الناس قد اولعوا بالکذب علینا کان الله افترض علیهم ولا یرید منهم غیره انی احدث احدهم بحدیث فلا یخرج من عندی حتی یتاوله علی غیر تاویله وذلك لانهم لا یطلبون بحدیثنا وبحسبنا ما عند الله تعالی وکل یحب ان یدعی راسا وقریب منها روایة داود بن سرحان واستثناء القمیین کثیرا من رجال نوادر الحکمة معروف وقصة ابن ابی العوجاء انه قال عند قتله قد دسست فی کتبکم اربعة آلاف حدیث مذکورة فی الرجال وکذا ماذکره یونس بن عبد الرحمن من انه اخذ احادیث کثیرة من اصحاب الصادقین ثم عرضها علی ابی الحسن الرضا علیه السلام فانکر منها احادیث کثیرة الی غیر ذلك مما یشهد بخلاف ماذکره۔

اختلاف ہے جو آپکے شیعوں کے آپسمین ہے امام نے فرمایا کہ اے فیض کونسا اختلاف مین نے عرض کیا کہ مین کوفہ مین انکے حلقہ درس مین بیٹھتا ہون تو انکی احادیث مین اختلاف کی وجہ سے قریب ہوتا ہے کہ مین شک مین پڑ جاؤن یہانتک کہ مین فضل بن عمر کی طرف رجوع کرتا ہون تو وہ مجھے ایسی بات بتلا دیتے ہین جس سے میرے دل کو تسکین ہوتی ہے امام نے فرمایا کہ اے فیض یہ بات سچ ہے لوگون نے ہمپر افترا پردازی بہت کی گویا کہ خدا نے ان پر جھوٹ بولنا فرض کردیا ہے اور انسے سوا جھوٹ بولنے کے اور کچھ نہین چاہتا مین انمین سے ایک سے کوئی حدیث بیان کرتا ہون تو وہ میرے پاس سے اٹھکر جانیسے پہلے ہی اسکے مطلب مین تحریف شروع کردیتا ہے یہ لوگ ہماری حدیث اور ہماری محبت سے آخرت کی نعمت نہین چاہتے بلکہ ہر شخص یہ چاہتا ہے کہ وہ سردار بنجائے اور اسکے قریب داود بن سرحان کی روایت ہے۔ اور اہل قم کا نوادر الحکمۃ کے بہت سے راویون کو مستثنیٰ کردینا مشہور ہے اور ابن ابی العوجاء کا قصہ کتب رجال مین لکھا ہے کہ اُسنے اپنے قتل کے وقت کہا کہ مینے تمھاری کتابون مین چار ہزار حدیثین بناکر درج کردی ہین۔ اسی طرح وہ واقعہ جو یونس بن عبدالرحمن نے بیان کیا ہے کہ انھون نے بہت سی حدیثین ائمہ کے اصحاب سے حاصل کین پھر انکو امام رضا علیہ السلام کے سامنے پیش کیا تو انھون نے انمین سے بہت سی حدیثون کا انکار کردیا انکے علاوہ اور بہت سے واقعات ہین جو اس شخص کے دعوے کے خلاف شہادت دیتے ہین۔

له کما شیعہ یہ بھی صاف تصریح کی ہے کہ ان جعلی روایتون کا ہماری کتابون سے نکالدیا جانا ثابت نہین ہوا دیکھو توضیح المقال صفحہ ۱۲

شیعون کے مجتہد اعظم مولوی دلدار علی نے تو اس سے بھی زیادہ نفیس بات لکھی کہ اصحاب ائمہ پر یقین کا حاصل کرنا واجب بھی نہ تھا چنانچہ اساس الاصول صفحہ ۱۲۴ مین لکھتے ہین۔

لا نسلم انهم کانوا مکلفین بتحصیل القطع والیقین کما یظهر من سجیة اصحاب الائمة بل انهم کانوا مامورین باخذ الاحکام من الثقاة ومن غیرهم ایضا مع قیام قرینة تفید الظن کما عرفت مرارا بانحاء مختلفة کیف ولو لم یکن الامر کذلك لزم ان یکون اصحاب ابی جعفر والصادق الذین اخذ یونس کتبهم وسمع احادیثهم مثلا هالکین مستوجبین النار وهکذا حال جمیع اصحاب الائمة فانهم کانوا مختلفین فی کثیر من المسائل الجزئیة الفرعیة کما یظهر ایضا من کتاب العدة وغیره وقد عرفته ولم یکن احد منهم قاطعا لما یرویه الاخر فی مستمسکه کما یظهر ایضا من کتاب العدة وغیره ولنذکر فی هذا المقام روایة رواها محمد بن یعقوب الکلینی فی الکافی فانها مفیدة لما نحن بصدده ونرجو من الله ان یطمئن بها قلوب المؤمنین ویحصل لهم الجزم بحقیة ما ذکرنا فنقول قال ثقة الاسلام فی الکافی علی بن ابراهیم عن الشریع بن الربیع قال لم یکن ابن ابی عمیر یعدل بهشام بن الحکم شیئا ولا یغب

ہم نہین مانتے کہ اصحاب ائمہ پر لازم تھا کہ یقین حاصل کرین چنانچہ اصحاب ائمہ کی روش سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے بلکہ اصحاب ائمہ کو حکم تھا کہ احکام دین معتبر اور غیر معتبر ہر قسم کے لوگون سے حاصل کر لیا کرین بشرطیکہ کوئی قرینہ مفید ظن موجود ہو جیسا کہ بارہا تم کو مختلف طریقون سے معلوم ہو چکا ہے اور اگر ایسا نہو تو لازم آئے گا کہ امام باقر اور امام صادق کے اصحاب[1] جنکی کتابون کو یونس نے لیا اور انکی حدیثونکو سنا ہلاک ہونے والے اور مستحق دوزخ ہون اور یہی حال تمام اصحاب ائمہ کا ہوگا کیونکہ وہ بہت سے مسائل جزئیہ فرعیہ مین باہم مختلف تھے چنانچہ کتاب العدہ وغیرہ سے ظاہر ہے اور تم اس کو معلوم کر چکے ہو اور انمین سے کوئی شخص اپنی مخالف کے روایت کی تکذیب نہ کرتا تھا جیسا کہ کتاب العدہ وغیرہ سے ظاہر ہے اور ہم اس مقام پر ایک روایت کو ذکر کرتے ہین جسکو محمد بن یعقوب کلینی نے کافی مین ذکر کیا ہے وہ روایت ہمارے مقصود کیلئے مفید ہے اور ہم اللہ سے امید کرتے ہین کہ اس روایت سے ایمان والونکے قلوب کو اطمینان حاصل ہوگا اور جو کچھ ہمنے بیان کیا اسکے حق ہونیکا یقین انکو ہوجائیگا لہذا ہم کہتے ہین کہ ثقۃ الاسلام نے کافی مین بیان کیا ہے کہ علی بن ابراہیم نے شریع بن ربیع سے روایت کی ہے وہ کہتے ہین کہ ابن ابی عمیر ہشام بن حکم کی بہت عزت کرتے تھے انکے برابر کسی کو

[1] اس حضرت ہوش کی باتین کیجیے رسول اللہ کے اصحاب دوزخی ہوگئے تو باقر و صادق کس شمار مین ہین ۱۲

...تیانه ثم انقطع عنه وخالفه وكان سبب
...لك ان اباما لك الحضرمى كان احد رجال
...شام و قع بينه و بين ابن ابى عمير ملاحاة
... شى من الامامة قال ابن ابى عمير الدنيا
...كلها للامام من جهة الملك وانه
...ولى بها من الذين هى فى ايديهم وقال
...بوما لك كذلك املاك الناس لهم الا
...حكم الله به للامام الفئ والخمس والمغنم
...ذلك له وذلك ايضا قد بين الله للامام
...ين يضعه وكيف يصنع به فتراضيا بهشام
...ن الحكم وصاراليه فحكم هشام لابى
...مالك على ابن ابى عمير فغضب ابن ابى
...عمير وهجر هشاما بعد ذلك فانظروا يا
...ولى الالباب واعتبروا يا اولى الابصار
...ان هذه الاشخاص الثلاثة كلهم كانوا
...من ثقات اصحابنا وكانوا من اصحاب الصادق
...الكاظم والرضا عليهم السلام كيف
...قع النزاع بينهم حتى وقعت المهاجرة
...ما بينهم مع كونهم متمكنين
...ن تحصيل العلم واليقين عن جناب
الائمة -

نہ سمجھتے تھے اور بلا ناغہ ان کے پاس آمد و رفت رکھتے
تھے پھر اُنسے قطع تعلق کرلیا اور انکے مخالف ہوگئے
اور اسکا سبب یہ ہوا کہ ابو مالک حضرمی جو ہشام کے راویون مین سے
ایک شخص ہین انکے اور ابن ابی عمیر کے درمیان مین مسائلہ امامت کے
متعلق کچھ بحث ہوگئی - ابن ابی عمیر کہتے تھے کہ دنیا سب کی سب
امام کی ملک ہے اور امام کو تمام اشیا مین تصرف کا حق اُن
لوگون سے زیادہ ہے جنکے قبضہ مین وہ اشیا ہین
ابو مالک کہتے تھے کہ لوگون کی املاک انہین لوگون کی ہین
امام کو صرف اسی قدر ملیگا جو اللہ نے مقرر کیا ہے یعنی فی اموال
خمس اور غنیمت اور اسکے متعلق بھی اللہ نے امام کو
بتادیا ہے کہ کہان کہان صرف کرنا چاہیئے اور کس طرح صرف
کرنا چاہیئے - آخر ان دونون نے ہشام بن حکم کو
پنچ بنایا اور دونون انکے پاس گئے ہشام نے (اپنے شاگرد)
ابو مالک کے موافق اور ابن ابی عمیر کے خلاف فیصلہ کیا اسپر ابن
ابی عمیر کو غصہ آگیا اور اسکے بعد انھون نے ہشام سے قطع
تعلق کردیا - پس ای صاحبان عقل دیکھو اور ای صاحبان
بصیرت عبرت حاصل کرو یہ تینون اشخاص ہمارے معتبر
اصحاب مین سے ہین اور امام صادق و امام کاظم و امام رضا کے
اصحاب میں سے ہین انمین باہم کسی طرح جھگڑا ہوا ایسا تک کہ باہم قطع تعلق
ہوگیا باوجودیکہ انکو قدرت حاصل تھی کہ جناب ائمہ سے (اپنی نزاع
کا فیصلہ کراکر) علم و یقین حاصل کرلیتے -

ان دونون عبارتون کے چند قابل قدر فوائد حسب ذیل ہین -

...ت اصحاب ائمہ پر باوجود قدرت کے علم و یقین حاصل کرنے کا فرض نہونا ایک ایسی بات ہے کہ

غالباً مذہب شیعہ کے عجائبات مین بہت عزت کی نظر سے دیکھی جائیگی کیا کوئی شیعہ صاحب اسکی کوئی وجہ بتا سکتے ہین کہ باوجود قدرت کے علم و یقین کا حاصل کرنا ان پر کیون فرض نہ تھا۔

اصل یہ ہے کہ شیعون کو بڑی مشکل یہ درپیش ہے کہ اگر اصحاب ائمہ پر علم و یقین حاصل کرنے کو فرض کہتے ہین تو انکے باہمی اختلافات کا کیا جواب دین امام زندہ موجود ہین لوگونکی آمد و رفت انکے پاس جاری ہے مگر انکے اصحاب مسائل دینیہ مین لڑتے جھگڑتے ہین نوبت ترک کلام و سلام تک آجاتی ہے کوئی امام سے جاکر اس مسالہ کا تصفیہ نہین کراتا بلکہ امام کو چھوڑ کر ایرے غیرے پنچ بنائے جاتے ہین لہذا اس مشکل کے حل کرنے کا بہترین طریقہ یہی تجویز کیا گیا کہ اصحاب ائمہ پر علم و یقین حاصل کرنے کی فرضیت ہی سے انکار کر دیا جائے۔

ف ائمہ کے اصحاب بلا واسطہ امام سے علوم حاصل نہ کرتے تھے بلکہ ثقہ غیر ثقہ جو کوئی بھی ان کو مل جاتا اس سے احکام دین سیکھ لیتے تھے اور انکے لئے ائمہ کا حکم یہی تھا۔

یہ بات کس قدر حیرت انگیز ہے کہ امام معصوم زندہ موجود ہین لوگ ان سے استفادہ کر سکتے ہین مگر اصحاب امام اُس طرف رخ بھی نہین کرتے اور ہر فاسق و فاجر سے جو انہین مل جاتا ہے علم دین حاصل کر لیتے ہین۔ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب مین بھی کوئی شیعہ ایسی مثال دکھلا سکتا ہے کہ انھون نے باوجود قدرت کے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو چھوڑ کر کسی اور سے علم دین حاصل کیا ہو اور وہ بھی فاسق و فاجر سے۔

شیعہ ایسا کہنے پر مجبور ہین اگر ایسا نہ کہین تو اصحاب ائمہ کے باہمی اختلاف کا کیا جواب دیسکتے ہین اگر اصحاب ائمہ کے جمیع علوم کا ائمہ سے ماخوذ ہونا تسلیم کر لین تو پھر یہ عقدہ لانیحل ہوگا کہ ائمہ کی زندگی ہی مین ان مین باہم اس قدر شدید اور کثیر اختلاف کیون تھا۔

ف ۳ - اصحاب ائمہ مین باہم لڑائی ہوتی تھی اور خوب ہوتی تھی اور اسکی بنا محض نفسانیت پر ہوتی تھی اور آخری نوبت یہان تک پہونچتی تھی کہ تمام عمر کیلئے آپسمین سلام و کلام ترک ہو جاتا تھا تین تین امامونکی صحبت سے مشرف ہوتے اور اس نزاعی مسألہ کا تصفیہ نہ ہوتا تھا نہ آپسمین صلح ہوتی تھی - خیر یہ تو سب کچھ ہوتا تھا جو ہوتا تھا لائق عبرت بات یہ ہے کہ شیعہ ان لڑنے والون مین سے ہر فریق کو اپنا پیشوا مانتے ہین کسی ایک کیطرف ہو کر

دوسرے کو برا نہین کہتے بخلاف اسکے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب کرام ہین اگرباہم اس قسم کی کوئی بات پیش آئی ہے تو اس موقع پر شیعون نے بات کا بتنگڑ بنانے مین اپنی ساری طاقت ختم کردی ہے اور ایک فریق کا طرفدار بنکر دوسرے کو برا بھلا کہنا نہایت ضروری قرار دیا ہے کہتے ہین کہ ناممکن بات ہے کہ کوئی شخص دونون لڑنے والون سے تعلق رکھ سکے - یہان سے صاف نظر آتا ہے کہ شیعونکی نظر مین اپنے خانہ ساز ائمہ کے صحبت کی توعزت ہے مگر رسول کے صحبت کی کچھ بھی عزت نہین کیا ایمان اسی کا نام ہے - استغفر اللہ

دسوین بات (۱۰)

فــ مولوی دلدار علی اپنی تقریر مین فرماتے ہین کہ اگر ہم علم ویقین کا حاصل کرنا فرض قرار دین تو لازم آئیگا کہ امام باقر و امام صادق کے اصحاب نابکار اور دوزخی ہوجائین اس تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعون کے نزدیک امام باقر و امام صادق کے اصحاب کا دوزخی ہونا ایسا امر محال ہے کہ کسیطرح اسکو فرض بھی نہین کرسکتے مگر سید الانبیا جناب محمد مصطفے صلعم کے اصحاب کا دوزخی ہونا محال کیا معنی مستبعد بھی نہین بلکہ ضروری و نہایت ضروری ہے اے اہل اسلام خدا کیلئے انصاف کرو کہ کیا ایمان و اسلام کا تقاضا یہی ہے

مقام عبرت ہے کہ علم ویقین کے تحصیل کا باوجود قدرت کے فرض نہونا کیسی خلاف عقل بات ہے جسکا نتیجہ یہان تک پہونچتا ہے کہ ائمہ کا وجود ہی عبث اور بیکار ہوجائے مگر شیعون نے اپنے خانہ ساز ائمہ کے اصحاب کے دوزخی مان لینے کے مقابل مین اس خلاف عقل بات کو کس طرح قبول کرلیا ہے فاعتبروا یا اولی الابصار

ان دس باتون کو جو اوپر بیان ہوئین

اچھی طرح ذہن نشین کرکے اپنی عقل سے اگر کوئی شخص کام لیگا تو یقیناً نہایت صحیح فیصلہ مذہب شیعہ کے متعلق کرسکے گا -

یہ دس باتین جو بیان ہوئین انہین مذہب شیعہ کی کسی خاص روایت پر گرفت نہین ہے بلکہ پورے مذہب یا پورے فن روایت سے جو کچھ نتایج نکل سکتے ہین وہی پیش کئے گئے ہین -

شیعون کا دعوی یہ ہے کہ اُن کا مذہب یعنی اُن کے عقائد و اعمال ائمہ اہل بیت کے تعلیم کئے ہوئے ہین لیکن ان دس باتونکے ہوتے ہوئے دنیا کی کسی عدالت سے انکو ڈگری نہین مل سکتی کسی انصاف کی کچہری مین ان کا یہ دعوی سچا نہین سمجھا جاسکتا -

ایک موٹی سی بات ہے اسکو یون سمجھنا چاہیئے کہ امام باقر و امام جعفر صادق یا دوسرے ائمہ کی بابت

شیعہ سنی میں اختلاف ہے سنی ان کو اپنا ہم مذہب بیان کرتے ہیں شیعہ ان کو اپنا ہم مذہب کہتے ہیں - فریقین کے اس اختلاف کی بنیاد محض اپنے اپنے راویوں کے بیانات پر ہے ایک طرف شیعہ راوی ہیں جو کہتے ہیں کہ ان ائمہ نے ہم کو مذہب شیعہ کی تعلیم دی ہے لیکن کوٹھری کے اندر تنہائی میں جہان سوا ہمارے کوئی بھی نہ تھا ہم کسی کے سامنے ائمہ سے نہ اپنی بیان کی تصدیق کرا سکتے ہیں اور نہ اپنے موافق کوئی گواہی پیش کر سکتے ہیں - دوسری طرف سنی راوی ہیں جو کہتے ہیں کہ ان ائمہ نے ہمکو مذہب اہل سنت کی تعلیم دی اور یہ تعلیم علانیہ مجمع عام میں بھی دی اور تنہائی میں بھی دی جس کا جی چاہے ہمارے ساتھ چلے ہم ائمہ سے اپنے بیان کی تصدیق کرا سکتے ہیں نیز دوسری شہادتیں بھی پیش کر سکتے ہیں کبھی کبھی ایسا موقع بھی پیش آیا کہ شیعہ راویوں کو امام کے سامنے جانا پڑا تو امام نے انکی تکذیب کردی اور سنیوں ہی کی تائید کی -

پس اب خدا کیلئے بتاؤ کہ ایک تیسرا شخص بانا وانصافاً کس فریق کی بات پر اعتبار کر سکتا ہے کیا وہ شیعہ راویوں کو سچا مان کر خدا کی دی ہوئی نعمت عظمیٰ یعنی عقل کو معطل کر دینے کا مجرم بننا گوارا کریگا - یقیناً دنیا میں کوئی عقلمند ایسا نہ ملیگا جو ایسی حرکت کا مرتکب ہو

حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی جب کوئی شخص شیعوں کو یہ دعوی کرتے ہوئے سنتا ہے کہ ہمارا مذہب عقل کے مطابق ہے اور اسکے بعد مذہب شیعہ کی اس حقیقت سے واقف ہوتا ہے -

بلاشبہہ کہا جا سکتا ہے کہ عقل کے اس قدر خلاف دنیا میں کوئی مذہب نہیں ہو سکتا جس قدر کہ مذہب شیعہ ہے - بھلا کون ایسا ہو سکتا ہے جو مذہب کو ایک راز قرار دے اور گو اس راز کے نقل کرنے والے نہ اپنے موافق کوئی شہادت پیش کر سکیں نہ صاحب راز سے تصدیق کرا سکیں اور گو اس راز کے خلاف علانیہ کی منقولات موجود ہوں تب بھی وہ اس راز کو مان لے -

شیعہ اِدھر اُدھر کی باتوں پر تو تقریر تحریر کرتے رہتے ہیں لیکن اپنی اس بنیاد مذہب پر غور کرنے کیلئے یا اُسکا جواب دینے کیلئے کوئی شیعہ کبھی آمادہ نہیں ہو سکتا -

اِس وقت دو پہلو ہمارے سامنے ہیں -

اول یہ کہ شیعہ راویوں کو ہم مفتری وکذاب قرار دیں اور جس قدر تعلیمات مذہب شیعہ کی انھوں نے ائمہ کیطرف منسوب کی ہیں اُن کو محض کذب و دروغ مانیں - اس صورت میں بھی مذہب شیعہ کا تمام گھروندا بگڑ جاتا ہے اسلئے کہ اس مذہب کی تمام تر بنیاد انہیں روایات پر ہے جو زرارہ ابو بصیر ابن ابی یعفور

وغیرہم نے بیان فرمائی ہین - اس مذہب کا ایک حرف بھی قرآن شریف سے ثابت نہیں ہوتا بلکہ قرآن شریف تو اس مذہب کی بیخکنی کر رہا ہے بخلاف اہل سنت وجماعت کے کہ ان کے مذہب کا جزو اعظم یعنی عقائد کا حصہ تو قرآن مجید سے ثابت ہے رہا جزو اصغر یعنی اعمال وہ البتہ روایات پر موقوف ہے لیکن اسمین بھی اکثر وبیشتر اعمال کا ثبوت روایات متواترۃ المعنی اور تعامل سے ہو جاتا ہے -

دوم یہ کہ شیعہ راویون کو ہم سچا مانین اور جو کچھ انھون نے ائمہ کے خلوتکدۂ راز کی خفیہ تعلیمات کے متعلق بیان فرمایا ہے اس کو بے کم وکاست وحی آسمانی کے مانند واجب القبول قرار دین - اس صورت مین خود ائمہ کا دین ومذہب اس قدر مشتبہ ہو جاتا ہے کہ شیعون کے اولین وآخرین مل کر بھی نہین بتا سکتے ہین کہ ان ائمہ کا مذہب کیا تھا جب کسی شخص کی عادت یہ ہو کہ کسی خوف یا مصلحت سے اپنے مذہب کے متعلق مختلف لوگون سے بیان کیا کرتا ہو اور احیاناً واتفاقاً نہین بلکہ بکثرت روزمرہ اسکا یہی وتیرہ ہو اسکی بابت کیسے یقین ہو سکتا ہے کہ اصلی مذہب اس شخص کا کیا تھا -

ممکن ہے کہ ائمہ شیعون سے ڈرتے رہے ہون اور جب دیکھتے ہون کہ اس وقت تنہائی ہے اور فقط شیعہ ہی میرے پاس ہین اس وقت مارے خوف کے انہین کے موافق باتین انسے کرتے ہون اور ہو سکتا ہے کہ دراصل وہ عیسائی یا مجوسی ہون یا اپنے آبای سابقین کے مذہب بت پرستی پر ہون لیکن دیکھتے تھے کہ ہر سمت مین مسلمانون کی حکومت قائم ہے اگر اپنے اصلی مذہب کا اظہار کرین تو جان کا خطرہ ہے اس لئے اپنے کو مسلم کہہ دیتے ہون اور نماز روزہ کی پابندی کرتے ہون -

رہا یہ خیال کہ شیعون سے ڈرنے کی کوئی وجہ اُس زمانہ مین نہ تھی ڈر اور خوف ان لوگون سے ہو سکتا ہے جنکے ہاتھ مین حکومت کی باگ ہو اور یہ بات اس وقت اہل سنت مین تھی نہ شیعون مین تو جواب اسکا یہ ہے کہ ڈر اور خوف کا صرف اہل حکومت ہی کیطرف سے ہونا خلاف مشاہدہ ہے - بسا اوقات غیر اہل حکومت سے اس قدر خوف ہوتا ہے کہ اہل حکومت سے نہین ہو سکتا حکومت والے جو کچھ کرتے ہین کسی آئین وقانون کے ماتحت ہو کر کرتے ہین اور غیر اہل حکومت جس قدر بدمعاشی کے افعال بے قاعدہ وبے اصول کر بیٹھتے ہین اہل حکومت کیطرف سے انکا تصور بھی نہیں ہو سکتا - خصوصاً جبکہ بڑی بڑی ائمہ کا قتل انکی توہین وتذلیل انہین شیعون کے ہاتھ سے وقوع مین آرہی تھی تو ان سے ائمہ کا ڈرنا بہت ہی قرین قیاس ہے -

ائمہ کا مذہب اس تقیہ نے ایسا مشتبہ کر دیا ہے کہ اگر اسی ایک مسئلہ پر کوئی شخص خالی الذہن ہو کر

انصاف کے ساتھ غور کرے تو اسپر مذہب شیعہ کا بطلان اظہر من الشمس ہو جائے -

حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین -

و از ان جہت کہ امت متفق ست بر انکہ امام حق بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم یکے ازین دو کس بود پس می گوئیم کہ مرتضی امام نبود زیرا کہ متواتر شد کہ در ایام خلافت خود مکرر گفت خیر ھذہ الامۃ ابوبکر ثم عمر و این قول او خالی از سہ احتمال نیست - قلبش او با زبان موافق بود درین قول وھو الحق وبہ یثبت المطلوب یا عقیدہ اش خلاف او لیکن بغیر ضرورت و بغیر تقیہ یا جمعے این سخن مے گفت و با جمعے خلاف این پس مدلّس و خائن و امعہ باشد و مدلّس و خائن و امعہ لائق امامت نباشد - یا تقیہ بود تقیہ در خلافت وجہے ندارد و معہذا اگر اکراہے بودہ است مے بایست کہ بر قدر اکراہ اکتفا می کرد در چندین مبالغہ نے نمود - و اگر تقیہ باوجود خلافت و شجاعت و شوکت و قیام بقتال جمیع اہل ارض جائز باشد جے توان گفت کہ با جمعے کہ با شیخین بدے بودند در خفیہ بنا بر تقیہ انکار شیخین می نمود پس کلام خیر الامۃ متحقق است و خلاف او تقیہ بودے توان گفت کہ اظہار اسلام و نماز پنجگانہ خواندن و از دوزخ ترسیدن ہمہ بنا بر تقیہ مسلمین بود و شک نیست تنفر قوم بترک اسلام اشد بود

اور اس طریقہ سے کہ تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد امام برحق یا حضرت صدیق تھے یا حضرت مرتضیٰ - تو ہم کہتے ہین کہ حضرت مرتضیٰ امام نہ تھے کیونکہ یہ بات تبواتر ثابت ہے کہ انھون نے اپنی خلافت کے زمانے مین باربار فرمایا کہ اس امت مین سب سے بہتر ابوبکر ہین - اور انکے بعد عمر حضرت علی کا یہ قول تین احتمال سے خالی نہین ہے - ایک یہ کہ اس قول مین انکا دل زبان کے ساتھ موافق تھا اور یہی حق ہے اور اسی سے ہمارا مقصود ثابت ہوتا ہے - دوسرے یہ کہ حضرت علی کا عقیدہ اسکے خلاف تھا مگر وہ بغیر ضرورت کے اور بغیر تقیہ کے کسی جماعت سے یہ بات کہتے تھے اور کسی جماعت سے اسکے خلاف کہتے تھے - اس صورت مین حضرت علی کا فریبی اور خائن اور ضعیف الرای ہونا لازم آئیگا اور ایسا شخص امامت کے لائق نہین ہو سکتا تیسرے یہ کہ حضرت علی کا یہ قول تقیہ کی حالت مین تھا اگر تقیہ اپنی خلافت کے زمانہ مین محض بیوجہ ہے اور باین ہمہ اگر کوئی مجبوری تھی تو چاہیے تھا کہ جسقدر مجبوری تھی اسی کے مطابق شیخین کی تعریف کرتے اسقدر مبالغہ نکرتے اور اگر باوجود خلیفہ ہونے شجاع ہونے اور صاحب شوکت ہونے اور تمام اہل ملک سے لڑائی کیلئے آمادہ ہونیکے بھی تقیہ جائز ہو تو کہا جا سکتا ہے کہ جو لوگ شیخین کے دشمن تھے تنہائی مین حضرت علی انسے ڈر کر بطور تقیہ شیخین کا انکار کر دیتے تھے پس شیخین کی تعریف جو انھون نے کی انکا اصلی عقیدہ وہی ہے اور اسکے خلاف جو کچھ کہا وہ تقیہ ہے - اور یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اسلام کا ظاہر کرنا اور پنجگانہ نماز پڑھنا اور دوزخ سے ڈرنا یہ سب باتین مسلمانون سے تقیہ کی بنا پر ہون اسمین شک نہین کہ لوگونکو جو نفرت ترک اسلام سے ہوتی

از تنفر بسبب انکار شیخین پس امن از اسلام او برخاست چہ جای امامت و این ہمہ بقبا حاتے میکشد کہ ہیچ مسلمانے خیال آن نمے تواند کرد - پس ثابت شد کہ خلافت حق صدیق بود و بعد ازان حق فاروق بہ ہمین دلیل بعینہ (ازالۃ الخفا مقصد اول ص۲۸)

وہ شیخین کے انکار کی نفرت سے زیادہ سخت ہوتی پس حضرت علی کے ایمان کا اعتبار نہ رہا امامت کا کیا ذکر اور یہ سب باتین ایسے بُرے نتائج تک پہونچاتی ہین کہ کوئی مسلمان اُنکا خیال بھی نہین کر سکتا پس ثابت ہوگیا کہ خلافت حضرت صدیق کی حق تھی اور انکے بعد حضرت فاروق کی حق تھی بعینہ اسی دلیل سے -

یہ جو کچھ نتائج تقیہ کے بیان کئے گئے ان کو ائمہ تک پہونچا کر اس لئے ختم کر دیا گیا کہ شیعون کا دعویٰ بھی انھین کی طرف انتساب کا ہے اور اسی وجہ سے اپنے کو امامیہ کہتے ہین - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی تعلق اور کوئی واسطہ ان کو نہین ہے ان کی کتابون مین شاذ نادر ہی کہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی حدیث ملتی ہے ورنہ یہی تقریر رسول کے متعلق بھی ہو سکتی ہے -

تقیہ کے ایجاد کرنے سے مذہب شیعہ کے خوش مزاج مصنفون کا مقصود تو یہ تھا کہ جس مذہب کو وہ ائمہ کے نام سے رواج دینا چاہتے تھے ائمہ کے جو افعال یا اقوال یا احوال کھلم کھلا اس مذہب کے خلاف ہین اور وہ حد تواتر کو پہونچ گئے ہین انکا انکار بھی نہین ہو سکتا اور کوئی تاویل بھی ان کی نہین ہو سکتی ان کا جواب دیا جائے مثلاً حضرت علی مرتضیٰ کا تینون خلفا کے ہاتھ پر بیعت کرنا یا پنجون وقت ان کے پیچھے نماز پڑھنا اپنے زمانہ خلافت مین بھی ان کی بیحد تعریف کرنا - اپنی صاحبزادی حضرت فاطمہ زہرا کی لخت جگر ام کلثوم کا حضرت فاروق کے نکاح مین دینا وغیرہ وغیرہ مگر ان کی بدقسمتی کہ تقیہ نے اس مشکل کو تو حل کیا یا نہ کیا دوسرے مشکلات مین ان کو ایسا پھنسا دیا کہ اب رہائی ناممکن ہے -

شیعون کیلئے یہ آسانی تو خوب پیدا ہوگئی اور اسپر وہ بہت نازان ہین کہ جہان کسی عالم اہل سنت نے ان کی معتبر کتابون سے کوئی قول یا فعل حضرت علی مرتضیٰ کا یا کسی امام کا مذہب شیعہ کے خلاف پیش کیا تو فوراً کہدیا کہ یہ تقیہ ہے -

علامہ ابن روزبہان نے جب کتاب ابطال الباطل مین فرمایا کہ "متعہ اگر حلال تھا اور حضرت عمر نے اپنی رای سے اُسکو حرام کر دیا تھا تو حضرت علی نے اپنے زمانہ خلافت مین کیون اس کے

حلال ہونے کا اعلان نہ فرمایا،، تو اسکے جواب مین قاضی نور اللہ شوستری نے احقاق الحق
مین بے تامل یہی تقیہ کا عذر پیش کر دیا یعنی تحفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جب نہج البلاغہ سے حضرت علی
کے وہ خطبے اور فرامین پیش کئے جنمین حضرات خلفاء ثلثہ کی تعریف ہے تو شیعون کے سلطان العلما
مولوی سید محمد مجتہد نے بڑی صفائی کے ساتھ یہی تقیہ کا گیت گایا بوارق مین فرماتے ہین کہ اگر جناب
امیر علیہ السلام حضرت معاویہ کے خط مین ایسے مضامین نہ لکھتے تو آپکے ساتھی آپ کو سرنگون کر دیتے
کتب شیعہ مین زیادہ تر اقوال امام باقر و امام جعفر صادق کے ملتے ہین شیعون کا بیان ہے کہ ان
دونون امامون نے مذہب شیعہ کی علانیہ تعلیم دی اور ان کے نام جو صحیفہ خدا کی طرف سے آیا تھا
اسمین حکم تھا کہ تم تقیہ نہ کرو اور اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو مگر عجب تماشا ہے کہ ایک طرف
تو یہ کہتے ہین اور دوسری طرف یہ دیکھنے مین آتا ہے کہ ان دونون امامون کے اقوال جس قدر
تقیہ پر محمول کئے گئے ہین کسی دوسرے امام کے اسقدر نہین - مولوی حامد حسین استقصاء الافحام مین
فرماتے ہین کہ ان دونون امامون کے صحیفہ کا مطلب یہ نہین ہے کہ تقیہ بالکل نکرو بلکہ اسکا مطلب
صرف اس قدر ہے کہ بہ نسبت دوسرے ائمہ کے تقیہ کم کرو۔

المختصر یہ تقیہ ہر آڑے وقت مین کام آتا ہے اور ہر لاینحل مشکل کو حل کر دیتا ہے لیکن جب آخری
نتیجہ پر پہونچے اور پوچھا گیا کہ حضرت آپکے ان ائمہ کا مذہب کیا تھا جب انکی حالت یہ تھی کہ
سنیون کے سامنے سنی اور شیعون کے سامنے شیعہ تو یہ پتہ کیسے چلے کہ ان کا اصلی اعتقاد
کیا تھا بس اس سوال کو سنکر بڑے سے بڑے جیا لے دشمن کے بھی حواس مختل ہو جاتے
ہین اُس وقت فبہت الذی کفر کا نقشہ پیش نظر ہو جاتا ہے۔

مجھے خیال نہین ہوتا کہ علماء شیعہ مین کسی نے اس مشکل کی عقدہ کشائی پر توجہ کی ہو
لیکن غالباً مولوی حامد حسین کو حضرت مولنٰا شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اور مولنٰا حیدر علی
مصنف منتہی الکلام رحمۃ اللہ علیہما کی تحریرات نے خواہ مخواہ اس وادی مین کھینچا چنانچہ
استقصاء الافحام مین لکھتے ہین کہ

اعلام اہل حق تصریحات صریحہ فرمودہ اند
باین کہ ائمہ علیہم السلام در ہر امر یکہ تقیہ

علماے شیعہ نے صاف صاف تصریح اس بات کی کی
ہے کہ ائمہ علیہم السلام نے جس معاملہ مین تقیہ

کردہ اند مسبوق بود باظہار حق یعنی اولاً امر حق را ظاہر مے کردند تا حجت تمام شود بعد آن بنا بر رعایت مصالح تقیہ مے فرمودند۔

کیا ہے وہ تقیہ اظہار حق کے بعد تھا یعنی پہلے وہ امر حق کو ظاہر کر دیتے تھے تاکہ حجت پوری ہوجائے بعد اس کے مصلحتوں کی رعایت کرکے تقیہ فرماتے تھے۔

مطلب یہ ہوا کہ ائمہ کے تقیہ کرنے سے ائمہ کا اصلی مذہب مشتبہ نہین ہوسکتا کیونکہ ائمہ جن مسائل مین تقیہ کرتے تھے انمین پہلے وہ اظہار حق کر دیتے تھے۔

اول تو اس جواب سے وہ شبہہ کیسے رفع ہوا اس کو مولوی حامد حسین صاحب یا ان کے معتقدین ہی سمجھ سکتے ہین اور تو دنیا مین کسی کے سمجھ مین نہین آسکتا۔ اچھا مان لیا کہ پہلے وہ اپنا اصلی مذہب بیان کر دیتے تھے اس کے بعد تقیہ کرتے تھے تو اس سے کیا ہوا۔ کیا پہلے سچ بول کر اسکے بعد جھوٹ بولنے سے پہلا سچ مشتبہ نہین ہوجاتا۔

دوسرے یہ مولوی حامد حسین کا ایک بے دلیل دعوی ہے کہ ہر معاملہ مین ائمہ پہلے اظہار حق کر دیا کرتے تھے اگر اسکا ثبوت ان سے مانگا جاے تو وہ کیا ساری دنیا کے شیعہ نہین دیسکتے کیا جن جن امور مین ائمہ نے تقیہ کیا ہے ان کی تاریخ شیعون کے پاس ہے اور پھر اس اظہار حق کی بھی تاریخ موجود ہے۔

مولوی حامد حسین کی پوری طولانی عبارت مناظرہ حصہ چہارم مین نقل کر کے مین نے حسب ذیل جواب دیا تھا جس کا کوئی جواب الجواب آج تک نہین ہوا و ہو ہذا:-

مولوی حامد حسین صاحب ایک آرزوے محال کے حاصل کرنے مین کوشان ہین جس کا نتیجہ سوا ملال و اضمحلال کے کچھ نہین تقیہ کی بدولت جو اشکال احادیث مذہب شیعہ پر وارد ہوتا ہے اسکا اندفاع ناممکن ہے۔ مولوی صاحب نے جو فرمایا کہ ائمہ پہلے اظہار حق کر دیتے تھے اسکے بعد تقیہ کرتے تھے یعنی تقیہ کی پہچان یہ ہے کہ وہ اظہار حق کے بعد ہوگا۔ اسپر چند شبہات وارد ہوتے ہین اگر کوئی شیعہ ان شبہات کو دفع کر دے تو ہم کو اسکے مان لینے مین کچھ تامل نہوگا۔ شبہات حسب ذیل ہین۔

جن لوگون کو ائمہ سے ایسے وقت مین ملنے کا اتفاق ہوا کہ وہ ازروے تقیہ حدیث بیان فرمارہے تھے اور اس سے پیشتر ائمہ کے زبان سے انھون نے کوئی حدیث نہ سنی تھی وہ لوگ اس وقت کی احادیث کو

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ واضح ہو کہ بعونہ تعالیٰ مذہب شیعہ کے دو سو منتخب مسائل کا سلسلہ سال گذشتہ مین شروع ہو گیا تھا لیکن صرف ایک ہی مسالہ ایمان بالقرآن کا اُس سال شائع ہوا اِس مسالہ مین چار نمبر تھے چارون شائع ہو چکے۔

اب بفضلہ تعالیٰ دوسرا مسالہ شروع کیا جاتا ہے اور اس کو تین نمبرون پر تقسیم کیا جاتا ہے نمبر اول مین یہ بیان ہوگا کہ جھوٹ بولنا مذہب شیعہ مین اعلیٰ درجہ کی عبادت اور اعلیٰ درجہ کا فریضہ ہے جو جھوٹ نہ بولے وہ بے دین و بے ایمان ہے ائمہ شیعہ کا دین جھوٹ بولنا تھا اور نمبر دوم مین ائمہ معصومین کے جھوٹ بولنے کے مواقع بطور نمونہ کتب شیعہ سے دکھائے جائینگے نمبر سوم مین اس نرالی عبادت کے ایجاد کے اسباب و نتائج بیان کئے جائینگے جھوٹ بولنا چونکہ مذہب شیعہ مین ایک عظیم الشان اہمیت رکھتا ہے اور ان کی نقل و روایت پر اُس کا اثر پڑنا ظاہر ہے اس لئے ہمنے ان دو سو مسائل مین ایمان بالقرآن کے بعد اس کو رکھنا مناسب سمجھا ورنہ ان دو سو مسائل مین کسی فروعی مسالہ کا رکھنا منظور نہین ہے۔ یہ دو سو مسائل ایسے ہی ہین کہ ہر مسالہ بجائے خود مذہب شیعہ کے ابطال کے لئے کافی دلیل ہے۔

جھوٹ بولنے کے مسالہ کو النجم دور قدیم مین بہت بسط و تفصیل کے ساتھ لکھا جا چکا ہے مگر وہ مضامین متفرق تھے انشاء اللہ تعالیٰ اس رسالہ مین تلخیص کے ساتھ وہ سب یکجا ہو جائینگے اور کیا عجب ہے کہ بتوفیقہ تعالیٰ کچھ نئی تحقیقات بھی اِسمین ہون۔ حق تعالیٰ اس تحریر کو اپنے وجہ کریم کے لئے خالص کرے اور اپنے بندون کو اِس سے منتفع کرے۔ آمین۔

۲

آغاز مقصود

غالبًا اِس امر کے بیان کرنے کی ضرورت نہین ہے کہ جھوٹ ایک ایسی بُری نجاست ہے جس کو دنیا مین آج تک کسی انسان نے اچھا نہین سمجھا اہل مذہب اور لامذہب سب اُس سے نفرت کرتے ہین حتیٰ کہ بُت پرست بھی اُس کو نہایت بُرا جانتے ہین - جھوٹ بولنا سب کے نزدیک نہایت ذلیل کام ہے بقول حضرت سعدی ؎

دروغ اے برادر مگو زینہار کہ کاذب بود خوار و بے اعتبار

لہٰذا جس مذہب مین جھوٹ بولنا اعلیٰ ترین عبادت قرار دیا گیا ہو اُس مذہب کے باطل ہونے مین کس کو شک ہو سکتا ہے - اور اُس مذہب کے لوگ اگر کسی بات کی خبر دین کوئی روایت بیان کرین اُسپر کون اعتبار کر سکتا ہے -

اگر جھوٹ بولنے کو بوقت ضرورت شدید جائز کہا جائے تو اُسمین عقلاً و عرفاً چندان قباحت[۱] نہین کیونکہ جائز اُس چیز کو کہتے ہین جسکے کرنے مین ثواب بھی نہو گناہ بھی نہو مگر جب جائز سے ترقی کرکے اُس کو فرض و واجب کہا جائے اُس کو عبادت کہا جائے تو یقینًا عقل سلیم کبھی پسند نہین کر سکتی -

۳

اب مین دکھاتا ہون کہ صفحۂ ہستی پر ایک نرالا اور انوکھا مذہب شیعون کا ہے جسمین جھوٹ بولنا نہ صرف جائز و مباح بلکہ اعلیٰ درجہ کا فرض اعلیٰ درجہ کی عبادت قرار دیا گیا ہے -

شیعون کی مذہبی کتابون مین چار کتابین بہت معتبر و مستند مانی گئی ہین کافی تہذیب الاحکام استبصار من لایحضرہ الفقیہ - اِن چار کتابون کو شیعہ اصول اربعہ کہتے ہیں -

اِن چار مین بھی کافی کا رتبہ سب سے زیادہ ہے کافی کے مصنف محمد بن یعقوب کلینی ملقب بہ ثقۃ الاسلام ہین - کلین بروزن امیر ایک مقام کا نام ہے جو رَے کے قریب ہے یہ بزرگ وہین کے رہنے والے تھے اس لئے ان کو کلینی کہتے ہین - یہ بزرگ شاگرد ہین علی بن ابراہیم قمی کے اور وہ شاگرد ہین گیارھوین امام حسن عسکری کے . کافی کے مصنف نے بقول شیعہ امام غائب

[۱] یعنی عوام کیلئے ضرورت شدید کے وقت مین جھوٹ بولنا معیوب نہین خواص کیلئے ایسے وقت مین بھی معیوب ہے ۱۲ منہ

کی غیبت صغریٰ کا زمانہ پایا ہے جبکہ امام کے اور شیعون کے درمیان مین پیغام و سلام کا سلسلہ قائم تھا امام کے سفیر شیعون کے پاس آتے جاتے تھے۔ آخری سفیر ابو الحسن تھا جو ۳۲۹ھ مین مرا اسکے مرنے کے بعد غیبت کبری شروع ہو گئی یعنی اب امام کے پاس سے کوئی نامہ و پیغام شیعون کو نہین آتا۔ محمد بن یعقوب کلینی نے اپنی یہ کتاب کافی اس آخری سفیر کے ذریعہ سے امام غائب کے پاس غار سرمن راے مین بھیجی اور کہلا بھیجا کہ حضور مین نے آپ کے آبای کرام کی حدیثین اس کتاب مین جمع کی ہین اگر کوئی روایت اسمین صحیح نہو تو حضور والا اُسکی اصلاح کر دین - امام ممدوح نے اس کتاب کو اول سے آخر تک دیکھکر فرمایا ھٰذَا کَافٍ لِشِیْعَتِنَا یہ کتاب ہمارے شیعون کے لئے کافی ہے اِسی وجہ سے اِس کتاب کا نام کافی رکھا گیا - کافی کی پانچ جلدین ہین پہلی جلد کا نام اصول کافی ہے اِسمین عقائد و اخلاق کا بیان ہے اور تین جلدون کا نام فروع کافی ہے آخری جلد کا نام روضہ کافی ہے -

مسئلہ زیر بحث مین انشاء اللہ تعالیٰ انہین چار کتابون کی اور زیادہ تر کتاب کافی کی روایتین پیش کی جائینگی -

اصول کافی مین ایک خاص باب ہے جس کا نام باب التقیہ ہے اِس باب مین جھوٹ بولنے کے فضائل اسکی تاکید کی حدیثون کا ایک بڑا ذخیرہ جمع ہے چند حدیثین اِس باب کی حسب ذیل ہین -

پہلی حدیث عن ابن ابی عمیر الاعجمی قال قال لی ابو عبد اللہ علیہ السلام یَا اَبَا عُمَر اِنَّ تِسْعَةَ اَعْشَارِ الدِّیْنِ فِی التَّقِیَّةِ وَلَا دِیْنَ لِمَنْ لَا تَقِیَّةَ لَهٗ وَالتَّقِیَّةُ فِیْ کُلِّ شَیْءٍ اِلَّا فِی النَّبِیْذِ وَالْمَسْحِ عَلَی الْخُفَّیْنِ. اصول کافی ص۴۸۲	ابن ابی عمیر عجمی سے روایت ہے وہ کہتے ہین مجھسے امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ دین کے ۹ نو حصہ منجملہ دس کے تقیہ مین ہین اور جو شخص تقیہ نہ کرے اس کے پاس دین نہین ہے اور تقیہ ہر چیز مین ہے سوا نبیذ پینے کے اور موزون پر مسح کرنے کے -

ف امام جعفر صادق کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ جھوٹ بولنا اتنی بڑی عبادت ہے کہ کل دین کے دس حصہ ہین ان مین سے نو حصہ جھوٹ بولنے مین ہین ایک حصہ باقی عبادات مین پھر نتیجہ یہ نکلا کہ اگر کوئی شخص جھوٹ بولتا ہو نماز روزہ اور کسی عبادت سے اسکو سروکار نہو دین کے نو حصہ اسکے پاس ہین ایک حصہ نشد نشد - اور اگر کوئی کم بخت نماز روزہ اور تمام عبادات کا پابند ہو

اگر جھوٹ نہ بولتا ہو وہ دین کے نو حصون سے محروم ہے - یہ بھی معلوم ہوا کہ جھوٹ نہ بولنے والا بیدین ہے اِس سے زیادہ جھوٹ بولنے کی فرضیت وفضیلت کیا ہوسکتی ہے -

اگر کوئی کہے کہ حدیث مین تو تقیہ کے فضائل بیان ہورہے ہین نہ جھوٹ بولنے کے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہم آگے چل کر اسی کتاب کافی سے امام معصوم کے ارشاد سے ثابت کرینگے کہ تقیہ کے معنی جھوٹ بولنے ہی کے ہین -

حدیث مذکور مین ایک تعجب انگیز بات یہ ہے کہ ہر معاملہ مین جھوٹ بولنے یا تقیہ کرنے کی اجازت ہے یہان تک کہ خدا کے ساتھ شرک کرنا ائمہ کی تکذیب کرنا بھی تقیہ مین درست ہے مگر نبیذ پینا اور موزون پر مسح کرنا جائز نہین کیا نبیذ پینا اور موزون پر مسح کرنا شرک باللہ اور تکذیب ائمہ معصومین سے بھی بڑھکر گناہ ہے . اِسکی وجہ ایک سمجھدار آدمی زیادہ سے زیادہ یہ خیال کرسکتا ہے کہ چونکہ نبیذ[1] پینا اور موزون پر مسح کرنا اہل سنت کے نزدیک درست ہے اور ان کے خصوصیات سے مشہور ہوگیا ہے اس لئے تقیہ مین بھی اسکی اجازت نہ دی گئی کیونکہ سنیون کی مخالفت کرنا بڑا ثواب ہے مگر اسکی ایک نہایت عمدہ وجہ شیخ ابوجعفر طوسی نے اپنی کتاب استبصار مین بیان فرمائی ہے کتاب استبصار بھی اصول اربعہ مین ہے شیخ صاحب نے سب سے پہلے موزون پر مسح کرنیکے بحالت تقیہ اجازت نقل فرمائی ہے اور اسی کو فرقہ شیعہ کا معمول بہ قرار دیا ہے فرماتے ہین -

عن ابی الورد قال قُلْتُ لِاَبِی جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَام اِنَّ اَبَا ظِبْیَانَ حَدَّثَنِی اَنَّہٗ رَاٰی عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامُ اَرَاقَ الْمَاءَ ثُمَّ مَسَحَ عَلَی الْخُفَّیْنِ فَقَالَ کَذِبَ اَبُوْظِبْیَانَ اَمَا بَلَغَکَ قَوْلُ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ فِیْکُمْ سَبَقَ الْکِتَابُ الْخُفَّیْنِ فَقُلْتُ فَہَلْ فِیْہِمَا رُخْصَۃٌ فَقَالَ لَا اِلَّا مِنْ عَدُوٍّ تَتَّقِیْہِ	ابو الورد سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین نے امام باقر علیہ السلام سے کہا کہ ابو ظبیان نے مجھسے بیان کیا کہ اُسنے علی علیہ السلام کو دیکھا کہ انھون نے پانی بہایا یعنی وضو کیا پھر موزون پر مسح کیا تو امام باقر نے فرمایا کہ ابو ظبیان جھوٹ کہتا ہے کیا تم کو علی علیہ السلام کے اس قول کی خبر نہین کہ آپ نے فرمایا کتاب اللہ سے مسح خفین کی تکذیب ہوتی ہے تو مین نے کہا کہ آیا موزون پر مسح کرنیکی اجازت کسی طرح ہوسکتی ہے امام نے فرمایا نہین سوا اس صورت کے کہ کسی دشمن کا خوف ہو

[1] نبیذ اُس پانی کو کہتے ہین جسمین چھوہارے وغیرہ بھگو دیئے جائین کہ اُن کی شیرینی پانی مین آجائے جبتک اسمین نشہ نہ پیدا ہو اُس کا استعمال درست ہے جب نشہ پیدا ہوجائے تو قطعاً حرام ہے ۱۱

اَوْ ثَلْجٍ تَخَافُ عَلٰی رِجْلَیْکَ

یا پیروں پر برف گرنے کا اندیشہ ہو -

اِس حدیث سے معلوم ہوا کہ موزون پر مسح کرنے مین بھی تقیہ ہے اسکے بعد حسب ذیل روایت ہے -

عَنْ زُرَارَةَ قَالَ قُلْتُ لَهُ هَلْ فِي مَسْحِ الْخُفَّيْنِ تَقِيَّةٌ فَقَالَ ثَلٰثٌ لَا اَتَّقِي فِيهِنَّ اَحَدًا شُرْبُ الْمُسْكِرِ وَمَسْحُ الْخُفَّيْنِ وَمُتْعَةُ الْحَجِّ

زرارہ سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین نے امام باقر علیہ السلام سے کہا کہ کیا موزون پر مسح کرنا از راہ تقیہ ہو سکتا ہے امام نے فرمایا کہ تین چیزین مین کسی سے تقیہ نہین کرتا مسکر کا پینا اور موزون پر مسح کرنا اور متعۃ الحج

اِس روایت مین اصول کافی کی روایت سے ایک چیز یعنی متعۃ الحج کا اضافہ ہے - اس کے بعد شیخ صاحب اپنا فیصلہ حسب ذیل الفاظ مین رقم فرماتے ہین -

فَلَا يُنَافِي الْخَبَرَ الْاَوَّلَ لِوُجُوهٍ اَحَدُهَا اَنَّهُ اَخْبَرَ عَنْ نَفْسِهِ اَنَّهُ لَا يَتَّقِي فِيهِ اَحَدًا وَيَجُوزُ اَنْ يَكُونَ اِنَّمَا اَخْبَرَ بِذٰلِكَ لِعِلْمِهِ بِاَنَّهُ لَا يَحْتَاجُ اِلٰى مَا يُتَّقٰى فِيهِ فِي ذٰلِكَ وَلَمْ يَقُلْ لَا تَتَّقُوا اَنْتُمْ فِيهِ اَحَدًا وَهٰذَا وَجْهٌ ذَكَرَهُ زُرَارَةُ بْنُ اَعْيَنَ وَالثَّانِي اَنْ يَكُونَ اَرَادَ لَا اَتَّقِي فِيهِ اَحَدًا فِي الْفُتْيَا بِالْمَنْعِ مِنْ جَوَازِ الْمَسْحِ عَلَيْهِمَا دُونَ الْفِعْلِ لِاَنَّ ذٰلِكَ مَعْلُومٌ مِنْ مَذْهَبِهِ فَلَا وَجْهَ لِاسْتِعْمَالِ التَّقِيَّةِ فِيهِ وَالثَّالِثُ اَنْ يَكُونَ اَرَادَ لَا اَتَّقِي فِيهِ اَحَدًا اِذَا لَمْ يَبْلُغِ الْخَوْفُ عَلَى النَّفْسِ اَوِ الْمَالِ وَاِنْ لَحِقَهُ اَدْنٰى مَشَقَّةٍ اِحْتَمَلَهُ وَاِنَّمَا يَجُوزُ التَّقِيَّةُ فِي ذٰلِكَ عِنْدَ الْخَوْفِ الشَّدِيدِ عَلَى النَّفْسِ اَوِ الْمَالِ -

یہ روایت پہلی روایت کے خلاف نہین ہے بچند وجہ اول یہ کہ امام نے اپنا حال بیان فرمایا ہے کہ مین ان تین چیزون مین کسی سے تقیہ نہین کرتا ممکن ہے کہ یہ انھون نے اس وجہ سے فرمایا کہ ان کو علم ہوگا کہ ان امور مین ان کو تقیہ کی ضرورت ہی پیش نہ آئیگی امام نے یہ نہین فرمایا کہ تم لوگ بھی ان امور مین کسی سے تقیہ نکرو یہ مطلب حدیث کا زرارہ بن اعین نے بیان کیا ہے دوم یہ کہ امام نے یہ مراد لی ہو کہ مین ان امور کے متعلق ممانعت کا فتوی دینے مین کسی سے تقیہ نہین کرتا نہ یہ کہ عمل مین تقیہ نہین کرتا کیونکہ ان امور مین امام کا مذہب سب کو معلوم تھا لہذا ان امور مین تقیہ کرنا بے سود تھا سوم یہ کہ امام نے یہ مراد لیا ہو کہ مین ان امور مین کسی سے تقیہ نہین کرتا جبتک خوف جان یا مال کا نہو کچھ تھوڑی سی مشقت ہو تو اس کو برداشت کر لیتا ہون کیونکہ ان امور مین تقیہ اُسی وقت جائز ہے جب کہ خوف شدید جان یا مال کا ہو -

شیخ صاحب نے تین تاویلین کین پہلی تاویل سے یہ بات معلوم ہوئی کہ مسئلہ تقیہ مین پیشوایان دین اور عوام الناس مین کچھ فرق شیعہ بھی مانتے ہین یہ بات آیندہ کام آئیگی - دوسری تاویل سے

یہ معلوم ہوا کہ ائمہ مذہبی فتوون مین بھی تقیہ کیا کرتے تھے اس کو ہم نمبر دوم مین تفصیل سے بیان کرینگے۔ تیسری تاویل سے معلوم ہوا کہ تقیہ مین خوف جان و مال کی شرط نہین ہے۔ یہ خوف صرف انہین تین چیزون کیلئے شرط ہے۔ لہٰذا جو شیعہ گھبرا کر کہدیا کرتے ہین کہ تقیہ ہمارے یہان ہر وقت جائز نہین بلکہ جان یا مال کا خوف شدید ہو اُس وقت کیلئے ہی یہ کہنا اُن کا محض غلط ہے۔

دوسری حدیث عن ابی بصیر قال قال ابو عبداللہ علیہ السلام اَلتَّقِیَّۃُ مِنْ دِیْنِ اللّٰہِ قُلْتُ مِنْ دِیْنِ اللّٰہِ قَالَ اِیْ وَاللّٰہِ مِنْ دِیْنِ اللّٰہِ وَلَقَدْ قَالَ یُوْسُفُ اَیَّتُھَا الْعِیْرُ اِنَّکُمْ لَسَارِقُوْنَ وَاللّٰہِ مَا کَانُوْا سَرَقُوْا شَیْئاً وَلَقَدْ قَالَ اِبْرَاھِیْمُ اِنِّیْ سَقِیْمٌ وَاللّٰہِ مَا کَانَ سَقِیْماً۔ اصول کافی صہ ۴۸۳

ابو بصیر سے روایت ہے وہ کہتے ہین امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تقیہ اللہ کا دین ہے مین نے (تعجب سے) کہا کہ اللہ کا دین ہے امام نے فرمایا ہان خدا کی قسم اللہ کا دین ہے بتحقیق یوسف (پیغمبر) نے کہا تھا کہ ای قافلہ والو تم چور ہو حالانکہ اللہ کی قسم انھون نے کچھ چرایا نہ تھا اور بتحقیق ابراہیم (پیغمبر) نے کہا تھا کہ مین بیمار ہون حالانکہ اللہ کی قسم وہ بیمار نہ تھے

ف تقیہ کے بحث مین تین امور تحقیق طلب ہین **اول** یہ کہ تقیہ کا حکم مذہب شیعہ مین کیا ہے آیا وہ صرف جائز و مباح کہا گیا ہے یا فرض و واجب قرار دیا گیا ہے۔ تو یہ بات پہلی ہی حدیث سے ظاہر ہو گئی اور ابھی اور احادیث بھی اس کے متعلق آئینگی دوم یہ کہ تقیہ کے معنی از روئے مذہب شیعہ کیا ہین یہ بات اِس دوسری حدیث سے ظاہر ہو رہی ہے کیونکہ امام فرماتے ہین کہ ایک شخص نے چوری نہین کی تھی اُس کو چور کہا گیا یہ تقیہ ہے ایک شخص بیمار نہ تھا اس نے اپنے کو بیمار کہا اسی کا نام تقیہ ہے اور اسی کو تمام دنیا جھوٹ کہتی ہے پس معلوم ہوا کہ تقیہ کے معنی ہین جھوٹ بولنا اور دوسری احادیث اور ائمہ کے تقیہ کرنیکے مواقع کے دیکھنے کے بعد تقیہ کی کامل و مکمل تعریف یہ معلوم ہوتی ہے کہ جھوٹ بولنا یا خلاف اپنے اعتقاد کے کوئی قول یا فعل کرنا۔ لہٰذا جب امام معصوم کے ارشادات سے تقیہ کے معنی معلوم ہو گئے تو اب کسی مجتہد کو اپنی طرف سے تقیہ کے معنی بیان کرنے کا حق نہ رہا۔ سوم یہ کہ تقیہ کے شرائط کیا ہین تو اگرچہ استبصار کی عبارت سے معلوم ہو چکا کہ سوا تین چیزون کے اور کسی شی مین تقیہ کرنے کے لئے جان یا مال کے خوف کی شرط نہین ذرا ذرا سی معمولی ضرورتون مین بھی تقیہ کا

حکم ہے لیکن اب قول معصوم سے بھی اس کو سنئیے۔

تیسری حدیث عَنْ زُرَارَۃَ عَنْ اَبِیْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ التَّقِیَّۃُ فِیْ کُلِّ ضَرُوْرَۃٍ وَصَاحِبُھَا اَعْلَمُ بِھَا حِیْنَ تَنْزِلُ بِہٖ۔ اصول کافی

زُرارہ امام باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہین کہ انھون نے فرمایا تقیہ ہر ضرورت مین ہے اور جس کو ضرورت لاحق ہوتی ہے وہ اس ضرورت سے خوب واقف ہوتا ہے۔

ف اِس حدیث سے صاف معلوم ہوگیا کہ تقیہ کے لئے خوف شدید کی ضرورت نہین ہے بلکہ ہر ضرورت مین کرنا چاہیئے ضرورت کی تعیین وتحدید بھی شریعت کی طرف سے نہین کی گئی بلکہ صاحب ضرورت کی رائے پر چھوڑ دیا گیا ہے۔

جن تین امور کی تحقیق مبحث تقیہ مین ضروری تھی ان کے متعلق تین احادیث نقل ہوچکین مگر ابھی دو تین احادیث اور بھی نقل کی جاتی ہین۔

چوتھی حدیث عَنْ مَعْمَرِ بْنِ خَلَّادٍ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا الْحَسَنِ عَلَیْہِ السَّلَامُ عَنِ الْقِیَامِ لِلْوُلَاۃِ فَقَالَ قَالَ اَبُوْ جَعْفَرٍ عَلَیْہِ السَّلَامُ اَلتَّقِیَّۃُ مِنْ دِیْنِیْ وَدِیْنِ اٰبَائِیْ وَلَا اِیْمَانَ لِمَنْ لَا تَقِیَّۃَ لَہٗ۔ اصول کافی

معمر بن خلاد سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین نے امام ابو الحسن علیہ السلام سے پوچھا کہ حکام وقت کی اطاعت کا کیا حکم ہے انھون نے کہا کہ امام باقر علیہ السلام فرماتے تھے تقیہ میرا دین ہے اور میرے باپ دادا کا دین ہے اور جو شخص تقیہ نکرے اسکا ایمان ہی نہین۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ائمہ کا دین تقیہ تھا یعنی ہر امام تقیہ کیا کرتے تھے اور تارک تقیہ بے ایمان ہے۔

پانچوین حدیث عَنْ مَسْعَدَۃَ بْنِ صَدَقَۃَ قَالَ قِیْلَ لِاَبِیْ عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِنَّ النَّاسَ یَرْوُوْنَ اَنَّ عَلِیًّا عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ عَلٰی مِنْبَرِ الْکُوْفَۃِ اَیُّھَا النَّاسُ اِنَّکُمْ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی سَبِّیْ فَسُبُّوْنِیْ ثُمَّ تُدْعَوْنَ اِلَی الْبَرَاءَۃِ مِنِّیْ فَلَا تَبَرَّءُوْا مِنِّیْ فَقَالَ مَا اَکْثَرَ مَا یَکْذِبُ النَّاسُ عَلٰی عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ اِنَّمَا قَالَ سَتُدْعَوْنَ اِلٰی سَبِّیْ فَسُبُّوْنِیْ ثُمَّ تُدْعَوْنَ اِلَی الْبَرَاءَۃِ مِنِّیْ وَاِنِّیْ لَعَلٰی دِیْنِ مُحَمَّدٍ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَلَمْ یَقُلْ وَلَا تَبَرَّءُوْا مِنِّیْ

اصول کافی

مسعدہ بن صدقہ سے روایت ہے کہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا گیا کہ لوگ روایت کرتے ہین کہ حضرت علی علیہ السلام نے کوفہ کے منبر پر فرمایا کہ اے لوگو تمسے کہا جائیگا کہ مجھے گالی دو تو تم مجھے گالی دیدینا پھر تم سے کہا جائیگا کہ مجھسے تبرا کرو تو تبرا نہ کرنا امام نے فرمایا کہ لوگ علی علیہ السلام پر بہت جھوٹ جوڑتے ہین انھون نے تو فرمایا تھا کہ لوگ تمسے کہینگے کہ مجھے گالی دو تو تم مجھے گالی دے لینا پھر تمسے کہینگے کہ مجھسے تبرا کرو حالانکہ مین دین محمد صلی اللہ علیہ وآلہ پر ہون حضرت علی نے یہ نہین فرمایا کہ تبرا نہ کرنا

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ تقیہ مین حضرت علی کو گالی دینا اور اُن سے تبرا کرنا بھی درست ہے اور جو لوگ اسکے خلاف روایت کرتے تھے امام نے ان کو جھوٹا کہا۔ انھین تعلیمات نے یہ رنگ دکھلایا کہ شیعون نے پابند تقیہ ہو کر حضرت امام حسینؓ کو شہید کر دیا۔

چھٹی حدیث کتاب من لایحضرہ الفقیہ مین کہ وہ بھی اصول اربعہ مین ہے صوم یوم الشک کے بیان مین روایت ہے۔

قَالَ الصَّادِقُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَوْ قُلْتُ اِنَّ تَارِكَ التَّقِيَّةِ كَتَارِكِ الصَّلٰوةِ لَكُنْتُ صَادِقًا وَقَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَا دِيْنَ لِمَنْ لَا تَقِيَّةَ لَهٗ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر مین کہون کہ تارکِ تقیہ مثل تارکِ نماز کے ہے تو مین اس قول مین سچا ہونگا نیز امام ممدوح نے فرمایا کہ جو شخص تقیہ نکرے وہ بے دین ہے۔

ف اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جیسے نماز فرض قطعی ہے ویسا ہی تقیہ بھی فرض قطعی ہے اور اتنی بات تقیہ مین زیادہ ہے کہ تقیہ نکرنے والا بے دین ہے۔ تقیہ کے متعلق تینون باتین صاف ہو گئین یعنی تقیہ کا حکم کہ وہ اعلیٰ درجہ کی عبادت اعلیٰ درجہ کا فرض ہے اور یہ کہ تقیہ کے معنی جھوٹ بولنے یا خلاف اپنے اعتقاد کے کسی قول و فعل کے مرتکب ہونے کے ہین اور یہ کہ تقیہ کے لئے نہ ضرورتِ شدیدہ کی شرط ہے نہ خوف جان و مال کی لہٰذا اب اور احادیث نقل کرنا تطویل لاطائل ہے پھر ان امور پر مزید روشنی نمبر دوم مین پڑیگی جہان ائمہ معصومین کا طرز عمل ان کے تقیہ کرنے کے مواقع بیان کئے جائین گے۔

۹

شیعون کے جوابات

مذہب شیعہ کا یہ راز کہ اُن کے یہان جھوٹ بولنا اپنے اعتقاد کے خلاف کام کر کے لوگون کو دھوکا دینا بڑی عظیم الشان عبادت ہے مدتون تک ایسا پوشیدہ رہا کہ ہمارے علماء سابقین کو اِسکی خبر نہوئی اِسی وجہ سے ہمارے اکابر محدثین نے بعض شیعہ راویون سے روایتین لے لین اسماء الرجال کی کتابون مین جا بجا دیکھنے مین آتا ہے کہ فلان راوی شیعہ تو ہے مگر اُسکے سچ ہونے پر کوئی جرح نہین ہوئی اگر ہمارے محدثین و متقدمین کو مذہب شیعہ کا یہ راز معلوم ہوتا تو کبھی ایسا نہ لکھتے اور سمجھ لیتے کہ تشیع اور کذب لازم و ملزوم ہین۔

حضرت امام شافعی نے جو بعض شیعون کی نسبت فرمایا لَا تُجَالِسُوْهُمْ وَلَا تُكَلِّمُوْهُمْ فَاِنَّهُمْ اَكْذَبُ النَّاسِ یعنی اُن کے ساتھ نشست و برخاست نکرو اُن سے ہمکلام نہو کیونکہ وہ بڑے جھوٹے لوگ ہین یا حضرت امام مالک نے شیعیان کوفہ کے متعلق فرمایا کہ اُن کے پاس روایت بنانے کی ٹکسال ہے رات کو ڈھالتے ہین اور دن کو چلا دیتے ہین یَضْرِبُوْنَهَا بِاللَّيْلِ وَيُنْفِقُوْنَهَا بِالنَّهَارِ ان ارشادات کا اثر انہین خاص لوگون پر پڑا یہ نہین سمجھا گیا کہ اس مذہب کا خاصہ لازمہ کذب ہے کوئی فرد اِس مذہب کا کذب سے خالی نہین ہو سکتا۔

بہرکیف صدیون کے بعد جب یہ راز طشت از بام ہوا اور شیعون کو محسوس ہوا کہ تمام مخلوق ہمارے مذہب کے اِس رکن اعظم کو سخت نفرت وحقارت کی نظر سے دیکھتی ہے تو انھون نے طرح طرح کی کوششین اِس عیب کے چھپانے مین کین مختلف جوابات مختلف اشخاص نے دیئے جن کا سلسلہ ابتک جاری ہے۔ جہان تک مین نے مجتہدین شیعہ کی تصنیفات اس مبحث مین دیکھین انکی ساری کوششون کا ماحصل تین جوابون مین منحصر پایا۔ جو حسب ذیل ہین۔

شیعون کا پہلا جواب یہ ہو کہ تقیہ کے معنی جھوٹ بولنے یا خلاف اپنے اعتقاد کے کام کرنیکے نہین ہین بلکہ دشمن کے شر سے بچنے کے لئے اپنے مذہب کو اس سے پوشیدہ رکھنے کا نام تقیہ ہے۔

۱۰

جواب الجواب

یہ ہے کہ تقیہ کے معنی حدیث معصوم سے ہم اوپر ثابت کر چکے ہین اور ائمہ کے طرز عمل سے بھی اُسی معنی کی تائید ہوتی ہے لہذا تقیہ کے معنی مذہب چھپانے کے ہرگز نہین ہو سکتے مذہب کے چھپانے مین اور تقیہ مین بڑا فرق ہے مذہب کو آدمی بغیر جھوٹ بولے ہوئے یا خلاف اپنے اعتقاد کے کام کئے ہوئے بھی چھپا سکتا ہے اس کو ہرگز تقیہ نہین کہتے اس کا نام مذہب شیعہ مین کِتمان ہے چنانچہ شیعون کے رئیس المحدثین محمد بن یعقوب کلینی نے اصول کافی مین باب التقیہ کے بعد باب الکتمان علیحدہ قائم کیا ہے اور اِس باب مین مذہب چھپانے کی تاکید اور فضیلت کی حدیثین نقل کی ہین اس باب کی حدیثین بہت لطف انگیز ہین جنمین سے ایک یہ ہے۔

عَنْ سُلَيْمَانَ بْنِ خَالِدٍ قَالَ قَالَ اَبُوْ عَبْدِ اللّٰهِ	سلیمان بن خالد سے روایت ہے وہ کہتے ہین کہ امام جعفر صادق

عَلَيۡهِ السَّلاَمُ يَا سُلَيۡمَانُ اِنَّكُمۡ عَلٰى دِيۡنٍ مَنۡ كَتَمَهٗ اَعَزَّهُ اللّٰهُ وَمَنۡ اَذَاعَهٗ اَذَلَّهُ اللّٰهُ (اصول کافی صفحہ ۴۸۵)

علیہ السلام نے فرمایا کہ ای سلیمان تم لوگ ایک ایسے دین پر ہو کہ جو اسکو چھپائیگا اللہ اسکو عزت دیگا اور جو اسکو ظاہر کریگا اللہ اسکو ذلیل کریگا

اس باب کی ایک دوسری حدیث کا مضمون یہ ہے کہ جو شیعہ اپنا مذہب چھپائیگا اللہ اس کو دنیا مین عزت دیگا اور آخرت مین اسکی دونون آنکھون کے درمیان مین ایک روشنی ہوگی جو اُس کو جنت مین لیجائیگی اور جو شیعہ اپنا مذہب ظاہر کردیگا اللہ اس کو دنیا مین بھی ذلیل کریگا اور اُسکی دونون آنکھون کے درمیان مین بجای روشنی کے تاریکی پیدا کردیگا جو اس کو جہنم مین لے جائیگی۔

مذہب کے چھپانے کی ان تاکیدون کے ساتھ قرآن مجید کی اس آیت کو ملاؤ هُوَ الَّذِيۡۤ اَرۡسَلَ رَسُوۡلَهٗ بِالۡهُدٰى وَدِيۡنِ الۡحَقِّ لِيُظۡهِرَهٗ عَلَى الدِّيۡنِ كُلِّهٖ یعنی خدا نے اپنے رسول جناب محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کو اس لیے بھیجا ہے کہ وہ دین برحق کو تمام دینون پر ظاہر و غالب کردین چنانچہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یکہ وتنہا تمام دشمنون کے سامنے دین برحق کا اعلان فرمایا نہ کبھی تقیہ کیا نہ کتمان۔ معلوم ہوا کہ ائمہ شیعہ کا جو دین تھا جسکے چھپانے کی وہ تاکید کررہے ہین اور جس دین کی یہ صفت ہے کہ اسکے چھپانے سے عزت اور ظاہر کرنے سے ذلت ملتی ہے وہ دین اسلام کے سوا کوئی اور دین تھا اسلام تو ظاہر و اعلان کیلئے نہ اخفا و کتمان کے واسطے۔

العرض تقیہ کے معنی صرف چھپانے کے نہیں ہیں صرف چھپانے کو کتمان کہتے ہین۔

(شیعہ کا جواب) یہ ہے کہ تقیہ ہر حالت مین ہمارے یہان نہین ہے بلکہ شدید خوف کے وقت مین ہے۔ شدید خوف کی حالت مین خدا نے بھی تقیہ کی اجازت دی ہے قولہ تعالی اِلَّا مَنۡ اُكۡرِهَ وَقَلۡبُهٗ مُطۡمَئِنٌّۢ بِالۡاِيۡمَانِ یعنی جو شخص مجبور کیا جائے اور اس کا قلب ایمان پر قائم ہو زبان سے اگر کلمہ کفر کہدے تو جائز ہے۔ اور فرمایا اِلَّاۤ اَنۡ تَتَّقُوۡا مِنۡهُمۡ تُقٰىةً یعنی کافرون سے تقیہ کرنا جائز ہے

جواب الجواب

یہ ہے کہ مذہب شیعہ مین ہرگز خوف شدید کی شرط تقیہ کیلئے نہین ہے بلکہ ائمہ معصومین کے اقوال و افعال سے اس شرط کی نفی نہایت صراحت کے ساتھ ثابت ہورہی ہے اوپر جو حدیثین نقل ہو چکین انہین مین اس شرط کی نفی موجود ہے اصول کافی کی تیسری حدیث مین جو اوپر نقل ہوئی امام جعفر

صادق نے بیان فرمایا ہے کہ حضرت یوسفؑ نے اپنے بھائیون کو چور کہا حالانکہ انھون نے چوری نہ کی تھی اور حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے کو بیمار کہا حالانکہ وہ بیمار نہ تھے۔ کوئی شیعہ صاحب براہ عنایت بتادین کہ حضرت یوسفؑ نے جو ایک بیگناہ کو چور کہدیا تو اس جھوٹ بولنے کیلئے کون سی ضرورت شدید ان کو لاحق ہوئی تھی کون شخص اُن کو مجبور کر رہا تھا کہ ان بے گناہونکو چور کہو ورنہ مین تمھین مار ڈالون گا حضرت یوسف علیہ السلام کا مقصود اپنے حقیقی بھائی ابن یامین کو اپنے پاس روکنا تھا تو اس مقصود کو نہ خوف شدید کہہ سکتے ہین نہ ضرورت شدیدہ۔ اور بالفرض ضرورت بھی سہی تو اس ضرورت کو وہ یون بھی پورا کر سکتے تھے کہ جیسا آخرین اپنے کو ظاہر کیا اُسی وقت ظاہر کردیتے کہ مین یوسفؑ ہون اور ابن یامین میرا حقیقی بھائی ہے۔ جو آیتین قرآن شریف کی شیعون نے ذکر کین وہ اُن کے مدعاسے کچھ تعلق نہین رکھتین کیونکہ آیتونمین کلمہ کفر زبان سے نکال دینا یا کافرون کے شر سے بچنے کیلئے کوئی ایسا کام کرنا بشرط اکراہ جائز کیا گیا ہے اور شیعون کا تقیہ اِس شرط کے ساتھ مشروط نہین ہے۔

۱۲ ف چونکہ حسب روایت اصول کافی شیعون کے امام صادق صاحب نے حضرت یوسفؑ اور حضرت ابراہیمؑ کا قصہ اِس طرز سے بیان کیا ہے کہ یہ مضمون بحوالہ قرآن شریف سمجھا جاتا ہے اس لئے یہ ظاہر کرنا ضروری ہے کہ حضرت یوسفؑ کا واقعہ تو بالکل غلط ہے قرآن شریف مین نقد قال یوسف نہین ہے بلکہ یون ہے اَذَّنَ مُؤَذِّنٌ اَیَّتُهَا الْعِیْرُ اِنَّکُمْ لَسَارِقُوْنَ یعنی ایک اعلان دینے والے نے اعلان دیا کہ اے قافلے والو تم چور ہو۔ یہ اعلان دینے والا حضرت یوسف علیہ السلام کا ملازم تھا جسکی تحویل مین انکی استعمال کی چیزین رہتی تھین جب اس ملازم نے دیکھا کہ بادشاہ کے پانی پینے کا پیالہ گم ہے تو اس کو خوف پیدا ہوا کہ مجھسے اسکی بازپرس ہوگی اور اُسنے تفتیش کی کہ کون کون لوگ یہان آئے تھے معلوم ہوا کہ سوا ان قافلہ والون کے اور کوئی اس وقت یہان نہین آیا ان قرائن کی بنا پر اُسنے قافلہ والون پر چوری کا الزام قائم کرکے انکے اسباب کی تلاشی لی۔ اس ملازم کو معلوم نہ تھا کہ حضرت یوسفؑ نے یہ پیالہ خود ان کے اسباب مین رکھدیا ہے لہٰذا اسکا اعلان بھی جھوٹ نہ ہوا اور حضرت یوسف علیہ السلام نے بحکم خداوندی وہ پیالہ ان کے اسباب مین رکھا تھا ان کو خبر نہ تھی کہ اسکا نتیجہ کیا نکلے گا حضرت یوسفؑ چاہتے تھے

کہ ان کے بھائیون کو ابھی یہ علم نہو کہ مین یوسفؑ ہون اور ابن یامین میرے پاس رہ جائین خدا نے یہ
مقصد انکا اس تدبیر سے پورا کردیا نہ انکو جھوٹ بولنا پڑا نہ انکے کسی ملازم کو اور کام بنگیا اسی لیئے قرآن مجید
مین فرمایا کَذٰلِكَ كِدْنَا لِيُوْسُفَ یعنے یوسف کیلیئے یہ تدبیر مخفی کی - باقی رہا حضرت ابراہیم علیہ السلام
کا واقعہ اسمین اتنا تو سچ ہے کہ انھون نے اپنے آپ کو بیمار کہا لیکن یہ بالکل غلط ہے کہ وہ بیمار نہ تھے
واقعی وہ بیمار تھے بیماری کی ہزارون قسمین ہین انمین ایک قسم رنج وغم کی بیماری ہے یعنی رنج و
غم کی وجہ سے دل ودماغ پر کوئی غیر معمولی اثر پڑجائے تو یہ بھی ایک قسم کی بیماری ہے - اصلاح طب
مین اس کو مرض ساذج کہتے ہین -

قولہ ہشتم - یہ ہے کہ اہلسنت کے مذہب مین بھی تقیہ کرنا درست ہے چنانچہ آیات مذکورہ بالا کی تفسیر مین اُنکے مفسرین
نے لکھا ہے اور اُنکے علما نے اپنی کتابونمین اسکی تصریح کی ہو پس جو چیز سنیونکے یہان درست ہو اسکے متعلق
بیچارے شیعون کو نشانۂ ملامت بنانا سخت نا انصافی ہے -

جواب الجواب

۱۴ یہ ہو کہ محض افترا اور خالص بہتان ہے حاشا ثم حاشا اہلسنت وجماعت شیعون کے اصطلاحی تقیہ کا کہین
نام ونشان نہین نہ کسی مفسر نے لکھا ہو نہ کسی اور عالم نے ھاتوا برھانکم ان کنتم صادقین -

اصل حقیقت یہ ہو کہ دین اسلام مین چونکہ سختی اور تنگی نہین ہے اس لئے ہر حالت اور ضرورت کے لئے
اسمین احکام موجود ہین مثلاً کوئی شخص بھوک سے مر رہا ہو اور کوئی حلال چیز اسکو نہ ملے اور نہ مل سکے
تو اُسکو اجازت ہو کہ کوئی حرام چیز مثلاً سور کا گوشت بقدر جان بچانے کے کھالے یہ مسألہ قرآن شریف مین
مذکور ہو اِلَّا مَنِ اضْطُرَّ فِیْ مَخْمَصَةٍ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ لیکن دنیا مین کوئی عقلمند اس اجازت کو دیکھکر
یہ نہین کہہ سکتا کہ دین اسلام مین سور کا گوشت حلال ہے -

بالکل اسی طرح اگر کوئی شخص مضطر اور مجبور کیا جائے تو اُسکو جھوٹ بولنے یا خلاف اپنے اعتقاد کے
کوئی بات کہنے یا کوئی کام کرنے کی اجازت دی گئی ہے اِلَّا مَنْ اُکْرِہَ وغیرہ آیات قرآنی سے یہ مضمون
صاف ظاہر ہے -

پس جس طرح سور کا گوشت مذہب اسلام مین حلال نہین کہا جاسکتا اسی طرح تقیہ مذہب
اہل سنت مین حلال نہین سمجھا جاسکتا -

اہل سنت جس چیز کو جائز کہتے ہین اُسمین اور شیعون کے تقیہ مفروضہ مین کھُلے کھُلے تین فرق ہین -
اول یہ کہ اہل سنت کے نزدیک اکراہ و اضطرار کی شرط ہی مذہب شیعہ مین یہ شرط نہین - بلکہ ہر شخص پر ضروری ہے کہ جب وہ موقع تقیہ کا سمجھے تو تقیہ کرے لوگونکی سمجھ مختلف ہوتی ہے لہذا ممکن ہی کہ ایک شخص کے نزدیک کوئی ضرورت قابل تقیہ کے ہو دوسرے کے نزدیک نہ ہو -
(۲) اہل سنت و جماعت حالت اکراہ و اضطرار مین بھی جھوٹ بولنے یا اپنے اعتقاد کے خلاف کام کرنے کو صرف جائز کہتے ہین فرض و واجب نہین کہتے یعنی یہ کہتے ہین کہ کچھ گناہ نہ ہوگا مگر کچھ ثواب بھی نہ ملے گا بخلاف مذہب شیعہ کے کہ انکے یہان فرض و واجب ہے دین کے ۹/۱۰ حصہ جھوٹے بولنے مین ہین جھوٹ نہ بولے تو بے دین و بے ایمان ہے -
(۳) اہل سنت و جماعت معصومین کیلئے بلکہ تمام ایسے پیشواؤن کیلئے جن کی ذات کے ساتھ خلق اللہ کی ہدایت وضلالت وابستہ ہو حالت اکراہ و اضطرار مین جھوٹ بولنا جائز نہین خصوصًا دینی مسائل مین - بخلاف مذہب شیعہ کے کہ ان کے معصومین بھی تقیہ باز ہین اور دینی مسائل بھی جھوٹے بیان کرتے ہین فتوے جھوٹے دیتے ہین جیساکہ نمبر دوم مین ظاہر ہوگا -

۱۴۱

باوجود ان کھلے کھلے فرقون کے کون صاحب حیا کہہ سکتا ہے کہ تقیہ سنی شیعہ دونون کے یہان ہے -
بعضے شیعہ نافہمی سے یہ بھی کہہ بیٹھتے ہین کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے ہجرت کی اور بوقت ہجرت ایک غار مین تین دن تک پوشیدہ رہے یہ بھی تقیہ ہے (نعوذ باللہ منہ) افسوس ہی کہ ایسی صاف بات بھی انکی سمجھ مین نہین آتی ہجرت کرنے یا غار مین پوشیدہ ہونے سے کون سا جھوٹ یا غلط مسألہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صادر ہوا اور جب یہ کچھ نہوا تو اسکو تقیہ کہنا کیا معنی - اسکو تو کتمان بھی نہین کہہ سکتے کتمان مذہب کے چھپانے کو کہتے ہین نہ خود اپنے آپ کے چھپانے کو -
نعوذ باللہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تقیہ کرتے تو مکہ مین قبل ہجرت ایک حرف توحید کا زبان مبارک سے نہ نکالتے اور بعد ہجرت بھی یہودیون وغیرہ کی وجہ سے دین کا اعلان نہ فرماتے دین اسلام کیسے پھیلتا - جس طرح علماے شیعہ اقرار کرتے ہین کہ اصحاب الئمہ نے ائمہ سے نہ اصول دین کو یقین

کے ساتھ حاصل کیا نہ فروع دین کو یہی حالت دین اسلام کی ہوتی اور سارا دین مشکوک ہوتا۔

شیعون پر ایک بڑی مصیبت

ایک طرف تو شیعون نے تقیہ کے ایسے زبردست فضائل تصنیف فرمائے اس قدر تاکید اسکی اپنے ائمہ معصومین سے روایت کین اور وہ ایسا کرنے پر مجبور تھے کیونکہ اگر تقیہ کا سلسلہ نہو تو مذہب شیعہ کا ائمہ اہل بیت کی طرف منسوب کرنا قطعًا ناممکن ہوجائے مذہب شیعہ کو تقیہ کے ساتھ وہی نسبت ہے جو ریل گاڑی کو تار برقی کے ساتھ ہے اگر تار کاٹ دیئے جائین تو ریل گاڑی ایک قدم نہین چل سکتی۔ دوسری طرف کچھ ایسے واقعات بھی ہین جنسے تقیہ کی جڑ کٹتی ہے۔

ازآنجملہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کا واقعہ ہے کہ ان سے زیادہ خوف جان ومال اور ضرورت شدیدہ کس کو لاحق ہوگی خصوصًا جب کربلا پہونچ گئے اور اپنی آنکھون سے اپنے شیعون کی بے وفائی مشاہدہ کرلی اور مقابل مین ایک بڑا خونخوار لشکر دیکھا باوجود اسکے بھی انھون نے تقیہ نہ کیا اور یزید کی بیعت قبول نہ کی نتیجہ مین جو کچھ مصائب پیش آئے ظاہر ہین اگر تقیہ اعلی درجہ کا فرض وواجب ہے اگر اس کے یہ فضائل صحیح ہین اگر تارک تقیہ ذلت دنیا کے ساتھ عذاب آخرت کا بھی مستحق ہے تو امام حسین رض پر تقیہ نہ کرنے کے باعث کیسا سخت اور سنگین جرم قائم ہوتا ہے۔

۱۵

علمائے شیعہ اس عقدۂ لاینحل کا کوئی معقول جواب آجتک نہین دیسکے اور نہ دیسکتے ہین بہتر سے بہتر جواب جو انھون نے دیا ہے وہ یہ ہے کہ امام حسین کو علم غیب حاصل تھا کہ تقیہ کرکے بیعت کرلینے پر اُن کی جان نہ بچیگی اور یزیدی لوگ ان کو ہر صورت قتل ہی کردینگے اس وجہ سے انھون نے تقیہ نہ کیا۔ بس یہی جواب شیعون کا سرمایہ ناز ہے فاضل معاصر مولوی ناصر حسین صاحب مجتہد کے دادا مفتی محمد قلی صاحب نے اپنے رسالہ تقیہ مین اسی جواب کو علق نفیس سمجھا ہے لکھتے ہین۔

شیعیان قائل تقیہ علے الاطلاق فی جمیع الازمنۃ والاحوال نیستند وقطع نظر ازین چون اہل کوفہ عہود ومواثیق بسیار کردند ونامہ ہائے بیشمار نوشتند واحکام مبنی برظاہر ست لہذا آنجناب عزم جہاد فرمودہ بود ہرگاہ بیوفائی وعذر اوشان ظاہر شد ہرچند قصد رجوع کرد لیکن ممکن نشد واگر توہم کردہ شود کہ

چرا دران وقت بیعت عمر سعد و ابن زیاد نہ نمود پس مدفوع ست باین کہ غالباً آنحضرت دانستہ باشد کہ آن طاغیہ از غدر و بے وفائی بانہ خواہند آمد اگرچہ آنحضرت بیعت ہم کند۔

اِس جواب کی سخافت اظہر من الشمس ہے اگر ہم مان لین کہ امام حسین کو کسی طرح یہ علم غیب حاصل تھا کہ بیعت کرنے پر بھی وہ لوگ اُن کو قتل کردین گے۔ تو بھی ان کو اس علم غیب پر عمل کرنا جائز نہ تھا احکام شریعت ظاہر حال پر مبنی ہین چنانچہ اسی عبارت منقولہ مین ہے کہ،، احکام مبنی بر ظاہر ست،، اور ظاہر حال یہی ہے کہ بیعت کر لینے پر یہ تمام فتنہ فرو ہو جاتا کیونکہ یزید کا مطالبہ صرف یہی تھا کہ بیعت کر لو اور جن لوگون نے بیعت کر لی اُن سے اُسنے کچھ تعرض نہین کیا۔

اور اگر امام کو اپنے علم مکنون پر بھی عمل کرنا جائز کہا جائے تو شیعون کا مانا ہوا مسئلہ ہے کہ ہر امام کو اپنی موت کا وقت معلوم ہوتا ہے اور موت ان کے اختیار مین ہوتی ہے چنانچہ اصول کافی مین ایک پورا باب ہے اس عنوان سے ہے باب اِنَّھُمْ یَعْلَمُوْنَ مَتٰی یَمُوْتُوْنَ وَاَنَّھُمْ لَا یَمُوْتُوْنَ اِلَّا بِاِخْتِیَارِھِمْ پس چاہیئے کہ کوئی امام کبھی تقیہ نکرے۔

اب شیعون کو بڑی مشکل در پیش ہے اگر تقیہ کو واجب کہتے ہین تو حضرت امام حسین رضؓ پر حرف آتا ہے اور اگر واجب نہین کہتے تو دوسرے ائمہ خصوصاً ابو الائمہ جو عمر بھر تقیہ مین بسر کرتے رہے اُن کی شان مین بے ادبی لازم آتی ہے۔

ایسے مشکل موقع کے لئے بھی شیعون کے پاس ایک جادو کا منتر موجود ہے اس سے کام لین تو ان کی مشکل کشائی ہو سکتی ہے وہ یہ کہ صاحبو یہ باتین اسرار امامت سے تعلق رکھتی ہین کسی کی سمجھ مین نہین آسکتین - ائمہ نے خود فرما دیا ہے کہ ہماری باتین یا نبی مرسل سمجھ سکتے ہین یا ملک مقرب یا کوئی ایسا مومن کامل الایمان جسکے دل کو خدا نے جانچ لیا ہو ان کے سوا کوئی اور نہین سمجھ سکتا۔ ھٰذا آخر الکلام و الحمد للہ رب العالمین۔

تمّت

اَتَستَبدِلُونَ الَّذِیْ هُوَ اَدنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیرٌ

ترجمہ - کیا تم لیتے ہو اس چیز کو جو ادنیٰ ہے بعوض اس چیز کے جو بہتر ہے

الحمد للہ تعالیٰ کہ

مذہب شیعہ کے دو سو منتخب مسائل کے سلسلہ کا پہلا رسالہ ہدایت مقالہ موسوم بہ

اَلاَوَّلُ مِنَ الْمِائَتَین

عَلٰی

اَلْمُنحَرِفِ عَنِ الثَّقَلَین

نمبر دوم ملقب بہ

قَطعُ الوَتِین

مِن

اَلَّذِیْ یَستَبدِلُ الشَّكَّ بِالیَقِین

جسمین کتب معتبرہ شیعہ سے دکھلایا گیا ہے کہ ترک قرآن کے بعد اپنے دین کے کیا کیا ماخذ انھون نے ایجاد کئے ہین

باہتمام کارپردازان صحیفہ النجم

عمدۃ المطابع لکھنؤ مین چھپکر النجم کیساتھ شایع ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ العزیز ذی الانتقام ٭ والصلوٰۃ والسلام ٭ علی سید الرسل خیر الانام ٭ وعلی آلہ وصحبہ الکرام

اما بعد ۲۱ - صفر سنہ رواں کے پرچہ مین مذہب شیعہ کے دو سو موعودہ مسائل کا سلسلہ بعونہ تعالیٰ شروع ہوگیا تھا اس سلسلہ کا پہلا رسالہ جس مین قرآن مجید کے ساتھ شیعون کی عداوت کا بیان ہے چار نمبرون پر تقسیم کیا گیا تھا پہلا نمبر شایع ہوچکا - پے درپے سفرون کے باعث اس سلسلہ مین فترت واقع ہوئی بقیہ تین نمبر کی اشاعت بھی تاخیر مین پڑگئی اب یہ دوسرا نمبر ہدیہ ناظرین ہے خداوند کریم اپنے فضل وکرم سے ایسا کرے کہ اب یہ سلسلہ برابر جاری رہے اور اسکے ساتھ سلسلہ تفسیر آیات کا بھی چلتا رہے -

اس دوسرے نمبر مین ہم یہ دکھلانا چاہتے ہین کہ ترک قرآن کے بعد مذہب شیعہ کے مصنفون نے اپنے دام افتادون کو قرآن کریم کے بدلہ مین کیا دیکر بہلایا اور سبائیہ کمیٹی کے چلتے پرزون نے سادہ لوحون کو کیسے کیسے سبز باغ دکھلائے بجای قرآن تحریف کے کیا کیا ماخذ دین و مذہب کے تصنیف کئے -

اپنے خیال مین تو انھون نے عقل کے دشمنون کو یہ باور کرادیا کہ ایک قرآن ہمنے تمسے چھڑایا اور اس سے بہتر و برتر متعدد چیزین تم کو دین مگر صاحبان عقل خوب سمجھتے ہین کہ انھون نے کیا لیا اور کیا دیا یقین سے ان کو بے بہرہ کیا اور شکوک و اوہام کی زنبیل ان کے ہاتھ مین دی گوہر بے بہا ان کا ضایع کیا اور چند خزف ریزے انکو پکڑا دیے کتاب اللہ سے ان کو بے تعلق کیا اور تلبیسات کا طومار ان کے سرون پر لاد دیا - بالکل وہی کیفیت جو بنی اسرائیل کی قرآن مجید مین بیان ہوئی ہے کہ ان کو بے تردد و بے مشقت بڑے اطمینان سے من وسلویٰ مل رہا تھا مگر انھون نے فریب ابلیس مین آکر بجائے اس نعمت کے پیاز اور لہسن وغیرہ مانگا اسپر موسیٰ علیہ السلام نے ان کو

سمجھایا کہ اَتَسْتَبْدِلُوْنَ الَّذِیْ هُوَ اَدْنٰی بِالَّذِیْ هُوَ خَیْرٌ مگر جب انسان کی شامت آتی ہے تو اس پر کسی کی نصیحت اثر نہین کرتی آخر اسکا نتیجہ وہی ہوا جو ہونا چاہیے تھا -

شیعون نے قرآن کریم سے قطع تعلق کے بعد اپنے لئے دوسرے دوسرے ماخذ دین کے بہت سے تصنیف فرمائے ہین مثلاً صحیفہ جفر جامعہ مصحف فاطمہ کتاب علی - کتاب شب قدر - بخوم یا جوتش - وحی حقانی -

اب ان سب چیزون کا بیان شیعون کی معتبر کتابون سے سُنیئے - مذہب شیعہ مین سب سے زیادہ معتبر کتاب کافی ہے پہلے اُسی کی روایت دیکھئے -

اصول کافی صہ ۱۴۶ مطبوعہ نولکشور مین ایک مستقل باب ہے جس کا عنوان یہ ہے بَابٌ فِیْهِ ذِکْرُ الصَّحِیْفَةِ وَالْجَفْرِ وَالْجَامِعَةِ وَمُصْحَفِ فَاطِمَةَ عَلَیْهَا السَّلَامُ -

اس باب کی پہلی روایت یہ ہے -

عَنْ اَبِیْ بَصِیْرٍ[1] قَالَ دَخَلْتُ عَلٰی اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَقُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ عَنْ مَسْأَلَةٍ اَهٰهُنَا اَحَدٌ[2] یَسْمَعُ کَلَامِیْ قَالَ فَرَفَعَ اَبُوْعَبْدِ اللّٰهِ سِتْرًا بَیْنَهٗ وَبَیْنَ بَیْتٍ اٰخَرَ فَاطَّلَعَ فِیْهِ ثُمَّ قَالَ یَا اَبَا مُحَمَّدٍ سَلْ عَمَّا بَدَا لَكَ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ

ابو بصیر سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت مین گیا تو مین نے کہا کہ مین آپ پر فدا ہو جاؤن ایک مسئلہ مین آپ سے پوچھنا چاہتا ہون یہان کوئی ایسا شخص تو نہین ہے جو میری بات سن رہا ہو تو امام جعفر صادق نے پردہ جو اُن کے اور دوسرے مکان کے درمیان مین تھا اُٹھایا اور اُس مین جھانک کر دیکھا پھر کہا کہ اے ابو محمد (کوئی نہین ہے) جو جی چاہے پوچھو ابو بصیر

[1] سبائیہ کمیٹی جو کوفہ مین قائم تھی اور چند چلتے پرزے اس کمیٹی کے روح روان تھے ان ہی کی روایات پر مذہب شیعہ کا دار و مدار ہے ان مین ابو بصیر صاحب ایک بڑے ممتاز بزرگ ہین - یہ صاحب بزرگان اہلبیت پر افترا پردازی مین بڑے مشاق تھے فروع کافی جلد دوم صہ ۱۸۱ مین ہے کہ یہ صاحب شراب مین پانی ملاکر نوش فرماتے تھے اور کہتے تھے آل محمد نے ہمین اجازت دی ہے تنقیح جالستی مطبوعہ ایران صہ ۱۶۷ مین ہے کہ ایک مرتبہ یہ صاحب جناب امام جعفر صادق سے ملنے گئے اندر آنے کی اجازت نہ دی تو فرمایا کہ میرے ساتھ طبق ہوتا تو یقیناً اجازت ملجاتی اسپر ایک کتا آیا اور ابو بصیر کے منھ مین پیشاب کر گیا - پھر امام جعفر صادق کے بعد امام موسیٰ کاظم کے ایک فتوے کو غلط بتایا اور کہا کہ ابھی ان کا علم کامل نہین ہوا ۱۲

[2] یہ وہی چلتا ہوا فقرہ ہے جو شیعہ راویون کی افترا پردازی کا دیباچہ تھا - یہ لوگ کہتے تھے کہ امام اپنی اصلی باتین ہمکو تنہائی مین بتاتے ہین کسی کے سامنے ہم ان سے کچھ پوچھتے ہین تو وہ ہمین جھوٹے مسائل بتا کر ٹال دیتے ہین اسی واسطے ابو بصیر نے کہا کہ یہان کوئی سنتا تو نہین ۱۲

فِدَاكَ اِنَّ شِيعَتَكَ يَتَحَدَّثُونَ اَنَّ
رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَلَّمَ
عَلِيًّا بَابًا يُفْتَحُ لَهُ مِنْهُ اَلْفُ بَابٍ
فَقَالَ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ عَلَّمَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ
عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَلِيًّا بَابًا يُفْتَحُ لَهُ مِنْهُ
اَلْفُ بَابٍ قَالَ فَقَالَ يَا اَبَا مُحَمَّدٍ عَلَّمَ
رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ عَلِيًّا
عَلَيْهِ السَّلَامُ اَلْفَ بَابٍ يُفْتَحُ مِنْ كُلِّ
بَابٍ اَلْفُ بَابٍ قَالَ قُلْتُ هٰذَا
وَاللّٰهِ الْعِلْمُ قَالَ فَنَكَتَ سَاعَةً فِي الْاَرْضِ
ثُمَّ قَالَ اِنَّهُ لَعِلْمٌ وَمَا هُوَ بِذَاكَ
قَالَ ثُمَّ قَالَ وَاِنَّ عِنْدَنَا الْجَامِعَةَ
وَمَا يُدْرِيهِمْ مَا الْجَامِعَةُ قَالَ قُلْتُ
جُعِلْتُ فِدَاكَ وَمَا الْجَامِعَةُ قَالَ
صَحِيفَةٌ طُولُهَا سَبْعُونَ ذِرَاعًا بِذِرَاعِ
رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَاِمْلَائِهٖ
مِنْ فَلْقِ فِيهِ وَخَطِّ عَلِيٍّ بِيَمِينِهٖ فِيهَا
كُلُّ حَلَالٍ وَحَرَامٍ وَكُلُّ شَيْءٍ يَحْتَاجُ

کہتے ہین مینے کہا کہ مین آپ پر فدا ہو جاؤن آپ کے شیعہ بیان کرتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ نے حضرت علی کو ایک دروازہ علم کا ایسا بتلایا تھا جس سے ہزار دروازہ کھل جاتے ہین امام جعفر صادق نے کہا اے ابو محمد کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے علی کو فقط ایک دروازہ علم کا ایسا بتلایا تھا جس سے ہزار دروازہ انکے لیے کھل جاتے ہین پھر فرمایا کہ اے ابو محمد رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ نے علی علیہ السلام کو ہزار دروازہ تبلائے تھے جنکے ہر دروازہ سے ہزار ہزار دروازہ کھلتے ہین ۔

ابو بصیر کہتے ہین ۔ مینے کہا یہ خدا کی قسم بڑا علم ہے تو امام نے کچھ دیر زمین کو کریدا (غور فکر کی حالت مین انسان ایسا کرتا ہے) پھر فرمایا ہان یہ علم تو ہے مگر بڑا علم نہین ہے پھر امام نے کہا کہ بتحقیق ہمارے پاس جامعہ ہے امام حسن[1] کی اولاد کو کیا معلوم کہ جامعہ کیا چیز ہے مینے کہا کہ مین آپ پر فدا ہو جاؤن جامعہ کیا چیز ہے امام نے فرمایا ایک کتاب ہے جسکی لنبائی رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کے گز سے ستر گز ہے ۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے منہ کی بولی ہوئی اور علی کے داہنے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے اس کتاب مین تمام حلال و حرام کی باتین ہین اور تمام وہ چیزین ہین جنکی لوگون کو

[1] عربی عبارت مین ضمیر ہے وہ ضمیر امام حسن کی اولاد کی طرف پھرتی ہے کیونکہ اسی باب کی دوسری روایت مین صاف تصریح انکی ہے امام نے ان کو حاسد طالب دنیا منکر حق فرمایا صفحہ ۱۴۲ مین ہے ولکنھم یحملھم الحسد وطلب الدنیا علی الجحود والانکار اور صفحہ ۱۴۸ مین ہے کہ امام جعفر صادق نے فرمایا مینے مصحف فاطمہ کو دیکھا اسمین امام حسن کی اولاد کی امامت کا بالکل ذکر نہین پایا برا ہو اُس مسئلہ امامت کا جسکی بدولت امام زادے آپس مین لڑ رہے ہین بھائی بھائی کا دشمن ہے کیا یہی لوگ دین کے سرتاج ہین جو اپنے گھر ہی مین اسطرح لڑ رہے ہین ؎ شنیدم کہ مردان راہ خدا ٭ دل دشمنان ہم نکردند تنگ ٭ ترا کے میسر شود این مقام ٭ کہ با دوستانت خلاف است و جنگ ٭

إِلَيهِ النَّاسُ حَتّٰى الأَرشُ فِي الخَدشِ وَضَرَبَ بِيَدِهٖ فَقَالَ لِي تَاذَنُ يَا بَا مُحَمَّدٍ قَالَ قُلتُ جُعِلتُ فِدَاكَ إِنَّمَا أَنَا لَكَ فَاصنَعْ مَا شِئتَ قَالَ فَغَمَزَنِي بِيَدِهٖ وَقَالَ حَتّٰى أَرشُ هٰذَا كَأَنَّهٗ مُغضَبٌ قَالَ قُلتُ هٰذَا وَاللهِ العِلمُ قَالَ إِنَّهٗ لَعِلمٌ وَلَيسَ بِذَاكَ -

ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ وَعِندَنَا الجَفرُ وَمَا يُدرِيهِم مَا الجَفرُ قَالَ قُلتُ وَمَا الجَفرُ قَالَ وِعَاءٌ مِن أَدَمٍ فِيهِ عِلمُ النَّبِيِّينَ وَالوَصِيِّينَ وَعِلمُ العُلَمَاءِ الَّذِينَ مَضَوا مِن بَنِي إِسرَائِيلَ قَالَ قُلتُ إِنَّ هٰذَا هُوَ العِلمُ قَالَ إِنَّهٗ لَعِلمٌ وَلَيسَ بِذَاكَ

ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ وَإِنَّ عِندَنَا لَمُصحَفَ فَاطِمَةَ عَلَيهَا السَّلَامُ وَمَا يُدرِيهِم مَا مُصحَفُ فَاطِمَةَ قَالَ مُصحَفٌ فِيهِ مِثلُ قُرآنِكُم هٰذَا ثَلٰثُ مَرَّاتٍ وَاللهِ مَا فِيهِ

حاجت رہتی ہے یہان تک کہ کسی کا بدن کسی سے چھل جائے اسکی دیت بھی اسمین ہے اور امام نے اپنا ہاتھ اٹھا کر کہا اے ابو محمد تم مجھے اجازت دیتے ہو (کہ مین تمھارے بدن مین کچھ کرون) مین نے کہا مین آپ پر فدا ہو جاؤن مین تو آپ ہی کا ہون آپ جو چاہے کیجئے امام نے غصہ کے ساتھ اپنے ہاتھ سے میرے جسم کو دبایا اور فرمایا کہ اسکی دیت بھی اس کتاب مین ہے - مینے کہا واللہ یہ علم ہے - امام نے فرمایا ہان علم تو ہے مگر کوئی بڑا علم نہین ہے

پھر امام جعفر صادق تھوڑی دیر چپ رہے پھر فرمایا اور ہمارے پاس **جفر** ہے مگر اولاد حسن کو کیا خبر کہ جفر کیا چیز ہے مین نے پوچھا کہ جفر کیا چیز ہے امام نے فرمایا - چمڑے کا ایک ظرف ہے جس مین نبیون کا اور وصیون اور بنی اسرائیل کے تمام علمائے سابقین کا علم بھرا ہوا ہے ابو بصیر کہتا ہے مین نے کہا - البتہ علم ہے امام نے فرمایا ہان علم تو ہے مگر کوئی بڑا علم نہین ہے -

پھر تھوڑی دیر امام چپ رہے اس کے بعد کہا کہ ہمارے پاس فاطمہ علیہا السلام کا **مصحف** - اولاد حسن کو کیا خبر کہ مصحف فاطمہ کیا چیز ہے پھر امام نے کہا کہ وہ ایک مصحف ہے تمھارے اُس قرآن سے تگنا ہے اللہ کی قسم تمھارے قرآن کا اس مین ایک حرف

۵

[۱] دیکھو کیسی توہین قرآن کی ہے اول تو قرآن کو اپنا نہ کہا بلکہ دوسرون کی طرف منسوب کیا پھر مصحف فاطمہ کا اور قرآن کا تقابل کرتے ہوے مصحف فاطمہ کو اس سے تگنا بتایا اور اس کا شرف یہ بتایا کہ قرآن کا ایک حرف بھی اسمین نہین گویا قرآن کے ایک حرف کا ہونا بھی عیب تھا استغفر اللہ اگر ایسی توہین قرآن کی کسی ایمان والے کے سامنے کی جاتی تو وہ اُسی وقت مزا چکھا دیتا مگر ہم خوب جانتے ہین کہ حضرت جعفر صادق بر یہ سراسر تہمت ہے وہ ہرگز ایسی گستاخی قرآن کریم کے ساتھ کرکے اپنا نامۂ اعمال سیاہ کرنے والے نہ تھے ۱۲

مِنْ قُرْآنِكُمْ حَرْفٌ وَاحِدٌ قَالَ قُلْتُ هٰذَا وَاللّٰهِ الْعِلْمُ قَالَ اِنَّهُ لَعِلْمٌ وَمَا هُوَ بِذَاكَ ثُمَّ سَكَتَ سَاعَةً ثُمَّ قَالَ اِنَّ عِنْدَنَا عِلْمَ مَا كَانَ وَعِلْمَ مَا هُوَ كَائِنٌ اِلٰى اَنْ تَقُوْمَ السَّاعَةُ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ هٰذَا وَاللّٰهِ هُوَ الْعِلْمُ قَالَ اِنَّهُ لَعِلْمٌ وَمَا هُوَ بِذَاكَ قَالَ قُلْتُ جُعِلْتُ فِدَاكَ فَاَيُّ شَيْءٍ الْعِلْمُ قَالَ مَا يَحْدُثُ بِاللَّيْلِ وَالنَّهَارِ اَلْاَمْرُ بَعْدَ الْاَمْرِ وَالشَّيْءُ بَعْدَ الشَّيْءِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ

بھی نہین ابوبصیر کہتے ہین مینے کہا واللہ یہ علم ہے امام نے کہا ہان علم تو ہے مگر کوئی بڑا علم نہین ہے ۔
پھر امام تھوڑی دیر چپ رہے اس کے بعد فرمایا بہ تحقیق ہمارے پاس اُن چیزون کا علم ہے جو ہوچکین اور اُن چیزون کا علم ہے جو قیامت تک ہون گی مین نے کہا مین آپ پر فدا ہو جاؤن یہ البتہ علم ہے امام نے فرمایا ہان علم تو ہے مگر کوئی بڑا علم نہین ہے مین نے کہا مین آپ پر فدا ہو جاؤن پھر بڑا علم کیا چیز ہے امام نے فرمایا وہ علم جو رات مین اور دن مین نیا پیدا ہوتا ہے حکم کے بعد حکم اور شے کے بعد شے قیامت تک ۔

ف - صحیفہ - جفر - جامعہ - مصحف فاطمہ کا بیان تو اس روایت مین آچکا اب کتاب علی کا حال سنو فروع کافی جلد سوم کتاب المواریث صـ۵۲ـ مین ہے -

عَنْ زُرَارَةَ قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَنِ الْجَدِّ فَقَالَ مَا اَجِدُ

زرارہ[1] سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین نے امام باقر علیہ السلام سے دادا کی میراث کی بابت پوچھا تو امام نے

[1] یہ زرارہ صاحب مذہب شیعہ کے بڑے بزرگون مین ہین شیعون کے شہید ثالث قاضی نوراللہ شوستری مجالس المومنین مطبوعہ ایران کے صـ۱۴۷ـ مین زرارہ صاحب کے عظیم الشان فضائل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہین کہ ان کو تین امامون کے صحابی ہونے کا شرف حاصل تھا امام باقر امام جعفر امام موسی کاظم اور لکھتے ہین کہ "اصدق اہل زمان خود وافضل ایشان بود وحضرت امام جعفر صادق دربارہ او فرمود لَوْلَا زُرَارَةُ لَقُلْتُ اِنَّ اَحَادِيْثَ اَبِيْ سَيَذْهَبُ ترجمہ اگر زرارہ نہ ہوتے تو مین کہتا کہ میرے باپ (امام باقر) کی حدیثین جاتی رہینگی نیز قاضی صاحب لکھتے ہین کہ امام جعفر صادق نے ان کو آیۂ السابقون السابقون اولئك المقربون کا مصداق قرار دیا یہ زرارہ صاحب سبائیہ کمیٹی کے نامور ممبر بلکہ پریسیڈنٹ تھے اگر شیعہ ان کی روایات کو خارج کردین تو اُنکا مذہب آدھے سے زیادہ فنا ہو جائے[1] زرارہ صاحب کو جو اخلاص ائمہ کے ساتھ تھا اس کا پتہ بھی کتب شیعہ سے ملتا ہے اسی روایت سے جسکو ہم نے (باقی پرچہ آیندہ)

اَحَدًا قَالَ فِیْهِ الاَّ بِرَایِهٖ اِلاَّ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْهِ السَّلَامُ قُلْتُ اَصْلَحَكَ اللّٰهُ فَمَا قَالَ فِیْهِ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ فَقَالَ اِذَا كَانَ غَدًا فَالْقِنِیْ حَتّٰی اُقْرِئَكَهٗ فِیْ كِتَابٍ قُلْتُ اَصْلَحَكَ اللّٰهُ حَدِّثْنِیْ فَاِنَّ حَدِیْثَكَ اَحَبُّ اِلَیَّ مِنْ اَنْ تُقْرِئَنِیْهِ فِیْ كِتَابٍ فَقَالَ لِیَ الثَّانِیَةَ اِسْمَعْ مَا اَقُوْلُ لَكَ اِذَا كَانَ غَدًا فَالْقِنِیْ

فرمایا مین سوا امیر المومنین علیہ السلام کے اور کسی کو نہین پاتا کہ اس مسئلہ مین اس نے اپنی رائے سے نہ بیان کیا ہو - مین نے کہا اللہ آپ کی اصلاح کرے بتایئے کہ امیر المومنین نے اسکے متعلق کیا فرمایا ہے امام نے کہا کہ کل مجھسے ملنا تو تمھین یہ مسئلہ ایک کتاب مین پڑھا دونگا مینے کہا اللہ آپ کی اصلاح کرے مجھسے آپ زبانی بیان کیجیے آپ کی بات مجھے زیادہ پسند ہے بہ نسبت اسکے مجھے آپکی کتاب مین یہ مسئلہ پڑھائین امام نے مجھسے دوبارہ کہا کہ جو مین تمسے کہتا ہون اسکو سنو کل تم مجھسے ملنا -

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۲۲) فروع کافی سے نقل کیا بہت کچھ سراغ مل رہا ہے چنانچہ ہم حاشیہ مین اسکی طرف اشارہ کرینگے مگر اس سے بڑھ بڑھ کر باتین دوسری کتب وروایات مین ہین - بطور نمونہ دو تین نقول حسب ذیل ہین - اصول کافی صـ۵۵۶ مین ہے کہ ایک مرتبہ زرارہ نے امام باقر علیہ السلام سے بحث کی اور بحث کے بعد جو اعتقاد زرارہ کو انکی طرف سے تھا اسکے الفاظ صفحہ مذکور مین یہ ہین -

عَنْ زُرَارَةَ قَالَ قُلْتُ شَیْخٌ لَا عِلْمَ لَهٗ بِالْخُصُوْمَةِ زرارہ سے روایت ہے وہ کہتے ہین مینے (اپنے دل مین) کہا کہ یہ بڈھا ہے اسکو مناظرہ کا علم نہین

کافی کی اس روایت کا ترجمہ علامہ قزوینی صافی شرح کافی مین بالفاظ ذیل کرتے ہین "این پیرے بے دماغ شدہ نمی داند روش گفتگو با خصم"۔

رجال کشی مین روایت ہے کہ زرارہ صاحب نے امام جعفر صادق پر لعنت کی الفاظ روایت یہ ہین -

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ عِیْسٰی عَنْ یُوْنُسَ بْنِ عَبْدِ الرَّحْمٰنِ عَنِ ابْنِ مُسْكَانَ قَالَ سَمِعْتُ زُرَارَةَ یَقُوْلُ رَحِمَ اللّٰهُ اَبَا جَعْفَرٍ وَاَمَّا جَعْفَرٌ فَفِیْ قَلْبِیْ عَلَیْهِ لَعْنَةٌ قُلْتُ لَهٗ وَمَا حَمَلَ زُرَارَةَ عَلٰی هٰذَا قَالَ حَمَلَهٗ عَلٰی هٰذَا اَنَّ اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ اَخْرَجَ مَخَازِیَهٗ -

محمد بن عیسیٰ سے روایت ہے وہ یونس بن عبد الرحمن سے وہ ابن مسکان سے روایت کرتے ہین وہ کہتے ہین مینے زرارہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ اللہ ابو جعفر یعنی امام باقر پر رحم کرے - مگر جعفر پر تو میرے دل مین لعنت بھری ہوئی ہے - مین نے پوچھا کہ کیا سبب جو زرارہ نے ایسا لفظ کہا تو راوی نے جوابدیا اسکا سبب یہ کہ امام جعفر صادق نے اسکے معائب سب پر ظاہر کر دیئے

اسی رجال کشی مین امام جعفر صادق کا زرارہ پر لعنت کرنا بھی منقول ہے امام موصوف کے الفاظ روایت مین یہ ہین -

كَذِبَ عَلَیَّ كَذِبَ وَاللّٰهِ عَلَیَّ لَعَنَ اللّٰهُ زُرَارَةَ -

زرارہ میرے اوپر افترا کرتا ہے اللہ کی قسم اس نے میرے اوپر افترا کیا ہے اللہ لعنت کرے زرارہ پر -

ایسے ہی بزرگ منش اماموں کے لاعن وملعون لوگون کی روایات پر مذہب شیعہ کی بنیاد ہے - استغفر اللہ - استغفر اللہ ۱۲

حَتّٰی اَقْرَءَکَ فِی کِتَابٍ فَاَتَیْتُہٗ مِنَ الْغَدِ بَعْدَ الظُّہْرِ وَکَانَتْ سَاعَتِیَ الَّتِیْ کُنْتُ اَخْلُوْبِہٖ فِیْھَا بَیْنَ الظُّہْرِ وَالْعَصْرِ وَکُنْتُ اَکْرَہُ اَنْ اَسْئَلَہٗ اِلَّا خَالِیًا خَشْیَۃَ اَنْ یُفْتِیَنِیْ مِنْ اَجْلِ مَنْ یَّحْضُرُہٗ بِالتَّقِیَّۃِ -

فَلَمَّا دَخَلْتُ عَلَیْہِ اَقْبَلَ عَلٰی ابْنِہٖ جَعْفَرٍ فَقَالَ اَقْرِءْ زُرَارَۃَ صَحِیْفَۃَ الْفَرَائِضِ ثُمَّ قَامَ لِیَنَامَ فَبَقِیْتُ اَنَا وَجَعْفَرٌ فِی الْبَیْتِ فَقَامَ فَاَخْرَجَ اِلَیَّ صَحِیْفَۃً مِثْلَ فَخِذِ الْبَعِیْرِ فَقَالَ لَسْتُ اُقْرِءُکَھَا حَتّٰی تَجْعَلَ لِیَ اللّٰہَ عَلَیْکَ اَنْ لَّا تُحَدِّثَ بِمَا تَقْرَءُ فِیْھَا اَحَدًا حَتّٰی اٰذَنَ لَکَ وَلَمْ یَقُلْ حَتّٰی یَاْذَنَ لَکَ اَبِیْ - فَقُلْتُ اَصْلَحَکَ اللّٰہُ لِمَ تُضَیِّقُ عَلَیَّ وَلَمْ یَاْمُرْکَ اَبُوْکَ بِذٰلِکَ فَقَالَ مَا کُنْتَ بِنَاظِرٍ فِیْھَا اِلَّا عَلٰی مَا قُلْتُ لَکَ فَقُلْتُ فَذٰلِکَ لَکَ

تاکہ مین تم کو ایک کتاب مین پڑھا دون چنانچہ مین اُنکے پاس دوسرے دن بعد ظہر گیا - اور ظہر عصر کے درمیان کا وقت وہ تھا کہ مین اُن سے تنہائی کی ملاقات کیا کرتا تھا مین اس بات کو ناپسند کرتا تھا کہ بغیر تنہائی کے انسے کچھ پوچھون اس خوف سے کہ کہین وہ مجھے تقیہ کے ساتھ[۱] فتوے نہ دیدین بسبب اُن لوگون کے جو اس وقت موجود ہون - چنانچہ جب مین امام باقر کے پاس پہونچا تو وہ اپنے بیٹے جعفر کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا کہ زرارہ کو علم فرائض کا صحیفہ پڑھا دو اسکے بعد وہ خود سونے کیلئے اُٹھ گئے اب مین اور جعفر گھر مین باقی رہے - جعفر اٹھے اور اُنھون نے میرے سامنے ایک کتاب نکالی جو اونٹ کے ران کی طرح موٹی تھی اور کہنے لگے یہ کتاب مین تمہین نہ پڑھاؤن گا یہانتک کہ تم اللہ کو ضامن دو کہ جو کچھ اس صحیفہ مین پڑھو گے اس کو کسی سے بیان نہ کرنا تا وقتیکہ مین تمکو اجازت نہ دون - جعفر صادق نے اپنے باپ کی اجازت کی شرط نہ لگائی - تو مین نے کہا کہ اللہ تمھاری اصلاح[۲] کرے تم کیون مجھپر تنگی کرتے ہو تمھارے باپنے تو تم کو اسکا حکم نہ دیا تھا تو جعفر نے کہا کہ تم اس کتاب کو نہین دیکھ سکتے مگر اسی شرط کے ساتھ جو مینے بیان کیا تو مین نے کہا اچھا یہ شرط بھی تمہاری خاطر سے منظور ہے

[۱] یہی چلتا ہوا فقرہ مذہب شیعہ کی بنیاد ہے شیعہ راوی کہتے ہین ائمہ نے ہم کو یہ مذہب تنہائی مین سکھلایا تھا لوگون کے سامنے وہ اپنا اصلی مذہب ظاہر نکرتے تھے بلکہ تقیہ کرکے جھوٹے مسائل جھوٹے فتوے بتادیتے تھے اس مضمون کو انشاء اللہ تعالی ہم بہت مفصل و مبسوط کسی مستقل رسالہ مین بیان کرکے اسکے شواہد کثیرہ کتب شیعہ سے پیش کرین گے ۱۲

[۲] کتب شیعہ مین بکثرت یہ لفظ شیعہ راویون کی زبان سے ائمہ کے حق مین ملتا ہے ایک طرف دعوی انکی معصومیت کا دوسری طرف دعا ان کی اصلاح کی ۱۲

وَكُنْتُ رَجُلًا عَالِمًا بِالْفَرَائِضِ وَالْوَصَايَا
بَصِيرًا بِهَا فَلَمَّا أَلْقَى إِلَيَّ طَرَفَ الصَّحِيفَةِ
إِذَا كِتَابٌ غَلِيظٌ يُعْرَفُ أَنَّهُ مِنْ كُتُبِ
الْأَوَّلِيْنَ فَنَظَرْتُ فِيهَا فَإِذَا فِيهَا
خِلَافُ مَا بِأَيْدِي النَّاسِ مِنَ الصِّلَةِ
وَالْأَمْرِ بِالْمَعْرُوفِ الَّذِي لَيْسَ فِيهِ
اخْتِلَافٌ وَإِذَا عَامَّتُهُ كَذَلِكَ فَقَرَأْتُهُ
حَتَّى أَتَيْتُ عَلَى آخِرِهِ بِخُبْثِ نَفْسٍ
وَقِلَّةِ تَحَفُّظٍ وَإِسْقَامِ رَأْيٍ وَقُلْتُ
وَأَنَا أَقْرَأُهُ بَاطِلٌ حَتَّى أَتَيْتُ
عَلَى آخِرِهِ ثُمَّ أَدْرَجْتُهَا وَرَفَعْتُهَا
إِلَيْهِ ثُمَّ لَقِيتُ أَبَا جَعْفَرٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَقَالَ لِي أَقَرَأْتَ صَحِيفَةَ الْفَرَائِضِ
فَقُلْتُ نَعَمْ فَقَالَ كَيْفَ رَأَيْتَ مَا
قَرَأْتَ قَالَ فَقُلْتُ بَاطِلٌ لَيْسَ
بِشَيْءٍ هُوَ خِلَافُ مَا النَّاسُ عَلَيْهِ
قَالَ فَإِنَّ الَّذِي رَأَيْتَ وَاللهِ
يَا زُرَارَةُ هُوَ الْحَقُّ الَّذِي
رَأَيْتَ إِمْلَاءُ رَسُولِ اللهِ

اور مین ایک شخص تھا علم فرائض اور وصایا کا جاننے والا اور ان
علوم مین بصیرت رکھنے والا - جب جعفر صادق نے اس
صحیفہ کا ایک کنارا میری طرف ڈالا تو دیکھا مین نے کہ ایک
موٹی کتاب ہے اور معلوم ہوا کہ اگلون کی کتابون مین سے
ہے مین نے اس کو دیکھا تو اسمین وہ مسائل ملے جو تمام
لوگون کے خلاف تھے صلہ اور امر معروف جس مین کوئی اختلاف
نہین (اس کتاب مین ان مسائل کے بھی خلاف تھا) وہ
پوری کتاب ایسی ہی تھی مین نے شروع سے آخر تک خباثت
نفس کے ساتھ پڑھا اور یاد کرنے کا ارادہ کم کیا اور اس کے
متعلق بری رائے قائم کی مین اسکو پڑھتا جاتا تھا اور کہتا تھا
کہ یہ کتاب بالکل باطل ہے یہان تک مین نے اسکو ختم کر کے
لپیٹ کر جعفر صادق کے حوالہ کر دیا پھر مین امام باقر علیہ السلام
سے ملا تو انھون نے مجھسے پوچھا کہ کیا فرائض کا صحیفہ تم نے
پڑھ لیا مین نے کہا ہان امام نے پوچھا کہ جو کچھ تم نے پڑھا
اس کے متعلق تمھاری رائے کیا ہے -
مینے کہا کہ وہ بالکل باطل[1] ہے کچھ نہین ہے تمام لوگون کا جن امور
مین اتفاق ہے ان کے خلاف ہے - امام نے فرمایا (یہ تو سچ ہی)
مگر جو کتاب تم نے دیکھی ہے اے زرارہ اللہ کی قسم وہ حق ہی
جو کتاب تم نے دیکھی وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ کی بولی ہوئی

۹

[1] پہلے تو زرارہ اس کتاب کو دیکھنا ہی نہ چاہتے تھے بڑی مشکل سے دیکھنے پر راضی ہوئے تو اب اسکو باطل ورلاشے فرما رہے
ہین اگر محبت و تعظیم اہل بیت اسی کا نام ہے تو شیعون کو مبارک ہو - زرارہ نے اسکے بعد اس گستاخی سے توبہ بھی نہین کی کتب شیعہ
مین کہین اسکی توبہ کا ثبوت نہین - اصل یہ ہے کہ مذہب شیعہ جو سب سے بڑا گناہ ہے وہ قرآن اور راویان قرآن کو سچا جاننا جو شخص قرآن کو نہ مانتا
ہو راویان قرآن سے دشمنی رکھتا ہو وہ شیعہ مخلص ہے چاہے وہ امام پر لعنت کرے چاہے انکی تکذیب کرے چاہے انکو باطل ورلاشے کہہ جائے قتل کر ڈالے دیکھو کتاب کافی و
احتجاج وغیرہ ۱۲

صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ خَطُّ عَلِیٍّ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِیَدِہٖ فَاَتَانِی الشَّیْطَانُ فَوَسْوَسَ فِی صَدْرِی فَقَالَ وَمَا یُدْرِیْکَ اَنَّہٗ اِمْلَاءُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَطُّ عَلِیٍّ بِیَدِہٖ ـ فَقَالَ لِیْ قَبْلَ اَنْ اَنْطِقَ لَاتَشُکَّ وُدَّ الشَّیْطٰنِ وَاللّٰہِ اِنَّکَ شَکَکْتَ وَکَیْفَ لَا اَدْرِیْ اَنَّہٗ اِمْلَاءُ رَسُوْلِ اللّٰہِ وَخَطُّ عَلِیٍّ بِیَدِہٖ وَقَدْ حَدَّثَنِیْ اَبِیْ عَنْ جَدِّیْ اَنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ حَدَّثَہٗ بِذٰلِکَ ـ

اور حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے پھر شیطان میرے پاس آیا اور اُس نے مجھے وسوسہ دلایا کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ رسول اللہ کی بولی ہوئی اور علی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے۔

تو امام باقر میری طرف متوجہ ہوئے اور قبل اس کے کہ میں کچھ کہوں فرمایا کہ شیطان کا دوست بنکر شک نہ کرو اللہ تو نے شک کیا بھلا مجھ کیسے نہ معلوم ہوگا کہ یہ کتاب رسول اللہ کی بولی ہوئی اور علی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی ہے تحقیق مجھسے میرے والد نے میرے دادا سے روایت کرکے بیان کیا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اُن سے یہ بات بیان کی تھی۔

ف اس روایت سے بہت نفیس فوائد نکل آرہے ہیں بعض فوائد کی طرف حاشیہ میں اشارہ کیا گیا ہے زیادہ تر قابل غور تین باتیں (۱) مذہب شیعہ کی تصنیف کا طریقہ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ راوی جس بات کو کسی امام کی طرف منسوب کرنا چاہتے تھے کہ امام نے تنہائی میں ہمسے یہ بات بیان کی ہے لوگون کے سامنے وہ بوجہ تقیہ کے اپنے مذہب کے خلاف باتیں بیان کرتے تھے (۲) جناب زرارہ صاحب کی حالت کا پتہ چلتا ہے کہ وہ کس منش کے بزرگ تھے ائمہ کے ساتھ کیسا اخلاص رکھتے تھے آج انھیں بزرگ کی روایات پر شیعون کے فن حدیث کا ڈیرا ہے ان کی سب سے بڑی معتبر کتاب کافی میں ایک ثلث کے قریب ان کی روایات ہیں (۳) کتاب علی کی حالت معلوم ہوئی کہ مسلمانون کے اجماعیات کے خلاف اور خاصکر ان مسائل میں جن میں کبھی کا اختلاف نہیں ہو سکتا مثل صلہ رحم وامر معروف وغیرہ کے اس کتاب میں تھیں امام نے بھی اسکی تصدیق کی الغرض اس سے اچھی طرح معلوم ہو گیا کہ بانیان مذہب شیعہ کا مقصود یہ تھا کہ ایک ایسے مذہب کی بنیاد ڈالیں جو ہر بات میں شروع سے آخر تک دین اسلام کے خلاف ہو۔

اب شب قدر کی کتاب

کا حال سُنئے - اصول کافی صفحہ ۱۴۷ میں ایک مستقل باب شب قدر کے بیان میں ہے اس باب میں نہایت لطیف اور نفیس روایات ہیں جن سے شیعون کے حسن عقیدت خاندان نبوت کے ساتھ کما حقہ ظاہر ہوتی ہے۔

اسی باب میں صفحہ ۱۵۱ پر امام باقر علیہ السلام سے ایک روایت منقول ہے اس میں یہ الفاظ ہیں۔

۱۰

بتحقیق شب قدر مین امام زمان پر تمام امور کی تفصیل سمن وار نازل ہوتی ہے امام کو اس شب مین حکم دیا جاتا ہے کہ تم خود فلان فلان کام کرو اور لوگون کے متعلق حکم دیا جاتا ہے کہ انسے فلان فلان کام کرو	اِنَّہٗ لَیَنْزِلُ فِی لَیْلَۃِ الْقَدْرِ اِلٰی وَلِیِّ الْاَمْرِ تَفْسِیْرُ الْاُمُوْرِ سَنَۃً سَنَۃً یُؤْمَرُ فِی اَمْرِ نَفْسِہٖ بِکَذَا وَکَذَا وَفِی اَمْرِ النَّاسِ بِکَذَا وَکَذَا۔

اور علامہ خلیل قزوینی صافی شرح کافی کتاب التوحید مطبوعہ نول کشور صـ۲۲۷ مین لکھتے ہین۔

ہر سال کے لئے کتاب علٰحدہ ہے مراد اس سے وہ کتاب ہے جسمین ان احکام حوادث کی تفصیل ہوتی ہے جنکی حاجت امام کو سال آیندہ تک ہوتی ہے اس کتاب کو لیکر فرشتے اور روح شب قدر مین	برای ہر سال کتابی علٰحدہ است۔ مراد کتابی ست کہ در ان تفسیر احکام حوادث کہ محتاج الیہ امام ست تا سال دیگر نازل شوند بآن کتاب ملائکہ و روح در شب قدر

سلہ چنانچہ الخبیث نفیس روایات مین صـ۱۵۰ پر ایک روایت حضرت حبر الامۃ امام المفسرین عبد اللہ بن عباس ابن عم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہے ایسی توہین و تذلیل ان کی ہے کہ نعوذ باللہ۔ پھر اسپر دعوی محبت اہل بیت کا ہے اس روایت کو ہم مناظرہ حصہ سوم مین نقل کر چکے ہین شیعون کے سلطان العلما مولوی سید محمد صاحب مجتہد نے اس روایت کا جواب دیکر ابن عم النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی آبروریزی کا داغ اپنے فرقہ کی پیشانی سے مٹانا چاہا ہے مگر جواب کیا ہے چند دروغ بافیون کا مجموعہ ہے جسکے بعونہ تعالیٰ اس جواب کی حقیقت بھی ظاہر کردی ہے یہ بحث مناظرہ حصہ سوم مین صفحہ۱۶ سے شروع ہو کر صفحہ ۲۲ پر ختم ہوئی ہے قابل دیکھنے کے بلکہ یاد رکھنے کے ہے۔

خلاصہ اس روایت کا یہ ہے کہ حضرت عبد اللہ بن عباس نص امامت کے منکر اور شیعون کے خانہ ساز مسئلہ امامت سے بےخبر تھے ان کو یہ معلوم نہ تھا کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بارہ شخص اور بھی مثل رسول کے معصوم اور واجب الاطاعۃ ہین۔ ایک مرتبہ حضرت علی سے اور ان سے بحث ہوئی ابن عباس کہتے تھے کہ شب قدر مین نزول احکام ہوتا ہے بڑی بحث ہوئی ابن عباس کسی طرح قائل نہ ہوتے آخر فرشتے نے آکر ابن عباس کو آنکھ مین پر مار کر اندھا کردیا اس سزائے غیبی پر بھی ابن عباس اپنے خیال سے باز نہ آئے اور امام باقر سے اسی مسالہ مین بحث کی۔ امام باقر رشتہ مین ان کے پوتے کے بیٹے ہین آخر امام باقر نے ان کو خوب ذلیل کیا سخیف العقل کہا اور کہا کہ تم خود بھی دوزخی اور دوسرون کو بھی دوزخی بناتے ہو۔

اس قصہ کو امام جعفر صادق نے اپنے اصحاب سے بیان کیا اور خوب تمسخر کے ساتھ بیان کیا اور فرمایا کہ میرے والد امام باقر کو عبد اللہ بن عباس کے اس واقعہ سے اسقدر ہنسی آئی تھی کہ ان کی آنکھون مین آنسو بھر گئے تھے۔ استغفر اللہ من ہذہ الخرافات ۱۲

برامام زمان - اللہ تعالی باطل میکند بآن کتاب
انچہ را کہ می خواہد از اعتقادات امام خلائق واثبات
میکند در وانچہ می خواہد از اعتقادات -

امام وقت پر نازل ہوتے ہین اللہ تعالی اس کتاب
مین امام کے جن عقائد کو چاہتا ہے باطل کر دیتا ہے
اور جن عقائد کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے -

ف - اس عبارت سے شب قدر کی پوری حقیقت ظاہر ہو گئی ہر سال امام پر ایک کتاب خدا کی طرف سے نازل ہوتی ہے اور اس کتاب احکام و عقائد کا بیان ہوتا ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ہر پچھلی کتاب اگلی کی ناسخ ہوتی ہے اب خیال کرو کہ کیا نفیس حیلہ شریعت محمدیہ کے مٹانے کا نکالا گیا ہے - جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کوئی عقیدہ سکھلایا کوئی حکم دیا اسکو یہ کہکر اڑا دینا کہ فلان امام کے وقت مین شب قدر کی کتاب نے اس حکم کو منسوخ کر دیا - کس قدر آسان ہو گیا - بلکہ ائمہ کے نام سے جو احکام تصنیف کیے گئے تھے ان مین سے بھی کوئی حکم نظر ثانی مین خلاف مصلحت معلوم ہوا اسکو بھی بدل دینا سہل ہو گیا کیونکہ ہر سال کی کتاب شب قدر کی علیحدہ ہے - ونعم ما قیل جزی اللہ قائل خیر الجزاء

ہر شب قدر مین نازل نئی ہوتی ہے کتاب
حق جو تھا سال گزشتہ مین وہ اب ناحق ہے
دین احمد کے مٹانے کی یہ سب تدبیرین ہین

جس مین احکام نئے ہوتے ہین اقوال نئے
اعتقادات بدل جاتے ہین ہر سال نئے
سادہ لوحون کے لئے بنتے ہین یہ جال نئے

اب نجوم یا جوتش کی کیفیت ملاحظہ ہو - فروع کافی جلد سوم کتاب الروضہ مطبوعہ لکھنؤ کے صـ ۵۳ مین روایت ہے -

عَنْ مُعَلَّی بْنِ خُنَیْسٍ قَالَ سَأَلْتُ
اَبَا عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ عَنِ
النُّجُوْمِ اَحَقٌّ هِیَ قَالَ نَعَمْ اِنَّ اللّٰهَ
عَزَّ وَجَلَّ بَعَثَ الْمُشْتَرِیَ اِلَی الْاَرْضِ
فِیْ صُوْرَةِ رَجُلٍ فَاَخَذَ رَجُلًا مِنَ
الْعَجَمِ فَعَلَّمَهُ النُّجُوْمَ حَتّٰی ظَنَّ اَنَّهُ
قَدْ بَلَغَ ثُمَّ قَالَ لَهُ اُنْظُرْ اَیْنَ الْمُشْتَرِیْ

معلی بن خنیس سے روایت ہے وہ کہتے ہین کہ مین نے امام
جعفر صادق علیہ السلام سے علم نجوم کے متعلق پوچھا
کہ کیا وہ حق ہے امام نے فرمایا ہان بتحقیق اللہ عزوجل
نے مشتری ستارے کو زمین پر بھیجا ایک آدمی کی شکل
مین شکل کرکے تو اس نے ایک عجمی شخص کو پکڑ کر اس کو
علم نجوم سکھلایا جب اسکو خیال ہوا کہ یہ شخص کامل ہو گیا
تو مشتری نے اس سے پوچھا کہ اپنے علم کی رو سے تو یہ

فَقَالَ هَا اَرَاهُ فِي الْفُلْكِ وَمَا اَدْرِي اَيْنَ هُوَ قَالَ فَنَحَّاهُ وَاَخَذَ بِيَدِ رَجُلٍ مِنَ الْهِنْدِ فَعَلَّمَهُ حَتّٰى ظَنَّ اَنَّهُ قَدْ بَلَغَ فَقَالَ اُنْظُرْ اِلَى الْمُشْتَرِي اَيْنَ هُوَ فَقَالَ اِنَّ حِسَابِي لَيَدُلُّ عَلٰى اَنَّكَ اَنْتَ الْمُشْتَرِي قَالَ فَشَهِقَ شَهْقَةً فَمَاتَ وَوَرِثَ عِلْمَهُ اَهْلُهُ فَالْعِلْمُ هُنَاكَ

بتلا کہ مشتری کہان اس عجمی نے کہا آسمان مین تو نہیں ہے مگر یہ مین نہین جانتا کہ کہان ہے امام فرماتے ہین یہ سنکر مشتری نے اس شخص کو علیحدہ کردیا اور ایک ہندی شخص کا ہاتھ پکڑ کر اس کو علم نجوم سکھلایا یہانتک کہ جب اس کو خیال ہوا کہ یہ شخص کامل ہوگیا ہے تو اس سے کہا کہ دیکھو تو مشتری اسوقت کہان ہے اس ہندی نے کہا کہ میرا حساب یہ بتلاتا ہے کہ مشتری تو ہے یہ مشتری چیخ مارکر مرگیا پھر علم نجوم اس ہندی کے قرابت دالونین آیا یہ علم ابتک ہین ہے

اس کے بعد ایک روایت اسی باب کی اور حسب ذیل ہے۔

عَنْ اَبِي عَبْدِ اللّٰهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَالَ سُئِلَ عَنِ النُّجُومِ وَقَالَ لَا يَعْلَمُهَا اِلَّا اَهْلُ بَيْتٍ مِنَ الْعَرَبِ وَاَهْلُ بَيْتٍ مِنَ الْهِنْدِ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ان سے علم نجوم کے متعلق پوچھا گیا تو اُنھون نے فرمایا اس علم کو کوئی نہین جانتا مگر ایک خاندان عرب کا جانتا ہے اور ایک خاندان ہندوستان کا۔

۱۳

ف - اس روایت مین امام جعفر صادق نے علم نجوم کا جاننے والا ایک خاندان عرب کا بتلایا غالبًا اس سے مراد خود اپنا خاندان لیا اور ہند کے خاندان سے تو ظاہر ہے کہ جوتشی پنڈتون کا خاندان مقصود ہے مگر پہلی روایت سے معلوم ہوا کہ مشتری نے علم نجوم مین صرف اہل ہند کو کامل کیا تھا اور امام نے فرمایا بھی کہ یہ علم وہی ہے اس سے قیاس ہوتا ہے کہ ائمہ نے علم نجوم جوتشی پنڈتون سے سیکھا ہو اور ہوسکتا ہے کہ جس طرح فرشتے اور علوم اور کتابین لیکر امامون کے پاس آتے تھے اسیطرح علم نجوم بھی خدا کی طرف سے لائے ہون۔ ائمہ کے بعض احکام مین بھی پتہ چلتا ہے کہ یہ علم نجوم سے لئے گئے چنانچہ روضۂ کافی صفحہ ۱۳۱ مین امام جعفر صادق سے روایت ہے کہ جو شخص ایسے وقت مین سفر کرے یا نکاح کرے ایسے وقت مین کہ چاند برج عقرب مین ہو اسکو بھلائی نصیب نہ ہوگی یا مثلًا حیات القلوب جلد اول صفحہ ۶۹ مین ہے کہ حضرت علی مرتضیٰ نے فرمایا کہ مہینہ کا آخری چہارشنبہ منحوس ہوتا ہے۔

اب وحی حقانی کا بیان بھی روایات شیعہ مین دیکھو۔ اصول کافی صفحہ ۱۰۲ مین جناب زرارہ صاحب سے روایت ہے۔

قَالَ سَاَلْتُ اَبَا جَعْفَرٍ عَنْ قَوْلِ اللّٰهِ

زرارہ کہتے ہین مینے امام باقر سے اللہ عزوجل کے قول وکان

عَزَّ وَجَلَّ وَكَانَ رَسُولًا نَبِيًّا مَا الرَّسُولُ وَمَا النَّبِيُّ قَالَ النَّبِيُّ الَّذِي يَرَى فِي مَنَامِهِ وَيَسْمَعُ الصَّوْتَ وَلَا يُعَايِنُ الْمَلَكَ وَالرَّسُولُ الَّذِي يَسْمَعُ الصَّوْتَ وَيَرَى فِي الْمَنَامِ وَيُعَايِنُ الْمَلَكَ ثُمَّ تَلَا هٰذِهِ الْآيَةَ وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ وَّلَا نَبِيٍّ وَّلَا مُحَدَّثٍ۔

رسولا نبیا کی متعلق پوچھا کہ رسول کی کیا تعریف ہے اور نبی کی کیا تعریف ہے امام باقر نے فرمایا کہ نبی وہ ہے جو خواب مین (احکام الٰہی کو) دیکھے اور فرشتہ کی آواز سنے مگر فرشتہ کو نہ دیکھے اور رسول وہ ہے جو آواز بھی سنے اور خواب مین بھی دیکھے اور فرشتہ کو بھی دیکھے پھر امام با قرنے اس آیت کی تلاوت کی وَمَا اَرْسَلْنَا نہین بھیجا ہم نے آپ سے پہلے کوئی رسول اور نہ کوئی نبی اور نہ محدث۔

ف - اس روایت سے معلوم ہوا کہ پیغمبر کی طرح امام پر بھی وحی نازل ہوتی ہے فرق یہ ہے کہ امام فرشتہ کی شکل نہین دیکھتا رسول دیکھتا ہے نبی بھی اس بارہ مین امام کے مثل ہے مگر شیعون کے نزدیک امام کا رتبہ نبی و رسول سے زیادہ ہے اس روایت مین جس آیت کی تلاوت امام جعفر صادق سے منقول ہے وہ آیت مسلمانون کے قرآن مین نہین ہے امام جعفر صادق کے قرآن مین ہوگی جواب بقول شیعہ بغداد کے کسی غار مین امام غائب کے پاس ہے - اصول کافی کے اسی باب کے صـ۱۰۳ پر - بُرید نے امام باقر و امام جعفر دونون سے اس آیت کو سننا بیان کیا اور یہ اعتراض کیا کہ حضرت یہ آیت ہمارے قرآن مین نہین ہے مگر دونون امامون نے اس کا جواب خاموشی کے ساتھ حوالہ فرمایا اسی روایت مین یہ بھی ہے - کہ مین نے امام سے پوچھا کہ جب فرشتے کی شکل نہ دیکھی گئی صرف آواز سنی گئی تو یہ کیسے معلوم ہوا کہ یہ آواز حقانی ہے اور فرشتے کی ہے امام نے جواب دیا کہ خدا کی طرف سے امتیاز اور معرفت کی توفیق ملتی ہے -

مذہب شیعہ مین جس قدر ماخذ دین کے ہین انمین سے چند کا بیان ہو چکا اب اس کے بعد ایک روایت اصول کافی صـ۲۰۵ کی اور قابل ملاحظہ کے ہے -

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ كُنْتُ عِنْدَ أَبِي جَعْفَرٍ الثَّانِي عَلَيْهِ السَّلَامُ فَأَجْرَيْتُ اخْتِلَافَ الشِّيعَةِ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ إِنَّ اللّٰهَ تَبَارَكَ وَتَعَالَى لَمْ يَزَلْ مُتَفَرِّدًا

محمد بن سنان سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین امام ابی جعفر علیہ السلام کے پاس بیٹھا ہوا تھا پھر مین نے شیعون کے اختلاف کا ذکر کیا تو امام نے فرمایا کہ اے محمد بن سنان بہ تحقیق اللہ تبارک وتعالی ہمیشہ اپنی وحدانیت

۱۲۷

بِوَحْدَانِيَّتِهِ ثُمَّ خَلَقَ مُحَمَّدًا وَّعَلِيًّا وَّفَاطِمَةَ فَمَكَثُوْا اَلْفَ دَهْرٍ ثُمَّ خَلَقَ جَمِيْعَ الْاَشْيَاءِ فَاَشْهَدَهُمْ خَلْقَهَا وَاَجْرٰى طَاعَتَهُمْ عَلَيْهَا وَفَوَّضَ اُمُوْرَهَا فَهُمْ يُحِلُّوْنَ مَا يَشَاءُوْنَ وَيُحَرِّمُوْنَ مَا يَشَاءُوْنَ ۔

کے ساتھ یکتا رہا پھر اس نے محمد اور علی اور فاطمہ کو پیدا کیا پھر یہ لوگ ہزاروں برس رہے پھر اللہ نے تمام اشیا کو پیدا کیا اور ان ائمہ کو اشیا کی خلقت دکھلائی اور انکی اطاعت سب اشیا پر فرض کی اور سب اشیا کے معاملات ان کے سپرد کر دیے لہذا وہ جس چیز کو چاہتے ہین حلال کرتے ہین اور جس چیز کو چاہتے ہین حرام کرتے ہین ۔

ف - محمد بن سنان نے امام محمد تقی علیہ السلام سے شیعون کے باہم مختلف ہونے کا سبب پوچھا اور واقعی پوچھنے کی بات بھی تھی سب امام معصوم کے مقتدی اماموں سے خطا و سہو و نسیان کا صدور محال پھر مقتدیون مین اختلاف اور ایسا شدید اختلاف کہ بقول مولوی دلدار علی مجتہد اعظم شیعہ کے ابو حنیفہ و شافعی و مالک و احمد کے مقلدین کے اختلاف سے بدرجہا زائد ۔

امام نے اس بے نظیر اختلاف کا سبب یہ بتلایا کہ چونکہ ائمہ کو حلال و حرام کا اختیار خدا نے دیا اس وجہ سے ان کے شیعون مین اختلاف ہے یعنی ایک امام نے اپنے اختیار سے کسی چیز کو حلال کیا دوسرے امام نے اس کو اپنے اختیار سے حرام کر دیا لہذا شیعون مین اختلاف پڑ گیا اس روایت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ رسول خدا صلی اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حلال و حرام کے بدلنے کا بھی اختیار ائمہ کو ہے ۔

اب بتاؤ اس سے زیادہ صاف و صریح پتہ مذہب شیعہ کے مصنفون کی نیت کا اور کیا چاہیئے ۔ معلوم ہو گیا کہ ان لوگون کی اصلی کوشش یہ تھی کہ ایسی تدبیرین نکالین کہ مسلمان بنکر کلمہ اسلام کے پردہ مین رہکر دین اسلام کی صورت مسخ کر دین ۔ مگر اللہ اپنے دین کا محافظ ہے سب تدبیرین رائگان ہو گئین اور دین الٰہی اپنے اسی جاہ و جلال پر قائم رہا اور رہے گا ۔

اس رسالہ مین مجھے یہ بتانا مقصود تھا کہ قرآن کریم کا ظل رحمت چھوڑ کر مذہب شیعہ کے موجدون نے اپنے لئے کون کون آشیانے تجویز کئے ہین تو بحمد اللہ مین اسکو بتا چکا ۔

اب رہی یہ تحقیق کہ مذہب شیعہ کی کون کون سی باتین **صحیفہ** سے لی گئی ہین کون کون سی باتین **جفر** یا **جامعہ** سے اخذ کی گئی ہین کن مسائل کا ماخذ **مصحف فاطمہ** ہے کن مسائل کا معدن کتاب علی ہے ۔ کون کون مسائل کس امام کے کس سال کی **شب قدر والی کتاب** سے ثابت کئے گئے ہین کون **نجوم** یا **جوتش** سے

ماخوذ ہین - کن کا ثبوت وحی حقانی سے ہے - حلال و حرام کی کون کون چیزین کس امام کے اختیار خداداد کا نتیجہ ہین - نہ ان باتون کی تحقیق کی ہمین ضرورت نہ اس تحقیق مین ہمین کامیابی کی امید ہے اس لئے کہ آج ہم کتب شیعہ کو ان تصریحات سے خاموش پاتے ہین معدودے چند مسائل ہین ان مین البتہ ماخذ کا پتہ ملتا ہے اور بس -

ہمین تو یہ معلوم ہو جانا کافی ہے کہ مذہب شیعہ کے مخصوص مسائل کا ماخذ قرآن کریم اور مشکوۃ نبوت نہین ہے وہ بفضلہ تعالی بخوبی معلوم ہو چکا -

شیعون کے نزدیک ان ماخذون کی عزت قرآن کریم سے زیادہ ہو اور ہے قرآنی حکومت کا طوق گردن سے نکل جانے پر وہ چاہے کتنے ہی خوش ہون ہمین اُن سے کچھ مطلب نہین نہ ہمکو اُن پر کوئی حق اعتراض کرنے کا - پسند اپنی اپنی نظر اپنی اپنی - ان کو صحیفہ جفر جامعہ وغیرہ وغیرہ مبارک رہین اور ہمین قرآن کریم کا رحیق مختوم گوارا رہے -

تو و طوبی و ما قامت دوست
فکر ہر کس بقدر ہمت اوست

تمت

خسر الدنیا والاخرة ذلک هو الخسران المبین ط

الحمد للہ تعالےٰ کہ

مذہب شیعہ کے دو سو منتخب مسائل کے سلسلہ کا پہلا رسالہ ہدایت مقالہ موسوم بہ

الاول من المأتین

علی

المنحرف عن الثقلین

نمبر سوم ملقب بہ

نهایة الخسران لمن ترک القرآن

جس مین کتب معتبرۂ شیعہ اور ان کے اصول مسلّمہ سے یہ دکھلایا گیا ہے کہ ترک قرآن کے بعد شیعون کی مصیبت دوبالا ہوگئی اب ان کے ہاتھ مین کچھ نہین ہے اور وہ اپنے کو کسی دین و ملت مین نہین کہہ سکتے

باہتمام

کارپردازان صحیفۂ النجم

مسلم مطابع لکھنؤ مین چھپکر النجم کے ساتھ شایع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ الذی انزل الکتٰب المبین ورفع بہ اقواما ووضع بہ اٰخرین والصلوٰۃ والسلام علیٰ رسولہ النبی الامین وعلیٰ اٰلہٖ واصحابہٖ اجمعین

امابعد یہ تیسرا نمبر اُن دوسو مسائل منتخبہ کے پہلے رسالہ کا ہے - سابقہ نمبرون مین جب یہ بات بیان کی جاچکی کہ مذہب شیعہ مین اور قرآن کریم مین ایسی مباینت ہے کہ دونون ایک جگہ جمع نہین ہوسکتے کسی شیعہ کا ایمان قرآن شریف پر نہین ہے اور نہ ہوسکتا ہے اور یہ بھی بتایا جاچکا کہ بانیان مذہب شیعہ نے قران شریف کے چھوڑنے کے بعد اپنے پیروؤن کے لئے کیسے کیسے نفیس ولطیف ماخذ دین کے تصنیف فرمائے ہین -

لہٰذا اب اس نمبر مین قرآن پر ایمان نہونے کی خرابیان عرض کی جاتی ہین -

واضح ہو کہ قرآن مجید پر شیعون کا ایمان اس حیثیت مین بھی نہین ہوسکتا جس حیثیت مین کہ مسلمانون کا ایمان توریت وانجیل پر ہے - مسلمان توریت وانجیل کی بابت صرف اسقدر ایمان رکھتے ہین کہ اس نام کی کتابین خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھین توریت وانجیل کے مروجہ نسخون پر مسلمانون کا ایمان نہین ہے نہ ہونا چاہیئے - شیعون کا ایمان قرآن کریم کے متعلق یہ بھی نہین ہوسکتا کہ قرآن نام کی کوئی کتاب خدا کی طرف سے اُتری تھی - قطع نظر اس سے کہ وہ یہ ہے یا وہ - چنانچہ اس کا بیان نمبر اول مین ہوچکا اور مزید بیان آیندہ رسالون مین انشاء اللہ تعالےٰ آئے گا -

اس وقت ہم جو خرابیان لکھتے ہین وہ مذکورۂ بالا بے ایمانی کی نہین بلکہ قرآن کریم کے موجودہ نسخون پر ایمان نہ ہونے کی ہین -

۲

لہ مطلق قرآن پر ایمان نہ ہونے کی خرابیان موجودہ قرآن پر ایمان نہ ہونے کی خرابیون سے بدرجہا زائد ہین کما لایخفی ۱۲

قرآن موجود پر ایمان نہ ہونے کی پہلی خرابی

مسلم و غیر مسلم سب جانتے ہین کہ اسلام کا ماخذ دو چیزین ہین اول قرآن دوسرے روایات روایات کی بابت سنی شیعہ دونون متفق ہین کہ قطعی نہین بلکہ ظنی نہین حتیٰ کہ حدیث کی سب سے زیادہ معتبر کتاب اہل سنت کے یہان صحیح بخاری ہے مگر کسی عالم اہلسنت نے آج تک کسی شیعہ کو اس بنا پر کافر نہین کہا کہ شیعہ صحیح بخاری کی روایات کو نہین مانتے اور شیعون کے یہان حدیث کی سب سے زیادہ معتبر کتاب کافی ہے مگر کسی شیعہ عالم نے آج تک کسی سنی کو اس بنا پر کافر نہین کہا کہ سنی کافی کی روایات کو نہین مانتے ۔

اب اگر قرآن شریف کو بھی نہ صرف ظنی بلکہ مشکوک بلکہ قطعاً غیر معتبر مانا جائے جیسا کہ بانیان مذہب شیعہ کی تعلیم ہے تو شیعہ خود ہی بتائین کہ کس بنیاد پر وہ اپنے آپ کو مسلمان کہہ سکتے ہین کس چیز نے اُن کے دلون مین اس بات کا یقین پیدا کیا کہ اُن کا مذہب وہی مذہب ہے جسکی تعلیم شارع اسلام نے دی تھی ان کا طریقہ وہی طریقہ ہے جسکی ترویج نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمائی تھی ۔

یقیناً اگر شیعہ اس بات پر غور کرین تو خود ان کا ضمیر۔ ان کے مسلمان ہونے کی شہادت نہ دیگا۔ چہ جائیکہ مسلمان ان کو مسلمان سمجھین ۔

بلا شبہہ علمائے اہل سنت کو مذہب شیعہ کی اصلی حقیقت معلوم نہ تھی اور کیسے معلوم ہوتی جبکہ وہ اپنے مذہب کے چھپانے کی ہمیشہ کوشش کر رہے تھے حتیٰ کہ قرآن شریف کے متعلق بھی ان کا عقیدہ معلوم نہ تھا ورنہ شیعون کے خارج از اسلام ہونے مین اختلاف نہ ہوتا ۔

چون ترک قرآن کردۂ آخر مسلمانی کجا   خود شمع ایمان کشتۂ پس نور ایمانی کجا

قرآن موجود پر ایمان نہ ہونے کی دوسری خرابی

شیعون کی بڑی معتبر کتابون مین یہ حدیث بہت سندون کے ساتھ منقول ہے یہان تک کہ اُن کے محدثین اسکو مستفیض کہتے ہین جو صحیح کی اعلیٰ ترین قسم ہے اس وقت ہم اس حدیث کو شیعون کے مجتہد اعظم ان کے آیۃ اللہ فی العالمین یعنی جناب مولوی دلدار علی کی کتاب اساس الاصول سے نقل کرتے ہین وہ لکھتے ہین ۔

وَمِنْهَا الرِّوَايَةُ الْمُسْتَفِيضَةُ بَلْ مُتَوَاتِرَةُ
الْمَعْنَى فَإِنَّهَا بِتَفَاوُتٍ يَسِيرٍ مَأْثُورَةٌ
فِي أَكْثَرِ كُتُبِ الْأُصُولِ فَفِي الْكِتَابِ الْكَافِي
بِإِسْنَادٍ مَوْثُوقٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللهِ عَلَيْهِ السَّلَامُ
قَالَ قَالَ رَسُولُ اللهِ إِنَّ عَلَى كُلِّ حَقٍّ
حَقِيقَةً وَعَلَى كُلِّ صَوَابٍ نُوراً فَمَا وَافَقَ
كِتَابَ اللهِ فَخُذُوهُ وَمَا خَالَفَ كِتَابَ اللهِ
فَدَعُوهُ وَهٰكَذَا فِي الْأَمَالِي وَأَيْضاً
فِي الْكَافِي وَالْمَحَاسِنِ عَنْ أَيُّوبَ بْنِ
الْحُرْثِ قَالَ سَمِعْتُ أَبَا عَبْدِ اللهِ
يَقُولُ كُلُّ شَيْءٍ مَرْدُودٌ إِلَى الْكِتَابِ
وَالسُّنَّةِ وَكُلُّ حَدِيثٍ لَا يُوَافِقُ كِتَابَ
اللهِ فَهُوَ زُخْرُفٌ وَأَيْضاً فِيهِمَا
عَنِ ابْنِ أَبِي يَعْفُورٍ قَالَ سَأَلْتُ
أَبَا عَبْدِ اللهِ عَنِ اخْتِلَافِ الْحَدِيثِ
يَرْوِيهِ مَنْ نَثِقُ بِهِ وَمِنْهُمْ
مَنْ لَا نَثِقُ بِهِ فَقَالَ إِذَا وَرَدَ
عَلَيْكُمْ حَدِيثٌ فَوَجَدْتُمْ لَهُ شَاهِداً
مِنْ كِتَابِ اللهِ عَزَّ وَجَلَّ أَوْ مِنْ قَوْلِ
رَسُولِ اللهِ وَإِلَّا فَالَّذِي جَاءَكُمْ بِهِ
أَوْلَى بِهِ وَهٰكَذَا وَرَدَتْ بِأَسَانِيدَ
أُخَرَ مِمَّا يَطُولُ ذِكْرُهُ ـ

ازانجملہ ایک روایت ہے جو مستفیض بلکہ متواتر المعنی ہے
وہ روایت باختلاف قلیل اکثر کتب احادیث مین
مروی ہے چنانچہ کتاب کافی مین بسند معتبر
امام جعفر صادق علیہ السّلام سے روایت ہے کہ
رسول خدا نے فرمایا کہ بتحقیق ہر سچائی کی ایک حقیقت
اور ہر سچی بات پر ایک نور ہوتا ہے پس جو حدیث کتاب اللہ
کے موافق ہو اسکو لے لو اور جو کتاب اللہ کے خلاف ہو
اس کو چھوڑ دو۔ ایسا ہی کتاب امالی مین بھی ہے اور نیز
کافی اور محاسن مین ایوب بن حارث سے روایت ہے
وہ کہتے ہین مین نے امام جعفر صادق کو فرماتے ہوئے سُنا
کہ ہر چیز کتاب وسنت سے ملاکر دیکھی جائے اور جو
حدیث کتاب اللہ کے موافق نہ ہو وہ جعلی ہے۔
نیز امالی اور محاسن مین ابن ابی یعفور سے روایت
ہے وہ کہتے ہین مین نے امام جعفر صادق علیہ السلام
احادیث شیعہ کے اختلاف کی بابت دریافت کیا
کہ بعض احادیث کے راوی معتبر لوگ ہوتے ہین
اور بعض کے غیر معتبر ہوتے ہین امام نے فرمایا جب
تمھارے سامنے کوئی حدیث آئے اور تمکو کتاب اللہ
سے اسکی تائید مل جائے یا قول رسول اللہ سے تو
بہتر ورنہ جس شخص نے وہ حدیث تم سے بیان کی ہے وہ
حدیث اسی کے لئے سزاوار ہے اسیطرح دوسری سند سے
بھی منقول ہے تمام سندون کے ذکر مین طول ہوگا۔

خلاصہ اس عبارت کا یہ ہے کہ ائمہ کی یہ تعلیم تواتر معنوی کی حد کو پہونچ گئی ہے کہ حدیث رسول یا قول

امام قرآن شریف کے موافق ہو وہ قبول کیا جائے اور جو قرآن کے خلاف ہو وہ راوی کے منھ پر مار دیا جائے کالای بد بریش مالک۔

اب حضرات شیعہ خود غور کرین کہ جب قرآن شریف ان کی مذہبی اصول اور انکی زائد از دو ہزار اور متواتر روایات کی بنا پر مشکوک بلکہ یقینی طور پر غیر معتبر قرار پایا تو آئمہ کے اقوال اور احادیث رسول کس چیز سے ملا کر دیکھی جائین کس کے موافقت یا مخالفت سے ان احادیث کے مقبول یا مردود ہونے کا فیصلہ کیا جائے۔

قرآن شریف تو ہاتھ سے جا چکا تھا ایک دفتر بے مغز روایات کا شیعون کے ہاتھ مین تھا جس مین احادیث رسول تو شاذ نادر تھین البتہ آئمہ کے اقوال تھے مگر قرآن شریف کی موافقت یا مخالفت معلوم نہ ہو سکنے کے باعث وہ دفتر بھی بیکار ہو گیا۔ اب شیعون کے پاس سوا چند خیالات پریشان کے کچھ باقی نہ رہا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

قرآن موجود پر ایمان نہ ہونے کی تیسری خرابی

مذہب شیعہ مین جو چیزین متواتر مانی گئی ہین اُن مین ایک حدیث ثقلین ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ قرآن اور اہل بیت دونون سے تمسک کرنے کا حکم رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہ ہون گے۔ مولوی دلدار علی صاحب اساس الاصول مین فرماتے ہین۔

اَلرَّابِعُ مِنْهَا مَا صَحَّ عَنِ النَّبِيِّ بِرِوَايَةِ الْعَامِّ وَالْخَاصِّ اَنَّهُ قَالَ اِنِّيْ تَارِكٌ فِيْكُمْ مَا اِنْ تَمَسَّكْتُمْ بِهٖ لَنْ تَضِلُّوْا كِتَابُ اللّٰهِ وَعِتْرَتِيْ اَهْلُ بَيْتِيْ فَاِنَّهُمَا لَنْ يَفْتَرِقَا حَتّٰى يَرِدَا عَلَيَّ الْحَوْضَ الْكَوْثَرَ۔

چوتھی بات یہ ہے کہ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) سنی شیعہ دونون کی روایت سے پایۂ صحت کو پہونچ چکا ہے کہ آپ نے فرمایا مین تم مین وہ چیز چھوڑے جاتا ہون کہ اگر تم اس سے تمسک کروگے تو ہرگز گمراہ نہ ہوگے کتاب اللہ اور اپنی عترت یعنی اہل بیت یہ دونون ایک دوسرے سے جدا نہ ہونگے یہانتک کہ حوض کوثر پر میرے پاس پہونچ جائین

پس اب قابل غور یہ بات ہے کہ جس مذہب نے قرآن کے مشکوک و غیر معتبر ہونے کی تعلیم دی ہو جس نے دو ہزار سے زیادہ روایتین احادیث معصومین کے نام سے فراہم کر کے قرآن کی بے اعتباری کو ناقابل انکار بنا دیا ہو اس مذہب کے ماننے والون کے ہاتھ مین قرآن کا نہ رہنا تو ظاہر ہے لیکن اگر اہل بیت کا دامن اسکے ہاتھ مین مانا جائے تو اس حدیث ثقلین کی تکذیب ہوتی ہے یا نہین۔

5

یقیناً تکذیب ہوتی ہے کیونکہ اس صورت مین قرآن اور اہل بیت مین جدائی لازم آتی ہے پس لامحالہ ان دو باتون مین سے ایک بات ماننی پڑے گی یعنی یہ کہ جس طرح قرآن دنیا سے اسوقت معدوم ہے اسیطرح اہل بیت بھی مفقود اور اہل بیت کے نام سے جو حدیثین شیعون کے پاس سب بے اصل و بے بنیاد یا یہ کہ جس طرح سنیون کے پاس قرآن ہے اسی طرح دامن اہل بیت بھی ان کے ہاتھ مین ہے -

ف - شیعون نے حدیث ثقلین کے بگاڑنے مین اور اس کا غلط مطلب مشہور کرنے مین انتہائی کوشش سے کام لیا ہے اور بڑے دہوکے دیے ہین **اوّل** تو وہ کہتے ہین کہ ثقلین یہ دو چیزین قرآن اور اہل بیت **دوم** وہ کہتے ہین اہل بیت سے مراد دوازدہ امام **سوم** وہ کہتے ہین کہ اہل بیت سے تمسک کا مطلب یہ ہے کہ ان کے احکام پر عمل کیا جائے یعنی جو اقوال ان کے نام سے کتب شیعہ مین مروی ہین ان پر بنیاد مذہب رکھی جائے - اس وقت ہم کو ان فریبون کی تحقیقات منظور نہین ہے انشاء اللہ تعالیٰ الخیین دو سو مسائل کے سلسلہ مین ایک رسالہ خاص حدیث ثقلین کی شرح پر ہوگا اس مین اس نفیس تحقیق کو بیان کر کے اصل حقیقت کا اظہار کیا جاے گا - مولوی دلدار علی صاحب کا یہ فرمانا کہ یہ حدیث سنیون کے یہان بھی ہے محض اپنے خیالات اور اپنے اسلاف کی مغالطات کی بنا پر ہے -

قرآن موجود پر ایمان نہ ہونے کی چوتھی خرابی

بظاہر تو شیعون نے قرآن کے غیر معتبر بنانے کا یہ فائدہ ظاہر کیا ہے کہ صحابہ کرام پر ایک بڑا سنگین جرم قائم ہوتا ہے کہ انھون نے قرآن مین تحریف کر دی چنانچہ ان کے امام المناظرین مولوی حامد حسین صاحب استقصاء الافحام جلد اول صـ ۲۴ مین فرماتے ہین"

اگر اہل حق از حافظان اسرار الٰہی و حاملان آثار جناب رسالت پناہی کہ ہداۃ اسلام وائمہ انام اند روایت کنند احادیثے کہ دال ست برانکہ در قرآن شریف مبطلین و اہل ضلال تحریف نمودند و تصحیفش بعمل آوردند و اصل قرآن کما انزل نزد حافظان شریعت موجود ست کہ درین صورت اصلاً بر جناب رسالتمآب صلی اللہ

اگر اہل حق یعنی شیعہ ائمہ معصومین سے جو اسرار الٰہی کے نگہبان اور آثار جناب رسالت پناہی کے حامل ہین اور اسلام کے ہادی اور مخلوق کے پیشوا ہین ایسی حدیثین روایت کرتے ہین جو دلالت کرتی ہین اس بات پر کہ قرآن شریف مین بدکار اور گمراہ لوگون نے تحریف کی اور اسکو بدل دیا اور اصل قرآن جیسا کہ نازل ہوا تھا ائمہ معصومین

علیہ وآلہ نقصے وطعنے عائد نمی شود فریاد و فغاں آغاز کنند وکلمات ناشائستہ دور از کار کہ بادنیٰ عاقلے نمی زیبد بر زبان آرند۔

کے پاس موجود ہے اس صورت مین جناب رسالت مآب صلے اللہ علیہ آلہ پر کوئی اعتراض و الزام نہین آتا مگر سنی فریاد اور شور شروع کردیتے ہین اور ناشائستہ باتین جو کسی عقلمند کے لئے زیبا نہین زبان پر لاتے ہین۔

ایسا ہی اور علماے شیعہ نے بھی لکھا ہے۔

لیکن درحقیقت نہ صرف جناب رسالت مآب پر بلکہ قرآن کے محرف ہو جانے سے بڑا اور سنگین اعتراض حق تعالیٰ پر ہوتا ہے جس کا دفعیہ شیعون کے اولین وآخرین سب ملکر بھی نہین کر سکتے نہ اُن کو اسکی ضرورت ہے کیونکہ اُن کے دیکھنے والے خوب جانتے ہین کہ ان کا مقصد اصلی یہی ہے۔

وہ اعتراض یہ ہے کہ تمام شیعہ بلا اختلاف خدا پر لطف اور اصلح کو واجب کہتے ہین یعنی جو کام بندون کے حق مین لطف ہو اور جو اُن کے لئے زیادہ بہتر ہو خدا پر لازم ہے کہ اس کام کو کرے۔

بس اب یہ بتلائین کہ خدا نے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت کو ختم کرکے قیامت تک کے لئے سلسلہ رسولان کے بھیجنے کا بند کردیا اور آخری شریعت اور آخری کتاب کی حفاظت بھی نہ کی اسمین کیا لطف و اصلح ہے اور آیا خدا تارک واجب ہوا یا نہین۔ اور کیا ترک واجب کوئی معمولی قباحت ہے۔

اگر کہا جائے کہ قرآن مین تحریف تو بندون نے کی اور خدا نے بندون کو اختیار دیا ہے کہ چاہین نیک کام کرکے مستحق ثواب بنین اور چاہین بُرا کام کرکے مستوجب عذاب ہو جائین لہذا اس مین خدا پر کیا الزام ہے تو جواب اسکا یہ ہے کہ تحریف قرآن کے ارتکاب کا الزام ہم خدا پر عائد کرنا نہین چاہتے بلکہ اصل اعتراض یہ ہے کہ خدا کو معلوم تھا کہ قرآن مین تحریف کرکے شریعت محمدیہ دنیا سے معدوم کردی جائیگی لہذا اس نے نبیون کے بھیجنے کا سلسلہ کیون موقوف کیا۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو آخری شریعت کیون قرار دیا۔ اور اگر نبوت کا سلسلہ ختم کردینا کچھ ایسا ہی ضروری تھا تو بقول شیعہ بارہ امام جو ہر بات مین نبیون کے ہم رتبہ ہین انھین کو دنیا مین باقی رکھتا۔ بارھوین امام کی عمر تو خدا نے عادت طبعی کے خلاف کہ اب تک وہ زندہ ہین مگر ایک غار مین چھپ جانے کی وجہ سے ان کا وجود و عدم برابر ہوگیا نہ کوئی ان کے پاس جا سکتا ہے نہ وہ کسی سے ملتے ہین نہ اُن کے احکام کسی کو حاصل ہو سکتے ہین نہ اصلی قرآن اُن سے مل سکتا ہے۔ لہذا خدا پر لازم تھا کہ بارھوین امام کے دل سے خوف دور کرتا اور اگر بغیر مددگارون کی بڑی جماعت کے ان کا خوف دور نہ ہو سکتا تھا تو اُن کے لئے مددگار پیدا کرتا مگر خدا نے یہ کچھ بھی نہ کیا۔ نبوت بھی ختم کردی اور امامت کا سلسلہ جو سلسلہ نبوت سے افضل تھا اُس کی

یہ حالت ہوئی کہ صدیون سے کوئی امام نہین -

ہان اسکے جواب مین شیعہ ایک لاجواب بات کہہ سکتے ہین کہ خدا کو معلوم نہ تھا کہ نبی کے بعد قرآن محرف کردیا جائے گا اور یہ بھی معلوم نہ تھا کہ سلسلہ امامت اس طرح خراب ہوجائیگا بارھوین امام کی غیبت کو اس قدر طول ہوجائیگا لہذا خدا پر کوئی الزام نہین آسکتا رہا یہ کہ خدا کو آیندہ واقعات کا علم نہ ہونا اس کو پہلے ہی شیعہ حضرات بڑے اہتمام کے ساتھ تسلیم کرچکے ہین اسکے واقعات بھی تصنیف فرما چکے ہین اسی کا نام عقیدۂ بدا ہے

قرآن موجود پر ایمان نہونے کی پانچوین خرابی

اگر قرآن موجود کی وہی حالت ہے جو مذہب شیعہ نے بتلائی ہے تو اس کا الزام صحابہ کرام پر جس قدر ہو اس سے بدرجہا زائد حضرت علی مرتضی پر عائد ہوتا ہے -

پہلا الزام اُن پر یہ ہے کہ انھون نے قرآن مین تحریف کیون ہونے دی تحریف کرنے والون کو بزور شمشیر کیون نہ روکا۔ حضرت علی کے سامنے قرآن مین کمی بیشی کی گئی بہت سی آیتین بلکہ سورتین غائب کردی گئین خلاف فصاحت و بلاغت اور قابل نفرت عبارتین بنا کر قرآن مین بڑہائی گئین اور ایسے مضامین قرآن مین الحاق کئے گئے جن سے مذاہب باطلہ کی تائید ہوتی ہے جن سے کفر کے ستون قائم ہوتے ہین - رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے ترتیب بھی اسکی الٹ پلٹ کی گئی یہ سب کچھ ہوا مگر حضرت علی کچھ نہ بولے - جس شخص مین ذرہ برابر بھی ایمان ہو وہ قرآن کو اس طرح برباد ہوتے ہوئے دیکھکر ہرگز صبر نہین کرسکتا -

دوسرا الزام یہ ہے کہ جب خود حضرت علی کی خلافت کا زمانہ آیا تو اپنے زمانہ کی خلافت مین انھون نے اصلی قرآن کی اشاعت اور محرف قرآن کے معدوم کرنے مین کوشش کیون نہ کی اگر اس وقت بھی جناب ممدوح کوشش کرتے تو کامیابی ممکن تھی ابھی قرآن کی اشاعت کو زیادہ زمانہ نہین گزرا تھا کم از کم اس کا نتیجہ تو ضرور نکلتا کہ اصلی قرآن کا وجود بھی روے زمین پر قائم ہوجاتا کچھ لوگون کے پاس محرف قرآن ہوتا تو کچھ لوگون کے پاس اصلی قرآن بھی ہوتا اور اس اصلی قرآن کا ثبوت کم از کم حضرت علی مرتضی سے بتواتر ہوتا - مگر افسوس کہ حضرت علی نے یہ بھی نہ کیا قرآن شریف کے متعلق جس قدر بے پروائی اور غفلت کا ظہور ان سے ہوا ایک ادنیٰ مومن سے بھی نہین ہوسکتا -

۸

اب سنو کہ شیعہ صاحبان ان دونون الزامون کا کیا جواب دیتے ہین یا دیسکتے ہین انھون نے متعدد جوابات ان اعتراضات کے یکے بعد دیگرے تصنیف کئے ہین جو قطع نظر اس کے کہ آپس مین متناقض ہین یعنی ایک جواب دوسرے جواب کو کاٹتا ہے عذر گناہ بدتراز گناہ سے زیادہ کسی لقب کے مستحق نہین ہین۔

پہلا الزامی جواب

یہ تجویز کیا گیا ہے کہ جناب امیر علیہ السّلام تینون خلیفہ کے زمانہ مین معذور و مغلوب تھے انہین یہ طاقت کہان تھی کہ وہ ان کو تحریف قرآن سے روکتے اور اگر وہ نہ مانتے تو اُن سے جنگ کرتے اگر ایسی ہی طاقت ہوتی تو خلافت کیون چھنتی گردن مین رسی ڈالکر بیعت کے لئے کیون بلائے جاتے اور حضرت ابوبکر کے ہاتھ پر بیعت کیون کرتے فدک کیون غصب ہوتا جناب سیدہ کو لاتون سے مارکر ان کا حمل کیون گرایا جاتا غصب ام کلثوم جیسا شرمناک اور آبروریز واقعہ کیون پیش آتا وغیرہ وغیرہ۔

جواب الجواب یہ ہے کہ جہان یہ باتین شیعون کی روایتون مین وارد ہوئی ہین وہان اس کے خلاف مضامین بھی ان کی روایتون مین ہین اور چونکہ وہ روایتین حضرت علی کی مشہور اور مسلمہ فریقین شجاعت کے مناسب ہین اس لئے اُنکی مغلوبیت اور بزدلی کی روایتون پر عقلاً مستحق ترجیح ہین۔

کتب معتبرۂ شیعہ مین بکثرت وہ روایتین ہین جن مین جناب امیر کی ذاتی شجاعت و بسالت اور جسمانی مافوق الفطرت طاقت و قوت اور اُن کے یارون اور مددگارون کی کثرت و شوکت کا بیان ہے اس کے علاوہ اُن کو جو معجزات ملے تھے ان کی کچھ حد وانتہا نہین عصای موسیٰ اُن کے پاس انگشتری سلیمان اُن کے پاس اور تمام انبیاے سابقین کے سارے معجزات اُن کے پاس۔ ان مضامین کی روایات کو ہم کتاب حیات القلوب۔ حق الیقین۔ کتاب الخرائج۔ مجالس المومنین اصول کافی کے حوالہ سے النجم کے مناظرہ حصّہ دوم مین نقل کرچکے ہین اور انشاء اللہ تعالیٰ عنقریب اس سلسلہ کے آیندہ رسائل مین مع شئے زائد نقل کرین گے۔

ان روایات مین یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ خلفا خصوصاً حضرت عمر جناب امیر سے بہت ڈرتے تھے غزوۂ احد کے بعد سے حضرت عمر کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ جب جناب امیر کو دیکھتے تھے تو ایک غیر معمولی اضطراب اُن کو ہو جاتا تھا اور مارے خوف کے ایک مدہوشی کی سی حالت اُن پر طاری ہو جاتی تھی۔

ان روایات مین یہ بیان بھی ہے کہ ائمہ کو اپنی موت کا وقت بھی معلوم ہوتا ہے اور اُن کی موت

۹

اُن کے اختیار مین ہوتی ہے -

پس جب جناب امیر علیہ السّلام شجاع وبہادر بھی تھے مدد گارون فرمان بردارون کی بھی کثرت تھی جسمانی زور بھی غیر معمولی اندازہ پر خدانے دیا تھا تمام انبیا کے معجزات بھی اُن کے پاس تھے اور سب سے بڑھکر یہ کہ اپنی موت کا وقت ان کو معلوم تھا جوایک ساعت آگے پیچھے نہ ہوسکتا تھا اور اپنی موت بھی اُن کے اختیار مین تھی باوجود ان سب باتون کے کون کہہ سکتا ہے کہ جناب امیر عاجز تھے مغلوب تھے اور تحریف قرآن کو اگر روکنا چاہتے تو روک نہ سکتے تھے یقیناً اگر وہ روکنا چاہتے تو تحریف قرآن ناممکن اور محال ہوجاتی - پس اب سوا اس کے کیا کہا جاسکتا ہے کہ جناب موصوف کا دل قرآن شریف کی عزت ومحبت سے بالکل خالی تھا - نعوذ باللہ منہ -

تیسرا الزام اور اسکا جواب

۱۰

یہ تجویز کیا گیا ہے کہ ایک وصیت نامہ منزل من اللہ تصنیف فرمایا گیا ہے اصول کافی ص۱۷۲ مین ہے کہ جبریل اور میکائیل اور ملائکہ مقربین کی ایک جماعت وصیت نامہ لکھا ہوا مہر کیا ہوا خدا کے پاس سے لیکر آئے اور کہا کہ اے محمد سوا اپنے وصی کے اور سب لوگون کو اپنے پاس سے ہٹاد یجیے تاکہ وہ اس وصیت نامہ کو ہم سے لے لین اور آپ ہم کو اسکا گواہ بنایئے اور ضامن بنایئے - چنانچہ ایسا ہی ہوا صرف علی باقی رہ گئے اور فاطمہ دروازہ اور پردہ کے درمیان مین غالباً پہرہ دینے کیلیئے کھڑی ہوئین - اس اہتمام بلیغ کے ساتھ یہ وصیت نامہ حضرت علی کو دیکر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے زبانی اقرار بھی ان سے لیا جسکے الفاظ ص۱۷۳ پر حسب ذیل ہین -

وَكَانَ فِيمَا اشْتَرَطَ عَلَيْهِ النَّبِيُّ بِأَمْرِ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِيمَا أَمَرَ اللهُ عَزَّ وَجَلَّ اَنْ قَالَ لَهُ يَا عَلِيُّ تَفِي بِمَا فِيهَا مِنْ مُوَالَاةِ مَنْ وَالَى اللهَ وَرَسُولَهُ وَالْبَرَاءَةِ وَالْعَدَاوَةِ لِمَنْ عَادَى اللهَ وَرَسُولَهُ وَالْبَرَاءَةِ مِنْهُمْ عَلَى الصَّبْرِ مِنْكَ عَلَى كَظْمِ الْغَيْظِ عَلَى ذَهَابِ حَقِّكَ وَغَصْبِ خُمُسِكَ

نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے بحکم جبریل علیہ السلام حکم خدا یعنی وصیت نامہ کے متعلق جو کچھ فرمایا اس مین یہ مضمون بھی تھا کہ آپ نے فرمایا اے علی جو کچھ اس وصیت نامہ مین ہے اسپر عمل کرنا یعنی ان لوگون سے دوستی کرنا جو اللہ اور اس کے رسول سے دوستی رکھتا ہو اور بیزاری اور عداوت کرنا اُن لوگون سے جو اللہ اور اُس کے رسول سے عداوت رکھتے ہون - ان لوگون سے بیزاری اس طور پر کرنا کہ تمھاری طرف سے صبر کا ظہور ہو اور غصہ کو ضبط کرنا اپنی حق تلفی پر اور اپنے خمس کے چھن جانے

وَانْتِهَاكِ حُرْمَتِكَ فَقَالَ نَعَمْ يَا رَسُوْلَ اللهِ -

اور اپنی آبروکے تلف ہونے پر جناب امیر نے فرمایا کہ ہاں یا رسول اللہ -

فَقَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَالَّذِىْ فَلَقَ الْحَبَّةَ وَبَرَءَ النَّسَمَةَ لَقَدْ سَمِعْتُ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ يَقُوْلُ لِلنَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ يَا مُحَمَّدُ عَرِّفْهُ اَنَّهٗ تُنْتَهَكُ الْحُرْمَةُ وَهِيَ حُرْمَةُ اللهِ وَحُرْمَةُ رَسُوْلِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَعَلٰى اَنْ تُخْضَبَ لِحْيَتُهٗ مِنْ رَاْسِهٖ بِدَمٍ عَبِيْطٍ -

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ قسم اُسکی جس نے دانہ کو شگافتہ دیکر درخت نکالا اور جس نے جان کو پیدا کیا بتحقیق مین نے جبرئیل علیہ السلام کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہ سے یہ کہتے ہوے سُنا کہ اے محمد علی کو بتلا دیجئے کہ اُن کی آبروریزی کی جائے گی اور اُنکی آبرو اللہ کی عزت ہوگی اور علی کو یہ بھی بتلا دیجئے کہ اُن کی داڑھی اُن کے سر کے تازہ تازہ خون سے رنگین کی جائے گی -

قَالَ اَمِيْرُ الْمُؤْمِنِيْنَ عَلَيْهِ السَّلَامُ فَصَعِقْتُ حِيْنَ فَهِمْتُ الْكَلِمَةَ مِنَ الْاَمِيْنِ جِبْرَئِيْلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ حَتّٰى سَقَطْتُ عَلٰى وَجْهِيْ وَقُلْتُ نَعَمْ قَبِلْتُ وَرَضِيْتُ وَاِنِ انْتُهِكَتِ الْحُرْمَةُ وَعُطِّلَتِ السُّنَنُ وَمُزِّقَ الْكِتٰبُ وَهُدِّمَتِ الْكَعْبَةُ وَخُضِبَتْ لِحْيَتِيْ مِنْ رَاْسِيْ بِدَمٍ عَبِيْطٍ صَابِرًا مُحْتَسِبًا اَبَدًا حَتّٰى اَقْدَمَ عَلَيْكَ

امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہین کہ جس وقت مین نے جبرئیل امین علیہ السلام سے یہ لفظ سنی مین چیخ مار کر اپنے منھ کے بل گر پڑا اور مین نے کہا کہ ہان مین نے قبول کیا اور مین راضی ہو گیا اگرچہ میری بے عزتی[۱۵] کی جائے اور اگرچہ طریقے دین کے موقوف کردئے جائین اور اگرچہ کتاب اللہ ٹکڑے ٹکڑے کردی جائے اور کعبہ گرادیا جائے اور اگرچہ میری داڑھی میرے سر کے تازہ خون سے رنگین کردی جائے مین صبر کرونگا اور یہانتک کہ آپ کے پاس پہونچ جاؤن -

11

اس وصیت نامہ کے تصنیف کرنے سے یہ نتیجہ نکلا جاتا ہے کہ حضرت علی باوجود شجاعت وزور وقوت واوصاف مذکورہ بالا کے اس وصیت کی وجہ سے لاچار تھے ان کو خدا کی طرف سے حکم تھا رسول وصیت فرما گئے تھے

[۱۵] علامہ خلیل قزوینی صافی شرح کافی مین اس روایت کی شرح مین لکھتے ہین کہ بے عزتی سے اشارہ غصب ام کلثوم کی طرف ہے ۱۲ معاذ اللہ منہ

کہ چاہے دین کیسا ہی تباہ و برباد کر دیا جائے حتّٰی کہ قرآن اور کعبہ بھی (نعوذ باللہ ثم نعوذ باللہ) معدوم کر دیا جائے تب بھی تم کچھ نہ بولنا لہٰذا حضرت ممدوح پر تحریف قرآن کے نہ روکنے کا الزام بالکل بیجا ہے ۔

جواب الجواب یہ ہے کہ اولاً صریح عقل کے خلاف ہے کہ خدا و رسول کی طرف سے ایسی نامعقول وصیت کسی کو کیجائے ہر قسم کے سامان و اسباب فراہم ہون کوئی معذوری نہو اور پھر حکم دیا جائے کہ دین کو برباد ہوتے ہوئے دیکھو مگر کچھ نہ بولو ثانیاً بالفرض یہ وصیت نامہ صحیح ہو تو حضرت علی پر نہ سہی خدا و رسول پر الزام ایسا آئے گا کہ ایسا خلاف عدل و مخالف عقل حکم کیون دیا خصوصاً اس فرقہ کے اصول پر جو خدا پر عدل کو واجب کہتا ہو اور حسن و قبح عقلی کا قائل ہو ثالثاً حضرت علی سے اس وصیت نامہ کے خلاف افعال کا صادر ہونا قطعی طور پر ثابت ہے کتب فریقین سے تاریخ کے واقعات قطعیہ سے ثابت ہے کہ حضرت علی نے اصحاب جمل و اصحاب صفین کے مقابلہ مین صبر سے کام نہ لیا بڑی خونریز جنگ کی جس مین طرفین سے ہزارون آدمی شہید ہوئے پھر نہروان مین خوارج سے لڑے صبر نہ کیا حالانکہ وصیت مین یہ معاہدہ تھا کہ ہمیشہ صبر کرون گا یہان تک کہ آپ کے پاس پہونچ جاؤن یعنی اس دنیا سے انتقال ہو جائے ۔ وصیت مین صبر کا حکم کسی خاص زمانہ کے لئے یا مخصوص اشخاص کے مقابلہ مین نہ تھا بلکہ ایک عام اور ابدی حکم تھا ۔

حضرت علی کی یہ تین لڑائیان تو فریقین کی کتابون مین مذکور اور تمام دنیا مین مسلم و مشہور ہین انکے علاوہ کتب شیعہ مین خلفائے ثلثہ سے بھی ذرا ذرا سی بات پر لڑ بیٹھنے کے واقعات بکثرت ملتے ہین ۔ ایک مرتبہ حضرت عمر کو ان کی خلافت کے زمانہ مین دے مارا اور جان سے مار ڈالنے کا ارادہ کیا تھا مگر پھر چھوڑ دیا ایکمرتبہ حضرت سلمان کی طرفداری مین حضرت عمر کو دے مارا یہ دونون واقعے علامہ باقر مجلسی کی کتاب حق الیقین مین ہین ۔ ایک مرتبہ حضرت عمر کی زبان پر اتفاقاً شیعون کا تذکرہ آگیا تو حضرت علی نے اپنی کمان کو اژدہا بنا کر حضرت عمر کی طرف چھوڑ دیا وہ اژدہا منھ پھیلا کر دوڑا قریب تھا کہ حضرت عمر کو نگل جائے مگر پھر ان کی فریاد پر رحم آگیا ۔ ایک مرتبہ حضرت ابوبکر کے زمانہ مین حضرت خالد نے بایماے حضرت ابوبکر حضرت علی کے قتل کا ارادہ عین نماز کی حالت مین کیا تو حضرت علی نے لوہے کا ایک ستون ہاتھ سے موڑ کر طوق کی طرح حضرت خالد کے گلے مین ڈالدیا ہر چند لوگون نے چاہا کہ اس ستون کو خالد کے گلے سے نکالین مگر نہ نکل سکا آخر حضرت ابوبکر کو حضرت علی کی خوشامد کرنی پڑی ۔ یہ دونون واقعے علامہ راوندی کی کتاب الخرائج مین ہین ۔ اس قسم کے واقعات بکثرت کتب شیعہ مین ہین جن کو بہ نقل اصل عبارات ہم مناظرہ حصہ دوم مین لکھ چکے ہین

المختصر حضرت علی کا اس وصیت نامہ کے خلاف عمل کرنا اظہر من الشمس ہے - ہان غصب خلافت - غصب فدک - غصب ام کلثوم تحریف قرآن - ان چند واقعات مین البتہ اس وصیت نامہ پر عمل ہوا تو اس کا سبب حضرات شیعہ کو بتانا چاہیئے کہ وصیت نامہ کی بعض باتون پر عمل کرنا اور بعض کی مخالفت کرنا نومن ببعض ونکفر ببعض کا مصداق ہے یا نہین -

شائد حضرات شیعہ اس کا سبب یہ بتائین کہ جن امور مین وصیت نامہ کے خلاف عمل ہوا ان امور مین اللہ کو بدا ہو گیا تھا بعد مین خدا نے اپنی راے بدل دی تھی یا یہ کہ حضرت علی نے سہواً ایسا کیا جیسا کہ ایک مرتبہ سہواً نماز بغیر وضو کے[۱] پڑھا دی تھی - اور کم از کم یہ جواب تو حضرات شیعہ کے لئے آخری سپر ہے کہ ائمہ کی باتین ہر شخص کی سمجھ مین نہین آسکتین یہ اسرار امامت ہین ہم صرف ان باتون کے مان لینے پر مامور ہین نہ سمجھنے پر -

دوسرے الزام کا جواب

حضرات شیعہ دوسرے الزام کا یعنی اس بات کا کہ حضرت علی نے اپنے عہد خلافت مین اصلی قرآن کیون نہ شایع کیا اور محرف قرآن کے معدوم کرنے کی کیون نہ کوشش کی یہ جواب دیتے ہین کہ حضرت علی کو خلافت براے نام ملی تھی وہ اپنی خلافت کے زمانے مین بھی عاجز ومغلوب اور معذور ومقہور رہے - اپنی خلافت مین بھی وہ تقیہ کرتے رہے تقیہ مین تینون خلیفہ کی بڑی بڑی بلند تعریفین ان کے خلیفہ برحق ہونے کے دلائل اور انھین کے موافق عقائد واعمال کے مسائل بیان فرماتے رہے اور سبب اسکا یہ تھا کہ جناب امیر کے لشکر مین جس قدر سپاہی اور افسر تھے وہ سب کے سب اور اس زمانے کے تمام مسلمان تینون خلیفہ خصوصاً شیخین کی افضلیت کے اس درجہ معتقد تھے کہ اگر جناب امیر ان کے خلاف ایک حرف بھی زبان سے نکالتے وہ جناب امیر کو قتل کر دیتے وہ جناب امیر کے لئے انتہائی معراج یہ سمجھتے تھے کہ ان تینون خلیفہ کی پیروی کرین انکے نقش قدم پر چلین -

۱۳

---

[۱] کتاب استبصار مطبوعہ لکھنؤ جلد اول صہ ۲۱۷ مین ہے عَنْ اَبِی عَبْدِ اللّٰہِ عَلَیْہِ السَّلَامُ قَالَ صَلّٰی عَلِیٌّ عَلَیْہِ السَّلَامُ بِالنَّاسِ عَلٰی غَیْرِ طُھْرٍ وَکَانَتِ الظُّھْرُ فَخَرَجَ مُنَادِیْہِ اِنَّ اَمِیْرَ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَیْہِ السَّلَامُ صَلّٰی عَلٰی غَیْرِ طُھْرٍ فَاَعِیْدُوْا وَلْیُبَلِّغِ الشَّاھِدُ الْغَائِبَ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بغیر طہارت لوگون کو نماز پڑھا دی اور وہ نماز ظہر کی تھی پھر ان کا منادی اعلان دیتا ہوا نکلا کہ امیر المومنین علیہ السلام نے بغیر طہارت نماز پڑھا دی تھی لہذا تم لوگ نماز کا اعادہ کرو اور حاضرین کو چاہیئے کہ غائبین کو یہ خبر پہونچا دین ۱۲

پس ایسی حالت مین جناب امیر اپنے زمانہ خلافت مین اصلی قرآن کی اشاعت مین کیا کوشش کر سکتے تھے -

جناب امیر کی معذوری اپنے عہد خلافت مین ایک ایسی خلاف عقل داستان ہے کہ اگر کتب معتبرۂ شیعہ مین خود جناب امیر کی زبان مبارک سے منقول نہوتی اور اکابر علمائے شیعہ نے اسکی تصریح نہ کی ہوتی تو شاید آج کوئی شیعہ بھی اسکو نہ مانتا -

اس وقت ہم صرف شیعون کے شہید ثالث قاضی نور اللہ شوستری کی ایک عبارت اور کتاب کافی کی ایک روایت پر بغرض اختصار اکتفا کرتے ہین -

قاضی صاحب اپنی کتاب احقاق الحق مین بجواب اس اعتراض کے کہ متعہ اگر حلال تھا تو حضرت علی نے اپنے زمانہ خلافت مین اسکی حلت کا اعلان کیون نہ دیا لکھتے ہین

ومنها ان ما ذکره من انه لو کان الامر علی ما یذکره الشیعة من ان تحریم المتعه کان من قبل عمر فلم لم یحلله امیر المومنین فی ایام خلافته الخ مدفوع بان امیر المومنین لما رای اعتقاد الجمهور حسن السیرة الشیخین وانهما کان علی الحق لم یتمکن من الاقدام علی ما یدل علی فساد امامتهما لما فی ذلک من الشهادة بالجهل والفساد منهما وانهما لم یکونا مستحقین لمقامهما وکیف یتمکن من نقض احکامهما وتغییر سننهما واظهار خلافهما

اور منجملہ اسکے فاضل ابن روزبہان نے جو اعتراض کیا ہے کہ اگر شیعون کا یہ کہنا صحیح ہے کہ متعہ کی حرمت حضرت عمر کی طرف سے ہوئی تو اسکو امیر المومنین نے اپنی خلافت کے زمانہ مین کیون نہ حلال کر دیا یہ اعتراض اس طرح دفع کیا جائیگا کہ امیر المومنین نے چونکہ جمہور کا یہ اعتقاد دیکھا کہ وہ شیخین کی روش کو عمدہ سمجھتے ہین اور یہ کہ وہ دونون حق پر تھے اس لئے آنجناب ایسی بات نہ کہہ سکتے تھے جو شیخین کی امامت کے صحیح نہ ہونے پر دلالت کرے کیونکہ اس صورت مین ان کو شیخین کے جاہل اور مفسد ہونے کی شہادت دینا پڑتی اور یہ کہ وہ دونون مرتبہ خلافت کے مستحق نہ تھے اور جناب امیر شیخین کے احکام کے توڑ دینے اور اُن کے طریقون کے بدل دینے اور اُن کے خلاف کرنے پر ایسی جماعت کے سامنے کیونکر قادر ہو سکتے تھے جسکا یہ خیال تھا کہ شیخین تمام اُن باتون مین جنکو انھون نے کیا اور جن کو

۱۴

علی الجماعة الذین ظنوا انهما کانا مصیبین فی جمیع ما فعلاه و ترکاه وان امامته مبنیة علی امامتهما فان فسدت فسدت امامته یدل علی هذا ما سیاتی من انه علیه السلام نهاهم عن صلوة التراویح الذی ابدعها عمر فامتنعوا ورفعوا اصواتهم قائلین واعمراه واعمراه حتی ترکهم فی خوضهم یلعبون والحاصل ان امر الخلافة ما وصل الیه الا بالاسم دون المعنی وکان معارضا منازعا مبغضا فی ایام ولایة وکیف یامن فی ولایة الخلافة علی المتقدمین علیه وکل من بایعه جمهورهم شیعة اعدائه ومن یری انهم مضوا علی اعدل الامور وافضلها وان غایة امر من بعدهم ان یتبع اثارهم ویقتضی طرائقهم -

نہین کیا حق پر تھے اور یہ کہ جناب امیر کی امامت شیخین کی امامت پر مبنی ہے اگر شیخین کی امامت صحیح نہین تو جناب امیر کی امامت بھی صحیح نہین اس بات کی دلیل آگے بیان ہو گی کہ جناب امیر علیہ السلام نے (ایک مرتبہ) ان کو نماز تراویح سے جس کو عمر نے ایجاد کیا تھا منع فرمایا ان لوگون نے نہ مانا اور چلا چلا کے کہنے لگے ہائے عمر ہائے عمر یہانتک کہ جناب امیر نے ان کو ان کی حالت پر چھوڑ دیا **حاصل** یہ کہ جناب امیر کو برائے نام خلافت ملی تھی نہ درحقیقت اور زمانہ خلافت مین بھی آپ کی مخالفت کی جاتی تھی آپ سے نزاع کیا جاتا تھا آپ سے بغض رکھا جاتا تھا پس وہ اپنی خلافت کے زمانہ مین بھی اگلون کی مخالفت کر کے کیونکر بے خوف رہ سکتے تھے حالانکہ جن لوگون نے آپ سے بیعت کی تھی وہ سب آپ کے دشمنون کے گروہ سے تھے اور آپ کے دشمنون کو سمجھتے تھے کہ نہایت عمدہ اور افضل حالت مین تھے اور یہ سمجھتے تھے کہ ان کے بعد والون کی انتہائی معراج یہ ہے کہ اُن کے نشان قدم پر چلین اور اُن کے طریقون کی پیروی کرین -

۱۵

روضۂ کافی صہ۲۹ مین خود حضرت علی مرتضیٰ کی زبان سے منقول ہے کہ انھون نے ایک مرتبہ اسپنے

مخصوص لوگون سے فرمایا۔

قَدْ عَمِلَتِ الْوُلَاةُ مِنْ قَبْلِیْ اَعْمَالًا خَالَفُوْا فِیْهَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مُتَعَمِّدِیْنَ لِخِلَافِهٖ نَاقِضِیْنَ لِعَهْدِهٖ مُغَیِّرِیْنَ لِسُنَّتِهٖ وَلَوْ حَمَلْتُ النَّاسَ عَلٰی تَرْکِهَا وَحَوَّلْتُهَا اِلٰی مَوَاضِعِهَا وَاِلٰی مَا کَانَتْ فِیْ عَهْدِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ لَتَفَرَّقَ عَنِّیْ جُنْدِیْ

بتحقیق مجھسے پہلے خلفانے کچھ ایسے کام کیے ہین جن مین انھون نے عمداً رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی مخالفت کی ہے ان کے حکم کو توڑا ہے ان کی سنت کو بدلا ہے اور اگر مین لوگون کو ان کامون کے چھوڑنے کی ترغیب دون اور ان چیزون کو ان کی اصلی حالت مین کر دون جس حالت مین کہ وہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ کے زمانہ مین تھین تو میرا لشکر مجھسے جدا ہوجائے یعنی خلافت جاتی رہے۔

اس کے بعد جناب امیر نے کچھ مثالین خلفاے سابقین کے ظلم کی بیان کی ہین جن مین غصب فدک اور تحریف قرآن کا بھی ذکر ہے۔

جواب الجواب یہ ہے کہ حضرت علی کی معذوری اور اُن کے تقیہ کی یہ حالت ان کے خلافت کے زمانہ مین بھی تھی تو اب ان کو اسد اللہ الغالب کہنا ظلم ہے۔ علاوہ اس کے ان کے ایمان واسلام کا ثبوت بھی ایسی حالت مین ناممکن اور محال ہے۔ ۱۶

بهرحال حضرت علی کا دامن کبھی اس دہبہ سے پاک نہین ہوسکتا یقیناً تحریف قرآن کے معاملہ مین سب سے زیادہ سنگین الزام انھین پر عائد ہوتا ہے۔

قرآن موجود پر ایمان نہ ہونے کی پانچ خرابیان نہایت اختصار کے ساتھ بیان ہوچکین شیعون کی حالت پر بعض اوقات بہت رحم آتا ہے بیچارون کی جان عجب ضیق مین ہے اگر قرآن کو مانتے ہین تو مشکل سارا مذہب جاتا ہے قرآن یکدم سارا گھروندہ مٹائے دیتا ہے اور قرآن کو نہین مانتے تو یہ مشکلات خدا اُن کی حالت پر رحم فرمائے اور اس کشمکش سے ان کو نجات دے۔

هذا آخر الکلام والحمد للہ رب العلمین

ـــــــ تمت ـــــــ

ومن لم یجعل اللہ لہ نورا فما لہ من نور

الحمد للہ تعالیٰ کہ

مذہب شیعہ کے دوسو منتخب مسائل کے سلسلہ کا پہلا رسالہ ہدایت مقالہ سوسوم بہ

الاول من المائتین

علی

المنحرف عن الثقلین

نمبر چہارم ملقب بہ

اجوبۃ المتحیرین

فی

ترک الکتاب المبین

جس میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ شیعوں نے ان دلائل کا کیا جواب دیا ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ ان کا ایمان قرآن شریف پر نہیں ہے اور نہ ہو سکتا ہے ان جوابات کے دیکھنے سے پورا اطمینان ہو جاتا ہے کہ بیشک قرآن کریم سے کوئی تعلق انکا نہیں ہے

باہتمام کارپردازان صحیفہ النجم

مطبع النجم لکھنؤ میں چھپکر النجم کے ساتھ شایع ہوا

1

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ الذی اورث کتابہ الخیار من عبادہ وجعلھم منصورین غالبین علی اعدائہ والصلوۃ والسلام علی من اختص باصطفائہ سیدنا محمد وعلی آلہٖ وصحابہ

اما بعد مذہب شیعہ کے انتخاب کیے ہوے دوسو مسائل مین سب سے پہلا مسألہ ایمان بالقرآن کا تھا جس کے متعلق تین نمبر شائع ہو چکے۔ اگرچہ اس مسألہ کے مختلف پہلوؤن پر بحث کرنے کے لیے بہت سے نمبرون کی ضرورت تھی مگر بغرض اختصار مین نے اس مسألہ کو صرف چار نمبرون پر ختم کرنا چاہا ہے واللہ الموفق والمعین۔

پہلے نمبر مین یہ بیان تھا کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر نہین ہے اور نہ ہو سکتا ہے - اور دوسرے نمبر مین یہ بیان ہے کہ قرآن شریف کو ترک کرکے اپنے مذہب کے لیے کیا کیا حیلے شیعون نے اختیار کی ہین۔ تیسرے نمبر مین یہ بیان ہے کہ قرآن شریف پر ایمان نہ ہونے مین از روے مذہب شیعہ کیا کیا خرابیان لازم آتی ہین -

اب یہ چوتھا نمبر ہے اس مین بیان کیا جائیگا کہ نمبر اول مین جو دلائل شیعون کا ایمان قرآن مجید پر نہ ہونے اور نہ ہو سکنے کے بیان ہوے ہین علماے شیعہ اُن دلائل کا کیا جواب دیتے ہین۔

واضح ہو کہ نمبر اول مین تین وجوہ شیعون کے ایمان نہ ہو سکنے کے بیان کیے گئے ہین۔ اُن مین سے پہلی اور دوسری وجہ کو روایات تحریف سے کوئی تعلق نہین اگر کتب شیعہ مین ایک روایت بھی تحریف قرآن کی نہ ہوتی تب ان وجہون کی روسے شیعون کا ایمان قرآن شریف پر ناممکن تھا۔

۲

ان تینوں وجوہ نے مسائل کو اس قدر صاف کر دیا ہے کہ کم کوئی مسئلہ اس سے زیادہ روشنی مین لایا جا سکتا ہے۔

چاہیے تو یہ تھا کہ علمائے شیعہ صاف صاف اقرار کر لیتے کہ اُن کا ایمان قرآن شریف پر نہین ہے مگر قرآن شریف کا رعب و دبدبہ یہ ہے کہ اس اقرار کی آج تک کسی شیعہ کو جرأت نہین ہوئی بلکہ قرآن شریف پر ایمان رکھنے کا دعوی بڑی بلند آہنگی سے کرتے ہین۔ غالباً اس کا ایک سبب یہ بھی ہے کہ اگر صاف صاف اقرار کرلین تو پھر کوئی غیر محقق بھی اُن کو مسلمانون مین شمار نہ کرے اور مسلمانون کے فریب دینے کا موقع ان کو نہ ملے۔

اب دیکھیے کہ اُن تین وجوہ کا کیا جواب دیتے ہین۔ پہلی اور دوسری وجہ کا کوئی معقول یا نامعقول جواب کسی شیعہ عالم نے آج تک نہین دیا امروہہ کے مناظرہ مین بھی مولوی سبط حسن صاحب نے کوئی جواب اُن دونون وجہون کا نہین دیا۔

بلکہ عام طور پر شیعون نے یہ مشہور کر رکھا ہے۔ یہ بات کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر نہین ہو سکتا محض روایات تحریف قرآن کی بنیاد پر ہے۔

۳

باقی رہی تیسری وجہ جو بحث تحریف سے تعلق رکھتی ہے اس کا جواب البتہ شیعون کی طرف سے دیا گیا ہے۔ تقریباً ایک صدی سے بڑے بڑے مجتہدین شیعہ اس کے جواب دینے مین اپنی قابلیت خرچ کر رہے ہین۔ رنگ برنگ کے متعدد جوابات اب تک دیے جا چکے ہین جو علاوہ اس کے کہ باہم متخالف و متضاد ہین علم و دیانت سے بھی کوسون دور ہین بطور نمونہ کے ہم چند جوابات درج ذیل کرتے ہین۔

پہلا جواب

جو علامہ شریف مرتضیٰ وغیرہ نے دیا ہے اور تفسیر مجمع البیان کے فن خامس مین اور تفسیر صافی کے دیباچہ مین مذکور ہے۔ یہ ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہین ہین شیعون مین صرف چند محدثین اس کے قائل ہو گئے ہین کچھ ضعیف روایتین تحریف قرآن کے متعلق کتب شیعہ مین ہین جن کو محدثین نے صحیح سمجھکر دھوکا کھایا ہے۔ اور یہ روایات بھی صرف قرآن مین کمی کے متعلق ہین۔ قرآن مین زیادتی کی تو کوئی روایت بھی نہین اور وہ بالاجماع باطل ہین۔

جواب الجواب الحمد للہ یہ لوگ روایت تحریف کے وجود کا اقرار کر رہے ہین اب ہا یہ کہ آن روایات کو ضعیف کہتے ہین تو دو باتین ان پر لازم تھین **اول** یہ کہ آن کے ضعیف ہونے کی وجہ بیان کرتے یعنی کوئی راوی ان کا مجروح ہے تو اس کو ظاہر کرتے - بغیر وجہ ضعف بیان کیے ہوے اگر روایت کو ضعیف کہدینا درست ہو تو جس کا جی چاہے جس روایت کو ضعیف کہدیا کرے سارا فن حدیث بیکار - **دوم** یہ کہ ان روایات کے مقابلہ مین کوئی روایت عدم تحریف کی اپنے ائمہ معصومین سے نقل کر کے پیش کرتے مگر یہ دونون کام ان لوگون نے نہین کیے نہ کر سکتے ہین -

اور شریف مرتضیٰ کا یہ کہنا کہ قرآن مین زیادتی کی کوئی روایت نہین ہے اور وہ بالاجماع باطل ہے ایک ایسی بات ہے کہ شیعون کے سوا کسی کی زبان سے نہین نکل سکتی نہ اور کسی کو اس قدر انکار بدیہات کی جرأت ہو سکتی ہے - نمبر اول مین بحوالہ کتاب احتجاج طبرسی حضرت علی مرتضیٰ سے حسب ذیل اقوال منقول ہو چکے ہین -

والذی بدا فی الکتاب من الازراء علی النبی صلے اللہ علیہ والہ من فریۃ الملحدین	قرآن مین جو برائی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ کی ہے یہ ملحدون کی افترا کی ہوئی (یعنی جامعین کی بڑھائی ہوئی) ہے
انھم اثبتوا فی الکتاب مالم یقلہ اللہ لیلبسوا علی الخلیقۃ -	منافقون نے قرآن مین وہ باتین درج کر دین جو اللہ نے نہ فرمائی تھین تاکہ مخلوق کو فریب دین -
زادوا فیہ ما ظھر تناکرہ وتنافرہ	انھون نے قرآن مین وہ عبارتین بڑھادین جن کا خلاف فصاحت وقابل نفرت ہونا ظاہر ہے -

اور بحوالہ تفسیر عیاشی امام باقر علیہ السلام سے منقول ہو چکا کہ

لولا انہ زید فی القران ونقص ماخفی حقنا علی ذی حجی -	اگر قرآن مین کمی اور بیشی نہ کی گئی ہوتی تو ہمارا حق کسی عقلمند پر پوشیدہ نہ رہتا -

باوجود ایسی صاف روایات کے قرآن مین بیشی کا انکار کرنا اور بیشی نہ ہونے پر اجماع بتلانا سوا شیعون کے اور کس سے ہو سکتا ہے -

پھر ایک بات یہ بھی قابل سمجھنے کے ہے کہ شیعہ اجماع کے منکر ہین لہذا اجماع کا حوالہ چہ معنی اور

اگر اجماع کے قائل بھی ہین تو اس صورت مین کہ قول معصوم اس کے خلاف نہ ہو- حالانکہ یہان معصوم کا قول خلاف مین موجود ہے -

دوسرا جواب

جس کو سب سے آخری جواب کہنا چاہیے وہ جناب اجتہاد مآب حائری صاحب مجتہد پنجاب کا ہے وہ اپنے رسالہ موعظۂ تحریف قرآن مین لکھتے ہین کہ کتب شیعہ مین کوئی روایت تحریف قرآن کی نہین ہے -

جواب الجواب نہایت کافی وشافی ہم تنبیہ الحائرین مین لکھ چکے ہین اور کتب شیعہ سے روایات تحریف قرآن اور اُن کے تواتر کی تصریح دکھا چکے ہین- پھر آج تک کہ کئی سال ہوے حائری صاحب خاموش ہین -

تیسرا جواب

جو مولوی حامد حسین صاحب نے استقصاء الافحام مین دیا ہے اور ان کی تقلید کرکے ایڈیٹر اصلاح نے بھی الشمس مین اس کو حرز جان بنایا ہے- حاصل جواب کا یہ ہے کہ کتب شیعہ مین روایات تحریف کے وجود کا بھی انکار نہ کیا جائے ان کی صحت مین بھی کلام نہ کیا جائے بلکہ ان روایات کی تاویل کی جائے -

مولوی حامد حسین صاحب فرماتے ہین کہ شیعون کی روایتین بھی نسخ تلاوت اور اختلاف قرأت پر محمول ہوسکتی ہین - استقصاء الافحام مجلد اول صدا۳ مین لکھتے ہین" پس چرا بر روایات اہل حق زبان طعن دراز میکنند آیا جائز نیست کہ آنچہ اینہا از نقصان وتبدل آیات فرقانیہ روایت می کنند آن ہم محمول بر اختلاف قرارت باشد چنانچہ این احتمال را خود اہل حق ہم ذکر می سازند،،

جواب الجواب - ان تمام تاویلات کا رد النجم کے سابقہ جلدون مین بحمد اللہ ایسا مفصل و مدلل ہوچکا ہے کہ چون وچرا کی گنجائش باقی نہین رہی نمونہ کے طور پر چند تاویلات مع جواب درج ذیل کی جاتی ہین -

(۱) مولوی حامد حسین صاحب کا یہ کہنا کہ روایات شیعہ اختلاف قرأت یا نسخ تلاوت وغیرہ پر محمول ہوسکتی ہین بچند وجوہ مردود ہے اول یہ کہ روایات شیعہ مین صاف تصریح موجود ہے کہ قرآن منزل

۵

تحریف ہوئی کمی بیشی کی گئی جس سے مقصود کلام خراب ہوگیا اور قرآن مین بے دینی کی باتین درج ہوگئین حتی کہ اس قرآن سے کفر کے ستون قائم ہوتے ہین پھر بھلا ان تصریحات کے بعد تاویل کی گنجایش کیونکر ہو سکتی ہے **دوم** یہ کہ خود مولوی حامد حسین اس امر کا اقرار کر چکے ہین کہ روایات شیعہ تحریف قرآن کے بارہ مین نص صریح ہین چنانچہ استقصاء الافحام مجلد اول صـ۱۰ مین لکھتے ہین" اگر بیچارۂ شیعہ بمقتضاے احادیث کثیرۂ اہل بیت طاہرین مصرحہ بوقوع نقصان در قرآن حرف تحریف ونقصان بر زبان آرد ہدف سہام طعن وملام ومورد استہزاد تشنیع گردد"

نیز صـ۶۴ مین لکھتے ہین " اگر اہل حق از حافظان اسرار الٰہی وحاملان آثار جناب رسالت پناہی کہ ہداۃ اسلام وائمہ انام اند روایت کنند احادیثے راکہ دال ست برانکہ در قرآن شریف مبطلین واہل ضلال تحریف نمودند وتصحیفش بعمل اوردند" پس باوجود اس اقرار کے ان روایات کو محتمل تاویل کہنا مولوی حامد حسین صاحب ہی کا کام ہے- **سوم** اختلاف قرأت کا نام لینا مذہب شیعہ سے بے خبری کی دلیل ہے اہل سنت کے یہان تو بیشک قرآن شریف متعدد قرأتون پر نازل ہوا ہے مگر مذہب شیعہ مین تو صرف ایک قرأت ہے متعدد قرأتون پر نزول قرآن کا ائمہ نے انکار کیا ہے- کافی باب فضل القرآن صـ۶۷ مین ہے-

قلت لابی عبد اللہ علیہ السلام ان الناس یقولون ان القرآن نزل علی سبعۃ احرف فقال کذبوا اعداء اللہ ولکنہ نزل علی حرف واحد من عند الواحد -

راوی کہتا ہے مینے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہا کہ لوگ بیان کرتے ہین کہ قرآن سات قرأتون پر نازل ہوا تو امام نے فرمایا کہ دشمنان خدا جھوٹے ہین بلکہ قرآن ایک ہی قرأت پر نازل ہوا ہی اور ایک کے پاس سے آیا ہی-

(۲) ایڈیٹر اصلاح اپنی بعض روایات کی تاویل مین کہتے ہین کہ یہ تفسیر آیت کی ہے مثلاً اصول کافی کے یہ روایت عن ابی جعفر قال نزل جبریل بھذہ الآیۃ علی محمد صلی اللہ علیہ والہ ھکذا ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فی علی فاتوا بسورۃ من مثلہ - ایڈیٹر اصلاح کہتے ہین کہ امام باقر علیہ السلام نے جو فرمایا کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی تھی اس کا مطلب یہ ہے کہ آیت کی تفسیر اس طرح ہونی چاہیے-

یہ تاویل بھی بچند وجہ مردود ہے **اول** یہ کہ تفسیر کرنے کا یہ ڈھنگ وطریقہ کسی کا نہین ہے کہ

آیت یون نازل ہوئی تھی صاف الفاظ بتارہے ہین کہ یہ تفسیر نہین بلکہ آیت مین دراصل یہ لفظ موجود تھا نکل گیا - دوم خود مصنف کافی نے اس روایت کو تحریف ہی پر محمول کیا ہے چنانچہ عنوان باب اسکو ظاہر کررہا ہے - سوم تمام محدثین شیعہ نے ان روایات کو تحریف پر محمول کیا چنانچہ ان کی عبارتین نمبر اول مین نقل ہو چکین - چہارم یہ تاویل ان روایات مین توکسی طرح بھی نہین چل سکتی جن مین صاف تصریح ہے کہ جامعین قرآن نے فلان مقام سے ایک تہائی قرآن سے زیادہ نکال ڈالا اس لیے مطلب آیت کا خبط ہو گیا جیسا کہ احتجاج طبرسی کی روایت مین ہے

(۳) ایڈیٹر اصلاح قرآن مین کمی اور بیشی کی تاویل یہ کرتے ہین کہ ایک مقام سے آیتین نکال کر دوسرے مقام پر لگا دی گئین جہان سے نکالی گئین وہان کمی ہو گئی جہان لگائی گئین وہان بیشی ہو گئی - اس تاویل کو اگر ہم مان لین اور محدثین شیعہ کی تصریحات سے بھی قطع نظر کرین تو بھی قرآن کا محرف اور ناقابل اعتبار ہونا ثابت ہو گیا کیونکہ جہان سے آیت نکالی گئی وہان کا مطلب بھی خلاف مراد الٰہی ہو گیا جہان لگائی گئی وہان کا مطلب بھی بدل گیا دونون مقام کی عبارت خبط بے ربط ہو گئی اور دونون مقام ناقابل اعتبار ہو گئے - دوسری بات سب سے بڑی یہ ہے کہ روایات شیعہ مین یہ تصریح بھی ہے کہ جو بات خدا نے نہ فرمائی تھی وہ بات لوگون نے قرآن مین درج کر دی جیسا کہ ابھی ہم بحوالۂ احتجاج نقل کر چکے ہین -

المختصر تاویل کا دروازہ بالکل بند ہے - اسی لیے مولوی دلدار علی صاحب صاف لکھ چکے ہین کہ ان روایات کے مان لینے کے بعد تحریف قرآن کا انکار ہو نہین سکتا -

چوتھا جواب

دراصل حضرات شیعہ کو جو کچھ ناز ہے وہ اسی چوتھے جواب پر ہے اسی کو وہ اپنے لیے حصن حصین جانتے ہین باقی جوابون کو تو وہ خود سمجھتے ہین کہ دفع الوقتی کے سوا کچھ نہین ہین -

وہ چوتھا جواب یہ ہے کہ سنیون کی کتابون مین بھی تو تحریف قرآن کی روایتین موجود ہین مولوی دلدار علی نے صوارم مین مرزا محمد کشمیری نے نزہہ مین مولوی حامد حسین نے استقصاء الافحام مین بڑا زور اسپر دیا ہے اور بڑی دماغ سوزی کرکے اہل سنت کی کتابون سے روایتین نقل کی ہین - النجم کے مناظرہ حصہ اول مین اور تنبیہ الحائرین مین اسپر کافی بحث ہو چکی ہے مگر یہان بھی مختصراً بطور اصول کلی کے کچھ ہم ذکر کرتے ہین -

جواب الجواب چند امور اس مقام مین قابل غور ہین -
اول بالفرض شیعون کا یہ کہنا کہ اہل سنت کے یہان بھی تحریف قرآن کی روایات ہین صحیح بھی ہو تو ایک الزامی جواب ہوگا جو اہل سنت کے مقابلہ مین کام دیگا لیکن دراصل مذہب شیعہ کی صفائی اس سے کچھ بھی ہوگی فرض کرو اگر کوئی آریہ یا عیسائی شیعون پر تحریف قرآن کی بابت اعتراض کرے تو شیعہ اسکو کیا جواب دینگے کیا اسکے سامنے بھی یہی کہدینگے کہ تنہا ہمین تحریف قرآن کے قائل نہین بلکہ سنیون کی کتابون مین بھی اسکی روایت موجود ہے دوم یہ الزامی جواب اہل سنت کے مقابلہ مین بھی کام نہین دیسکتا۔ کیونکہ اہل سنت نے جو روایات تحریف قرآن کی کتب شیعہ سے نقل کین اول تو ان مین صاف صاف تصریح تحریف کی ہے پھر اس کے ساتھ تین اقرار علمائے شیعہ کے نقل کیے ہین - اقرار اول اس امر کا کہ روایات تحریف متواتر ہین زائد از دو ہزار ہین مسئلہ امامت کی روایات سے کسی طرح کم نہین ہین اقرار دوم اس امر کا کہ یہ روایات تحریف قرآن پر صراحۃً دلالت کرتی ہین اقرار سوم اس امر کا کہ انھین روایات کے مطابق اکابر علمائے شیعہ اصحاب ائمہ سفرای امام غائب تحریف قرآن کے معتقد بھی ہین -
اس کے ساتھ ساتھ امور ذیل بھی قابل لحاظ ہین ۱ زائد از دو ہزار روایات تحریف کے مقابلہ مین ائمہ معصومین سے عدم تحریف کی ایک روایت بھی منقول نہین ۲ وقوع تحریف حسب اصول شیعہ عقل کے مطابق ہے کیونکہ جن لوگون کے ہاتھون سے قرآن جمع اور شائع ہوا اُن کو شیعہ بے دین اور دشمن دین جانتے ہین اور عدم تحریف بالکل عقل کے خلاف ہی ۳ شیعون مین گنتی کے چار آدمی جو منکر تحریف ہین وہ قائلین تحریف کو کافر نہین کہتے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ قرآن پر ایمان رکھنا ان کے نزدیک ضروری نہین ہے قرآن کو محرف کہدینے سے ایمان مین کچھ خلل نہین آتا -
پس علمائے شیعہ کو اگر دلیل الزامی پیش کرنے کی ہوس تھی تو ان کو چاہیے تھا کہ انھین سب شرائط کے ساتھ کتب اہل سنت سے روایات تحریف نقل کرتے یعنی ایسی روایات نقل کرتے جن مین صاف تصریح تحریف کی ہوتی اور علمائے اہلسنت کا اقرار پیش کرتے کہ یہ روایات متواتر ہین اور یہ کہ یہ روایات تحریف پر صراحۃً دلالت کرتی ہین اور یہ کہ انھین روایات کے مطابق اہل سنت تحریف کے معتقد ہین -
لیکن علمائے شیعہ نے ایسا نہین کیا نہ کرسکتے ہین اب بھی مین اعلان دیتا ہون کہ ان شرائط کے ساتھ اگر ایک روایت تحریف کی اہل سنت کی کتابون مین دکھادی جائے تو مین کھلے الفاظ مین اعلان دیدونگا

کہ سُنیون کا ایمان بھی قرآن شریف پر نہین ہو سکتا۔

حقیقت یہ ہے کہ اہل سنت کی کتابون مین کوئی ضعیف روایت بھی تحریف قرآن کی موجود نہین ہے اور یہی وجہ ہے کہ سلف سے آج تک کوئی سنی کبھی تحریف قرآن کا قائل نہین ہوا اور بلا اختلاف سب کے سب عقیدہ تحریف کو قطعاً کفر سمجھتے ہین۔

اہل سنت کی جن روایات کو مولوی دلدار علی۔ اور مولوی حامد حسین وغیرہ تحریف کی روایات کہتے ہین ان کے متعلق حسب ذیل امور قابل یاد رکھنے کے ہین۔

اول۔ اُن روایات مین صاف صاف یہ مضمون نہین ہے کہ قرآن شریف مین تحریف ہوگئی یا کسی نے کمی بیشی کردی یا اپنی طرف سے کوئی لفظ یا حرف بدل دیا۔ جیساکہ روایات شیعہ مین یہ مضامین صاف صاف مذکور ہین۔

دوم۔ اُن روایات مین زیادہ سے زیادہ یہ مضمون ہے کہ فلان سورہ مین اتنی آیتین تھین یا فلان آیت نازل ہوئی تھی بعض روایات مین اس کے ساتھ یہ تصریح بھی موجود ہے کہ منسوخ ہوگئی بعض مین یہ تصریح نہین ہے۔

سوم۔ اہل سنت کے تمام علما و محدثین نے ان روایات کو نسخ تلاوت پر محمول کیا ہے کسی ایک نے بھی تحریف کا مضمون ان روایات سے نہین سمجھا چنانچہ تفسیر اتقان تفسیر کبیر معالم التنزیل وغیرہ وغیرہ مین جہان یہ روایات مذکور ہین نسخ کی تصریح بھی موجود ہے اور لطف تو یہ ہے کہ خود علمائے شیعہ بھی مولوی دلدار علی وغیرہ سے پہلے اس امر کو تسلیم کر چکے ہین کہ یہ روایتین نسخ تلاوت کی ہین علامہ ابو علی طبرسی شیعی اپنی مشہور و مستند تفسیر مجمع البیان مین بذیل تفسیر آیہ کریمہ ما ننسخ من آیۃ لکھتے ہین وَالنَّسْخُ فِی الْقُرْاٰنِ عَلٰی ضُرُوْبٍ مِنْهَا اَنْ يُّرْفَعَ حُكْمُ الْاٰيَةِ وَتِلَاوَتُهَا كَمَا رُوِیَ عَنْ اَبِیْ بَكْرَةَ اَنَّهٗ قَالَ كُنَّا نَقْرَأُ لَا تَرْغَبُوْا عَنْ اٰبَاءِكُمْ فَاِنَّهٗ كُفْرٌ بِكُمْ وَمِنْهَا اَنْ تُثْبَتَ الْاٰيَةُ فِی الْخَطِّ وَيُرْفَعَ حُكْمُهَا كَقَوْلِهٖ وَاِنْ فَاتَكُمْ شَیْءٌ مِنْ اَزْوَاجِكُمْ فَعَاقِبُوْا فَهٰذِهٖ ثَابِتَةُ اللَّفْظِ فِی الْخَطِّ مُرْتَفِعَةُ الْحُكْمِ وَمِنْهَا مَا يُرْتَفَعُ اللَّفْظُ وَيُثْبَتُ الْحُكْمُ كَاٰيَةِ الرَّجْمِ فَقَدْ قِيْلَ اِنَّهَا كَانَتْ مُنَزَّلَةً فَرُفِعَ لَفْظُهَا وَقَدْ جَاءَتْ

اَخْبَارٌ كَثِيْرَةٌ بِاَنَّ اَشْيَاءَ كَانَتْ فِى الْقُرْاٰنِ فَنُسِخَ تِلَاوَتُهَا فَمِنْهَا مَا رُوِىَ
عَنْ اَبِىْ مُوْسٰى اَنَّهُمْ كَانُوْا يَقْرَاُوْنَ لَوْ كَانَ لِابْنِ اٰدَمَ وَادِيَانِ مِنْ مَالٍ لَابْتَغىٰ
اِلَيْهِمَا ثَالِثًا وَلَا يَمْلَاُ جَوْفَ ابْنِ اٰدَمَ اِلَّا التُّرَابُ وَيَتُوْبُ اللّٰهُ عَلٰى مَنْ تَابَ
ثُمَّ رُفِعَ وَعَنْ اَنَسٍ اَنَّ السَّبْعِيْنَ مِنَ الْاَنْصَارِ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا بِبِئْرِ مَعُوْنَةَ فَنَزَلَ
فِيْهِمْ قُرْاٰنٌ بَلِّغُوْا عَنَّا قَوْمَنَا اَنَّا لَقِيْنَا رَبَّنَا فَرَضِىَ عَنَّا وَاَرْضَانَا ثُمَّ
اِنَّ ذٰلِكَ رُفِعَ **ترجمہ** نسخ قرآن مین کئی قسم کا ہوا ہے ازانجملہ یہ کہ آیت کا حکم اور اُسکی
تلاوت دونون منسوخ ہوجائین جیساکہ ابوبکرہ سے منقول ہے کہ وہ کہتے تھے ہم لاترغبوا عن
آباءکم فانہ کفر بکم پڑھا کرتے تھے اور ازانجملہ یہ کہ آیت کی کتابت باقی رہے یعنی تلاوت منسوخ
نہ ہو مگر حکم منسوخ ہوجائے جیسے اللہ تعالی کا قول وان فاتکم شیٔ من ازواجکم الی الکفار فعاقبتم الخ
اس آیت کے الفاظ تو کتابت مین قائم ہین مگر حکم منسوخ ہے اور ازانجملہ یہ کہ آیت کی تلاوت منسوخ
ہوجائے مگر حکم باقی رہے جیسے آیت رجم پس بہ تحقیق کہا گیا ہے کہ آیت رجم نازل ہوئی تھی تلاوت
اُسکی منسوخ ہوگئی اور بہ تحقیق بہت سی روایتین وارد ہوئی ہین کہ کچھ آیتین قرآن مین ایسی تھین
جنکی تلاوت منسوخ ہوگئی منجملہ اُن کے ایک روایت وہ ہے جو ابوموسیٰ سے منقول ہے کہ لوگ
لو کان لابن آدم وادیان من مال الخ کی تلاوت کرتے تھے پھر وہ منسوخ ہوگئی اور انس سے روایت
ہے کہ ستر انصار جو بیر معونہ مین شہید ہوگئے تھے ان کے متعلق ایک قرآن یعنی کچھ آیتین نازل
ہوئی تھین یعنی بلغوا عنا قومنا الخ پھر منسوخ ہوگئین - اس کے بعد صاحب مجمع البیان لکھتے ہین
قَدْ ذَكَرْنَا حَقِيْقَةَ النَّسْخِ عِنْدَ الْمُحَقِّقِيْنَ یعنی نسخ کی جو حقیقت محققین کے نزدیک
تھی ہم نے بیان کردی معلوم ہوا کہ تمام محققین شیعہ نسخ کی ان تین قسمون کو مانتے ہین اور
ان روایات کو نسخ پر محمول کرتے ہین نہ تحریف پر - تعجب ہے کہ مولوی دلدار علی و مولوی حامد حسین
وغیرہ نے اپنے علما کی ان تصریحات سے آنکھ بند کرکے ان روایات کو تحریف کی روایات کہدیا
حالانکہ یہ تحریف کی روایات نہین ہین تحریف کی روایات تو وہ ہین جو کتب شیعہ کے ساتھ مخصوص ہین
چہارم - یہ کہ ان روایات مین سے اکثر کی صحت بھی ثابت نہین دو ایک روایات ایسی ہین جن کو
صحیح کہا جاسکتا ہے جیسے آیت رجم کی روایت تو وہ بھی اخبار احاد کی حد مین داخل ہین علمای

اہل سنت مین سے کسی ایک نے بھی ان روایات کو متواتر نہین کہا نہ ان روایات کا متواتر ہونا کوئی ثابت کر سکتا ہے۔ اسی وجہ سے محدثین و مفسرین کی ایک جماعت نے سرے سے نسخ تلاوت کا انکار کر دیا ہے اور کہا ہے کہ جن روایات سے بعض آیات کا منسوخ التلاوۃ ہونا ثابت ہوتا ہے وہ سب اخبار احاد ہین ظنی ہین ان کی بنا پر کسی آیت قرآنی کے نزول اور نسخ کا حکم نہین لگایا جا سکتا علامہ سیوطی تفسیر اتقان مین لکھتے ہین۔

تنبیہ حکی القاضی ابوبکر فی الانتصار عن قوم انکار ھذا الضرب لان الاخبار فیہ اخبار احاد ولا یجوز القطع علی انزال قران ونسخہ باخبار احاد لاحجۃ فیھا

ترجمہ آگاہ کرنے کی ایک بات یہ ہے کہ قاضی ابوبکر نے اپنی کتاب انتصار مین علما کی ایک جماعت نسخ کی اس قسم کا انکار نقل کیا ہے کیونکہ روایتین اس بارہ مین اخبار احاد ہین اور جائز نہین ہے یقین کرنا قرآن کے نازل ہونے پھر منسوخ ہو جانے کا اخبار احاد کی بنا پر جو کسی طرح سند نہین ہو سکتین لہذا بفرض محال اگر یہ روایات تحریف کی بھی ہوتین تو واجب الرد تھین کیونکہ قرآن شریف متواتر ہے غیر متواتر روایت کیونکر اسکا مقابلہ کر سکتی ہے۔ بخلاف روایات تحریف کے جو کتب شیعہ مین ہین کہ ان کے متواتر ہونے کا زائد از دو ہزار ہونے کا مسئلہ امامت کی روایات کے ہم پلہ ہونے کا علمائے شیعہ کو اقرار ہے۔

۱۱

پنجم ان روایات مین ایک روایت بھی رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہین ہے بلکہ تمام تر صحابہ کرام کیطرف منسوب ہین اور اہل سنت کے نزدیک بالاتفاق سوا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے کوئی معصوم نہین لہذا بفرض محال یہ روایات متواتر بھی ہوتین اور بفرض محال تحریف قرآن پر دلالت بھی کرتین تو بھی بیکار تھین کیونکہ ان مین غیر معصومین کے اقوال ہین بخلاف روایات شیعہ کے کہ ان مین ان کے ائمہ معصومین کے اقوال ہین۔

ششم۔ اہل سنت مین کوئی شخص تحریف قرآن کا قائل نہین بالاتفاق سب اس عقیدہ کو کفر جانتے ہین۔ اہل سنت کے اس اعتقاد کا اقرار علمائے شیعہ نے بھی کیا ہے مولوی حامد حسین صاحب استقصار الافحام جلد اول صفحہ ۹ پر لکھتے ہین "مصحف عثمانی کہ اہل سنت آن را قرآن کامل اعتقاد کنند و معتقد نقصان آن را ناقص الایمان بلکہ خارج از اسلام پندارند"

ہفتم اہل سنت کے متفقہ عقائد مین تحریف قرآن قطعاً ناممکن و محال ہے اور اس کے محال ہونے پر اعقلی دلائل بھی ہین آیات قرآنیہ اور احادیث متواترہ بھی اسپر دلالت کرتی ہین اجماع سے بھی اس کا ثبوت ہوتا ہے - اہل سنت کے نزدیک قرآن شریف کے بہت سے معجزات مین سے ایک معجزہ عدم تحریف بھی ہے -

اس بحث کو چونکہ ہم مناظرہ حصہ دوم مین بہت بسط کے ساتھ لکھ چکے ہین لہذا یہان ان دلائل کی طرف اجمالی اشارہ کافی ہے - بخلاف شیعون کے کہ ان کے یہان نہ کوئی عقلی دلیل تحریف قرآن کے محال ہونے کو بتاتی ہے بلکہ چونکہ وہ صحابہ کرام کو دشمن دین جانتے ہین لہذا عقلی دلیل قرآن کے محرف ہونے کو بتا رہی ہے اور نہ کسی آیت قرآنی سے ان کے نزدیک تحریف قرآن کا محال ہونا ثابت ہوتا ہے آیہ انا لحافظون مین شیعہ کہتے ہین کہ ضمیر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف پھرتی ہے اور آیت مین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حفاظت مراد ہے کبھی کہتے ہین کہ ضمیر تو قرآن ہی کی طرف پھرتی ہے مگر قرآن کی حفاظت لوح محفوظ مین مراد ہے - نیز شیعون کے یہان متواتر کیا معنی کوئی ضعیف روایت بھی تحریف قرآن کے خلاف نہین بلکہ جس قدر روایات ہین سب تحریف قرآن کے موئد ہین - علی ہذا شیعون کا اجماع بھی تحریف قرآن کے خلاف نہین ہے بلکہ ان کا اجماع تحریف قرآن کے وقوع پر ہے - لہذا اہل سنت کے یہان کوئی روایت تحریف قرآن کے ہو نہین سکتی اور بالفرض کفرض المحال ہو تو وہ واجب الرد ہے -

ان سات امور کے اچھی طرح محفوظ کر لینے کے بعد کسی شیعہ کی طاقت نہین کہ اہل سنت کی کتابون سے تحریف قرآن ثابت کرنے کا دعوی کرے - لہذا یہ چوتھا جواب بھی حضرات شیعہ کے لیے کچھ مفید نہین ہو سکتا -

المختصر قرآن شریف کے وجہ سے شیعون کی جان ضیق مین ہے اگر قرآن شریف پر ایمان لاتے ہین اور اس کو ہر قسم کی تحریف سے پاک کہکر قائلین تحریف کو کافر کہتے ہین تو مشکل سارا مذہب مٹتا ہے علمای مذہب ہاتھ سے جاتے ہین اور اگر قرآن پر ایمان نہ ہونے کا اقرار کرتے ہین تو مسلمانون کی فہرست سے نام کٹتا ہے اللہ تعالی ان بیچارون کی حالت پر رحم کرے اور اس کشمکش سے ان کو نجات دے -

۱۲

تتمہ

الحمد للہ کہ مسالہ ایمان بالقرآن کا بیان چارون نمبرون مین تمام ہو گیا جو شخص انصاف کی آنکھ سے ان چارون کا مطالعہ کریگا اسکو مذہب شیعہ کے باطل ہونے مین ذرہ برابر شک باقی نہین رہ سکتا۔

آجکل کے بعض شیعون نے اپنے متقدمین سے بھی سبقت کر کے کچھ نئے جوابات کا اضافہ کیا ہے ہم چاہتے ہین کہ ان کا نمونہ بھی اس تتمہ مین ہدیہ ناظرین کر دیا جائے۔

(۱) کہتے ہین کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر ہے اور تحریف کی روایات ایمان مین خلل انداز نہین ہو سکتین جس طرح۔ مسلمانون کا ایمان توراۃ و انجیل پر ہے باوجودیکہ وہ توراۃ و انجیل کو محرف جانتے ہین بالکل اسیطرح شیعون کا ایمان قرآن مجید پر ہے۔

جواب اسکا بچند وجوہ ہے۔ **اولاً** یہ کہ توراۃ و انجیل مین اور قرآن شریف مین بڑا فرق ہے۔ توراۃ و انجیل منسوخ کتابین ہین ان پر عمل کرنا نہین ہے لہذا ان پر صرف اسی قدر ایمان کافی ہے کہ اس نام کی کتابین خدا کی طرف سے نازل ہوئی تھین ان کے موجودہ نسخون پر ایمان لانے کی ضرورت نہین بخلاف قرآن شریف کے کہ وہ غیر منسوخ اسکے احکام قیامت تک واجب العمل لہذا اسکے موجودہ نسخون پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔

۱۳

ثانیاً یہ کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر ایسا بھی نہین ہو سکتا جیسا کہ مسلمانون کا توراۃ و انجیل پر ہے یعنی صرف اتنی بات پر بھی شیعون کا ایمان ممکن نہین کہ قرآن نام کی کوئی کتاب خدا کی طرف سے اتری تھی کیونکہ جب مذہب شیعہ نے تمام صحابہ کرام کو بلا استثنا جھوٹا مان لیا تو اس امر کا بیان کرنے والا کہ قرآن نام کی کتاب نازل ہوئی تھی صحابہ کرام کے سوا کون ہے وہی جھوٹے لوگ ہین اور جھوٹے کی گواہی قابل اعتبار نہین۔

اگر شیعون نے تمام صحابہ کرام کو جھوٹا نہ مانا ہوتا صرف تحریف قرآن کے قائل ہوتے تو البتہ وہ کہہ سکتے تھے کہ ہمارا ایمان قرآن پر ایسا ہے جیسا مسلمانون کا توراۃ و انجیل پر۔

(۲) کہتے ہین کہ اگر قرآن موجود پر ایمان رکھنا ضروری ہے تو اس قرآن کا وجود تو حضرت عثمانؓ کے

زمانہ مین ہوا حضرت ابوبکر و حضرت عمر کا ایمان کس قرآن پر تھا۔

جواب اسکا یہ ہے کہ یہ قرآن موجود بالکل مطابق اس قرآن کے ہے جو زمانہ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم مین اور حضرت ابوبکر و حضرت عمر کے عہد مین رائج تھا لہذا ان کا ایمان بھی قرآن موجود پر ظاہر ہے۔

(۳) کہتے ہین کہ تحریف قرآن کے عقیدہ مین کچھ خرابی نہین جو کچھ الزام اسکا ہے وہ تحریف کرنے والون پر ہے اور یہ اعتراض کہ حضرت علی نے تحریف کیون کرنے دی یا اپنے زمانہ خلافت مین غیر محرف قرآن کی اشاعت کیون نہ کی کسی طرح قابل التفات نہین۔ جناب رسالتمآب کے زمانہ مین تورات و انجیل مین تحریف ہوئی انھون نے اس تحریف کو کیون نہ روکا یا اصلی تورات و انجیل کو کیون نہ شایع کیا۔

جواب یہ ہے کہ تورات و انجیل کی مثال یہان کسی طرح زیبا نہین رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر اور مسلمانون پر تورات و انجیل کی حفاظت یا اس کے اصلی نسخون کی اشاعت فرض نہ تھی اور کیون فرض ہوتی جبکہ وہ کتابین منسوخ ہو چکی تھی بخلاف قرآن شریف کے کہ اسکی حفاظت و اشاعت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پر بھی فرض تھی اور مسلمانون پر بھی۔ لہذا اگر قرآن کو محرف مانا جائے تو ضرور حضرت علی پر الزام مذکور عائد ہوگا۔ اور جو جو خرابیان عقیدہ تحریف قرآن کی ہم بیان کر چکے ہین سب مذہب شیعہ پر عائد ہونگی۔

۱۴

(۴) کہتے ہین کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث صحیح فریقین کی کتابون مین ہے کہ حضور نے مسلمانون کو فرمایا کہ تم قدم بقدم بنی اسرائیل یعنی یہود و نصاریٰ کے چلوگے اور مسلّم ہے کہ یہود و نصاریٰ نے اپنی کتب سماوی مین تحریف کی پس بموجب اس حدیث کے ضروری ہوا کہ مسلمان بھی قرآن مین تحریف کرین۔ یہ حدیث بتلا رہی ہے کہ قرآن کا محرف ہو جانا ضروری تھا۔

جواب یہ کہ اس حدیث کا یہ مطلب قطعاً نہین ہوسکتا کہ حضور نے تمام مسلمانون کی بابت فرمایا کہ سب کے سب بلا استثنار یہود و نصاریٰ کے قدم بہ قدم ہو جائینگے ضرور ہے کہ حضور کا یہ ارشاد بعض کلمہ گویان اسلام کے بابت مانا جائے ورنہ شیعہ اپنے گروہ کو اپنے امامون کو بھی اس جرم کا مرتکب ماننے پر مجبور ہونگے۔ اور جبکہ بعض مسلمان اس خطاب کے مورد ہوے

تو تحریف قرآن کا ارتکاب بعض کلمہ گویان اسلام سے ثابت ہو جانا کافی ہے اور صحیح مصداق
اس کے بانیان مذہب شیعہ ہین انھون نے قرآن مین تحریف کی بڑی بڑی کوششین کین یہ دوسری
بات کہ ان کی تحریف چل نہ سکی ان کی محرف آیتین انھین کے کتابون مین درج ہو کر رہگئین
دوسری بات یہ ہے کہ تمام باتون مین یہود و نصاری کا قدم بہ قدم ہونا بھی مراد نہین
ورنہ یہودیون نے پیغمبرون کو قتل کیا تھا مسلمانون کا کسی پیغمبر کو قتل کرنا کیسے ثابت ہو سکتا ہے
جبکہ نبوت ختم ہو چکی لہذا تحریف کتاب آلہی مین بھی یہود و نصاری کا پیرو ہونا کچھ ضروری نہین
خاصکر جبکہ قرآن مجید کی حفاظت کا خدا ذمہ دار ہو چکا تو اس کو ضرور ان امور سے مستثنی کیا
جائیگا جنمین پیروی یہود و نصاری بعض کلمہ گویان اسلام سے صادر ہو گی۔

(۵) بعض شیعہ گھبرا کر یہ بھی کہدیتے ہین کہ اگر ہمارا ایمان قرآن شریف پر نہین ہے تو علمای
اہل سنت نے ہمارا شمار فرق اسلامیہ مین کیون کیا نیز زمانہ حال کے بعض لوگون کے اقوال
پیش کرتے ہین کہ اُنھون نے اپنی کتابون مین لکھا ہے کہ شیعہ تحریف قرآن کے قائل نہین ہین۔

جواب اسکا یہ ہے کہ علمائے مسلمین نے تمھارا شمار فرق اسلامیہ مین محض اس وجہ سے
کیا ہے کہ تم زبان سے کلمہ اسلام پڑھتے ہو نیز اُن علما کو تمھاری اس عقیدہ کی بالکل خبر
نہ تھی وہ نہین جانتے تھے کہ تم قرآن کو محرف مانتے ہو قرآن کے ایک حرف کے انکار سے آدمی دائرہ
اسلام سے خارج ہو جاتا ہے چہ جائیکہ پورے قرآن کو مشکوک ماننا اور زمانہ حال کے جن
صاحبون نے تمھارے قائل تحریف ہونے سے انکار کیا ہے ان کا انکار تو محض عدم تحقیق پر
مبنی ہے - ان لوگون نے تمھارے ان چار اشخاص کے اقوال سے دھوکا کھایا ہے جو تحریف کے
منکر ہین اُنھون نے اس بات کی تحقیق نہین کی کہ آیا انکار تحریف ان اشخاص کی ذاتی راے ہے
یا مذہب شیعہ مین اسکی اصلیت ہے -

بات اصل یہ ہے کہ مسلمان اور قرآن کو محرف کہے یہ بات اس قدر بعید از قیاس ہے کہ
کوئی عقلمند اول وہلہ مین اس کے ماننے کے لیے تیار نہین ہو سکتا شیعون کی کلمہ گوئی کو دیکھکر
پہلا خیال یہی جاتا ہے کہ شیعون پر عقیدہ تحریف قرآن کا الزام بیجا ہے پھر اس کے بعد جب چار
اشخاص منکر تحریف نظر آتے ہین تو اس خیال کو اور بھی قوت ہو جاتی ہے لیکن جب کوئی شخص

۱۵

تحقیق پر آمادہ ہو اور مذہب شیعہ کو اول سے آخر تک دیکھے تب اسکو روز روشن کی طرح نظر آتا ہے کہ یہان تو کچھ اور ہی معاملہ ہے اس وقت یہ عقدہ اسپر کھل جاتا ہے کہ شیعون کا ایمان قرآن شریف پر نہین ہے اور نہ ہو سکتا ہے۔

بعض مسلمانون کو عیسائیون اور آریون سے بڑی غیرت معلوم ہوتی ہے کہ کلمہ گویان اسلام مین سے کوئی فرقہ تحریف قرآن کا قائل ثابت ہو مگر غور سے دیکھا جائے تو کوئی بات غیرت کی نہین اول تو شیعون کا قائل تحریف ہونا ہمارے چھپانے سے چھپ نہین سکتا۔ دوسرے عیسائی اور آریہ جس قدر اعتراضات قرآن شریف پر کرتے ہین سب کا ماخذ کتب شیعہ ہین لہذا جب اُن کو معلوم ہو جائیگا کہ جمہور اہل اسلام خود ہی اس عقیدہ کی بابت شیعون کو ملزم قرار دے رہے ہین تو پھر وہ ہمارے سامنے کسیطرح ان کے اقوال پیش نہ کر سکین گے۔

خدا کا شکر ہے کہ النجم کے ذریعہ سے یہ مسئلہ پوری روشنی مین آگیا اگر کوئی شیعہ طالب حق ہو اور وہ مذہب شیعہ کو اسلام کی شاخ اور دین الٰہی کی اصلی تعلیم سمجھکر مذہب شیعہ مین آیا ہو تو امید ہے کہ اسکو ضرور میرے ان رسائل سے فائدہ ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ واللہ یھدی من یشاء الی صراط مستقیم

تمت
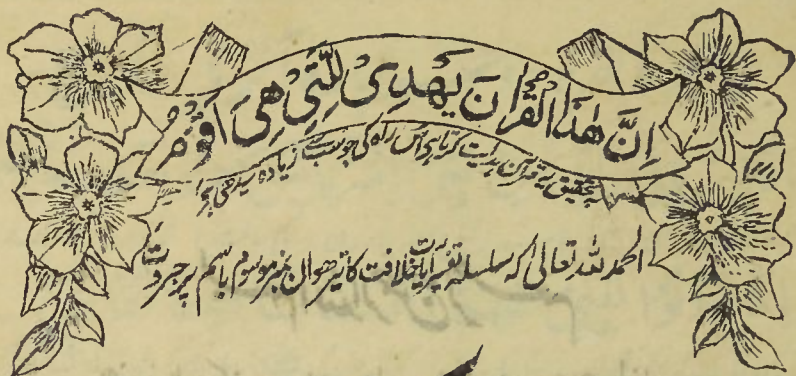
اِنَّ هٰذَا الْقُرْاٰنَ يَهْدِيْ لِلَّتِيْ هِيَ اَقْوَمُ

بتحقیق یہ قرآن ہدایت کرتا ہے اس راہ کی جو سب سے زیادہ سیدھی ہے

الحمد للہ تعالی کہ سلسلہ تفسیر آیات خلافت کا تیرھوان نمبر موسوم باسم برجستہ

تفسیر آیاتِ مُلکِ طالوت

جسمین

قرآن مجید کے دوسرے پارہ کی آخری آیتون کی تفسیر کرکے یہ دکھلایا گیا ہے کہ قرآن مجید نے خلیفہ کے جو فرائض اور خلافت کے جو مسائل تعلیم فرمائے ہین وہ اہل سنت کی تائید و تصدیق اور مذہب شیعہ کے ابطال و تکذیب کے لیے بُرہان قاطع ہین صاف نظر آتا ہے کہ مذہب شیعہ کی بنیاد مخالفت قرآن پر ہے

(مؤلفہ)

معترف بعجز و قصور محمد عبد الشکور عافاہ ربہ مدیر النجم - باہتمام کارپردازان صحیفہ النجم عمدۃ المطابع مین چھپکر

النجم کے صفحات پر شائع ہو کر بصیرت افروز ہوا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وکفی وسلام علے عبادہ الذین اصطفی
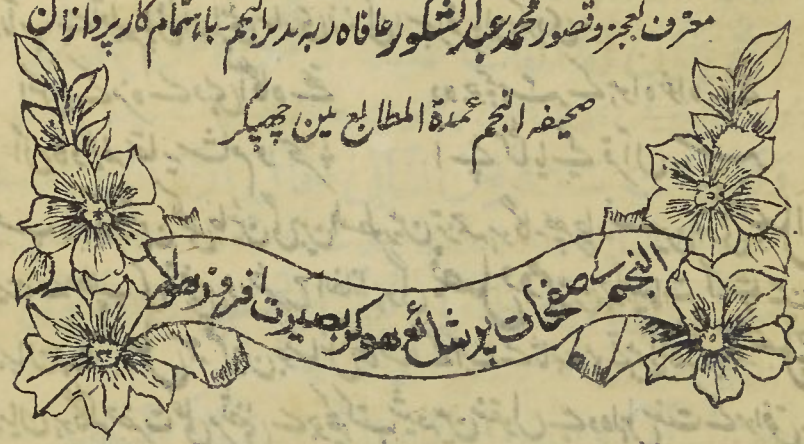
اما بعد تفسیر آیات خلافت کے سلسلہ مین قرآن مجید کی بارہ آیتون کی تفسیر لکھ چکنے کے بعد دل مین آیا کہ اب ایک ایسی آیت کی بھی تفسیر کیجائے جس سے خلافت کے مہمات مسائل کا استنباط ہوتا ہو چنانچہ اس وقت آیات ملک طالوت کی تفسیر کے لیے قلم حق رقم ہاتھ مین دیا گیا ہے۔ واللہ ھو المستعان فی کل حین وآن۔

خدا کرے یہ سلسلہ تفسیر آیات کا زندگی کے ساتھ ساتھ رہے اور قرآن مجید کی خدمت کا تعطش کبھی کم نہو۔

مصلحت نیست مرا سیری از آن آب حیات
ضاعف اللہ بہ کل زمان عطشی

خدا کرے میری زندگی کا آخری کام اللہ تعالیٰ کی اسی پاک کتاب کی خدمت ہو ؎

روز قیامت ہر کسے در دست گیرد نامہ
من نیز حاضر مے شوم تفسیر قرآن در بغل

کیسے خوش نصیب تھے صحابہ کرام جنھون نے رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے قرآن مجید سُنا اور آپ سے تعلیم پائی اور اپنی ساری زندگی اسپر قربان کردی۔

اُس کے مزہ سے وہی آگاہ تھے
وہ جو پیمبر کے ہواخواہ تھے

اُن کا وظیفہ تھا یہ شام و سحر
اپنے کٹا یا کیے قرآن پہ سر

پہلے حسب دستور آیتین لکھی جائینگی بین السطور مین ترجمہ ہوگا۔ پھر چار فصلین ہونگی **فصل اول** مین آیت کے مطلب کی توضیح اور شرح الفاظ ہوگی **فصل دوم** مین جو تعلیمات آیت مین ہین ان کا بیان ہوگا۔ **فصل سوم** مین جو مسائل خلافت کے آیت سے ثابت ہوتے ہین انکا ذکر ہوگا **فصل چہارم** مین یہ بیان ہوگا کہ حضرت علی مرتضیٰ سے جو کچھ کتب شیعہ مین منقول ہے وہ اہل سنت کے موافق ہے۔

سورۂ بقرہ دوسرا پارہ آخری رکوع -

اَلَمْ تَرَ اِلَى الْمَلَاِ مِنْ بَنِىْٓ اِسْرَآءِيْلَ مِنْ بَعْدِ مُوْسٰى

کیا تو نے (اے نبی) بنی اسرائیل کے سرداروں (کی حالت) کو نہیں دیکھا بعد موسیٰ

اِذْ قَالُوْا لِنَبِىٍّ لَّهُمُ ابْعَثْ لَنَا مَلِكًا نُّقَاتِلْ فِىْ

(کی وفات) کے جبکہ اُنھوں نے اپنے ایک نبی سے کہا کہ مقرر کر دیجیے ہمارے لیے کوئی بادشاہ تاکہ قتال کریں ہم راہ

سَبِيْلِ اللّٰهِ ؕ قَالَ هَلْ عَسَيْتُمْ اِنْ كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِتَالُ اَلَّا

خدا میں - نبی نے کہا کہ کہیں ایسا تو نہ ہوگا کہ اگر تم پر قتال فرض کر دیا جائے تو تم

تُقَاتِلُوْا ؕ قَالُوْا وَمَا لَنَآ اَلَّا نُقَاتِلَ فِىْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَقَدْ اُخْرِجْنَا

قتال نکرو- اسرائیلی سرداروں نے کہا کہ ہمیں کیا عذر ہے کہ ہم راہ خدا میں قتال نہ کریں حالانکہ ہم نکالے گئے

مِنْ دِيَارِنَا وَاَبْنَآئِنَا ؕ فَلَمَّا كُتِبَ عَلَيْهِمُ الْقِتَالُ تَوَلَّوْا

اپنے گھروں سے اور (جدا کیے گئے) اپنے بیٹوں سے مگر جب فرض کیا گیا ان پر قتال تو سب پھر گئے

اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْهُمْ ؕ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌۢ بِالظّٰلِمِيْنَ ۝ وَقَالَ لَهُمْ

سوا تھوڑے لوگوں کے اُن میں سے اور اللہ ظالموں سے واقف ہے اور اُن سے

نَبِيُّهُمْ اِنَّ اللّٰهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوْتَ مَلِكًا ؕ قَالُوْٓا

ان کے نبی نے کہا کہ بہ تحقیق اللہ نے مقرر کیا تمھارے لیے طالوت کو بادشاہ اسرائیلی سرداروں نے کہا

اَنّٰى يَكُوْنُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ اَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ

کہ طالوت کو کس طرح ہم پر بادشاہی ہو سکتی ہے حالانکہ ہم ان سے زیادہ بادشاہی کے حق دار ہیں

وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ؕ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىهُ

اور طالوت کو مال کی فراخی (بھی) نہیں دی گئی- نبی نے کہا کہ بہ تحقیق اللہ نے طالوت کو تم پر برگزیدہ کیا ہے

عَلَيْكُمْ وَزَادَهٗ بَسْطَةً فِى الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ؕ وَاللّٰهُ يُؤْتِىْ مُلْكَهٗ

اور ان کو علم میں اور جسم میں کشادگی دی ہے - اور اللہ اپنا ملک دیتا ہے

مَنْ يَّشَآءُ ؕ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ۝ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ

جسکو چاہتا ہے - اور اللہ گنجایش والا اور جاننے والا ہے اور اُن سے اُن کے نبی نے کہا کہ

اِنَّ اٰیَةَ مُلْكِهٖۤ اَنْ یَّاْتِیَكُمُ التَّابُوْتُ فِیْهِ سَكِیْنَةٌ مِّنْ

کہ طالوت کی بادشاہی کا نشان یہ ہے کہ (انکے عہد مین) تابوت تمھارے پاس آجائیگا جس مین تسکین ہے

رَّبِّكُمْ وَ بَقِیَّةٌ مِّمَّا تَرَكَ اٰلُ مُوْسٰى وَ اٰلُ هٰرُوْنَ

تمھارے رب کی طرف سے اور بقیہ ہے اس چیز کا جسکو چھوڑا ہے آل موسی اور آل ہارون نے

تَحْمِلُهُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

اٹھا لائین گے اسکو فرشتے - بہ تحقیق اس مین نشانی ہے تمھارے لیے بشرطیکہ تم

مُّؤْمِنِیْنَ ۝ فَلَمَّا فَصَلَ طَالُوْتُ بِالْجُنُوْدِ قَالَ اِنَّ اللّٰهَ

ایمان دار ہو - پھر جب طالوت لشکرون کے ساتھ چلے تو انھون نے کہا کہ بہ تحقیق اللہ

مُبْتَلِیْكُمْ بِنَهَرٍ ۚ فَمَنْ شَرِبَ مِنْهُ فَلَیْسَ مِنِّیْ ۚ

تمھارا امتحان لینے والا ہے ایک نہر کے ذریعہ سے - پس جو شخص اس نہر سے پانی پی لیگا وہ میری جماعت مین سے نہین ہے

وَ مَنْ لَّمْ یَطْعَمْهُ فَاِنَّهٗ مِنِّیْۤ اِلَّا مَنِ اغْتَرَفَ غُرْفَةًۢ بِیَدِهٖ ۚ

اور جو شخص اس پانی کو نہ پیئے گا وہ میری جماعت مین ہے مگر جو شخص اپنے ہاتھ سے ایک چلو پانی لیکر پی لے

فَشَرِبُوْا مِنْهُ اِلَّا قَلِیْلًا مِّنْهُمْ ؕ فَلَمَّا جَاوَزَهٗ هُوَ

(اسکے لیے معافی ہے) پھر سب نے اس نہر کا پانی پی لیا مگر تھوڑے لوگون نے ان مین سے پھر جب طالوت

وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ ۙ قَالُوْا لَا طَاقَةَ لَنَا الْیَوْمَ بِجَالُوْتَ

اور ایمان والے جو انکے ہمراہ تھے آگے بڑھے تو لوگون نے کہا کہ ہم کو آج طاقت نہین ہے جالوت

وَ جُنُوْدِهٖ ؕ قَالَ الَّذِیْنَ یَظُنُّوْنَ اَنَّهُمْ مُّلٰقُوا

اور اسکے لشکرون سے (لڑنے کی) - مگر جن لوگون کو یقین تھا کہ وہ اللہ کے

اللّٰهِ ۙ كَمْ مِّنْ فِئَةٍ قَلِیْلَةٍ غَلَبَتْ فِئَةً كَثِیْرَةًۢ

سامنے جانے والے ہین انھون نے کہا کہ بسا اوقات چھوٹا گروہ بڑے گروہ پر غالب آگیا ہے

بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَ اللّٰهُ مَعَ الصّٰبِرِیْنَ ۝ وَ لَمَّا بَرَزُوْا

اللہ کے حکم سے - اور اللہ صبر کرنے والون کے ساتھ ہے اور جب انھون نے سامنا کیا

لِجَالُوْتَ وَ جُنُوْدِهٖ قَالُوْا رَبَّنَاۤ اَفْرِغْ عَلَیْنَا

جالوت اور اسکے لشکرون کا تو دعا مانگی کہ اے رب ہمارے بہا دے ہمارے اوپر

صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ
(دریا) صبر (کا) اور ثابت قدم رکھ ہمکو اور مدد کر ہماری مقابلہ مین
الْكَافِرِيْنَ ۝ فَهَزَمُوْهُمْ بِاِذْنِ اللّٰهِ وَقَتَلَ دَاوُدُ
کافرون کے۔ پس شکست دی انھون نے جالوت والون کو اللہ کے حکم سے اور قتل کیا داؤد نے
جَالُوْتَ وَاٰتٰىهُ اللّٰهُ الْمُلْكَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَهٗ مِمَّا
جالوت کو اور عنایت کی داؤد کو اللہ نے بادشاہت اور حکمت اور علم دیا اسکو بعض ان چیزون کا
يَشَآءُ ۝ وَلَوْلَا دَفْعُ اللّٰهِ النَّاسَ بَعْضَهُمْ بِبَعْضٍ
جن کو اللہ نے چاہا۔ اور اگر نہو دفع کرنا اللہ کا بعض لوگون کو بعض کے ذریعہ سے
لَفَسَدَتِ الْاَرْضُ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ ذُوْ فَضْلٍ عَلَى الْعَالَمِيْنَ
(یقیناً) تباہ ہوجائے زمین ولیکن اللہ بخشش (کرنے) والا ہے جہان والون پر
تِلْكَ اٰيٰتُ اللّٰهِ نَتْلُوْهَا عَلَيْكَ بِالْحَقِّ وَاِنَّكَ
یہ آیتین ہین اللہ کی جنکو (اے نبی) ہم آپ پر نازل کرتے ہین حق کے ساتھ اور (یہ دلیل ہی اسکی) کہ یقیناً آپ
لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ ۝
(ہمارے) رسولون مین سے ہین

فصل اول

ان آیتون مین حق تعالےٰ نے بنی اسرائیل کا ایک واقعہ بیان فرمایا ہے جو حضرت موسیٰ علی نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد پیش آیا۔

جس پیغمبر کے زمانہ مین یہ واقعہ ہوا تھا اُن کا نام قرآن مجید مین نہین بتایا۔ مگر بائبل مین اُن کا نام شموئیل لکھا ہے اور ہمارے مفسرین نے شمویل بیان کیا ہے اور لکھا ہے کہ اصل نام عبرانی زبان مین اسماعیل تھا دیکھو تفسیر معالم التنزیل۔

جس بادشاہ کا قصہ ان آیتون مین ہے اُن کا نام قرآن شریف سے بظاہر طالوت معلوم ہوتا ہے لیکن بائبل مین ان کا نام شاؤل لکھا ہے۔ تفسیر معالم التنزیل مین ہے کہ ان کا نام عبرانی زبان مین شاؤل تھا۔ قرین قیاس یہ ہی کہ طالوت نام نہین ہی بلکہ صفت ہے لفظ طالوت

طول سے مشتق ہے۔ اُن کا قد بنی اسرائیل مین سب سے لنبا تھا چنانچہ اسکی تصریح ہمارے مفسرین نے بھی کی ہے اور بائبل مین بھی ہے اسی درازی قد کے سبب سے ان کو طالوت کہا گیا۔

طالوت کا نام نہونا قرین قیاس اسلیے نہین کہ بائبل سے قرآن کا تطابق ہوجائے بلکہ اسلیے کہ حق تعالی کی عادت کریمہ ایسے مواقع مین اوصاف وعلامات ہی کے ذکر کرنے کی ہے نہ اشخاص کا نام بتانے کی۔ اور ہونا بھی یہی چاہیے نام کے ذریعہ سے کامل تعیین مقصود کی نہین ہوتی غیر مقصود کا اشتباہ باقی رہجاتا ہے کیونکہ وہی نام دوسرے کا بھی ہوسکتا ہے۔ بخلاف اسکے اوصاف وعلامات مختصہ کے بیان کرنے سے پوری شناخت مقصود کی ہوجاتی ہے۔ یہی حکمت ہے کہ حق تعالی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بشارت کتب سابقہ مین اوصاف وعلامات ہی کے ذریعہ سے بیان فرمائی نیز آپ کے خلفائے راشدین جنکی خلافت کا وعدہ قرآن مجید کی متعدد آیات مین ہے ان کی پہچان بھی اوصاف وعلامات ہی کے ذریعہ سے کرائی نام کسی کا ذکر نہ فرمایا پس اسی عادت کے مطابق حضرت شمویل سے بھی فرمایا گیا ہوگا کہ بنی اسرائیل مین جو شخص سب سے زیادہ لمبے قد کا ہے وہی خدا کی طرف سے ان کا بادشاہ ہے اس کی تائید تفاسیر سے بھی ہوتی ہے معالم التنزیل مین ہے۔

وذلك ان شمویل سال الله تعالی ان یبعث لهم ملکا فاتی بعصا وقرن فیه الدهن دهن القدس وقیل ان صاحبکم الذی یکون طوله	اور یہ اسطرح ہوا کہ حضرت شمویل نے اللہ تعالی سے درخواست کی کہ بنی اسرائیل کے لیے کوئی بادشاہ مقرر کردے تو ان کے پاس ایک عصا لایا گیا اور ایک سینگ جس مین بیت المقدس کا تیل تھا اور فرمایا گیا کہ تمھارا بادشاہ وہی ہے

سلہ بائبل کی موافقت یا مخالفت قرآن مجید کیلئے کوئی چیز نہین ہے ہان قرآن مجید کی موافقت یا مخالفت سے بائبل کو البتہ فائدہ یا نقصان پہونچ سکتا ہے ۱۲ سلہ اگر کوئی خیال کرے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام بائبل مین ہے جیسا کہ قرآن شریف مین ہے کہ مسیح علیہ السلام نے آپکا نام احمد بتایا تو جواب یہ ہے کہ احمد آپکا ذاتی نام نہین ہے بلکہ صفاتی نام ہے ذاتی نام آپکا محمد ہے صلی اللہ تعالی علیہ علی آلہ واصحابہ وبارک وسلم ۱۲ سلہ مثلاً آیت استخلاف مین تین نعمتون کا حاصل ہونا خلیفہ موعود کی علامت قرار دیا گیا اور آیت استخلاف مین انکی صفت عبادت وعدم شرک ارشاد فرمائی اور آیۂ تمکین مین اقامت صلوۃ وزکوۃ وامر معروف ونہی منکر اور آیۂ قتال مرتدین مین معیت مین مسلمانون کے نرمی کرنا اور کافرون پر سخت ہونا وغیرہ وغیرہ۔

طول ھذہ العصا۔ } جسکی لمبائی اس عصا کی برابر ہو۔

نیز اسلیے بھی طالوت کا نام ہونا صحیح معلوم ہوتا ہے کہ انھین آیتون مین آگے چل کر اُن کے بادشاہت کی علامت بیان فرمائی گئی ہے قولہ تعالیٰ ان اٰیۃ ملکہ اگر نام کے ذریعہ سے تعیین مراد کردی گئی ہوتی تو علامت بیان کرنے کی کیا حاجت تھی۔

بنی اسرائیل کے خاندانون مین دو خاندان ایسے تھے کہ ایک مین نبوت چلی آرہی تھی اور ایک مین بادشاہت۔ نبوت کا خاندان لاوی بن یعقوب کی اولاد مین تھا۔ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون اسی خاندان سے تھے۔ اور بادشاہت کا خاندان یہودا بن یعقوب کی اولاد مین تھا حضرت داؤد اور حضرت سلیمان اسی خاندان سے تھے علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام حضرت طالوت ان دونون خاندانون مین سے کسی خاندان سے نہ تھے اور پیشہ بھی دباغی یعنی چمڑے کے پکانے کا یا سقائی یعنی پانی بھرنے کا کرتے تھے اسلیے شاہی خاندان کے لوگون نے ان کی بادشاہت پر اعتراض کیا اور اپنا خاندانی استحقاق پیش کر کے اپنے کو زیادہ حق دار بتایا۔ نیز ان کی غربت و افلاس کو بھی موجب طعن قرار دیا حق تعالیٰ نے اس اعتراض کے جواب مین دو باتین فرمائین۔ اول یہ کہ خدا نے ان کو تم پر برگزیدہ کیا ہے یعنی خدا نے ان کو بادشاہت کے لیے انتخاب کیا ہے خدا کا انتخاب غلط نہین ہو سکتا دوم یہ کہ اللہ نے ان کے علم اور جسم مین کشادگی دی ہے۔ علم کی کشادگی سے ظاہر یہ ہے کہ علم حرب[۱] و قتال کی وسعت مراد ہے کیونکہ قتال فی سبیل اللہ ہی کے لیے بادشاہ کی درخواست بنی اسرائیل نے کی تھی پس اسی کے متعلق معلومات کا زیادہ ہونا مناسب ہے۔ اور ہو سکتا ہے کہ مطلق علم کی وسعت مراد ہو۔ اور جسم کی کشادگی سے اُن کے اعضا اور قوای جسمانی کا صحیح و سالم ہونا مراد ہے پھر بادشاہت کے لیے اس کی بھی ضرورت ہے اور ہو سکتا ہے کہ ان کی قدآوری مراد ہو۔

ان دونون جوابون کے بعد حق تعالیٰ نے یہ فرما کر اعتراض کا دروازہ بند کر دیا کہ ہمارا ملک ہے ہم جس کو چاہتے ہین دیتے ہین۔ یعنے ہمارے قانون مین جس طرح

---

[۱] تفسیر معالم التنزیل مین بعض مفسرین کے اقوال بھی اسی کے تائید مین ہین کہ علم حرب کی کشادگی مراد ہے ۱۲

نبوت[۱] کے لیے کسی خاندان کی تخصیص نہیں اسی طرح خلافت وبادشاہت کے لیے کسی خاندان کی تخصیص نہیں ہے یہ معاملہ صرف ہماری مشیت پر ہے۔

بنی اسرائیل کے اعتراض کا جواب دینے کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی دو صفتیں ذکر فرمائیں۔ واسع اور علیم۔ ان دونون صفتون کے اس جگہ ذکر کرنے مین جو لطف ہے وہ ظاہر ہے گویا یہ ارشاد ہوا کہ اپنے انعام کے لیے قیدین وہ لوگ لگاتے ہین جنکے خزانے محدود ہوتے ہین مگر ہم گنجائش والے ہین ہمکو کسی قید کی حاجت نہین۔ اور قیدین وہ لوگ لگاتے ہین جو ہر شخص کی قابلیت کو نہین جانتے اپنی لگائی ہوئی قیدون کے ذریعے سے قابلیت کو جانچتے ہین ہمکو اسکی ضرورت نہین ہم علیم ہین سب کچھ جانتے ہین۔

حضرت شیخ ولی اللہ محدث دہلوی ازالۃ الخفا کی فصل ششم مین ان آیات کے تحت مین فرماتے ہین۔

خدائے تعالیٰ مستخلف ساخت طالوت را و بر نبی زمان فرمود کہ بعلامت کذا و کذا او را بشناسد و خلافت را بنام او کنند دیگر آنکہ بعد استقرار خلافت او بنص شارع سر باز زدن از قبول خلافت او و شکوک واہیہ پیدا کردن در استحسان تقدیم او معصیت ست چنانچہ بنی اسرائیل چون گفتند انی یکون له الملك علینا یعنی طالوت ہر چند از نسب بنی اسرائیل بود لیکن سابقہ در ملک نداشت دباغے بود یا سقائے۔ خدائے تعالیٰ این سخن را از ایشان نہ پسندید و بآن التفات نہ فرمود

خدائے تعالیٰ نے طالوت کو خلیفہ بنایا اور اُس زمانہ کے نبی سے فرمایا کہ فلان فلان علامت کے ذریعہ سے انکو پہچان لین اور خلافت کو ان کے حوالہ کر دین دوسری بات یہ ہے کہ بہ نص شارع خلافت قائم ہو جانے کے بعد اسکے قبول کرنے سے سرتابی کرنا اور بیہودہ اعتراضات ان کی پیشوائی کے عمدہ ہونے پر کرنا گناہ ہے چنانچہ بنی اسرائیل نے جب کہا کہ ان کو کس طرح ہمپر بادشاہت ہو سکتی ہے یعنی طالوت اگرچہ بنی اسرائیل کے خاندان سے تھے لیکن قدیم الایام سے بادشاہی ان کے گھرانے مین نہ تھی دباغی یا سقائی کا پیشہ کرتے تھے تو خدائے تعالیٰ نے ان کی اس بات کو پسند نہ فرمایا اور اس کی طرف توجہ نہ کی۔

[۱] قوم یہود نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت پر یہی اعتراض کیا تھا کہ نبوت تو بنی اسرائیل مین رہی ہے بنی اسماعیل مین نبی کیسا۔ اللہ تعالیٰ نے اسکا جواب قرآن مجید مین جابجا دیا ہے اور فرمایا ہے کہ یہ لوگ حاسد ہین خدا کی رحمت و بخشش کو مخصوص کرنا چاہتے ہین۔ اللہ اپنی بخشش جسکو چاہتا ہے دیتا ہے۔ اللہ کی رحمت کے خزانون کے یہ مالک نہین ہین لہذا ان کو کوئی حق اس اعتراض کا نہین کہ خدا نے اپنی نعمت فلان کو کیون دی فلان کو کیون نہ دی ۱۲

تابوت جس کا ذکر ان آیات مین ہے ایک صندوق تھا جس مین کچھ تبرکات تھے یہ صندوق بنی اسرائیل کے قبضہ سے نکل گیا تھا۔ قوم عمالقہ نے جب بنی اسرائیل کو شکست دی اور اُن کے مال واسباب کو لوٹا اور اُن کو جلاوطن کیا اُس وقت وہ لوگ تابوت کو بھی جو بنی اسرائیل کی بڑی پیاری چیز تھی لیگئے حضرت طالوت کے عہد خلافت مین خدا نے وہ صندوق پھر بنی اسرائیل کو واپس دلادیا فرشتے اُٹھا کر بنی اسرائیل کے یہان رکھ گئے۔ اس صندوق کے مل جانے کو خدا نے طالوت کے منجانب اللہ بادشاہ ہونے کی علامت قرار دیا۔

بنی اسرائیل کے اس قصہ مین حق تعالےٰ نے بنی اسرائیل کا بادشاہ کی درخواست کرنا پھر حضرت طالوت کا بادشاہی کے لیے منتخب ہونا اور بنی اسرائیل کا ان پر معترض ہونا بیان کر کے حضرت طالوت کے بادشاہی کے بعد بنی اسرائیل کا دشمن کے مقابلہ پر میدان جنگ مین جانا پھر خدا کی طرف سے اُن کی آزمایش کا ہونا پھر کچھ لوگون کا عین موقع پر بزدلی کرنا پھر ایک چھوٹی سی جماعت کا بڑی فوج پر غالب آنا بیان فرمایا اور حضرت داؤد علیہ السلام کے ذکر پر اس قصہ کو ختم کر دیا خاتمہ پر دو باتین ارشاد فرمائین۔

اوّل جہاد فی سبیل اللہ کی حکمت کہ اگر اللہ بعض لوگون کو بعض کے ذریعہ سے دفع نہ کرے یعنی جہاد کی اجازت نہ دے تو دنیا مین تباہی پھیل جائے معلوم ہوا کہ دنیا کو تباہی اور فساد سے بچانے کا ذریعہ صرف جہاد ہے یہ بھی معلوم ہوا کہ جہاد کی اجازت دینا حق تعالیٰ کی سنت قدیمہ ہی شرائع سابقہ مین بھی اس کا عمل درآمد رہا ہے۔

دوم اس قصہ کا دلیل نبوت ہونا اور اُس سے بڑی بڑی تعلیمات کا حاصل ہونا۔ فرمایا کہ ہم حق[1] کے ساتھ اُن آیتون کو نازل کرتے ہین یعنی اس قصہ کو افسانہ محض نہ سمجھو یا غلط نہ خیال کرو۔

---

[1] حق کے معنی سچائی کے بھی ہین اور فائدہ کے بھی ہین۔ حق کے مقابل مین باطل کا لفظ ہی۔ باطل کے دو معنی ہین بے فائدہ چیز اور جھوٹی چیز۔ قرآن مجید مین حق اور باطل دونون ہر دو معنی مین مستعمل ہوئے ہین۔ یہان دونون معنی چسپان ہین سچائی کے معنی اسلیے چسپان ہین کہ عیسائیون نے اس موقع پر یہ اعتراض کیا ہے کہ اس واقعہ کے بعض اجزا ان کی بعض کتابون کے خلاف ہین حق تعالیٰ نے اسکے جواب مین پہلے ہی فرما دیا کہ جو کچھ قرآن مین ہے وہی سچ ہے۔ اور فائدہ کے معنی ان تعلیمات کے لحاظ سے چسپان ہین جو اس قصہ مین ہین جنکا بیان آیندہ فصل مین انشاء اللہ ہو گا ۱۲

اس قصہ کا دلیل نبوت ہونا اسطور پر ہے کہ یہ قصہ بھی منجملہ اخبار غیب کے ہے اخبار غیب کی دو قسمیں ہین گذشتہ زمانے کا غیب اور آئندہ زمانے کا غیب۔ یہ قصہ گذشتہ زمانہ کا غیب ہے۔ اس قسم کے غیب کا بیان کرنا دلیل نبوت اس وجہ سے قرار دیا گیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اُمی تھے بائبل وغیرہ مین پڑھکر ان باتون کو معلوم نہ کر سکتے تھے نہ عرب کے لوگ ان قصون سے واقف تھے کہ اُن سے آپ یہ قصے سُن کر معلوم کرتے پس لامحالہ ماننا پڑے گا کہ آپ کو بذریعہ وحی ان قصون کی اطلاع ہوئی اور یقیناً آپ رسولون مین سے ہین۔

فصل دوم

یون تو قرآن مجید کے ہر ہر لفظ مین تعلیمات کا ایک دفتر ہے کوئی سادہ سے سادہ لفظ ایسا نہین جسکو بار بار غائر نظر سے دیکھا جائے اور ہر مرتبہ اُس سے نیا فائدہ نہ حاصل ہو۔ کیون نہو اسکی شان ہے کتابٌ[1] لا یفنی عجائبہ۔ لیکن اس فصل مین چند باتین جو بالکل ظاہر ہین بطور نمونہ کے بیان کی جاتی ہین۔

(۱) ان آیات مین سب سے بڑی تعلیم یہ ہے کہ صحابہ کرام کو جہاد کی ترغیب دی جارہی ہے اور یہ بتایا جارہا ہے کہ بغیر اسکے کہ کسی شخص کو اپنا بادشاہ بنایا جائے اور اپنی باگ اسکے ہاتھ مین دی جائے یہ کام انجام نہین پا سکتا۔

(۲) قولہ من بعد موسیٰ سے ایک لطیف اشارہ اس امر کی طرف ہے کہ جس طرح بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ کے بعد بادشاہ کی ضرورت محسوس کی اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد آپ کی اُمت کو اور صحابہ کرام کو یہ ضرورت پیش آئیگی۔

یہ اشارہ اُس وقت خوب واضح ہوجاتا ہے جب قرآن مجید مین دیکھا جاتا ہے کہ آنحضرت[2] صلے اللہ علیہ وسلم کو حضرت موسیٰ سے اور آپ کی کتاب[3] کو ان کی کتاب سے تشبیہ و تمثیل

---

[1] ترجمہ قرآن ایسی کتاب ہے جس کے عجائب ختم نہین ہوتے ۱۲ [2] قولہ تعالے انا ارسلنا الیکم رسولا شاھدا علیکم کما ارسلنا الے فرعون رسولا ۱۲ [3] قولہ تعالے ومن قبلہ کتاب موسیٰ اماما ورحمۃ وقولہ تعالے کتابا انزل من بعد موسیٰ ۱۲

دی گئی ہے اور حالات بھی قریب قریب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جیسے آپ پر پیش آئے اور چونکہ دونوں مین فرق مراتب بھی تھا اس لیے کچھ تفاوت بھی حالات مین ہے جو اصلی تشابہ مین مخل نہین۔

(۳) قولہ اُخرِجُنا سے اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ جہاد کی ذمہ داریان صحابہ مہاجرین پر عائد ہونگی انصار اُنکے تابع ہونگے۔ جہاد کی ذمہ داریون کے عائد ہونے کا صاف مطلب یہ ہے کہ بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے خلافت مہاجرین مین ہو گی۔

یہ اشارہ اچھی طرح روشن ہو جاتا ہے جب آیہ تمکین مین دیکھا جاتا ہے کہ مہاجرین ہی کو اجازت جہاد کا مخاطب بنایا گیا اور انکے لیے بعینہٖ یہی لفظ ارشاد ہوا جو یہان ہے۔

(۴) قولہ تعالےٰ مبتلیکم بنھر۔ امتحان بالنہر کے ذکر سے یہ تعلیم دی جا رہی ہے کہ دیکھو نہر کی طرح اموال دنیا تم پر فراخ کر کے تمھارا امتحان لیا جائے گا۔ خبردار بنی اسرائیل کی طرح مبتلائے دنیا نہونا ہان ایک چلّو پانی یعنی بقدر گزران کے دنیا سے تمتع حاصل کرنے کی اجازت ہے۔

چنانچہ خلفاے راشدین نے کیسے عظیم الشان فتوحات حاصل کیے اور دنیا کی نعمتین اُن پر کس قدر فراخ ہوئین لیکن ان کی حالت وہی رہی جو پہلے تھی خصوصاً شیخین کی حالت تو ضرب المثل ہے دشمن بھی اس کا اقرار کرتے ہین۔

حضرت ابوبکر صدیق بادشاہ عرب ہو کر صرف چھ ہزار درم سالانہ وظیفہ لیتے تھے اور بوقت وفات اپنی ذاتی جائداد بیچکر بیت المال سے جس قدر وظیفہ لیا تھا اسکو بیت المال مین واپس کرنیکا حکم دے گئے۔ کھانے پینے کا سامان رہنے کا مکان معمولی غریبون کا سا۔ کفن کے لیے بھی وصیت کر گئے

سلہ مثلاً ہجرت کہ حضرت موسیٰ نے بھی مصر سے ہجرت کی اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مکہ سے۔ مصر کے کافر فرعون اور اسکے لشکرون نے حضرت موسیٰ کا تعاقب کیا اور کفار مکہ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کا موسیٰ علیہ السلام کے اصحاب فرعون کو دیکھکر گھبرا گئے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رفیق سفر ہجرت کفار مکہ کو دیکھکر مضطرب ہوا حضرت موسیٰ نے اپنے اصحاب کو یہ کہکر تسکین دی کہ ان معی ربی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دوست کو یہ خوشخبری سُناکر تسلی دی کہ ان اللہ معنا۔

سلہ چنانچہ آیت تمکین مین فرمایا کہ اذن قتال ان لوگون کو دیا جاتا ہے جن پر ظلم ہوا اور ان مظلومون کو اس لفظ سے تعبیر کیا گیا الذین اخرجوا من دیارھم یعنی وہ لوگ جو اپنے گھرون سے نکالے گئے۔ ۱۲

کرتے کپڑے کا نہو حضرت عمر بادشاہ عرب عجم ہونے کے بعد بھی اکثر روٹی سرکہ کے ساتھ یا سوکھی روٹی پانی مین بھگو کر کھاتے - آپ کا کرتہ اکثر پیوند دار ہوتا تھا فتح بیت المقدس کے لیے جب تشریف لے گئے تو پیوند لگا ہوا لباس آپ کے جسم مبارک پر تھا مدینۂ منورہ مین راتون کو تنہا گشت کرتے محتاجون کے لیے روٹی اور غلہ وغیرہ اپنی پیٹھ پر لاد کر لیجاتے تھے رضی اللہ عنہما وارضاہما -

(۵) قولہ تعالےٰ تحملہ الملائکہ اشارہ اس بات کی طرف ہے کہ خدا کی طرف سے جو خلیفہ مسلمانون کا مقرر ہوگا اسکے منجانب اللہ ہونے کی علامت یہ ہوگی کہ اُسکے ہاتھ سے کچھ کام ایسے انجام پاوین گے جو انسانی دست رس سے باہر ہونگے چنانچہ شیخین کی خلافت مین بیسیون کام ایسے ہوے جس کا جی چاہے فتوح شام و عراق کی تاریخ اٹھاکر دیکھے جزئی جزئی واقعات تو بہت ہین کہان تک بیان کیے جائین صرف روم و ایران کی سلطنتون کا چند عربون کے ہاتھ سے زیر و زبر ہو جانا ہی ایک ایسی چیز ہے کہ خیال کرو تو بلا شبہہ غیبی تائید تم کو آنکھون سے نظر آجائے حضرت شیخ ازالۃ الخفا مین حضرت فاروق اعظم کی فتوحات کا ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہین -

سعی حضرت فاروق درین امر پوشیدہ بیش نبود ظہور ارادہ حق را عز و علا ولنعم ما قیل سے این ہمہ مستی و بیہوشی نہ حد بادہ بود + با حریفان انچہ کرد آن نرگس مستانہ کرد + واین معنی را قرائن بسیار است بمجرد ملاحظہ آن قرائن حدس قوی بآن و جہ حاصل مے شود یکے ازان قرائن این است کہ کسرا این دو دولت (یعنی روم و ایران) مستقرہ ممتدہ از مدت چہار صد سال باآن ہمہ عدد و دلاوری و سپہ سالاری درین مدت قلیلہ از دست عرب بااین سامانے کہ داشتند ہرگز مثل آن ہیچ گاہ متحقق نشد و نخواہد شد نہ در زمان اسکندر ذوالقرنین و نہ در وقت ترکان چنگیزیہ و در نہ ایام تیموریہ - بر متتبعان فن تاریخ پوشیدہ نیست کہ فتح بلاد ہر چند مساعدت بخت غالب باشد و اسباب ہمہ مہیا شد - بار و غایتے وانچہ در خلافت حضرت فاروق از فتوح حاصل شد ثالث از حد غایت است در میان کشور کشائی حضرت فاروق رضی اللہ عنہ و کشور کشائی جمعے کہ قبل از وی بودند و بعد از وے آمدند فرقے بین ست زیرا کہ در عرب بادشاہی و کشورستانی و فوج کشی نبود و رسوم سپاہیان را نمے دانستند و مقابلہ کسری و قیصر بخاطر ایشان گزشتن چہ احتمال حضرت فاروق صنعت فرد سپہ سیت را بمردم آموخت و لشکر ہا ساخت و خوفے کہ در دلہاے ایشان بود بر انداخت و جمعے کہ بعد از

حضرت عمر فوج کشی کردند از فوج آمادہ و مستعد کار گرفتند و چیزیکہ رسوم آن علوم و قواعد ان مہد بود باتمام رسانیدند و شان مابینہما چنان محسوس مے شود کہ در عہد حضرت فاروق تائید الٰہی و نصرت غیبی از آسمان مے بارید اخرج الحاکم عن حذیفۃ انہ قال کان الاسلام فی زمان عمر کالرجل المقبل لا یزداد الا قربا فلما قتل کان کالرجل المدابر لا یزداد الا بعدا ۱ھ

(۶) قولہ تعالیٰ فئۃ قلیلۃ صحابہ کرام کو فارس اور روم کے جنود مجندہ پر فتح پانے کی خوشخبری سُنائی گئی ہے اور یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اپنی قلت اور دشمن کی کثرت سے کبھی ہراسان نہونا۔

(۷) قولہ تعالیٰ ربنا افرغ علینا صبرًا۔ علاوہ تعلیم صبر کے یہ تعلیم دی جارہی ہے کہ دشمن سے مقابلہ کے وقت بھی خدا کو نہ بھولنا اور تدابیر ظاہری سے زیادہ رجوع الی اللہ میں ثابت قدم رہنا اور اسی کو مدار کامیابی سمجھنا۔

دوسری آیت مین یہ تعلیم جو یہان اشارۃً نکل رہی ہے صراحۃً مذکور ہے۔ قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین اٰمنوا اذا لقیتم فئۃ فاثبتوا واذکروا اللہ کثیرًا لعلکم تفلحون۔ ترجمہ۔ اے ایمان والو جب تم کسی گروہ کے مقابلہ پر جاؤ تو ثابت قدم رہو اور اللہ کی ذکر کی کثرت کرو تاکہ تم کامیاب ہو۔

(۸) قولہ تعالیٰ ولولا دفع اللہ الناس۔ یہ مضمون بنی اسرائیل کے قصے سے جدا ہے اس کا مقصود صرف یہ ہے کہ مسلمانون کو معلوم ہو جائے کہ مومنین صالحین کو آلہ مدافعت کفار بنانا حق تعالیٰ کی سنت دائمی ہے۔

یہ مضمون قرآن مجید مین کئی جگہ ہے۔ از انجملہ آیت تمکین کے شروع مین خاص کر صحابہ مہاجرین کو خوشخبری سنائی کہ ان اللہ یدافع عن الذین اٰمنوا۔ ان سب آیتون کے ملانے سے یہ بات ظاہر ہوتی ہے کہ جس خلیفہ کے ہاتھ سے مدافعت کفار کا کام زیادہ ہوا وہ خدا کی مراد کا

سلہ ترجمہ بتحقیق اللہ ایمان والون کی طرف سے خود مدافعت کرتا ہے۔ آیت تمکین کی تفسیر شائع ہو چکی ہے اس سے قبل علے الاتصال یہ آیت ہے انشاء اللہ عنقریب اس کی تفسیر شائع ہوگی اور اس مضمون کی آیتون کو یکجا کرکے خلفائے رضی اللہ عنہم کا خلیفہ برحق اور خدا کا ناصر و منصور ہونا اچھی طرح واضح کیا جائے گا ۱۲

الہ اور خدا کا ناصر و منصور ہے - ظاہر ہے کہ یہ صفت تینون خلیفہ مین خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ فات والا مین ایسی کامل تھی کہ کوئی بے حیا دشمن بھی انکار نہین کر سکتا -

فصل سوم

قرآن مجید مین کوئی قصہ افسانہ محض کے طور پر بیان نہین ہوا بلکہ ہر قصہ کے ضمن مین کچھ تعلیمات اس امت کی مقصود ہوتی ہین یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم نے بیان قصص مین نہ تسلسل واقعات کا لحاظ رکھا ہے نہ قصہ کے غیر ضروری اجزا کو بیان فرمایا ہے - خاص کر یہ قصہ بنی اسرائیل کا جس کے مین بڑے زور کے ساتھ تنبیہ فرمائی کہ نتلوھا علیک بالحق - یعنی اس قصہ مین بڑی بڑی حکمتین ہین افسانہ محض کس طرح ہو سکتا ہے -

اس قصہ سے خلافت و امامت کے چند اہم مسائل کا فیصلہ ہوتا ہے اور اہل سنت کا حق پر ہونا اور شیعون کا بتلائے باطل ہونا خوب ظاہر ہو جاتا ہے - واقعی قرآن مجید کا ایک ایک حرف مذہب شیعہ کو اعلان جنگ دے رہا ہے کہ فاذنوا بحرب من اللہ - اور کیون نہو جب خدا نے فرشتون کے دشمن سے اپنی عداوت بیان فرمائی ہے تو اپنے کلام پاک کے دشمنون سے اپنی عداوت کا اظہار کیون نہ فرمائے -

اب وہ مسائل بچشم عبرت و بصیرت دیکھو -

مسائل (۱) مسلمانون کے لیے ہر زمانے مین اسلامی بادشاہ نہایت ضروری ہے - ان آیتون مین حق تعالے نے نبی کے ہوتے ہوئے بھی بادشاہ کا تقرر منظور فرمایا اور کفار کے مظالم سے نجات پانا اور زمین کا فساد سے پاک ہونا بغیر بادشاہ کے غیر ممکن قرار دیا -

ف انبیا دو قسم کے ہوئے ہین بعض کو نبوت کے ساتھ بادشاہی بھی ملی جیسے حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ اور ہمارے نبی کریم علیہ وعلیہم الصلوٰۃ والسلام اور بعض کو صرف نبوت دی گئی جیسے حضرت یحییٰ اور حضرت عیسیٰ علیہما السلام - قسم اول کے نبیون کے ہوتے ہوئے کوئی دوسرا بادشاہ نہین ہو سکتا مگر قسم دوم کے نبیون کے ہوتے ہوئے بھی بادشاہ کا ہونا ضروری ہے حضرت شمویل دوسرے ہی قسم کے نبی تھے -

مسائل (۲) - خلافت اور امامت اور ملک یعنی بادشاہت ایک چیز ہے ان آیتون مین

حق تعالے نے حضرت طالوت کو مَلِک یعنی بادشاہ فرمایا حالانکہ وہ دینی حاکم اور مبعوث من اللہ تھے۔

ف اہل سنت کا یہی مذہب ہے کہ خلافت اور امامت اور بادشاہت ایک چیز ہے۔ جو بادشاہ نہو اسکو نہ خلیفہ کہا جا سکتا ہے نہ امام جن اکابر کو بوجہ کسی کمال کے امام کہا جاتا ہے وہ ایک طرح کا مجاز ہے۔ گویا یہ کہا جاتا ہے کہ ان کا کمال اس حد کو پہونچا ہوا ہے کہ ان کی بات اُس کمال کے متعلقات مین اس طرح مانی جاتی ہے جیسے امام کی بات۔

عام بادشاہت اور خلافت و امامت کی بادشاہت مین فرق صرف یہ ہے کہ خلافت اُس بادشاہت کو کہتے ہین جو بہ نیابت پیغمبر دین کے قائم رکھنے خصوصاً فرائض جہاد کی انجام دہی کے لیے ہو جو بادشاہت دنیاوی اور نفسانی اغراض کے لیے ہو اسکو خلافت و امامت نہین کہتے۔

پھر خلافت کی بھی دو قسمین ہین عادلہ اور جائرہ۔ عادلہ کی بھی دو قسمین ہین راشدہ اور عامّہ راشدہ کی بھی دو قسمین ہین خاصہ اور غیر خاصہ۔ ان سب اقسام خلافت کی تعریف اور ان کے شرائط کتاب مستطاب ازالۃ الخفا مین ملینگے فانہ عدیم النظیر فی ھذا الباب۔

مسألہ (۳) خلافت و امامت کا مقصد اعظم مسلمانون کی سیاسیات کا شرعی طور پر انتظام خصوصاً جہاد و قتال فی سبیل اللہ ہے جیسا کہ اِن آیات مین نقاتل فی سبیل اللہ کے لفظ سے ظاہر ہے۔ لہٰذا اس مقصد کے لیے جن اوصاف کی ضرورت ہے وہی اوصاف خلیفہ کے لیے ضروری ہین اُن کے علاوہ کسی اور صفت کی ضرورت نہین ہے۔

ف شیعہ کہتے ہین کہ خلافت و امامت کا مقصد وہی ہے جو نبوت کا ہے۔ امام کا کام یہ ہے کہ نبی کی طرح خدا کے احکام بندون تک پہونچائے اور بالکل نبی کی طرح ان کو ہدایت کرے۔ اسی لیے وہ بڑی بڑی شرطین امام کے لیے تجویز کرتے ہین از انجملہ یہ کہ نبی کی طرح اسکو معصوم[1] ہونا چاہیے

[1] چنانچہ شیعون کے علامہ باقر مجلسی حیات القلوب جلد اول صفحہ ۱۷ مین لکھتے ہین ۱۲

چون غرض از بعثت ایشان این ست کہ مردم اطاعت نمایند و ہر چہ از اوامر و نواہی الٰہی بایشان فرمایند امتثال کنند اگر معصوم یا محفوظ نگرداند ایشان را منافی غرض از بعثت خواہد بود و بر حکیم روا نیست کہ کہ فعلے کند کہ منافی غرض او باشد۔

چونکہ ائمہ کے مبعوث ہونے کی غرض یہ ہے کہ لوگ اُن کی اطاعت کرین اور جو کچھ خدا کے احکام لوگون سے بیان فرمائین لوگ ان کو بجا لائین لہٰذا اگر خدا ان کو معصوم یا محفوظ نہ بنائے تو جو غرض ان کی بعثت سے ہے اُسکے خلاف ہوگا اور حکیم کے لیے جائز نہین ہے کہ کوئی ایسا فعل کرے جو اُس کی غرض کے خلاف ہو۔

تاکہ بندون پر اسکی اطاعت بھی بالکل نبی کی اطاعت کے مانند فرض ہو۔
اسی وجہ سے شیعہ ان بارہ اشخاص کو جنکو دوازدہ امام کہتے ہین معصوم اور نہ صرف معصوم بلکہ تمام بزرگیون مین ہر صفت اور ہر کمال مین آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا مثل[۱] کہتے ہین اور تحلیل و تحریم کا اختیار بھی ان کے لیے ثابت کرتے ہین یعنی جس چیز کو یہ ائمہ چاہین حلال کر دین جس چیز کو چاہین حرام کر دین۔

[۱] شیعون کی سب سے بڑی کتاب اصول کافی مطبوعہ نولکشور کے صفحہ ۱۱۷ مین ہے ۱۲

عَنْ اَبِیْ عَبْدِ اللّٰهِ عَلَیْهِ السَّلَامُ قَالَ مَا جَاءَ بِهٖ عَلِیٌّ اٰخُذُ بِهٖ وَمَا نَهٰی عَنْهُ اَنْتَهِیْ عَنْهُ جَرٰی لَهٗ مِنَ الْفَضْلِ مِثْلُ مَا جَرٰی لِمُحَمَّدٍ وَلِمُحَمَّدٍ الْفَضْلُ عَلٰی جَمِیْعِ مَنْ خَلَقَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ الْمُتَعَقِّبُ عَلَیْهِ فِیْ شَیْءٍ مِنْ اَحْکَامِهٖ کَالْمُتَعَقِّبِ عَلَی اللّٰهِ وَعَلٰی رَسُوْلِهٖ وَالرَّادُّ عَلَیْهِ فِیْ صَغِیْرَةٍ اَوْ کَبِیْرَةٍ عَلٰی حَدِّ الشِّرْکِ بِاللّٰهِ کَانَ اَمِیْرُ الْمُؤْمِنِیْنَ بَابَ اللّٰهِ الَّذِیْ لَا یُؤْتٰی اِلَّا مِنْهُ وَسَبِیْلَهُ الَّذِیْ مَنْ سَلَکَ بِغَیْرِهٖ یَهْلِکُ وَکَذٰلِکَ یَجْرِیْ لِاَئِمَّةِ الْهُدٰی وَاحِدٍ بَعْدَ وَاحِدٍ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے وہ فرماتے تھے کہ علی جو احکام لائے ہین مین اُنپر عمل کرتا ہون اور وہ جس کام سے منع کرتے ہین اُس سے باز رہتا ہون۔ اُن کی بزرگی مثل اُس بزرگی کے ہے جو محمد کو حاصل ہے اور محمد کو تمام مخلوق خدا پر بزرگی ہے علی پر اعتراض کرنے والا ان کے کسی حکم سے متعلق مثل اُس شخص کے ہے جو اللہ اور اسکے رسول پر اعتراض کرے۔ اور علی کا رد کرنے والا چھوٹی بات مین یا بڑی بات مین ایسا ہی ہے جیسے اللہ کے ساتھ شرک کرنے والا امیر المومنین اللہ کا دروازہ تھے جن تک رسائی بغیر اُن کے نہین ہو سکتی اور اللہ کا راستہ تھے جو شخص کسی اور راستہ پر چلے گا وہ ہلاک ہوگا اور یہی بزرگی ہے تمام ائمہ ہُدیٰ یعنی بارہ امامون کی یکے بعد دیگرے۔

[۲] اصول کافی صفحہ ۲۷۸ کے آخر اور صفحہ ۲۷۹ کے شروع مین ہے۔

عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سِنَانٍ قَالَ کُنْتُ عِنْدَ اَبِیْ جَعْفَرِ الثَّانِیْ عَلَیْهِ السَّلَامُ فَاَجْرَیْتُ اخْتِلَافَ الشِّیْعَةِ فَقَالَ یَا مُحَمَّدُ اِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَمْ یَزَلْ مُتَفَرِّدًا بِوَحْدَانِیَّتِهٖ ثُمَّ خَلَقَ مُحَمَّدًا وَعَلِیًّا وَفَاطِمَةَ فَمَکَثُوْا اَلْفَ دَهْرٍ ثُمَّ خَلَقَ جَمِیْعَ الْخَلْقِ فَاَشْهَدَهُمْ خَلْقَهَا وَاَجْرٰی طَاعَتَهُمْ عَلَیْهَا وَفَوَّضَ اُمُوْرَهَا اِلَیْهِمْ فَهُمْ یُحِلُّوْنَ مَا یَشَاءُوْنَ وَیُحَرِّمُوْنَ مَا یَشَاءُوْنَ

محمد بن سنان سے روایت ہے وہ کہتے ہین مین امام محمد تقی علیہ السلام کے پاس تھا۔ مین نے شیعون کے باہمی اختلاف کا ذکر چھیڑ دیا تو امام نے فرمایا اے محمد اللہ تعالےٰ اپنی وحدانیت کے ساتھ ہمیشہ تنہا رہا پھر اس نے محمد اور علی اور فاطمہ کو پیدا کیا یہ لوگ مدتون اسی حال مین رہے پھر خدا نے تمام مخلوق کو پیدا کیا اور انکو اپنی مخلوق پر گواہ بنایا اور انکی اطاعت سب پر فرض کی اور مخلوق کے کام اُن کے سپرد کر دئے بس وہ جس چیز کو چاہتے ہین حلال کر دیتے ہین۔ اور جس چیز کو چاہتے ہین حرام کر دیتے ہین۔

مطلب یہ ہوا کہ شیعون کا باہمی اختلاف کوئی گھبرانے کی بات نہین کیونکہ یہ اختلاف ائمہ کے فتوون سے ہوا ہے اور ائمہ کے فتوون کا اختلاف اس سبب سے ہی کہ خدا نے انکو اختیار دیا ہے کہ جو چاہین حلال کر دین جو چاہین حرام کر دین ۱۲

مسائلہ (۴) امامت وخلافت فروعات دین سے ہے یہ مسائلہ بھی ملکا نقاتل فی سبیل اللہ سے ثابت ہوتا ہے کیونکہ اس سے معلوم ہوا کہ امام کی ضرورت احکام خداوندی کے معلوم کرنے کے لیے نہین ہے بلکہ قتال فی سبیل اللہ جو بندون کا اپنا فرض تھا اُسکی انجام دہی کے لیے ہے نبی کی طرح امام پر ایمان لانا مقصود اصلی نہین ہے ورنہ حضرت شمویل پیغمبر کے ہوتے ہوئے حضرت طالوت کی کیا ضرورت تھی۔

ف اہل سنت کہتے ہین اصول دین صرف تین ہین توحید و رسالت و قیامت ۔ انھین تینون عقیدون کا ماننا مقصود اصلی ہے باقی سب فروعات ہین یہ تینون عقیدے قرآن شریف مین بڑی صراحت سے مذکور ہین اور بڑی تاکید کے ساتھ ان کا حکم دیا گیا ہے۔

شیعہ کہتے ہین اصول دین پانچ ہین تینون مذکورۂ بالا عقائد کے ساتھ وہ امامت اور عدل کا بھی اضافہ کرتے ہین بلکہ اُنھون نے توحید و رسالت کو تو برائے نام محض اسلیے رکھا ہے کہ مسلمانون کے فرقون مین اُن کا شمار ہو سکے ورنہ تمامتر انکا زور طبیعت مسئلہ امامت پر صرف ہوا ہے اسی وجہ سے وہ اپنے کو امامیہ کہتے ہین۔ مسائلہ امامت پر اسقدر زور دینے کا مقصد اور نتیجہ سوا اسکے کچھ نہین ہے کہ نبوت کی عظمت لوگون کے دلون سے کم ہو جائے اور ظاہر ہے کہ دین الٰہی کی بنیاد حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام کی عظمت وجلالت ہی پر ہے۔ مگر یہ دونون عقیدے قرآن شریف مین کہین نہین بیان فرمائے گئے اور نہ کسی متواتر حدیث سے ثابت ہین بلکہ آیات قرآنیہ سے صاف ظاہر ہے کہ امام کی ضرورت صرف چند اعمال کی انجام دہی کے لیے ہے ورنہ امامت مقصود اصلی چیز نہین ہے۔

مسائلہ (۵) خلافت کسی خاندان[2] کے ساتھ مخصوص نہین نہ اُس مین وراثت کو دخل ہے نہ دولتمندی کو۔ بلکہ اُس مین ذاتی قابلیت اور مقصد خلافت کے انجام دینے کی قوت کا لحاظ کرنا چاہیے۔

ف شیعہ کہتے ہین کہ خلافت خاندان بنی ہاشم کے لیے مخصوص ہے اور بنی ہاشم مین بھی علی اور اولاد علی کے لیے اور اولاد علی مین بھی حسن اور حسین کے لیے اور ان کے بعد صرف حسین کی اولاد کیلئے تخصیص در تخصیص ہوتے ہوتے صرف بارہ شخصون مین اُنھون نے امامت وخلافت کو منحصر کر دیا ہے۔

---

[1] چنانچہ صرف اصول کافی کی کتاب الحجۃ کو اگر کوئی شخص دیکھ لے تو اُسکو یہ بات معلوم ہو سکتی ہے نبی و رسول کے لیے تو ایک باب بھی نہین ہے امام کے لیے البتہ صدہا ابواب ہین ۱۲

[2] قریشیت کی شرط بھی محض ایک وقتی مصلحت کے لحاظ سے تھی جیسے نکاح مین کفاءت کی شرط شارع کو مقصود نہین ہے مگر مصلحتہً بلحاظ طبائع عامہ رکھی گئی ہے۔ ۱۲

مگر یہ آیتین۔ صاف بتلا رہی ہین کہ امامت و خلافت کے لیے اس قسم کی تخصیصات کرنا یہودیانہ روش ہے۔

مسالہ۔ (۶) خلیفہ و امام کا مقرر کرنا خدا کے ذمہ نہین ہے بلکہ بندون کے ذمہ ہے اس لیے کہ جب ان آیات سے یہ معلوم ہوگیا کہ امامت مقصود اصلی نہین ہے بلکہ اس کی ضرورت قتال فی سبیل اللہ کے لیے ہے اور قتال فی سبیل اللہ بندون پر فرض ہے لہذا اس فرض کا ادا کرنا جس چیز پر موقوف ہے اس چیز کا بہم پہونچانا بھی بندون پر فرض ہونا چاہیئے جس طرح جماعت کے ساتھ نماز کا ادا کرنا بندون کے ذمہ ہے لہذا بالاتفاق امام مقرر کرنا بھی بندون کے ذمہ ہے۔ اور جسطرح ادائے نماز کیلیے وضو یا غسل کرنا بندون پر فرض ہے لہذا پانی کا بہم پہونچانا بھی انھین کے ذمہ فرض ہوا۔ اور جس طرح ستر عورت بندون پر فرض ہے لہذا کپڑا یا اور کسی ساتر کا فراہم کرنا بھی انھین پر فرض ہوا۔

ف۔ شیعہ کہتے ہین کہ امام کا مقرر کرنا خدا کے ذمہ ہے جس طرح بندے کسی کو نبی نہین بنا سکتے اسی طرح کسی کو امام بھی نہین بنا سکتے اور کہتے ہین کہ عصمت ایک باطنی چیز ہے جسکا خدا کے سوا کوئی نہین جان سکتا بندون کو کیا پتہ کہ کون معصوم ہے کون غیر معصوم اور غیر معصوم کو امام بنانے مین تمام امت کے گمراہ ہو جانے کا خطرہ ہے کیونکہ غیر معصوم سے خطا ممکن ہے اور امام کی اطاعت ہر چیز مین ضروری ہے لہذا خطا مین بھی اسکی اطاعت کیجائیگی جو صریح گمراہی ہے۔

جواب اسکا یہ ہے کہ امام کا معصوم ہونا ہرگز ضروری نہین نہ امام کی اطاعت ہر امر مین ضروری ہے بلکہ صرف انھین اُمور مین اسکی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے جو قرآن اور سنت کے مطابق ہون آیت اولی الامر مین جسکی تفسیر شائع ہو چکی ہے یہ مضمون بوضاحت بیان ہو چکا ہے امامت کا مثل نبوت ہونا بھی مسلمانون کا مذہب نہین ہے۔

اور اگر غیر معصوم کی اتباع مین کچھ دور از کار خطرات نکالے جائین تو چاہیئے کہ سب سے زیادہ نماز مین اسکا لحاظ کیا جائے جو دین کا رکن اعظم ہے اور امام نماز کے لیے معصوم ہونے کی شرط لگائی جائے اور ساری دنیا کے لیے ہر ہر مسجد ہر ہر گاؤن کے لیے ہر ہر زمانہ

کے لیے جس قدر بے تعداد امام نماز ہو چکے اور قیامت تک ہونگے سب کو معصوم اور خدا کی طرف سے مقرر کیا ہوا مانا جائے کیونکہ غیر معصوم کے پیچھے نماز پڑھنے مین اس قسم کے ہزارون خطرات ہین کہ اُس نے عمداً یا سہواً بغیر طہارت نماز پڑھادی ہو کوئی اور مفسد نماز اس سے صادر ہوگیا ہو کوئی کافر تقیہ کر کے مسلمان بنکر امام نماز بنگیا ہو وغیرہ وغیرہ۔ **شیعون** کو اپنے اس مفروضہ مسائل کے نباہنے کے لئے بہت کچھ باتین تصنیف کرنی پڑین از انجملہ یہ کہ قیامت تک کے بارہ امام خدا کی طرف سے مقرر کیے ہوئے ان کو فرض کرنا پڑے اور بارھوین امام کو صدیون سے ایک غار مین زندہ فرض کرنا پڑا۔

شیعون کو اپنے مفروضہ مسئلہ امامت اور دوازدہ امام کے متعلق قدرت سے لڑائی کرنی پڑی اور اس لڑائی مین ایسی بے نظیر شکست اور ایسی بے مثال ہزیمت ان کو ہوئی کہ کوئی دوسرا فرقہ ہرگز اسکی برداشت نہ کرسکتا تھا یقیناً وہ ایسے مذہب کو فوراً ترک کر دیتا جسکی تکذیب دلائل قدرت کر رہی ہے ہم یہ **نہین** کہتے کہ کسی کا ہزارون برس زندہ رہنا قدرت خداوندی کے لحاظ سے ناممکن ہے نہ ہم یہ کہتے **ہین** کہ کوئی شخص کہین موجود ہو اور خدا اسکو اپنی قدرت سے لوگون کی نظر سے پوشیدہ کردے کہ کوئی اسکو دیکھ نہ سکے یہ بات عقل کے خلاف ہے۔ ہمین اس بات کا اقرار ہے کہ یہ سب امور بطور خرق عادت کے ہو سکتے ہین اور ہوئے ہین۔

بلکہ ہم کہتے ہین کہ امام کا اس طرح مدت دراز تک غائب رہنا کہ نہ اس سے کوئی حل سکتا ہے اور نہ اس سے کسی کو ہدایت ملتی ہے نہ کوئی دینی انتظام اچھا یا برا وہ کرسکتا ہے یہ بات تو شیعون کے مفروضہ مقاصد امامت کے بھی خلاف ہے ایسے امام کا ہونا نہ ہونا برابر ہے۔ اسی وجہ سے ہم یہ کہتے ہین کہ شیعون کے مسائل امامت کو قدرت نے غلط کردیا اور اب اس خانہ ساز امامت کو ماننا قدرت سے کھلم کھلا جنگ کرنا ہے۔

اگر کوئی شیعہ کہے کہ امام غائب کے احکام بذریعہ سفیرون کے اور نیز دوسرے عجیب و غریب ذرائع سے غیبت صغریٰ کے زمانے مین ہمکو ملا کرتے تھے جواب بھی بذریعہ روایات کے ہمارے پاس موجود ہین۔ نیز دوسرے ائمہ کے احکام اور ان کی تعلیمات ہماری روایتون مین موجود ہین لہذا امام کا وجود بیکار نہوا۔

توجواب - اس کا یہ ہے کہ جب روایتون ہی پر دار و مدار ٹھیرا تو رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی مقدس تعلیمات جو بڑی نقد و تنقید اور بڑی حفاظت کے ساتھ اہل اسلام کے پاس موجود ہین جن مین سب سے بڑی چیز قرآن مجید ہے جو متواتر ہے ان تعلیمات مین کیا کمی ہے جو کسی امام غائب کی ہمکو ضرورت ہو۔

خدا کے لیے شیعہ اس مسئلہ پر غور کرین اور تعصب سے خالی ہوکر ٹھنڈے دل سے اُسکو سوچین تو ان کو مذہب شیعہ کا بطلان روز روشن کی طرح نظر آجائے۔

شیعہ - یہ بھی روایت کرتے ہین کہ جب دنیا مین فرمان بردار بندون کی تعداد چالیس تک پہونچ جائیگی تو امام غائب ظاہر ہو جائینگے اور دین کی باگ اپنے ہاتھ مین لین گے۔

مسئلہ (۷) خلیفہ کا اپنے زمانہ مین سب سے افضل ہونا ضروری نہین ہے۔ کیونکہ ان آیات سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ حضرت شمویل نبی کے ہوتے ہوئے طالوت خلیفہ بنائے گئے اور ظاہر ہے کہ غیر نبی نبی سے افضل نہین ہوسکتا۔

ف - شیعہ کہتے ہین کہ خلیفہ و امام کو اپنے زمانہ مین سب سے افضل ہونا چاہیئے۔ نیز وہ غیر نبی کو نبی سے افضل ہونا بھی جائز[1] قرار دیتے ہین اسی وجہ سے علی الاعلان ائمہ اثنا عشر کو تمام انبیا سے افضل اور سید الانبیا صلے اللہ علیہ وسلم کا مماثل اور ہمسر کہتے ہین۔

مسئلہ (۸) منجانب شرع کسی کی خلافت قائم ہو جانے کے بعد اسکی خلافت پر بیہودہ

[1] بعض علماے شیعہ کی تحریرات مین مثل حائری صاحب مجتہد پنجاب کے دیکھا گیا کہ وہ حضرت بڑی بے باکی سے لکھتے ہین کہ غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا بالکل جلی بات ہے کسی دلیل شرعی سے ثابت نہین واقعی ان لوگون کی جرأت قابل تعریف ہے۔ یہ مسئلہ ایسا ہی کہ مسلمانون کے کسی فرقہ نے اس مین اختلاف نہین کیا۔ احادیث تو اسکے متعلق بہت ہین مگر قرآن شریف نے اس مسئلہ کو ایسا طے کر دیا ہے کہ جس نے قرآن شریف کو دیکھا ہے وہ خوب جانتا ہے کہ غیر نبی کا نبی سے افضل ہونا تعلیم قرآنی کے قطعاً خلاف ہے۔ قرآن مجید نے جو شان نبیون کی بیان کی ہے وہ کسی اور کی نہین بیان کی نبیون کے سوا کسی کو واجب الاطاعۃ نہین قرار دیا نبیون مین تفریق کی ممانعت فرمائی یہ بھی فرمایا کہ نبیون مین بعض کو بعض پر فضیلت ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ غیر نبی کو نبی پر فضیلت نہین ہے انشاء اللہ اس مسئلہ کے متعلق مستقل رسالہ لکھکر اس مین تمام آیات قرآنیہ جمع کر دی جائینگی ۱۲

اعتراض کرنا اور اُسکے مقابلہ مین اپنے کو حق دار کہنا گناہ ہے - ان آیات مین حق تعالیٰ نے بنی اسرائیل کا اعتراض و راس اعتراض پر اپنی ناخوشی کا اظہار اسی لیے بیان فرمایا -

مسألہ - (۹) - رعیت پر واجب ہے کہ خلیفہ کے احکام کی اطاعت کرے چنانچہ حضرت طالوت نے نہر کا پانی پینے کو منع کیا اور جن لوگون نے اُن کے اس حکم کو نہین مانا حق تعالے نے ان کو پسند نہ فرمایا اب رہی یہ بات کہ خلیفہ اگر خلاف شریعت حکم دے تو یہ بات آیت اولی الامر مین بیان فرمائی گئی کہ خلاف شرع احکام کی اطاعت لازم نہین -

مسألہ (۱۰) - خلیفہ پر لازم ہے کہ رعیت کو طاقت سے زیادہ حکم نہ دے چنانچہ حضرت طالوت نے پانی پینے کی ممانعت کے ساتھ ایک چلو پانی کی اجازت دیدی -

فصل چہارم

شیعہ جن بارہ حضرات کو ائمہ اثنا عشر کہتے ہین ان مین سوا حضرت علی مرتضیٰ کے کسی کو امامت و خلافت نہین ملی - حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو ملی تھی لیکن اُنھون نے چھ مہینے کے بعد ترک کردی لہذا سوا حضرت علی کے کسی کو امام کہنا باین معنی صحیح نہین ہو سکتا -

حضرت علی مرتضیٰ نے کبھی اپنے معصوم ہونے کا یا تمام صحابہ سے افضل ہونے کا دعوی نہین کیا نہ کبھی اپنے لیے نص کا دعوی کیا نہ یہ کہا کہ منجانب اللہ لوگون پر میری اطاعت مثل انبیا کے فرض ہے یہ سب باتین شیعون نے ان کی طرف منسوب کین جن سے وہ قطعاً بری ہین -

بالکل اُسی طرح کہ عیسائیون نے حضرت عیسی علیہ السلام پر افترا کرکے ان کو خدا اور خدا کا بیٹا بنادیا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس سے قطعاً بری ہین -

رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم حضرت علی کو خبر دے گئے تھے کہ جس طرح عیسیٰ کے متعلق دو گروہ ہلاک ہوئے ایک وہ جس نے ان کی نسبت غلو کیا حتی کہ ان کو خدا اور خدا کا بیٹا بنادیا اور ایک وہ جسنے ان سے بغض رکھا اور اُن کی تنقیص و توہین کی اسی طرح تمھارے متعلق بھی دو گروہ ہلاک ہونگے غلو کرنے والا بھی اور بغض رکھنے والا بھی - غلو کرنے والے روافض ہین جو نصاری سے مشابہت رکھتے ہین اور بغض رکھنے والے نواصب ہین جو یہود سے مشابہت رکھتے ہین اور ان دونون کے درمیان مین اہل سنت و جماعت ہین

یہ حدیث شیعون کی کتابون مین بھی بالفاظ مختلفہ موجود ہے۔

حضرت علی مرتضی کرم اللہ وجہہ پر جو افترا شیعون نے کیا ہے اُس کا کوئی ثبوت اُن کے پاس مکڑی کے جالے کی برابر بھی نہین ہے۔ بخلاف اسکے حضرت علی مرتضی سے وہ باتین بتواتر منقول ہین جن سے مذہب شیعہ کی قرار واقعی بیخ کنی ہوتی ہے مثلاً اپنے زمانہ خلافت مین انکا یہ فرمانا کہ خیر الامۃ بعد نبیہا ابو بکر ثم عمر جس کو اسّی آدمیون نے ان سے روایت کیا وغیرہ وغیرہ۔

شیعہ بھی حضرت علی کی ان باتون کا انکار نہین کرتے نہ کرسکتے ہین بلکہ اُن کا سب سے اعلی جواب یہ ہے کہ حضرت علی نے یہ باتین تقیہ مین کہین وہ اپنے زمانہ خلافت مین بھی تقیہ کیا کرتے تھے اور اپنے اصلی مذہب کے اظہار پر قادر نہ تھے۔ لیکن اگر ہم حضرت علی کو ایسا تقیہ باز مان لین تو پھر اُن کے مسلمان ہونے کا ثبوت محال ہو جائیگا۔ نعوذ باللہ من ذلک۔

آیات ملک طالوت سے جو مسائل خلافت کے مستنبط ہوتے ہین جنکو ہم تیسری فصل مین بیان کرچکے۔ یہ سب مسائل بالکل اہل سنت کے مطابق خود شیعون کی کتابون مین حضرت علی مرتضی سے منقول ہین چنانچہ صرف نہج البلاغہ سے ہم چند اقتباسات ہدیہ ناظرین کرتے ہین۔

لہ نہج البلاغہ قسم اول صفحہ ۶۰ مین ہے۔

وَسَيَهْلِكُ فِيَّ صِنْفَانِ مُحِبٌّ مُفْرِطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْحُبُّ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ وَمُبْغِضٌ مُفْرِطٌ يَذْهَبُ بِهِ الْبُغْضُ إِلَى غَيْرِ الْحَقِّ وَخَيْرُ النَّاسِ فِيَّ حَالاً النَّمَطُ الْأَوْسَطُ فَالْزَمُوهُ وَالْزَمُوا السَّوَادَ الْأَعْظَمَ فَإِنَّ يَدَ اللهِ عَلَى الْجَمَاعَةِ وَإِيَّاكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّاذَّ مِنَ النَّاسِ لِلشَّيْطَانِ كَمَا أَنَّ الشَّاذَّ مِنَ الْغَنَمِ لِلذِّئْبِ۔

اور میرے متعلق دو گروہ ہلاک ہونگے ایک زیادہ محبت کرنے والا جسکو محبت خلاف حق کی طرف لیجائیگی اور ایک دشمنی رکھنے والا جسکو دشمنی خلاف حق کی طرف لیجائیگی اور میرے متعلق سب سے بہتر درمیانی راہ ہے لہذا تم لوگ اسکو لازم کرلو اور بڑی جماعت کے ساتھ رہو اس لیے کہ اللہ کا ہاتھ جماعت پر ہے خبردار بڑی جماعت سے علیحدہ نہ ہونا کیونکہ جو شخص لوگون سے علیحدہ ہوتا ہے وہ شیطان کا شکار ہوتا ہے جس طرح گلہ سے علیحدہ ہوجانے والی بکری بھیڑیئے کا لقمہ بنتی ہے

شیعہ اگر انصاف کرین تو انکے مذہب کے ابطال اور مذہب اہل سنت کے احقاق کے واسطے حضرت علی مرتضی کا یہی کلام کافی ہے ۱۲

(۱) نہج البلاغہ قسم اول صفحہ ۱۰۰ مین ہے -

وَمِنْ كَلَامٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ فِي الْخَوَارِجِ لَمَّا سَمِعَ قَوْلَهُمْ لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ قَالَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَلِمَةُ حَقٍّ يُرَادُ بِهَا الْبَاطِلُ. نَعَمْ إِنَّهُ لَا حُكْمَ إِلَّا لِلَّهِ وَلَكِنْ هٰؤُلَاءِ يَقُولُونَ لَا إِمْرَةَ إِلَّا لِلَّهِ وَإِنَّهُ لَا بُدَّ لِلنَّاسِ مِنْ أَمِيرٍ بَرٍّ أَوْ فَاجِرٍ يَعْمَلُ فِي إِمْرَتِهِ الْمُؤْمِنُ وَيَسْتَمْتِعُ فِيهَا الْكَافِرُ وَيُبَلِّغُ اللَّهُ فِيهَا الْأَجَلَ وَيُقَاتَلُ بِهِ الْعَدُوُّ وَتَأْمَنُ بِهِ السُّبُلُ وَيُؤْخَذُ لِلضَّعِيفِ مِنَ الْقَوِيِّ حَتَّى يَسْتَرِيحَ بَرٌّ وَيُسْتَرَاحَ مِنْ فَاجِرٍ -

جناب امیر علیہ السلام کا کلام ہے خوارج کے متعلق جب آپ نے اُن کا یہ قول سُنا کہ حکومت سوا اللہ کے کسی کی نہین تو فرمایا کہ سچی بات ہے مگر اسکی مراد غلط بیان کی جاتی ہے ہان بیشک حکومت سوا اللہ کے کسی کی نہین لیکن خوارج کی مراد یہ ہے کہ امارت سوا اللہ کے کسی کی نہین حالانکہ لوگون کے لیے ایک امیر ضروری ہے نیکوکار ہو یا بدکار تاکہ اسکے ماتحتی مین مومن کام کر سکے اور کافر بھی فائدہ اُٹھا سکے اور اللہ اس مین مدت کو پورا کرے اور اس امیر کے انتظام سے دشمن سے قتال ہو سکے اور راستون مین امن قائم رہے اور کمزور کا حق طاقتور سے لیا جا سکے یہان تک کہ نیکوکار آرام پائے اور بدکار کے ظلم سے نجات ملے

حضرت علی مرتضیٰ کے اس کلام سے ایک مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ مسلمانون کے لیے خلیفہ کا ہونا ضروری ہے دوسرا مسئلہ یہ معلوم ہوا کہ خلیفہ کا کام نبی کی طرح مخلوق کو ہدایت کرنا نہین ہے جیسا کہ شیعہ کہتے ہین بلکہ خلیفہ کا کام فرائض جہاد کو انجام دینا اور امن و انصاف کو قائم رکھنا ہے لہذا معلوم ہو گیا کہ خلافت اصول دین مین نہین ہے - تیسرا مسئلہ یہ بھی معلوم ہوا کہ خلیفہ کا معصوم ہونا ضروری نہین بلکہ حضرت علی کے نزدیک فاسق و فاجر کی خلافت بھی درست ہے -

(۲) نہج البلاغہ قسم اول صفحہ ۳۴۱ مین ہے -

أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ أَحَقَّ النَّاسِ بِهٰذَا الْأَمْرِ أَقْوَاهُمْ عَلَيْهِ وَأَعْلَمُهُمْ بِأَمْرِ اللَّهِ فِيهِ فَإِنْ شَغَبَ شَاغِبٌ اسْتُعْتِبَ فَإِنْ أَبَى قُوتِلَ وَلَعَمْرِي لَئِنْ كَانَتِ الْإِمَامَةُ لَا تَنْعَقِدُ

ای لوگو اس کام (یعنی خلافت) کا سب سے زیادہ حق دار وہ ہے جو سب سے زیادہ اسکے انجام دینے کی قوت رکھتا ہو اور خدا کے احکام جو اسکے متعلق ہین ان کو سب سے زیادہ جانتا ہو - پھر اگر کوئی مخالف اختلاف کرے تو اسکو سمجھایا جائے نہ مانے تو اس سے قتال کیا جائے اور قسم ہے اپنی جان

حَتّٰی تَحْضُرَھَا عَامَّةُ النَّاسِ فَمَا اِلٰی ذٰلِكَ مِنْ سَبِيْلٍ وَّلٰكِنْ اَھْلُھَا يَحْكُمُوْنَ عَلٰی مَنْ غَابَ عَنْھَا ثُمَّ لَيْسَ لِلشَّاھِدِ اَنْ يَّرْجِعَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ يَّخْتَارَ

کہ تمام لوگ اُس وقت موجود ہون تو پھر امامت کی کوئی سبیل ہی نہ ہوتی بلکہ جو لوگ اس کام کے اہل ہین وہ غائب لوگون کی طرف سے بھی حکم لگادیتے ہین پھر نہ حاضر کو اختیار رہتا ہو کہ وہ اپنی رائی سے رجوع کرے اور نہ غائب کو کہ وہ کسی اور کو منتخب کرے

اس عبارت سے بھی کئی اہم مسائل کا فیصلہ ہوتا ہے جن مین سب سے بڑا مسألہ یہ ہے کہ خلیفہ و امام کا منصوص ہونا ضروری نہین بلکہ امامت کا انعقاد اہل حل وعقد کے انتخاب سے ہوتا ہے اور تمام مسلمانون یا تمام اہل حل وعقد کے اجماع کی بھی ضرورت نہین بلکہ جس قدر لوگ وہان موجود ہون ان کا اتفاق کافی ہے۔ مسألہ امامت مین مذہب شیعہ کی بیخ کنی اس سے زیادہ کیا ہوگی۔ دوسرا مسألہ یہ معلوم ہوا کہ خلافت کا استحقاق کسی خاندان یا قوم کی وجہ سے نہین ہوتا بلکہ ذاتی قابلیت پر اس کا دارومدار ہے اور خلیفہ کے لیے اعلم بالشریعہ ہونے کی بھی ضرورت نہین بلکہ صرف سیاسیات کے علم مین اسکو فائق ہونا چاہیئے۔

ف۔ حضرت علی مرتضی کے اس خطبہ کے ساتھ اُن کے اُس خط کو ملاؤ جو انھون نے حضرت معاویہ کو بھیجا ہے جسکی عبارت نہج البلاغہ قسم دوم صفحہ ۷ بحسب ذیل ہے۔

اِنَّهٗ بَايَعَنِي الْقَوْمُ الَّذِيْنَ بَايَعُوْا اَبَابَكْرٍ وَّعُمَرَ وَعُثْمَانَ عَلٰی مَا بَايَعُوْھُمْ عَلَيْهِ فَلَمْ يَكُنْ لِلشَّاھِدِ اَنْ يَّخْتَارَ وَلَا لِلْغَائِبِ اَنْ يَّرُدَّ وَاِنَّمَا الشُّوْرٰی لِلْمُھَاجِرِيْنَ وَالْاَنْصَارِ فَاِنِ اجْتَمَعُوْا عَلٰی رَجُلٍ وَّسَمَّوْهُ اِمَامًا كَانَ ذٰلِكَ لِلّٰهِ رِضًا فَاِنْ خَرَجَ مِنْ اَمْرِھِمْ خَارِجٌ بِطَعْنٍ اَوْ بِدْعَةٍ رَدُّوْهُ اِلٰی مَا خَرَجَ مِنْهُ فَاِنْ اَبٰی قَاتَلُوْهُ

بتحقیق مجھسے بیعت کی ہے ان لوگون نے جنھون نے ابوبکر وعمر وعثمان سے بیعت کی تھی انھین شرائط پر جن پر ان سے بیعت کی تھی لہذا اب نہ حاضر کو جائز ہے کہ کسی اور کو منتخب کرے اور نہ غائب کو کہ میری خلافت کو رد کرے اور خلافت کا مشورہ مہاجرین وانصار کا حق ہے۔ اگر وہ لوگ کسی شخص پر اتفاق کر کے اسکو امام کہدین تو وہ اللہ کا پسندیدہ امام ہے۔ اگر ان کے اتفاق سے کوئی شخص باہر ہوجائے یعنی اعتراض کر کے یا کوئی نئی بات نکالکر تو لوگون کو چاہیے کہ جس راستہ سے وہ نکل گیا ہے

عَلٰی اِتِّبَاعِہٖ غَیْرَ سَبِیْلِ الْمُؤْمِنِیْنَ وَ نُوَلِّہٖ اللّٰہُ مَا تَوَلّٰی۔

پھر اسی طرف اسکو واپس کا میں نہ مانے تو اس سے قتال کریں کہ اُسنے ایمان والونکی راہ کے خلاف راستہ اختیار کیا اور اللہ اسکو اسی طرف پھیرے گا جدھر وہ پھرا

دیکھو یہ خط اس خطبہ سے کس قدر مطابقت رکھتا ہے اور حضرت علی نے کس صراحت کے ساتھ حضرت ابوبکر و عمر و عثمان کا خلیفہ برحق و امام پسندیدہ ہونا بیان فرمایا ہے۔

شیعون کا اس خط کے متعلق یہ کہنا کہ حضرت علی نے خلافت کا بوجہ بیعت مہاجرین و انصار قائم ہونا حضرت معاویہ کے الزام دینے کو لکھا تھا ورنہ ان کا اصلی مذہب یہ تھا کہ خلافت نص سے ہوتی ہے بالکل غلط ہوگیا حضرت علی نے جو مضمون خط مین لکھا وہی اپنے خطبہ مین بھی بیان کیا ہے۔

(۲۲) نہج البلاغہ قسم اول صفحہ ۲۴ مین ہے کہ جب رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد عباس اور ابوسفیان نے حضرت علی کے ہاتھ پر بیعت کرنی چاہی تو حضرت علی نے فرمایا کہ۔

اَیُّہَا النَّاسُ شُقُّوْا اَمْوَاجَ الْفِتَنِ بِسُفُنِ النَّجَاۃِ وَ عَرِّجُوْا عَنْ طَرِیْقِ الْمُنَافَرَۃِ وَ ضَعُوْا تِیْجَانَ الْمُفَاخَرَۃِ اَفْلَحَ مَنْ نَّہَضَ بِجَنَاحٍ اَوِ اسْتَسْلَمَ فَاَرَاحَ مَآءٌ اٰجِنٌ وَ لُقْمَۃٌ یَغَصُّ بِہَا اٰکِلُہَا وَ مُجْتَنِی الثَّمَرَۃِ لِغَیْرِ وَقْتِ اِیْنَاعِہَا کَالزَّارِعِ بِغَیْرِ اَرْضِہٖ۔

ای لوگو فتنون کی موجون کو نجات کی کشتیون مین بیٹھکر طے کرو اور نفرت کے راستہ سے ہٹ جاؤ اور فخر کے تاج اُتار رکھو۔ کامیاب ہوا وہ شخص جو قوت بازو کے ساتھ اُٹھا یا وہ شخص جس نے صلح کرلی اور آرام دیا۔ یہ ایک پانی ہے تلخ اور ایک لقمہ ہے جو اپنے کھانے والے کا حلق پکڑلیتا ہے اور میوہ کا قبل اسکے پختگی کے توڑنے والا مثل اس شخص کے ہے جو اپنے غیر کے زمین مین کھیتی کرے۔

دیکھو حضرت علی نے کس طرح اپنی بیعت سے انکار کیا اور اُس وقت اپنی بیعت کو قبل از وقت قرار دیا اگر وہ خلیفۂ منصوص ہوتے تو یہ انکار ان کے لیے کسی طرح جائز نہ ہوتا۔ گویا صاف صاف اپنے خلیفۂ منصوص ہونے کا اُنھون نے انکار کر دیا۔

خیر اُس وقت تو یہ کہا جاسکتا ہے کہ حضرت ابوبکر کی خلافت قائم ہو چکی تھی لہذا فتنہ کے خوف سے حضرت علی نے انکار کیا مگر حضرت عثمان کی شہادت کے بعد جبکہ کسی کی خلافت قائم

نہ ہوئی تھی اُس وقت بھی اُنھوں نے انکار کیا اسکی کیا تاویل ہوسکتی ہے۔

(۴) نہج البلاغہ قسم اول صفحہ ۱۹۶ - مین ہے -

وَمِنْ خُطْبَۃٍ لَهُ عَلَيْهِ السَّلَامُ لَمَّا أُرِيْدَ عَلَى الْبَيْعَةِ بَعْدَ قَتْلِ عُثْمَانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ۔

جناب امیر علیہ السلام کا خطبہ ہے جبکہ اُن سے بیعت کی خواہش کی گئی بعد شہادت حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے۔

دَعُوْنِيْ وَالْتَمِسُوْا غَيْرِيْ فَاِنَّا مُسْتَقْبِلُوْنَ اَمْرًا لَهُ وُجُوْهٌ وَاَلْوَانٌ لَا تَقُوْمُ لَهُ الْقُلُوْبُ وَلَا تَثْبُتُ عَلَيْهِ الْعُقُوْلُ وَاِنَّ الْاٰفَاقَ قَدْ اَغَامَتْ وَالْمَحَجَّةَ قَدْ تَنَكَّرَتْ وَاعْلَمُوْا اِنْ اَجَبْتُكُمْ رَكِبْتُ بِكُمْ مَا اَعْلَمُ وَلَمْ اُصْغِ اِلٰى قَوْلِ الْقَائِلِ وَعَتْبِ الْعَاتِبِ وَاِنْ تَرَكْتُمُوْنِيْ فَاَنَا كَاَحَدِكُمْ وَلَعَلِّيْ اَسْمَعُكُمْ وَاَطْوَعُكُمْ لِمَنْ وَلَّيْتُمُوْهُ اَمْرَكُمْ۔ وَاَنَا لَكُمْ وَزِيْرًا خَيْرٌ لَكُمْ مِنِّيْ اَمِيْرًا۔

مجھے چھوڑدو اور میرے سوا کسی اور کو تلاش کرلو اسلیے کہ ہم پر ایک ایسا حال پیش آنے والا ہے جسکی مختلف صورتین اور مختلف رنگ ہونگے نہ دل اُس پر قائم رہینگے اور نہ عقلین ثابت رہینگی - بہ تحقیق آسمان کے کنارے غبار آلودہ ہو رہے ہے اور راہ بے پہچانی ہوئی ہوگئی ہے۔ اور خوب سمجھ لو اگر مین تمھارے درخواست کو قبول کرلون گا تو تمھارے ساتھ اپنے علم کے موافق برتاؤ کرون گا اور کسی کے قول یا کسی غصہ کرنے والے کے غصہ کی طرف توجہ نہ کرون گا - اور اگر تم مجھے چھوڑدو گے تو مین تم مین سے ایک شخص کے مثل رہون گا اور اُمید ہے کہ مین تم سے زیادہ اس شخص کی اطاعت کرون گا جس کو تم اپنا حاکم بناؤ گے - اور میرا وزیر رہنا تمھارے لیے بہ نسبت میرے خلیفہ ہونیکے

حضرت علی کے اس خطبہ سے صاف ظاہر ہے کہ ہر گز اُن کی خلافت پر کوئی نص نہ تھی ورنہ ان کا یہ کہنا کہ مجھے چھوڑدو کسی اور کو تلاش کرلو معصیت ہوگا یہ بھی معلوم ہوا کہ حضرت علی خود بھی اس بات کو جانتے تھے کہ ان مین بہ نسبت امامت کے وزارت کی قابلیت زیادہ تھی - اگر امامت مثل نبوت کے ہوتی تو حضرت علی نے اپنی امامت کا انکار کرکے ایسا گناہ کیا جیسے کوئی نبی اپنی نبوت سے انکار کرے - معاذ اللہ منہ -

(۵) نہج البلاغہ قسم اول صفحہ ۲۶۸ میں ہے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ تَعْلَمُ اَنَّهٗ لَمْ يَكُنِ الَّذِیْ كَانَ مِنَّا مُنَافَسَةً فِیْ سُلْطَانٍ وَّلَا الْتِمَاسَ شَیْءٍ مِّنْ فُضُوْلِ الْحُطَامِ وَلٰكِنْ لِنَرِدَ الْمَعَالِمَ مِنْ دِیْنِكَ وَنُظْهِرَ الْاِصْلَاحَ فِیْ بِلَادِكَ فَیَاْمَنَ الْمَظْلُوْمُوْنَ وَتُقَامَ الْمُعَطَّلَةُ مِنْ حُدُوْدِكَ۔

ای اللہ تو خوب جانتا ہے کہ جو کچھ ہمسے ہوا وہ اس وجہ سے نہین ہوا کہ ہم کو سلطنت کی رغبت تھی یا دنیا کے مال و دولت کی تلاش تھی بلکہ محض اسلیے ہوا کہ تیرے دین کی معلومات حاصل کرین اور تیرے شہرون مین نیکوکاری پھیلائین۔ تاکہ مظلوم امن سے رہین اور جو حدود تیرے معطل کر دیے گئے ہین وہ قائم کیے جائین۔

اس خطبہ مین مقاصد امامت کو بیان فرمایا معلوم ہوا کہ امامت کا مقصد محض انتظامی امور سے تعلق رکھتا ہے نبوت کی طرح ادامر و نواہی خداوندی کی تبلیغ سے امامت کو کچھ تعلق نہین ہے۔

(۶) نہج البلاغہ قسم اول صفحہ ۴۴۵ مین ہے۔

وَاللّٰهِ مَا كَانَتْ لِیْ فِی الْخِلَافَةِ رَاغِبَةٌ وَّلَا فِی الْوِلَایَةِ اِرْبَةٌ وَّلٰكِنَّكُمْ دَعَوْتُمُوْنِیْ اِلَیْهَا وَحَمَلْتُمُوْنِیْ عَلَیْهَا فَلَمَّا اَفْضَتْ اِلَیَّ نَظَرْتُ اِلٰی كِتَابِ اللّٰهِ وَمَا وَضَعَ لَنَا وَاَمَرَنَا بِالْحُكْمِ بِهٖ فَاتَّبَعْتُهٗ وَمَا اسْتَسَنَّ النَّبِیُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ فَاقْتَدَيْتُهٗ

اللہ کی قسم مجھے خلافت کی بالکل رغبت نہ تھی اور نہ حکومت کی کچھ حاجت تھی بلکہ تم نے ہی مجھے خلافت کی طرف بُلایا اور اُسپر آمادہ کیا۔ پھر جب وہ مجھ تک پہونچ گئی تو مین نے کتاب اللہ کی طرف نظر کی اور جو اُسنے ہمارے لیے مقرر کیا اور ہمین اسکے ساتھ حکم کرنے کو فرمایا اُسکو دیکھا اور اسکی پیروی کی اور نبی صلی اللہ علیہ و آلہ کے سنت کی مین نے اقتدا کی۔

اس خطبہ سے معلوم ہوا کہ حضرت علی کی خلافت پر کوئی نص نہ تھی ورنہ خلافت کی خواہش نہ ہونا چہ معنی۔ یہ بھی معلوم ہوا کہ لوگون کے اصرار سے اُنھون نے خلافت کو قبول کیا یہ بھی

معلوم ہوا کہ کتاب وسنت کے سوا اور کوئی چیز واجب الاطاعت نہین نہ اور کوئی چیز حضرت علی کے پاس تھی - ان باتون کے بعد شیعون کے خانہ ساز مسألہ امامت کی کیا ہستی باقی رہ جاتی ہے -

(۷) نہج البلاغہ قسم اول صفحہ ۴۶۳ مین ہے -

وَلَا تَظُنُّوا بِیْ اِسْتِثْقَالًا فِیْ حَقٍّ قِیْلَ لِیْ وَلَا الْتِمَاسَ اِعْظَامٍ لِنَفْسِیْ فَاِنَّهٗ مَنِ اسْتَثْقَلَ الْحَقَّ اَنْ یُّقَالَ لَهٗ اَوِ الْعَدْلَ اَنْ یُّعْرَضَ عَلَیْهِ کَانَ الْعَمَلُ بِهِمَا اَثْقَلَ عَلَیْهِ فَلَا تَکُفُّوْا عَنْ مَقَالَةٍ بِحَقٍّ اَوْ مَشْوَرَةٍ بِعَدْلٍ فَاِنِّیْ لَسْتُ فِیْ نَفْسِیْ بِفَوْقِ اَنْ اُخْطِئَ وَلَا اٰمَنُ ذٰلِكَ مِنْ فِعْلِیْ اِلَّا اَنْ یَّکْفِیَ اللّٰهُ مِنْ نَفْسِیْ مَا هُوَ اَمْلَكُ بِهٖ مِنِّیْ فَاِنَّمَا اَنَا وَاَنْتُمْ عَبِیْدٌ مَمْلُوْکُوْنَ لِرَبٍّ لَا رَبَّ غَیْرُهٗ یَمْلِكُ مِنَّا مَا لَا نَمْلِكُ مِنْ اَنْفُسِنَا وَاَخْرَجَنَا مِمَّا کُنَّا فِیْهِ اِلٰی مَا صَلُحْنَا عَلَیْهِ فَاَبْدَلَنَا بَعْدَ الضَّلَالَةِ بِالْهُدٰی وَاَعْطَانَا الْبَصِیْرَةَ بَعْدَ الْعَمٰی -

ای لوگو میری طرف یہ گمان نہ کرو کہ اگر کوئی حق بات مجھسے کہی جائے تو مجھے ناگوار گزرے گی - اور مین اپنے نفس کو بڑا سمجھون گا - جس شخص کو حق کا کہنا یا عدل کا مشورہ دینا ناگوار ہوا اسکو حق اور عدل پر عمل کرنا اور بھی دشوار ہوگا - لہذا تم حق بات کے کہنے اور عدل کا مشورہ دینے سے باز نہ رہو اس لیے کہ مین نہ اپنے نفس مین خطا کرنے سے بالاتر ہون اور نہ اپنے فعل مین خطا کرنے سے بے خوف ہون -

مگر یہ کہ اللہ میرے نفس کو بچائے کیونکہ وہ مجھسے زیادہ میرے نفس پر قابو رکھتا ہے - اور سوا اسکے نہین کہ ہم اور تم اس رب کے بندے ہین جس کے سوا کوئی رب نہین وہ ہمارے نفسون پر اس قدر قابو رکھتا ہے کہ ہم نہین رکھتے - اسنے ہمکو فساد کی حالت سے نکال کر اصلاح کی حالت مین پہونچایا - گمراہی کے بعد ہدایت ہمکو دی نابینائی کے بعد بینائی ہم کو عطا فرمائی -

حضرت علی نے اس عبارت مین اپنے معصوم ہونے سے انکار کر دیا اور حق بھی یہی ہے ان تصریحات کے بعد جو خود کتب شیعہ مین موجود ہین کون کہہ سکتا ہے کہ حضرت علی کا دامن مقدس اُن افترا پردازیون سے ملوث ہے جو شیعون نے اُن پر کین -

امامت کا فروعات دین سے ہونا۔ امام کا تقرر بندون کے ذمہ ہونا۔ امام کا معصوم و منصوص نہونا
غرضکہ مسائلہ امامت کے متعلق جو مذہب اہل سنت کا ہے وہ حضرت علی مرتضیٰ کے کلام سے ثابت ہوگیا۔

تنبیہ

شیعون کو ناواقف لوگون کے فریب دینے کا سلیقہ خوب ہوتا ہے۔ چنانچہ اس مسائلہ امامت
مین بھی اُنھون نے خوب خوب دھوکے دیئے۔

کبھی کہدیتے ہین کہ خلافت تو سنیون کے یہان فروعات مین ہے یعنی تینون خلیفہ کی
خلافت کو ماننا خود سنیون کے نزدیک کچھ ضروری نہین ہے۔ **حالانکہ** خلافت کے
فروعات مین سے ہونے کا یہ مطلب نہین کہ وہ ضروری نہین ہے بلکہ یہ مطلب ہے کہ وہ
توحید و رسالت کی طرح مقصود اصلی نہین ہے۔ پھر یہ بحث تو مطلق خلافت کی ہے تینون خلیفہ
کی خلافت کا ماننا تو اُن کی ذاتی خصوصیات کی وجہ سے اشد ضروریات مین ہے جیساکہ حضرت شیخ
ولی اللہ محدث دہلوی ازالۃ الخفا کے دیباچہ مین فرماتے ہین کہ ،، خلافت این
بزرگواران اصلیست از اصول دین تا وقتیکہ این اصل را محکم نگیرند ہیچ مسائلہ از مسائل
شریعت متاصل نہ شود ،، **کبھی** کہدیتے ہین کہ اہل سنت چونکہ اپنے تینون خلفا کا
افضل ہونا اور معصوم ہونا ثابت نہین کرسکتے اس لیے وہ خلیفہ کا غیر افضل و غیر معصوم
ہونا جائز کہتے ہین۔ **حالانکہ** تینون خلفا کا افضل اُمت ہونا اہل سنت نے ایسے عمدہ
دلائل سے ثابت کیا ہے کہ باید و شاید۔ رہا معصوم ہونا تو جیسے دلائل شیعہ اپنے ائمہ کے
معصوم ہونے کے پیش کرتے ہین وہ تو محض خرافات ہین اہل سنت اُن سے بدرجہا بہتر
دلائل حضرات خلفائے ثلاثہ کی عصمت پر پیش کرسکتے تھے مگر اہل سنت ایسی غلط
راہ اختیار کرنا نہین چاہتے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کسی کو معصوم و
مفترض الطاعۃ ماننا در اصل ختم نبوت کا انکار ہے۔ **کبھی** کہدیتے ہین کہ سنیون
کے خلیفہ چونکہ سنیون کے بنائے ہوئے ہین اس لیے سنی خلیفہ کے منصوص ہونے کا
انکار کرتے ہین۔ **حالانکہ** اہل سنت یہ نہین کہتے کہ خلیفہ منصوص ہو نہین سکتا بلکہ وہ
یہ کہتے ہین کہ خلیفہ کا منصوص ہونا ضروری نہین۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو رسول خدا

صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم بتاکید واصرار اپنی جگہ پر امام نماز بنا گئے تھے اور بہت سے ارشادات تینون خلفا کی خلافت کے متعلق فرما گئے تھے کبھی کہدیتے ہین کہ سنیون کے نزدیک جب خلیفہ نبی کا انسانون کے بنانے سے بن سکتا ہے تو ان کے نزدیک نبی بھی انسانون کے بنانے سے بن جانا چاہیئے۔ حالانکہ نبوت اور خلافت مین بڑا فرق ہے نبی خدا کی طرف سے بندون کو احکام پہونچاتا ہے خلیفہ کا یہ کام نہین ہے کہ وہ کوئی نئے احکام بیان کرے بلکہ اس کا کام صرف اس قدر ہے کہ نبی کے دیے ہوئے احکام کو جاری اور نافذ کرتا رہے اور بس۔

شیعون نے اس مسائلہ امامت مین جس قدر فریب دیئے ہین ان سب کا ماحصل یہ ہے کہ وہ نبوت اور امامت کو بالکل یکسان قرار دیتے ہین اور اسی مضمون کو مختلف عنوانون اور مختلف پیرایون مین بیان کرتے رہتے ہین۔ لیکن جس شخص نے نبوت اور امامت کے فرق کو اچھی طرح سمجھ لیا اس کے نزدیک یہی مسئلہ امامت مذہب شیعہ کے بطلان کے لیے برابر ہزار ہا دلیل کے ہے کیونکہ اس مسائلہ امامت کا آخری نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم نہوا اور آپ کے بعد ایک دو نہین بلکہ بارہ اشخاص مستقل نبی مانے جائین جو ہر صفت مین ہر کمال مین بالکل آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے مساوی اور ہمسر ہون۔ (نعوذ باللہ منہ)

شیعون کا مقصود اصلی امامت کی شان بڑھانے سے صرف یہ ہے کہ نبوت کی عظمت مسلمانون کے دلون سے کم ہو جائے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی فرمانبرداری کا طوق گردن سے اُتر جائے۔

اہل سنت۔ کا مذہب اس مسائلہ مین بالکل صاف ہے وہ قیامت تک کے لیے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کو مفترض الطاعۃ مانتے ہین اور آپ ہی کی فرمانبرداری کو نجات کا واحد ذریعہ کہتے ہین آپ کے سوا حضرت ابوبکر صدیق ہون یا حضرت علی یا کوئی اور کسی کا قول و فعل حجت حقیقی نہین نہ کسی کی اطاعت بالذات ہم پر فرض ہے نہ کسی کو یہ حق حاصل ہے کہ اپنی طرف سے کوئی حکم ہم سے بیان کرے بلکہ سب کے سب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے

احکام کے ناقل اور ہماری طرح آپ کے فرمانبردار ہین - امام ہم سب کا ایک ہے البتہ مکبّر بہت سے ہین - نیت ہم سب نے ایک ہی امام کے پیچھے نماز پڑھنے کی کی ہے البتہ چونکہ صفین مقتدیون کی زیادہ ہین امام ہم سے دور ہے اس لیے ہم کو اپنے صف کے مکبر کی اقتدا کرنی پڑتی ہے بس اس سے زیادہ اور کچھ حقیقت امامت و خلافت کی نہین ہے

جن لوگون کو خدا نے عقل سلیم عطا فرمائی ہے وہ خوب جانتے ہین کہ مذہب شیعہ کو دین اسلام سے بے تعلق بنانے کے لیے یہی ایک مسالہ امامت کافی ہے - واللہ یہدی من یشاء الی صراط مستقیم -

المختصر - اس قسم کی فریب آمیز تقریرون کے سوا شیعون کے پاس کچھ نہین ہے -

الحمد للہ

کہ ان آیات ملک طالوت کی تفسیر تمام ہو گئی جس سے خلافت کے بہت سے مسائل کا قطعی فیصلہ ہو گیا - حق تعالے قبول فرمائے اور برادران ایمانی کو اس سے منتفع کرے - آمین -

تمت

گزارش خاص

خداوند کریم کا شکر ہے کہ ابتک تیرہ آیتون کی تفسیر ہوچکی اور آیندہ پرچہ مین جو نئے سال کا پہلا پرچہ ہوگا آیت تبلیغ کی تفسیر ہوگی جس سے شیعہ حضرت علی کی امامت وخلافت بلافصل ثابت کرنے پر اس قدر زور لگا چکے ہین کہ اُن کے کئی مجتہدین نے اپنی عمر کا بڑا حصہ اس مین صرف کردیا ہے۔

اسکے بعد چند آیات کی تفسیر اور باقی ہے یہ سب تفسیرین ختم ہوجائین تو ان سب کا مجموعہ یکجا جمع کرنے کا ارادہ ہے۔

خدا کا شکر ہے اس سلسلہ تفسیر کو علمائے کرام اور ارباب بصیرت نے بہت پسند کیا اور بہت مفید بیان کیا۔ شیعہ بھی اگر انصاف سے کام لین گے اور اپنے مذہب کو ان آیات کے خلاف پائین گے تو اُمید ہے ان کو بھی ہدایت ہوگی ورنہ حجت خداوندی تو ان پر پوری ہوچکی۔

(۱) تفسیر آیت استخلاف
(۲) تفسیر آیۂ تمکین
(۳) تفسیر آیۂ تطہیر
(۴) تفسیر آیۂ مودۃ القربیٰ
(۵) تفسیر آیۂ اولی الامر
(۶) تفسیر آیت مباہلہ
(۷) تفسیر آیت ولایت وقتال مرتدین
(۸) تفسیر آیت میراث ارض
(۹) تفسیر آیت اظہار دین
(۱۰) تفسیر آیۂ دعوت اعراب
(۱۱) تفسیر آیت معیت
(۱۲) تفسیر آیات مدح مہاجرین
(۱۳) تفسیر آیات ملک طالوت

وَاِذْ قَتَلْتُمْ نَفْسًا فَادّٰرَءْ تُمْ فِیْہَا وَاللّٰہُ مُخْرِجٌ مَّا کُنْتُمْ تَکْتُمُوْنَ۔

ترجمہ اور یاد کرو جب تمنے ایک شخص کو قتل کردیا تھا پھر آپس مین ایک دوسرے پر الزام لگایا اور اللہ ظاہر کرنا چاہتا ہے وہ چیز جس کو تم چھپاتے تھے۔

قاتلان حسین

اس رسالہ مین
مصنف یعنی جناب مولوی
حافظ حکیم عبدالشکور صاحب حنفی
انہی مرزاپوری نے نہایت محققانہ طور پر
شیعون کی معتبر کتابون کی مستند روایات سے روز
روشن کی طرح اس امر کو ثابت کردیا ہے کہ رسول خدا صلی اللہ
علیہ وسلم کے نواسہ حضرت فاطمہ زہرا رضی کے نورچشم علی مرتضیٰ کے
لخت جگر سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو کربلا مین
بلانے والے پھر ان کو بڑی بے رحمی اور
بے دردی کے ساتھ شہید کرکے ثواب
حاصل کرنے والے شیعہ اور
پیشوایان مذہب شیعہ ہیں
وسیعلم الذین
ظلموا ای منقلب
ینقلبون۔

بارِ دُوم بتقاضاے شائقین عمدۃ المطابع لکھنؤ مین چھپکر شائع ہوا۔

فہرست ردّ روافض تصانیف حضرت مولانا مولوی محمد عبدالشکور صاحب قبلہ مدیر النجم دامت برکاتہم و دیگر علمائے کرام

نمبر شمار	نام کتاب	مختصر کیفیت	قیمت
۱	مقدمہ تفسیر آیات خلافت	سلسلۂ تفسیر آیات خلافت کی خصوصیات۔ تفسیر بالرای کا مطلب تفاسیر شیعہ کا نمونہ۔ مذہب شیعہ کے آغاز کا بیان۔	۴ر
۲	تفسیر آیت استخلاف	سورۂ نور کی آیت وعد اللہ الذین اٰمنوا سے حضرات خلفائے ثلاثہ رضؓ کے خلیفہ موعود و امام برحق ہونے کا ناقابل انکار ثبوت۔	۳ر
۳	تفسیر آیتِ تمکین	انا مکناھم فی الارض کی تفسیر اور خلفائے راشدین کی خلافت کا بینظیر ثبوت	۱ر
۴	تفسیر آیت دعوتِ اعراب	قل للمخلفین من الاعراب کی تفسیر اور تینون خلافتون کے برحق ہونے کا ثبوت	۱۰ر
۵	تفسیر آیتِ مودۃ القربیٰ	قل لا اسئلکم کی صحیح اور مدلل تفسیر شیعون کے اس افترا کا شافی جواب کہ پیغمبر معاذ اللہ اپنی تعلیم کی اُجرت طلب کرتے تھے اور محبت اہلبیت اجر رسالت ہے	۵ر
۶	تفسیر آیت قتال مرتدین و آیت ولایت	دو آیتون کی تفسیر ایک سے حضرات خلفائے ثلثہ کے برحق ہونے کا ثبوت۔ دوسری سے خلافت بلا فصل اور قصۂ انگشتری کا ابطال۔	زیر طبع
۷	تفسیر آیت مباہلہ	قل تعالوا ندع ابناءنا کی صحیح تفسیر شیعون کے ایک بڑے مغالطہ کا ازالہ	۱ر
۸	تفسیر آیت میراث ارض	ولقد کتبنا فی الزبور سے خلفائے راشدین کی خلافت کا ثبوت۔	۱ر
۹	تفسیر آیت اولی الامر	اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول کی صحیح تفسیر شیعون کے مغالطون کا عمدہ جواب	۱۰ر
۱۰	تفسیر آیت اظہار دین	لیظہرہ علی الدین کلہ سے تینون خلافتون کا اور مذہب اہل سنت کے برحق ہونیکا ثبوت	۱ر
۱۱	تفسیر آیت تطہیر	انما یرید اللہ کی نفیس تفسیر شیعون کی فریب آمیز کارروایون کا مکمل جواب	زیر طبع
۱۲	تفسیر آیت معیت	محمد رسول اللہ والذین معہ کی تفسیر اور حضرات خلفائے ثلاثہ کی خلافت کا ثبوت	۱ر
۱۳	تفسیر آیات مدح مہاجرین	دس آیاتِ قرآنی کی تفسیرون کا بینظیر مجموعہ۔ ایک آیت خاص حضرت صدیق کی شان مین اور ایک تمام صحابہ کے متعلق اور آٹھ آیتین خاص مہاجرین کے بیمثال فضائل کی۔	۰۲ر
۱۴	تفسیر آیتِ تبلیغ	سورۂ مائدہ کی آیت یاایھا الرسول بلغ کی صحیح تفسیر کرکے شیعون کی تحریفات کا غبار دور کردیا گیا۔	۱ر
۱۵	تفسیر آیات ملک طالوت	قرآن مجید کے دوسرے پارہ کی آخری آیتون کی تفسیر سے مسائل خلافت کا فیصلہ۔	۲ر
۱۶	تفسیر آیات امامت۔	قرآن مجید کی تمام ان آیات کی تفسیر جن مین لفظ امام آیا ہے اور شیعہ امام کے جو معنی بیان کرتے ہین وہ ان کے خانہ ساز معنی۔	۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد للہ العزیز القوی والصلوٰۃ والسلام علی النبی الصفی الزکی وعلی الہ کل مومن تقی

تمہید
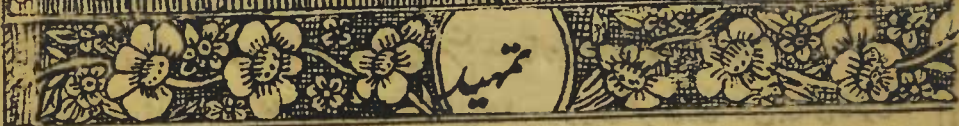
دین اسلام کے خلاف منجملہ دیگر فتنون کے ایک فتنۂ رفض بھی ہی جو اب پردۂ تقیہ سے نکل کر علانیہ بمقابلۂ اہل سنت، اشاعت مذہب شیعہ کے لیے جد و جہد مین مصروف ہی۔ اہل تشیع کی زبان پر بس محبت اہل بیت کا ایک چلتا ہوا فقرہ ہی جس سے اُن کے مبلغین اکثر ناواقف سُنیون کو گمراہ کرتے پھرتے ہین۔ ضرورت تھی کہ اہل سنت کی حفاظت کے لئے شیعون کے دعویٔ محبت اہل بیت کا راز طشت از بام کر دیا جائے چنانچہ رسالۂ ہذا اسی مقصد کے لیے ہدیۂ ناظرین ہی۔

واضح ہو کہ لفظ "محبت اہل بیت" کے معنی اہل سنت کے نزدیک صرف عمدہ بلکہ جزو ایمان ہین مگر فرقۂ شیعہ کے یہان عملاً اسکے معنی "عداوت اہل بیت" کے سوا اور کچھ نہین۔ اسکو یون سمجھیے کہ قاتلان حسین سُنی تھے یا شیعہ حسب کتب شیعہ اس کا یہ جواب نہین دیا جا سکتا کہ "سُنی تھے" کیونکہ ناواقفون کو بہکانے کے لیئے اہل سنت مین سے صرف حضرت معاویہ رضی اللہ تعالی عنہ اور یزید کا نام اس سلسلہ مین پیش کیا جاتا ہی لیکن حال یہ ہی کہ بقول شیعہ ہر دو کا دامن امام مظلوم کے خون ناحق سے بالکل پاک ہی مثلاً۔

امیر معاویہ رضـ نے نہ امام حسین کو خود قتل کیا، نہ اُن کے قتل کا حکم دیا، نہ امام اُن کے وقت مین قتل ہوئے۔ بلکہ ملا باقر مجلسی تو لکھتے ہین کہ معاویہ بوقت رحلت یزید کو یہ آخری وصیت کر گئے تھے کہ۔

اما امام حسین پس نسبت و قرابت او بحضرت رسالت میدانی | لیکن امام حسین پس انکی نسبت و قرابت جناب رسالت سے تجھے معلوم ہی

واد پارۂ تن آنحضرت ست واز گوشت وخون آنحضرت پرورده است ومن میدانم که اہل عراق اورا بسوے خود خواہند برد ویاری او نخواہند کرد واورا تنہا خواہند گذاشت اگر براو ظفر یابی حقوق حرمت اورا بشناس ومنزلت وقرابت اورا با حضرت رسالت بیاد دار ودر ابکردہ ہائے او مواخذہ مکن وروابطے کہ من درین مدت با او محکم کردہ ام قطع مکن وزنہار کہ باد آسیبے ومکروہے مرسان “

وہ حضرت کے بدن کے ٹکڑے ہین، اُنھین کے گوشت وخون سے اُنھون نے پرورش پائی ہی، مجھے علم ہی کہ عراق والے انکو اپنی طرف بلائینگے اور انکی مدد نہ کرینگے تنہا چھوڑ دینگے، اگر تو انپر قابو پاے تو انکے حقوق عزت کو پہچاننا۔ ان کا مرتبہ اور قرابت جو رسول سے ہے اسکو یاد رکھنا ان کے افعال کا ان سے مواخذہ نہ کرنا اور اس مدت مین جو روابط کہ مین نے ان سے مضبوط کیے ہین انکو نہ توڑنا اور خبردار انکو کسی قسم کی تکلیف نہ دینا (جلاء العیون صفحہ ۲۴۲ و ۲۴۳)

صاحب ناسخ التواریخ لکھتے ہین کہ معاویہ رضؓ نے یزید کو وصیت بھی کی تھی کہ۔

ای پسر ہوس باز آرد خویشتن رانیک وا پائے کہ چون در حضرت حق حاضر شوی، خون حسین بن علی در گردن نداشتہ باشی کہ ہیچگاہ روی آسائش دیدار نہ کنی ومؤید ومخلد فرسائش عقاب وعذاب بینی۔

اے بیٹا ہوس نہ کرنا اور خبردار جب اللہ تعالےٰ کے سامنے حاضر ہو تو تیری گردن مین حسین بن علی کا خون نہ ہو، ورنہ کبھی آسائش نہ دیکھے گا اور ہمیشہ عذاب مین مبتلا رہے گا۔

پھر بروایت ابن عباس یہ حدیث سنائی کہ حضور صلعم نے فرمایا ” اے پروردگار اس شخص سے برکت لیلے جو میرے حسین کی حرمت مین کمی کرے “ این بگفت واو راغشی فرا گرفت یعنی معاویہ رضؓ نے یہ کہا اور ان کو غشی آگئی (صفحہ ۱۱۱)

اس سے بڑھکر یہ کہ امیر معاویہ رضؓ زبان سے کیا معنی، اپنے قلم سے بھی امام حسین رضؓ کی شان مین کسی قسم کی گستاخی کرنا ناپسند کرتے تھے حالانکہ انکو امام اپنے خطمین بہت کچھ برا بھلا لکھتے تھے، یہ دیکھکر ایک مرتبہ یزید اور عبداللہ نے ترغیب دی کہ آپ بھی ایسے ہی جواب دیجیئے۔

معاویہ بخندید وگفت ہر دو تان بخطا سخن کردید من در عیب حسین بن علی چہ سخن کنم واز مثل من کس روا نیست کہ از در باطل بہ عیب کسی سخن آغاز دو مردمان بہ تکذیب وی پردازند وچگونہ عیب کنم حسین را سوگند با خدائے در وے موضع عیب بدست نہ شود خواستم بسوئے

معاویہ رضؓ ہنسے اور فرمایا تم دونون نے غلط کہا، مین حسین رضؓ بن علی عؑ کا کیا عیب بیان کرون، مجھ جیسے کو کب درست ہے کہ کسی کی غلط عیب جوئی کرکے دوسرون سے تکذیب کرائے، حسین کا عیب کس طرح کہون کہ واللہ ان مین کوئی عیب مین نہین پاتا، چاہتا تھا کہ ان کو

او مکتوب کنم واورا بہ وعید تہدید بیم وبیم روا ندیدم وقرع الباب بلجاج نہ کردم۔

تہدید آمیز خط لکھون لیکن اس کو مناسب نہ سمجھا اور کوئی اُلجھن نہ پیدا کی۔

پھر شیعہ مورخ لکھتا ہی،، بالجملہ سخنے کہ بر حسین علیہ السّلام ناگوار باشد تحریر نہ کرد،، الغرض ایسی کوئی بات جو امام حسین کو ناگوار خاطر ہو معاویہ نے نہ لکھی (ناسخ التواریخ صفحہ ۵۷۸)۔

آدب ولحاظ کے علاوہ امیر معاویہ امام حسینؓ کی خدمت بھی کرتے تھے جیسا کہ یہی مؤلف آگے لکھتا ہی۔

ومقرر داشت کہ ہر سال ہزار ہزار درہم از بیت المال بہ حضرت او برند وبیرون این مبلغ ہموارہ خدمتش را بہ عروض وجوائز متکاثرہ متواتر میداشت۔

اور معاویہ کا معمول تھا کہ ہر سال ہزار ہزار درہم بیت المال سے امام کی خدمت مین بھیجتے، اسکے علاوہ بیش بہا تحفے تحائف بھی بکثرت روانہ کرتے تھے (ایضًا)

اسی حسن ادب اور خدمت کے وجہ سے اگر کبھی امام حسین کی طرف سے نامناسب زیادتی اور پیشقدمی ہوتی تھی تو امیر معاویہ اُسکو نظر انداز کر دیتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ یمن کا خراج امیر شام کے پاس اونٹون پر بار ہوکر جا رہا تھا جب مدینہ مین پہونچا تو سب مال خراج امام حسینؓ نے ضبط کر کے اپنے اہل بیت اور احباب مین تقسیم فرما دیا اور امیر معاویہ کو یہ خط لکھدیا "اما بعد ملک یمن سے ایک قافلہ اونٹون کا ہماری طرف گذرا جن پر مال اور عنبر و خوشبو تمھارے واسطے لیئے جا رہا تھا تاکہ خزانہ دمشق مین داخل کرے یا تمھارے رشتہ دار کام مین لائین چونکہ مجھکو ضرورت تھی اسواسطے مین نے لے لیا والسّلام" امیر معاویہ نے یہ جواب دیا۔

اگر آن قافلہ شتران را ترک کردی تا بمن آوردند آنچہ بہرہ ونصیبہ تو بود، دریغ نہ داشتم، لیکن گمان می کنم اے برادر زادہ کہ ترا خیالات مدارات ومصافات نیست، در زمان من بر تو صعب نمی افتد چہ بر قدر ومنزلت تو دانایم وعفو میدارم (ناسخ التواریخ صفحہ ۵۷۵ و ۵۷۶) "

اگر آپ اونٹون کا قافلہ مجھ تک آنے دیتے تو جو کچھ آپ کا حصہ ہوتا مین اس سے دریغ نہ کرتا، لیکن مین خیال کرتا ہون کہ اے میرے بھتیجے آپ آمادہ مخالفت نہین ہوتے ہین، اور جبتک میرے دم مین دم ہے آپ کو تکلیف نہوگی کیونکہ مین آپ کی قدر و منزلت کو جانتا ہون اور آپ کو (اس اقدام پر بھی) معاف کرتا ہون "

حد ہوگئی کہ وہ شیعہ جو شام مین جاکر امیر معاویہ کو بُرا بھلا کہکر سناتے تھے امیر معاویہ انکی بھی خاطر تواضع اور مالی خدمت کرتے تھے، جیسا کہ شیعہ مورخ اسکا ان الفاظ اقرار کرتے ہین۔

شیعیان علی سفر شام میکردند ومعاویہ را بہ شنعت وشتم مے آزردند با اینہمہ عطاسے خود را از بیت المال میگرفتند

شیعیان علی ملک شام کا سفر کرتے اور معاویہ کو برا بھلا کہکر ستاتے تھے، باوجود اسکے ان کے بیت المال سے عطیہ عطا پاتے

بہ سلامت می رفتند (ایضاً صفحہ ۳۷) | لیتے اور صحیح سلامت واپس آتے تھے"

پس حضرت معاویہ رضؓ کے متعلق دربارۂ قتل امام حسین، سوء ظن رکھنا اگر بدترین افترا و بہتان نہیں تو اور کیا ہے؟[1]

یزید

کی صفائی و خیر خواہی میں بھی شیعوں نے کوئی دقیقہ اُٹھا نہیں رکھا ہے اور ہے بھی یہ صحیح کیونکہ یزید کو اپنے والد حضرت معاویہ کی آخری وصیت یاد تھی، اسی لیئے اس نے امام حسین رضؓ کو نہ خط لکھکر فریب سے کوفہ بلایا۔ نہ خود پیش قدمی کی نہ قتل کا حکم دیا۔ نہ قتل پر خوش ہوا، بلکہ رنجیدہ اور قاتلین پر ناخوش ہوا۔ خود رویا اور ماتم کا حکم دیا اہل بیت حسین کی حرمت کی اور بڑی عزّت سے بحفاظت رخصت کیا، چنانچہ نمونۃً حمایت یزید میں بھی کتب شیعہ کا بعض حوالہ ملاحظہ ہو۔

(۱) ملا باقر مجلسی بروایت شیخ مفید وغیرہ کہتے ہیں کہ یزید نے ولید بن عقبہ بن ابی سفیان کو (جو خیر خواہ خاندان نبوت تھا اور امام حسین کے خلاف ہرگز کسی قسم کی کارروائی نہیں کرنا چاہتا تھا" جلاء العیون صفحہ ۴۲۴ و ۴۲۵) مدینہ کا حاکم بنایا اور مروان بن حکم کو (جو جناب امیر اور اُن کی اولاد کا دشمن تھا) برخاست کیا،، (ایضاً صفحہ ۴۲۳)۔

ظاہر ہے کہ یزید اگر دشمن حسین ہوتا تو اُن کے دشمن کو معزول اور خیر خواہ کو مامور نہ کرتا۔ یہی وجہ ہے کہ طلب بیعت پر جب عبداللہ بن زبیر مدینہ سے بھاگے تو ولید نے بنی اُمیہ میں سے ایک شخص کو معہ چالیس سواروں کے انکے تعاقب میں روانہ کیا (ایضاً صفحہ ۴۴۲) مگر جب امام حسین شب میں چھپکر چلدیئے تو ولید صرف یہ کہکر "میں خدا کا شکر کرتا ہوں کہ وہ شہر سے چلے گئے) خاموش ہو گیا،، ایضا صفحہ ۴۲۵)۔

(۲) جب ولید نے شب میں امام حسین کو بلا کر یزید کا خط مشتمل خبر وفات حضرت معاویہ رضؓ اور طلب بیعت یزید سُنایا تو امام نے انا للہ پڑھکر فرمایا،، گمان ندارم کہ تو راضی باشی باینکہ من پنہان با یزید بیعت کنم و تو خواہی خواست کہ علانیہ در حضور مردم از من بیعت بگیری کہ تا مردم بدانند،، (یعنی میرے خیال میں تو اسپر راضی نہو گا کہ میں خفیہ یزید کی بیعت کروں بلکہ یہ چاہتا ہے کہ علانیہ لوگوں کے سامنے مجھ سے بیعت لے تاکہ سب آدمیوں کو معلوم ہو جائے) ایضاً صفحہ ۴۲۴)۔

معلوم ہوا کہ امام حسین حضرت معاویہ کو نہ اپنا دشمن جانتے تھے نہ کافر کہتے تھے بلکہ مسلمان سمجھتے تھے، ورنہ

[1] یہ نہ کہا جائے کہ "امام حسین کو نہ سہی، مگر امام حسن کو تو قتل کرایا، کیونکہ اس معاملہ میں بھی امیر معاویہ کی بریت کے لیئے خود امام حسن رضؓ کی یہ شہادت کافی ہے کہ "بخدا اس جماعت (شیعہ) سے میرے حق میں معاویہ بہتر ہے یہ لوگ مدعی ہیں کہ ہم شیعہ ہیں (حالانکہ) انھیں نے میرے قتل کا ارادہ کیا اور میرا مال لوٹ لیا (جلاء العیون صفحہ ۳۲۳) اسکی مزید تفصیل آیندہ اور بھی آتی ہے"۔

وفات معاویہ پر نہ انا للہ پڑھتے، نہ یزید سے پوشیدہ بیعت کرنے پر جس سے ولید کو انکار تھا امام راضی ہوتے اور امام کو اگر انکار تھا تو صرف علانیہ بیعت سے، وہ بھی اسلیئے نہین کہ یزید فاسق وفاجر یا کافر تھا ورنہ امام اس سے خفیہ بیعت کرنے پر راضی ہی کیون ہوتے۔ ہان محض اسلیئے انکار تھا کہ وہ حضرت معاویہؓ سے جناب امیرؓ کی صلح پر شیعون کا بصورت خارجی دشمن ہونا۔ جنگ کرنا۔ اور امام حسنؓ کی صلح پر شیعون کا ان کا مصلے کھینچنا انکو برا بھلا کہنا اور زخمی کرنا وغیرہ (ایضاً صفحہ ۳۱۳) بچشم خود دیکھ چکے تھے۔ پس یزید سے علانیہ بیعت کرنے پر بیوفا شیعون کی طرف سے امام حسینؓ اپنے لیئے بھی وہ ہی خطرہ محسوس کرتے تھے۔ یہی وجہ ہی کہ گو علانیہ بیعت سے انکار تھا مگر میدان کربلا سے خود یزید کے پاس جانے کے لیئے تیار تھے (رسالہ القتیل شیعہ مشن لاہور وخلاصۃ المصائب صفحہ ۱۰۲) اگر امام حسینؓ یزید کو اپنا دشمن سمجھتے تو معہ بقیہ اہل بیت اسکے پاس جانے کے لیئے ہرگز تیار نہ ہوتے۔

(۳) یہ معلوم ہو چکا ہی کہ ولید مدینہ کا حاکم تھا، بیعت کے متعلق گفتگو کیوقت شب مین امام اسکے مکان مین تنہا تھے امام کے قتل کا یہ اچھا موقع تھا، مروان نے کہا بھی جس پر امام نے اسکو یون بری طرح ڈانٹا کہ۔

"اے ولد الزنا فرزند ازرق زناکار تو مرا خواہی کشت بخدا سوگند کہ دروغ گفتی، تو واو ہیچیک قادر بقتل من نیستند"

اے ولد الزنا ازرق کے بیٹے تو مجھے قتل کرے گا۔ خدا کی قسم تو جھوٹ بولتا ہی۔ تو اور ولید کوئی میرے قتل پر قادر نہین ہی (جلاء العیون)

اور ولید کو جو بحسن ادب پیش آیا تھا اور نیز جس نے اشارۂ قتل حسین پر مروان کو یون جواب[1] دیا تھا کہ۔

"وائے بر تو رائے می نمائی کہ برائے من پسندیدہ بودی کہ موجب ہلاک دین ودنیای من می بود بخدا کہ راضی نیستم کہ جمیع دنیا از من باشد ومن در خون حسین داخل باشم سبحان اللہ تو راضی میشوی کہ من امام حسینؓ را بکشم برای آنکہ با یزید بیعت کند، بخدا سوگند کہ ہر کہ در خون حسین شریک شود اورا در روز قیامت ہیچ حسنہ نخواہد بود" جلاء العیون"

تیری خرابی ہو تو مجھے ایسا مشورہ دیتا ہی جو میرے دین و دنیا کی تباہی کا سبب ہی خدا کی قسم مین اسپر بھی راضی نہین ہون کہ ساری دنیا مجھکو ملجائے اور مین خون حسین مین شریک ہون، سبحان اللہ کیا تو اسکو پسند کرتا ہی کہ مین امام حسین کو عدم بیعت یزید پر قتل کردون، واللہ جو خون حسین مین شریک ہوگا قیامت کے روز اسکی ایک نیکی بھی نہ رہے گی۔

[1] اس جواب پر مروان نے ولید سے کہا، "اگر برائے این نہ کردی خوب کردی" یعنی اگر تونے اسی لیے امام حسینؓ کو قتل نہین کیا تو خوب کیا۔ (جلاء العیون) ہیجئے اس فقرہ سے منجانب شیعہ مروان کی حمایت بھی ظاہر ہو گئی کہ وہ بھی دشمن حسین نہ تھا۔ پس یہ کہنا کہ، "مروان بظاہر گفت" اور، "در دل راضی بکردہ او نبود"، (ایضاً) محض دروغ بیفروغ ہی ۱۲

امام نے اس ولید کو ایک آہنی کرسی کھینچکر ماری (خلاصۃ المصائب صفحہ ۱۵) ایسے ہی ایک مرتبہ اور بھی کسی تنازعہ زمین کے متعلق امام نے تن تنہا ولید کے سر سے عمامہ اٹھا کر اور اسکی گردن میں لپیٹ کر زمین پر دے مارا (جلاء العیون صفحہ ۳۶۵ و ناسخ التواریخ صفحہ ۳ج ۶) مگر ولید نے نہ جب انتقام لیا نہ اب کچھ کیا۔

یقیناً یزید کی طرف سے ولید کو قتل حسین یا انپر سختی کا حکم نہیں تھا، نہ خود ولید انکا مخالف تھا۔ ورنہ وہ بحالت حکومت اُن سے اس موقع پر ضرور تعرض کرتا۔

(۴) امام حسین رضہ نے جب مدینہ سے جانب کوفہ سفر کیا تو اسکی خبر امام کے چچازاد بھائی حضرت عبد اللہ بن جعفر طیار کو پہونچی، اسوقت مدینہ کا حاکم یزید کیجانب سے عمرو بن سعید تھا۔ مجلسی نے بروایت شیخ مفید لکھا ہے کہ ابن جعفر نے امام کے پاس التواء سفر کا ایک تاکیدی خط لکھا اپنے بیٹے عون اور محمد کو روانہ کیا اور یہ بھی کہلا بھیجا کہ مین بھی آتا ہون پھر امام کے لیے حاکم مدینہ کے پاس امان نامہ لکھوانے گئے عمرو بن سعید نے فوراً امان نامہ لکھکر دیا اور اپنے لڑکے یحییٰ کو بھی ہمراہ کر دیا تاکہ اعتبار ہو اور ارادہ سفر کو ملتوی کرنے کی میری طرف سے بھی درخواست کرے ابن جعفر اور یحییٰ نے بعجلت امام حسین کی خدمت مین پہونچکر حاکم مدینہ کی طرف سے تحریری امان نامہ دیا اور بہت اصرار کیا کہ آپ کوفہ تشریف لیجائیں نہ سفر عراق سے باز نہ آئے (جلاء العیون صفحہ ۳۴۷)"

یزید اگر امام حسین کے خون کا پیاسا ہوتا تو اسکا مقرر کردہ حاکم مدینہ امام کے لیئے خیر خواہانہ امان نامہ لکھکر اپنے بیٹے یحییٰ کو امام عالی مقام کی خدمت اقدس مین ہرگز روانہ نہ کرتا۔

(۵) جب زجر بن قیس نے امام حسین کے شہادت کی پہلے پہل خبر دی[۱] تو۔

یزید لختے سر فرود اشت و سخن نہ کرد ڈپس سر برآورد و گفت قد کنت ارضی من طاعتکم بدون قتل الحسین مالو کنت صاحبہ لعفوت عنہ (ناسخ التواریخ صفحہ ۲۶۹)

یزید کچھ دیر سر بگریبان دم بخود رہا پھر سر اُٹھا کر کہا کہ "یقیناً مین اسپر راضی تھا کہ بلا قتل حسین میری اطاعت کیجاتی ہے لیکن اگر مین ان کے ساتھ ہوتا تو امام حسین کو ضرور معاف کر دیتا"

یونہی، محضر بن ثعلبہ نے جب بحق امام کچھ سخت بات کہی تو یزید نے ترش رو ہوکر اسکو جواب دیا کہ۔

ماولدت ام محضر اشد و الئم ولکن قبح اللہ ابن مرجانۃ (ایضاً)

محضر کی ماں نے ایسا سخت اور کمینہ لڑکا نہ جنا ہوگا مگر ابن مرجانہ (ابن زیاد) کا خدا برا کرے۔

---

[۱] نیز نہج الاحزان مطبوعہ ایران مین ہے کہ کسی وارد شد خبر آورد و گفت دیدۂ تو روشن کہ سر حسین وارد شد بآن نظر غضبناک کرد و گفت دیدہ ات روشن مباد (صفحہ ۱۲۳) یعنی کسی نے آکر کہا تیری آنکھ روشن ہو کہ حسین کا سر آگیا یزید نے اسکی طرف بنظر غضب دیکھکر جواب دیا کہ تیری آنکھ کبھی روشن نہ ہو

ایسے ہی جب شمر ذی الجوشن نے امام حسین کا سر مبارک یزید کے سامنے پیش کر کے فخریہ کہا "املاد کابی فضۃ وذھبا۔ قتلت خیر الخلق اماوابا" یعنی میرے رکاب کو سونے چاندی سے بھردے کہ مین نے اسکو قتل کیا ہی جو اپنے ماں باپ کی طرف سے تمام جہان سے بہتر تھا" یہ سنکر۔

فغضب یزید ونظر الیہ شذرا وقال ملا اللہ رکابك نارا ویل لك اذا علمت انہ خیر الخلق فلم قتلتہ اخرج من بین یدی لاجائزۃ لك عندی (خلاصۃ المصائب صفحہ ۳۰۳)	پس یزید غصہ ہوا اور بنظر غضب اسکی طرف دیکھکر بولا خدا تیرے رکاب کو آگ سے بھرے، تیرے لیئے خرابی ہو جب تو جانتا تھا کہ حسین بہترین خلق ہین تو تو نے ان کو کیون قتل کیا، نکلجا میرے سامنے سے تیرے لیئے میرے پاس کچھ جائزہ نہین ہی۔

یزید کے اس جواب کو مؤلف ناسخ التواریخ نے بھی باین الفاظ نقل کیا ہی کہ۔

یزید گفت ہرگز ترا از من جائزہ نخواہد رسید شمر خائف و خاسر بازشتافت واز دنیا وآخرت بے بہرہ ماند (صفحہ ۲۷۹)	یزید نے کہا میری طرف سے ہرگز تجھکو انعام نہ ملیگا شمر یہ سنکر خائف و خاسر واپس ہوا اور اسطرح وہ دین و دنیا سے بے نصیب رہا

یزید نے ابن زیاد کے متعلق جو کچھ کہا ہی وہ بھی قابل ملاحظہ ہی جو درج ذیل ہی۔

(۱) یزید جب امام زین العابدین کو دمشق سے مدینہ جانے کے لیئے رخصت کرنے لگا تو ان سے کہا "خدا برا کرے ابن مرجانہ کا کہ حسین سے یہ سلوک کیا واللہ اگر مین ہوتا تو جو حسین ابن علی مانگتے وہ مین دیتا اور ان سے اس بلا کو دفع کرتا اگرچہ موجب ہلاکت میرے بعض فرزند کا بھی ہوتا مگر جو مشیت خدا مین تھا وہ ہوا۔ پس جو حوائج ضروری ہون وہ مجھے لکھ بھیجنا مین اُسے برلاؤن (دیکھو خلاصۃ المصائب صفحہ ۴۰۵)

(۲) ابن زیاد لعین در امر او تعجیل کرد ومن راضی بکشتن او نبودم" یعنی ابن زیاد لعین نے حسین کے معاملہ مین جلدی کی اور مین ان کے قتل پر راضی نہ تھا (جلاء العیون صفحہ ۵۲۷)۔

(۳) اورا بکشت کہ خدا ایش بکشد" یعنی حسین کو اسنے قتل کیا ہی۔ خدا اسکو بھی مارے (ناسخ التواریخ صفحہ ۲۴۰)

(۴) خدای بکشد پسر مرجانہ را کہ حسین را بکشت ومرا در دو جہان روی سیاہ ساخت،، یعنی ابن زیاد کو خدا مارے کہ اس نے حسین کو قتل کیا اور مجھکو دونون جہان مین بدنام کیا (طراز مذہب مظفری صفحہ ۴۵۶)"۔

(۵) خدا لعنت کند ابن مرجانہ را بخدا سوگند کہ اگر من بجاے او می بودم امام حسین ہر چہ از من طلب میکرد اجابت میکردم و بر کشتن او راضی نمی شدم" یعنی خدا لعنت کرے ابن مرجانہ پر، خدا کی قسم اگر مین اسکی جگہ ہوتا تو امام حسین مجھسے جو کچھ چاہتے مین قبول کرتا اور اُن کے قتل پر راضی نہوتا (جلاء العیون)"

(۶) لعن اللہ ابن مرجانۃ ما امرت بقتل ابیک ولو کنت متولیا لقتالہ ما قتلتہ یعنی
(یزید نے علی بن حسین سے کہا) خدا لعنت کرے ابن مرجانہ کو میں نے اسے آپ کے والد کے قتل کا حکم نہیں
دیا اور اگر میں ان سے لڑتا تو ہرگز ان کو قتل نہ کرتا (احتجاج طبرسی)۔"

بھلا یزید اگر قتل حسین کا حکم دیتا یا اسیر راضی ہوتا تو زجر بحضر، شمر اور ابن زیاد سے خوش ہوتا، تعریف
کرتا اور انعام واکرام دیتا نہ کہ ان کو برا بھلا کہتا۔ لعنت بھیجتا، غصہ کرتا اور بددعا دیتا۔

(۷) خبر شہادت حسین سنکر اور قافلہ اہلبیت حسین کے اپنے پاس دمشق پہونچنے پر یزید نے جو کچھ کیا وہ حسب ذیل ہے
(۱) انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا (خلاصۃ المصائب صفحہ ۳۰۲) (۲) انگشت را بدندان گزید یعنی سنکر
دانتوں تلے انگلی دبالی (نہج الاحزان صفحہ ۲۲۱) (۳) خو رویا (خلاصۃ المصائب صفحہ ۲۹۳ و ۳۲۶) (۴) اسکی
زوجہ بیتاب ہو کر روتی ہوئی محل سے باہر بے پردہ دربار یزید میں چلی آئی (ایضاً صفحہ ۳۱۵) (۵) یزید گفت
ای ہند نوحہ وزاری بکن بر فرزند رسول خدا و بزرگ قریش "یعنی یزید نے (اپنی زوجہ) ہند سے کہا اے ہند فرزند
رسول خدا و بزرگ قریش پر نوحہ وزاری کر (جلاء العیون) (۶) یزید نہ صرف جلوت میں بلکہ خلوت میں بھی روتا تھا
(خلاصۃ المصائب صفحہ ۲۹۳) (۷) اسکی دختران (ایضاً صفحہ ۲۹۲) اور ہمشیرہ بھی روتی تھیں (ایضاً صفحہ ۲۹۲)
(۸) اہل بیت حسین نے ماتم کی اجازت مانگی یزید نے اجازت دی اور ایک وسیع مکان خالی کرا دیا جس میں سات شبانہ
یوم ماتم ہوتا رہا (ایضاً صفحہ ۲۹۲) (۹) جب اہل بیت حسین کا قافلہ دمشق پہونچا اور باحال تباہ دربار یزید میں داخل
ہوا تو دیکھکر یزید رو پڑا وکان بیدہ مندیل فجعل یمسح دموعہ فامرھم ان یمضون الی ھند بنت عامر (اور اسکے
ہاتھ میں ایک رومال تھا جس سے آنسو پونچھتا جاتا تھا) پس اسنے محل میں اپنی زوجہ ہند بنت عامر کے پاس
لے جانے کا حکم دیا) فادخلن عندھا فسمع عن داخل القصر بکاء ونداء ودعوبلا (جب اہلبیت
حسین محل یزید میں داخل ہوئے تو صدائے گریہ وزاری بلند ہوئی جو باہر سے سنائی دیتی تھی، صفحہ ۲۹۳")۔

(۱۰) شمر کو اپنے دربار سے بے نیل مرام نکال کر فوضعہ فی طشت من الذھب (پس امام حسین کے
سر کو سونے کے طشت میں رکھا) اور کہتا تھا۔ رحمک اللہ یا حسین لقد کنت حسن المضحک
(اے حسین تم پر اللہ کی رحمت ہو تمھارے ہنسنے کی جگہ کیسی اچھی ہے) ایضاً صفحہ ۳۴)

۱؎ دندان مبارک پر یزید کے لکڑی مارنے والی روایت اس سے غلط ہو گئی کیونکہ اگر یزید کو اہانت ہی کرنی ہوتی تو
پھر سر کو نہ سونے کے طشت میں رکھتا، نہ دعائیہ کلمہ کہتا، نہ دہن مبارک کی تعریف کرتا ۱۲ منہ

(۱۱) اہلبیت مین سے امام زین العابدین کو نہ قتل کیا نہ بری طرح پیش آیا بلکہ عزت کی چنانچہ ملا باقر مجلسی لکھتے ہین "پس اہلبیت را در خانہ او جائے داد و ہر چاشت و شام حضرت امام زین العابدین را بر سر خوان خود مے طلبید" یعنے اہل بیت کو اپنے گھر مین جگہ دی اور صبح اور شام امام زین العابدین کو اپنے دستر خوان پر بلاتا تھا (جلاء العیون)۔

مؤلف طراز مذہب مظفری بھی لکھتا ہو کہ "یزید فرمان کرد تا علی بن الحسین و اہلبیت را در سرائے مخصوص بایشان فرود آوردند و آنچہ مایحتاج ایشان بود فراہم ساختند و تا آنحضرت (زین العابدین) حضور نیافتی تغدی و تعشی نہ نمودی" یعنی یزید نے حکم دیا کہ امام زین العابدین و اہلبیت کو خاص مکان مین اتارا جائے اور ان کے ضرورت کی ہر چیز بہم پہونچائی جاے - اور جب تک علی بن الحسین دستر خوان پر نہ آجاتے یا یزید نہ کھلانا کھاتا نہ آرام کرتا تھا (صفحہ ۴۶۰)۔

ان حوالون سے معلوم ہوا کہ یزید، امام حسین کو مسلمان جانتا تھا اور بحیثیت فرزند رسول اُن کی اور اُن کے اہلبیت کی نہ صرف عزت و حرمت کرتا تھا بلکہ نہایت خیر خواہ بھی تھا، ورنہ انکی خبر شہادت پر نہ انا للہ پڑھتا - نہ حیرت زدہ ہوتا اور دانتون سے اُنگلی کاٹتا نہ سونے کے طشت مین سر رکھکر دعائیہ اور مدحیہ کلمے کہتا نہ وہ، انکی ہمشیرہ اور اسکے اہل و عیال روتے - نہ افسوس و معذرت کرتا - نہ اہلبیت حسین کو ماتم کی اجازت دیتا نہ اپنے عشرت خانہ کو ماتم کدہ بناتا۔

(۷) دمشق سے اہلبیت حسین کو رخصت کرتے وقت یزید نے جو کچھ کہا وہ بھی سُن لیجیے۔

(۱) یزید نے اہلبیت سے کہا "ایما احب الیکن المقام عندی او الرجوع الی المدینۃ (آپ لوگون کو یہان میرے پاس شام مین "بعزت و حرمت" رہنا پسند ہو یا مدینہ جانا منظور ہو) اسپر حضرت ام کلثوم نے کہا ہمکو جی بھر کر ماتم کرنے کے لیے پہلے ایک مکان خالی کردو چنانچہ وسیع مکان دیا گیا جس میں ایک ہفتہ ماتم ہوتا رہا "فلما کان الیوم الثامن وانقضت الغریۃ دعاھن الیزید وعرض علیھن المقام (پس آٹھوان دن آیا اور عزاداری کی مدت ختم ہوگئی تو یزید نے اہلبیت کو بُلا کر پھر ملک شام مین قیام کرنے کی درخواست کی) فابوا عن ذلک (مگر اہلبیت نے قیام شام سے انکار کیا) اور عزم مدینہ کا اظہار کیا فامر باحضار المحامل وزینھا بالاقطاع وصب علیھا الاموال - (پس یزید نے محامل لانیکا حکم دیا اور اسکو مزین کیا اور اسپر مال نثار کیا) وقال یا ام کلثوم خذی ھذا المال عوض ما اصابکم

(اور کہا اے ام کلثوم یہ مال آپ کی مصیبتوں کا معاوضہ ہے خلاصۃ المصائب صفحہ ۳۹۲) یہ واقعہ جلاء العیون ناسخ التواریخ اور طراز مذہب مظفری میں بھی مذکور ہے۔ ہاں مؤلف طراز مذہب مظفری معاوضہ کے متعلق بجائے ام کلثوم کے فرماتے ہیں کہ "یزید دوسیت دینار زر سرخ (۲ سو اشرفی) بحضرت علی بن الحسین تقدیم کرد وگفت این مبلغ را دراز اے خون پدرت بگیر" پھر اس رقم کو قلیل سمجھکر اپنی ذاتی رائے لکھتے ہیں کہ لابد دولیست ہزار دینار خواہد بود" یعنی ۲ سو نہیں بلکہ ۲ لاکھ دینار ہوں گے صفحہ ۴۴۶۔

(۲) امام زین العابدین سے کہا، بذریعہ خط آپ مجھکو برابر اپنے حوائج ضروری لکھا کریں تاکہ میں بجالاؤں (خلاصۃ المصائب صفحہ ۴۰۵) جلاء العیون میں یہ بھی ہے یزید نے کہا، "باید کہ ہمیشہ نامہ ہائے تو بمن رسد و ہر حاجت کہ داشتہ باشی از من طلب نما کہ باجابت مقرون ست (صفحہ ۵۲۲)

(۳) آن مردے راکہ برائے حراست ورفاقت ایشان مقرر شدہ بود طلبید وسفارش بسیار درباب رعایت ایشان نمود" یعنی یزید نے اس مرد (نعمان بن بشیر) کو جو اہل بیت کی حفاظت و رفاقت کے لیے متعین ہوا تھا اور جو ہوا خواہ اہلبیت تھا) بلایا اور ان کے ساتھ رعایت کرنے کی سفارش کی" ایضاً صفحہ ایضاً چنانچہ نعمان نے پانچسو سوار لیکر بحفاظت تمام اہلبیت کرام کو مع الاحترام مدینہ پہونچایا۔

یزید اگر دشمن اہلبیت حسین ہوتا تو ان کے صاحبزادے امام زین العابدین کی سخت کلامی پر بھی یہ نہ کہتا کہ "میں نے تمہارے قتل کو معاف کیا" (خلاصۃ المصائب صفحہ ۴۰۵) نہ ان کی اتنی عزت وحرمت کرتا۔ نہ اس قدر عطایا دیتا اور خونبہا دیتا۔ نہ حفاظت کے لیئے خیرخواہ اہل بیت اور پانچ سو سواروں کو ساتھ کرتا۔

(۴) امام زین العابدین نے یزید سے فرمایا "انا عبد مکرہ لک فان شئت فامسک وان شئت فبع (کافی کتاب الروضہ) میں تیرا ایک مجبور غلام ہوں، چاہے مجھے خدمت لے اور چاہے بیچ ڈال۔

ظاہر ہی کہ یزید اگر کافر یا منافق یا مرتد ہوتا تو امام زین العابدین اسکے سامنے اپنے متعلق ایسا عاجزانہ اور منکسرانہ کلام ہرگز نہ فرماتے اور نہ یزید ان کو زندہ صحیح سلامت چھوڑتا۔

الغرض مذکورالصدر شواہد اس امر کے بیّن ثبوت ہیں کہ نہ حضرت معاویہ دشمن حسین تھے نہ یزید قاتل حسین تھا پس ان ہردو کے خلاف اشیعی دنیا کی طرف سے جو کچھ بھی لکھا اور کہا جاتا ہی وہ سب صرف اس لیئے ہی کہ عام طور پر خود شیعوں کا جرم "قتل حسین" چھپ جائے لیکن یہ قطعاً ناممکن ہی۔

اہل تشیع کی طرف سے اس سلسلہ مین ابن زیاد عمر بن سعد شمر ذی الجوشن کا بھی نام لیا جاتا ہی جنکے متعلق یہ عرض ہے کہ شیعون کے نزدیک، اگر یہ تینون شیعہ مین تو ہمارے اس دعوی کی کہ "قاتلان حسین شیعہ تھے" مزید تائید و تصدیق ہوئی اور اگر سُنی ہین تو حسب کتب شیعہ یقراُن ہیچہ یہ ہر سہ شخص بھی جُرم قتل حسین سے بری ہین، ملاحظہ ہو۔

ابن زیاد (۱) حضرت مسلم بن عقیل کے دونون لڑکون کا جب کسی کوفی قاتل نے سر لیجاکر عبید اللہ بن زیاد حاکم کوفہ کے سامنے پیش کیا، "فلما نظر الیہما اقام ثم قعد و فعل ذالک ثلاثا" تو ابن زیاد دونون سرون کو دیکھکر تعظیماً تین مرتبہ اُٹھا بیٹھا اور قاتل سے کہا اگر تو انھین زندہ لاتا تو تجھے بہت انعام دیتا پھر خفا ہوکر ایک دوستدار آل رسول سے کہ جو اسی مجلس مین کھڑا تھا کہا کہ اس لعین قاتل کو وہین لیجاکر قتل کر جہان دونون بچے قتل ہوے ہین (خلاصۃ المصائب صفحہ ۲۴۲)

معلوم ہوا کہ ابن زیاد دشمن آل رسول نہ تھا ورنہ مسلم کے لڑکون کے سر کی نہ تعظیم و تکریم کرتا، نہ قاتل کو انعام و اکرام سے محروم کرکے قتل کراتا اور نہ اسکو بلفظ لعین یاد کرتا۔

(۲) بعد شہادت حسینؑ جب امام کا سر معہ اہلبیت کوفہ مین ابن زیاد کے سامنے پیش ہوا تو اسوقت سنان بن انس سے جس نے گلوے امام پر تیر لگایا اور قتل کیا تھا، کہا۔

املاء رکابی فضۃ او ذھبا فقد قتلت الملک المحجبا قتلت الذی کان اعلی نسبا خیر عباد اللہ اما وابا۔	میری رکاب کو چاندی اور سونے سے بھردے کیونکہ مین نے اسکو قتل کیا ہے جسکے در کے فرشتے دربان تھے مین نے اسکو مارا ہی جو بڑا صاحب نسب تھا اور مان باپ کی طرف سے بہترین خلائق تھا۔

ابن زیاد نے جواب دیا جب حسین کو بہترین بندگان خدا جانتا تھا تو انکو تو نے کیون قتل کیا، فامر بہ فضرب عنقہ (یعنی ابن زیاد نے اسکے قتل کا حکم دیا اور اسکی گردن ماری گئی ایضاً صفحہ ۲۸۰)

ابن زیادؔ اگر امام حسین کا دشمن ہوتا یا ان کے قتل کا حکم دیتا یا قتل پر راضی ہوتا تو یہ کب ممکن تھا

سلہ ابن زیاد بقول ملا باقر مجلسی شیعہ تھا اور خود جناب امیر کا خاص عامل تھا۔ نہج البلاغہ مین جناب امیر کا خط بھی اسکے نام منقول ہی، اور زیاد، اسکا بیٹا عبید اللہ دونون ایک حیثیت سے جناب امیر و امام حسین کے رشتہ دار بھی تھے اور خود حضور صلعم، ابن زیاد کے حقیقی پھوپھا تھے ۱۲ سلہ اگر امام بھی ابن زیاد کے پاس چلے جاتے تو دیگر اہلبیت کی طرح ان کو بھی وہ یزید کے پاس زندہ بھیجدیتا چنانچہ اسنے خود امام کو خط مین لکھا تھا، "مجھے حکم ہی کہ آپ سے بیعت لون یا بصورت انکار آپ کو یزید کے پاس بھیجدون (جلاء العیون صفحہ ۵۶۹)" مگر امام نے تیسری صورت جنگ کی اختیار کی ۱۲

کہ قاتل امام کو بجائے انعام واکرام کے بری طرح قتل کراتا ؟۔

(۳) جب اہلبیت حسین کوفہ مین ابن زیاد کے سامنے پیش ہوئے تو امام زین العابدین اور مستورات کو اس نے قتل نہین کیا بلکہ دمشق مین یزید کے پاس زندہ بھیجدیا اگر ابن زیاد آل رسول کے خون کا پیاسا ہوتا تو ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑتا اور وہین سب کا خاتمہ کردیتا۔

ابن سعد (۱) جب ابن سعد سے بمقابلہ امام، فوج کی سرداری کے لیے کہا گیا تو اول اس نے انکار کیا مگر بعد کو بہ طمع حکومت رے سرداری قبول کرلی (ناسخ التواریخ صفحہ ۱۷۵)

معلوم ہوا کہ ابن سعد کے دل مین امام کی عظمت اور وقعت تھی ورنہ انکار نہ کرتا اور بعد کو سرداری قبول کرنے کی وجہ امام کی دشمنی نہ تھی بلکہ صرف رے کی حکومت کی طمع تھی۔

(۲) ابن سعد نے میدان کربلا مین امام کے پاس جانے کے لیے کثیر بن عبداللہ سے کہا وہ تیار ہوگیا اور اس نے پوچھا کہ امام کے پاس صرف پیغام پہونچادون یا تیرے پاس ان کا سر بھی لاؤن۔ ابن سعد نے کہا آخری بات مجھ کو منظور نہین ہے۔ تو ان سے جاکر صرف یہ دریافت کرکہ آپ یہان کیون تشریف لائے ہین ؟ (ایضاً)۔

ظاہر ہے کہ ابن سعد کو اگر یہی منظور ہوتا کہ امام قتل کیے جائین تو وہ کثیر بن عبداللہ سے یہ کبھی نہ کہتا کہ مجھے انکا قتل کرنا منظور نہین ہی۔

(۳) کثیر بن عبداللہ کے بے نیل مرام واپس آنے پر ابن سعد نے قرہ بن قیس کو بھیجا۔ اسنے واپس آکر امام کا یہ جواب سُنایا کہ اہل کوفہ کے بلانے سے مین آیا ہون اگر میرا آنا اب منظور نہو تو مجھے واپس چلے جانے دو (ایضاً) یہ سُنکر ابن سعد نے کہا "اُمید وار ہون کہ خدا مجھے محاربہ ومقاتلہ امام حسین سے نجات دے۔

اگر ابن سعد خون امام کا پیاسا ہوتا تو محاربہ امام حسین سے نجات کی اُمید کا اظہار ہرگز نکرتا، کیا یہ کلمہ کسی دشمن آل رسول کی زبان سے نکل سکتا ہی نہین اور ہرگز نہین۔

(۴) ابن سعد میدان کربلا مین امام ہمام کی خدمت اقدس مین بوقت شب حاضر ہوتا اور خلط ومدارات کرتا تھا ابن زیاد کے پاس اسکی شکایت پہونچی تو اسنے ابن سعد کو یہ تہدید آمیز خط لکھا کہ اگر تجھسے یہ کام انجام نہو تو

لہ یہ حضرت بھی امام حسین کے قریبی رشتہ دار تھے اور حضرت مسلم نے تو اس سے اپنی قرابت کا خود اظہار کیا ہے نیز حضور صلعم کے ماموں زاد بھائی تھے ۱۲۔

فوج کی سرداری شمر کے سپرد کردے۔ ابن سعد نے شمر سے کہا، خدا تجھے بدترین جزا دے تو نے صلح نہونے دی (جلاء العیون صفحہ ۴۶۰)

ابن سعد اگر فی الواقع دشمن حسین ہوتا تو وہ شمر کو بددعا ہرگز نہ دیتا۔

(۵) عین معرکہ میں حر نے عمر بن سعد سے کہا، امام کا سوال ہی کہ تم ان سے دست بردار ہو جاؤ کیا تو اس پر بھی راضی نہیں ہے؟ ابن سعد نے کہا اگر میرا اختیار ہوتا تو میں راضی ہو جاتا لیکن تمھارا امیر راضی نہیں ہے (ایضاً صفحہ ۴۷۰)۔

ثابت ہوا کہ امام کے ساتھ جنگ کرنے پر ابن سعد ہرگز راضی نہ تھا بلکہ مجبور تھا اور حسب خط ابن زیاد بنام امام مجبوری اسلیے نہ تھی کہ ابن زیاد راضی نہ تھا بلکہ اس لیے تھی کہ امام نے جنگ ہی کی صورت اختیار کی، پس ابن سعد کو امام کا قاتل کہنا صریحاً زبردستی ہی۔[1]

شمر[2] (۱) ناسخ التواریخ اور جلاء العیون میں صاف مذکور ہے کہ جنگ صفین میں جناب امیر کی طرف سے بہ مقابلہ حضرت معاویہ اسی شمر نے بڑے کارنمایاں کیے تھے۔ چنانچہ اسی کے رجز کا کسی نے یہ ترجمہ کیا ہے۔

علی امام ہے میرا میں ہوں علی کا غلام
علی کے واسطے لڑتا ہوں میں بلشکر شام

کیا یہ ممکن ہی کہ حضرت علی کی غلامی کا دم بھرنے والا اور جان پر کھیل کر ان کے مخالفین سے جنگ کرنیوالا ان کی اولاد کا دشمن اور قاتل ہو؟ نہیں اور ہرگز نہیں پس ایسے شخص کے خلاف اہل تشیع کی جانب سے جو کچھ کہا جاتا ہے وہ یقیناً بہتان محض ہی۔

(۲) شمر نے خیمہ امام کے پاس آکر آواز دی کہ اے میرے فرزندان خواہر کہاں ہیں۔ یہ سنکر اہل بیت

---

[1] حسن مثنی ابن امام حسنؓ معرکہ کربلا میں سخت زخمی ہو گئے تھے، بعد ختم جنگ اسماء بن خارجہ فزاری نے ابن سعد سے انکا علاج کرانے کی اجازت مانگی، ابن سعد نے بے تکلف اجازت دی چنانچہ علاج ہوا اور اچھے ہو گئے اگر ابن سعد دشمن اہلبیت ہوتا تو ان پر رحم نہ کرتا اور علاج کی ہرگز اجازت نہ دیتا بلکہ ان کو زندہ نہ چھوڑتا نہ اسماء بن خارجہ کی جانبری ہوتی ۱۲

[2] اہلبیت سے شمر کی قریبی رشتہ داری مشہور ہے کہ جناب امیر کا سالا اور حسینؓ کے برادران جعفر عباس عثمان وغیرہ کا ماموں تھا ۱۲

حسین مین سے جعفر عباس، عثمان فرزندان امیر نے باہر آکر کہا کیا کہتا ہے ؟ شمر نے کہا چونکہ تمھاری والدہ میرے قبیلہ سے تھی اسلیئے مین نے تمکو امان دی (جلاء العیون صفحہ ۴۶۱)۔

کیا یہ دشمن آل رسول کا کام ہو کہ امام حسین کے بھائی کو امان دی۔ کیا فرزندان علی کو امان دینے والے سے یہ اُمید کیجاسکتی ہو کہ وہ امام حسین کو قتل کرے ؟ کبھی نہین۔

(۳) ختم جنگ کے بعد جب امام زین العابدین اور دیگر بقیہ اہلبیت پر شمر نے قابو پایا تو کسی ایک کو بھی قتل نہ کیا بلکہ سب کو زندہ بہ نگرانی ابن سعد کوفہ مین ابن زیاد کے پاس، پھر بحکم ابن زیاد دمشق مین یزید کے پاس لے گیا۔ یہ واقعہ متعدد کتب شیعہ مین مذکور ہی۔

اگر شمر دشمن آل رسول اور قاتل حسین ہوتا تو امام زین العابدین بن امام حسین کو ہرگز زندہ نہ چھوڑتا اور یقیناً قتل کر ڈالتا۔ پس شمر کے خلاف جو کچھ کہا جاتا ہو وہ سب ایجاد شیعہ ہے۔

الغرض مذکور الصدر شواہد اس امر کے بین ثبوت ہین کہ نہ صرف حضرت معاویہؓ اور یزید کا دامن امام حسین کے خون ناحق سے پاک ہے بلکہ ابن زیاد، ابن سعد اور شمر یہ تینون بھی جُرم قتل حسینؓ سے بری ہین۔

ہان سوال مذکور کا صحیح جواب اگر ہوسکتا ہے تو صرف یہ کہ ،، قاتلان حسین شیعہ تھے ،، یعنے ہر سال عشرہ محرم مین پہلی صدی ہجری سے آج تک شیعی دنیا مین ماتم ہے اسی کا جسے خود قتل کیا ہے جس کا ثبوت سوالات ذیل کے جوابات پر موقوف ہے۔

(۱) عموماً شیعون کا برتاؤ قولاً فعلاً اہلبیت رسول کے ساتھ محبت کا تھا یا عداوت کا ؟

(۲) امام حسینؓ کو کوفہ بُلانے والے کیا صرف اہل عراق (کوفی) تھے ؟۔

(۳) کیا وہ کوفی شیعہ تھے۔ ؟

(۴) وہ کوفی شیعہ بوقت معرکۂ کربلا فوج یزید مین تھے یا فوج حسین مین۔ ؟۔

(۵) وہ کوفی شیعہ خود بھی جرم قتل حسینؓ کے معترف ہین یا نہین۔ ؟

(۶) کیا امام حسینؓ اور ان کے رفقا بھی ان کوفی شیعون کو اپنا قاتل کہتے ہین۔ ؟

(۷) بعد کے شیعہ کیا کہتے ہین۔ ؟

چنانچہ ترتیب وار مطابق روایات شیعہ ہر سوال کا مفصل جواب علیحدہ ایک ایک

فصل مین درج ذیل ہے۔

نالۂ بلبل شیدا تو سُنا ہنس ہنس کر
اب جگر تھام کے بیٹھو مری باری آئی

فصل اوّل

سوال عموماً شیعون کا برتاؤ قولاً فعلاً اہلبیت رسول کے ساتھ محبت کا تھا یا عداوت کا۔

جواب۔ شیعون کو اس دعوی کے ساتھ کہ "ہم محب اہلبیت ہین" یہ عام شکایت ہی کہ اہل سنت ہمیشہ سے آل رسول کے دشمن ہین اور اس سلسلہ مین سب سے پہلے خلفاء ثلثہ (حضرت ابوبکر صدیق عمر فاروق عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہم) کا بُری طرح نام پیش کرتے ہین ہم تھوڑی دیر کے لیے کفرض المحالات یہ فرض کیے لیتے ہین کہ اہلسنت یا نعوذ باللہ خلفاء ثلثہ اہلبیت کے دشمن اور شیعہ محب تھے اس بنا پر اگر اہلسنت یا خلفاء ثلثہ سے اہلبیت کو کچھ تکلیف بھی ہوپہنچی ہو تو نا قابل شکایت ہی لیکن شیعون سے تو بجائے محبت کے عداوت اور حسن سلوک کے عوض بدسلوکی کا اظہار نہ ہونا چاہیئے تھا کیونکہ شیعہ محب اہل بیت تھے جب عداوت کی طرح محبت کا ثمرہ بھی محبوب کو تکلیف وایذاہی دینا ہی تو ظاہر ہے کہ ایسی محبت، عداوت سے بھی کہین زیادہ بدترین چیز ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایذا پر دشمن کی نہین بلکہ بقول حافظ شیرازی۔

من از بیگانگان ہرگز نہ نالم
کہ با من ہرچہ کرد آشنا کرد

دوست ہی کی شکایت کی جاتی ہے۔ اگر یہ سچ ہے کہ "درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے" تو یہ روشن حقیقت بھی ناقابل انکار ہے کہ شیعون سے باوجود دعوی محبت کے، اہلبیت کے ساتھ عداوت کا ثمرہ ظہور مین آیا، یعنی اہل تشیع نے شروع ہی سے اہلبیت کو ہر قسم کی اتنی تکلیف ایذا دی اور یہ سلسلہ اس حد تک جاری رکھا کہ اپنے آپ کو بالکل۔

نیش عقرب نہ از پے کین است
مقتضائے طبیعتش این است

کامصداق بنا دیا۔ پس قابل شکایت شیعون کی محبت ہی نہ کہ اہلسنت کی عداوت[ا]۔

چنانچہ بارہ شخص جنھین شیعہ آل رسول خلیفہ و امام سمجھتے اور نیز ان کو معصوم و مفترض الطاعۃ

کہکر بالفاظ دیگر گویا بارہ نبی مانتے ہین[۲] انکے ساتھ اُنھون نے جو کچھ سلوک کیا وہ مختصراً درج ذیل ہی۔

امام اوّل حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ پر تین زمانے گذرے ہین ایک رسول کا دوسرا خلفاء ثلثہ کا تیسرا خود انکے اپنی خلافت کا اور ہر سہ زمانہ مین پہلے شیعوان نے اپنے ظلم وستم

کا تختہ مشق انھین کو بنایا۔ یا یون کہئیے کہ محبت نما عداوت کی ابتدا انھین سے کی مثلاً شیعہ۔

(۱) زمانہ اول (قریب وفات رسول) کے متعلق کہتے ہین کہ (حضور صلعم نے اپنے بعد جناب امیر کو

خلیفہ بنانے کے لیئے کاغذ اور قلم دوات طلب فرمایا تاکہ بحق علی تحریری خلافت نامہ لکھدین مگر دشمنون۔

(صحابہ) نے نہ لانے دیا اسی کا نام قصّہ قرطاس ہی۔

(۲) زمانہ دوم کی بابت کہتے ہین کہ انھین دشمنون نے جناب امیر اور حضرت فاطمہؓ پر زیادتی کی

یعنی حق خلافت غصب کر لیا، باغ فدک نہ دیا گھر مین اگ لگادی، رسی سے باندھا، زبردستی بیعت لی،

شکم پر مارا حمل ساقط ہو گیا، محسن کو شہید کیا وغیرہ وغیرہ۔

یہ تو دشمنون کی حرکت تھی اب دوستون کی کیفیت سُنیئے کہ شیعہ اسوقت کافی تعداد مین موجود

تھے چنانچہ حضرت امام جعفر صادق فرماتے ہین۔

کان صحابہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ اثنا عشر الفا ثمانیۃ الاف من المدینۃ والفین من غیر المدینۃ والفین من الطلقاء لم احس	اصحاب رسول صلعم بارہ ہزار تھے آٹھ ہزار مدینہ سے اور دو ہزار غیر مدینہ سے اور دو ہزار رہا کردہ لوگون مین سے ۱۲ اور کوئی ان مین سے نہ قدری تھا نہ مرجی نہ حروری

[ا] اہلبیت کے ساتھ اہلسنت (خلفاء ثلثہ) کے عداوت کے قصے اور ظلم وستم کے افسانے جو شیعہ اپنا جرم قتل حسین چھپانے کے لیئے مختلف پیرایہ مین سُنایا کرتے ہین تاکہ خلفاء ثلثہ کا منافق اور مرتد ہونا نیز اس طرح قرآن کا غیر معتبر ہونا ثابت ہو اور مسلمانون کا اسلام سے تہی دست ہونا کامل ہو، وہ سب غلط ہین، اطمینان کے لیئے میرا رسالہ ایمان صحابہ ملاحظہ ہو ۱۲

[۲] یہ صراحتہً ضروریات دین مین سے ختم نبوت کا انکار ہے جو بداہتہً کفر ہی ۱۲ [۳] ان کا شیعہ ہونا ظاہر ہے کیونکہ حسب اصول شیعہ امام جعفر صادق جیسے ممنوع التقیہ شخص غیر مومن دشمنان اہلبیت کی اس طرح ہرگز تعریف نہین فرما سکتے ۱۲

نہ معتزلی نہ خود رائے پس سب شب و روز روتے تھے اور خدا سے دعائیں) کہتے تھے کہ خمیری روٹی کھانے سے پہلے ہماری ارواح کو قبض کرے ۔	فیھم قدری ولا مرجی ولا حروری ولا معتزلی ولا صاحب الرای فکانوا یبکون اللیل والنہار ویقولون اقبض ارواحنا قبل ان ناکل خبز الخمیر (کتاب خصال ابن بابویہ وحیات القلوب ملا باقر مجلسی ج ۲ ص ۵۹۸)

مگر باوجود اس تعداد اس اتحاد ایمان اور اس پرہیز گاری کے نہ کسی نے واقعہ قرطاس مین دم مارا نہ بوقت غصب خلافت ڈکارلی اور تمام شیعہ اپنے امام برحق کی مصیبت کا بیٹھے ہوئے تماشا دیکھا کیے جناب فاطمہ رض حسنین رض کو لیئے ہوئے گھر گھر ، دروازہ دروازہ گلی کوچون مین گھوم کر ہر ہر شخص سے رو رو کر دہائی دیتی پھرین اس پر بھی کسی شیعہ نے نہ ان کی فریاد سُنی ، نہ حمایت واعانت کی۔ ہان بجائے ہمدردی کی یہ ستم ظریفی کی کہ بجز چار کے باقی سب نے برضا ورغبت اپنے امام کے دشمن خلفائے ثلثہ کی بیعت کرلی۔ جیسا کہ صاحب احتجاج طبرسی لکھتے ہین ،، ما من الامۃ احد بایع مکرھا غیر علی واربعتنا (ص ۴۸) یعنے علی اور ہمارے چار شخصون[1] کے سوا امت مین سے سب نے بخوشی بیعت کی ،، جب قرن اول کے کامل الایمان شیعون کا اپنے امام اول کے ساتھ یہ برتاؤ تھا تو بعد کو ان کی ذریات سے جو کچھ بھی ظہور مین آے وہ کم ہے۔

(۳) زمانہ سوم کے متعلق جنگ جمل اور جنگ صفین کا رونا روتے ہین کہ حضرت عائشہ اور امیر معاویہ رض جناب امیر سے لڑے ۔

مجھے تسلیم ہے کہ یہ جنگ ہوئی اور بوفرضا حضرت علی رض سے حضرت عائشہ رض اور حضرت معاویہ لڑے

سلہ نہج البلاغت مین جناب امیر سے بھی ان شیعون کی تعریف منقول ہے ۱۲ سلہ وہ چار آدمی سلمان، ابوذر، مقداد، مقداد، عمار ہین۔ مگر صاحب حیات القلوب اور مجالس المومنین اور اختصاص نے انکو بھی نہ چھوڑا اور صاف لکھدیا کہ کسی کو امامت علی مین شک تھا، کسی نے نافرمانی کی، کسی پر کوئی ظالم مسلط ہوا اور کسی پر عذاب نازل ہوا،، اور مجالس المومنین مجلس سوم مین تو یہان تک لکھا ہے کہ تمام بنی ہاشم بھی مرتد ہو گئے تھے ۱۲ سلہ جیسا کہ ایک مرتبہ غصہ مین آکر خود جناب امیر نے حضرت عمر رض خلیفہ دوم کو زمین پر ٹپک کر فرمایا اگر پہلے سے نوشتہ اور رسول سے معاہدہ نہو چکا ہوتا تو بتو می نمودم کہ کیست کہ یاورش ضعیف تر ہست و عدوش کمتر است (حق الیقین) مین تجھکو دکھا دیتا کہ وہ کون ہے جسکے مددگار ضعیف اور دشمن کم ہین ۱۲

بھی[1] لیکن اب سوال یہ ہے کہ جناب امیر کی طرف سے اس جنگ میں شیعہ جان نثاروں نے کیا کارنمایاں کیے۔ جبکہ اس زمانہ میں بھی شیعوں کی قلت نہ تھی بلکہ کثرت[2] تھی، چنانچہ خود جناب امیر فرماتے ہیں۔

انی کنت اکثر عددا واعز عشیرۃ وامنع رجالا واطوع امرا (خصال ابن بابویہ صفحہ)	تحقیق میرا گروہ زیادہ ہے، میرا خاندان سب پر غالب ہے میرے آدمی سب سے زبردست ہیں، اور میرا حکم سب سے زیادہ مانا جاتا ہے۔

قاضی نوراللہ شوستری بھی بڑی تعریف کرتے ہوے ان کا اس طرح پتہ دیتے ہیں کہ اوس، خزرج، ہمدان، شبام، مذحج، ربیعہ، مضر، ازد، وائل، خزاعہ طی وغیرہ مختلف قبائل کے لوگ جناب امیر کے شیعہ تھے اور اُن کی مدح میں حضرت علی کے اشعار بھی نقل کیے ہیں۔ اور لکھتے ہیں کہ معاویہ کے مقابلہ میں جناب امیر کے ساتھ صرف قبیلہ اوس وخزرج کے نو ہزار شیعہ تھے (مجالس المومنین مجلس دوم)

جس اُمت ابن سبا یا شیعوں کے خلوص ومحبت کا تلخ تجربہ، قرطاس وغصب خلافت کے وقت پہلے ہو چکا تھا، یہ شیعہ وہی یا اُن کی ذرّیات ہیں جنھوں نے اس موقع امتحان میں بھی جناب امیر کے ساتھ وہ سلوک کیا کہ العیاذ باللہ خدا کسی دشمن کو بھی ایسے دوست نہ دے۔

ان شیعوں کی وفاداری اور جان نثاری کا یہ عالم تھا کہ جب اثناء جنگ میں قرآن بلند کرکے امیر معاویہ رض صلح کے خواہاں ہوتے ہیں تو خود جناب امیر انکار فرماتے ہیں، اس پر حضرت علی کو ان کی فوج والے جو شیعہ تھے صلح پر مجبور کرتے ہیں، جب صلح ہوتی ہے تو ہزاروں شیعہ جناب امیر کے مخالف اور ان کی فوج سے خارج[3] ہوکر ان سے جنگ کرتے ہیں۔ باقی شیعہ دوستی نما دشمن بنکر آئے دن ان کو تنگ کرتے ہیں آخر

سلہ[1] حالانکہ یہ غلط ہے کیونکہ حسب کتب شیعہ اس جنگ کا سبب حضرت عثمان رض کی شہادت کا واقعہ ہے جسکے اصل بانی جناب امیر ہی تھے کہ انھیں کے مشورہ سے حضرت عثمان خلیفہ سوم نے محمد بن ابوبکر کو مصر کا حاکم کیا تھا جس پر مروان نے حسد کیا اور ایسا فریب دیا کہ آخر محمد نے مصر کے بلوائیوں کے ساتھ مدینہ میں حضرت عثمان پر ہجوم کیا۔ یہی قاتل عثمان رض کے ساتھ ایسی ہمدردی تھی کہ مصر میں اسکے قتل کیے جانے پر جناب امیر نے اظہار غم کیا (دیکھو نہج البلاغہ) سلہ[2] حد ہوگئی کہ جناب امیر کے حقیقی بھائی عقیل بھی ناراض ہوکر امیر معاویہ سے جا ملے (نور الہدی صفحہ) اور بقول صاحب مجالس المومنین "وفات عقیل در زمان معاویہ در شام اتفاق افتاد" ۱۲

سلہ[3] چنانچہ سلطان العلما مولانا سید محمد مجتہد شیعہ لکھنوی اپنی کتاب بوارق صفحہ میں فرماتے ہیں، "اکثر اتباع آنجناب بر یقین داشتند آنکہ خلافت باجماع اہل حل وعقد ثابت می شود وجمیع ایشان ازہمین جہت اقرار بیعت وحقیت خلافت ثلثہ داشتند وحضرت امیر را نیز در وقت خلافت ظاہری بہمین ظاہری بہمین دلیل خلیفہ می دانستند نہ آنکہ منصوص ومعصوم می شمردند" ۱۲

پریشان ہو کر جناب امیر اپنے بیوفا شیعون کی اس طرح شکایت فرماتے ہین۔

(۱) بخدا سوگند مجھے منظور ہی کہ حق تعالیٰ تم مین سے مجھے اُٹھالے (پھر فرمایا) خداوندا تو جانتا ہے کہ مین ان سے تنگ آگیا ہون اور یہ مجھسے تنگ آگئے ہین، مین ان سے ملول ہون اور یہ مجھسے ملول ہین خداوندا مجھے ان سے راحت عطا کر اور دیہ بد دعا دی کہ) انکو اس شخص کے ہاتھ مبتلا کر کہ یہ بعد اسکے مجھے یاد کرین،، جلاء العیون باب ۲ فصل ۲ صلـ ۲۲۹ ،، مین ان کا دشمن ہوا ہون اور یہ میرے دشمن ہوئے ہین،، ایضاً فصل ۳ صلـ ۲۳۶ ،،

(۲) اگر گرم موسم مین تمکو کہتا ہون کہ جنگ کے لیئے نکلو تو کہتے ہو کہ بڑی سخت گرمی ہی ہمکو مہلت دیجیے کہ گرمی کم ہو جائے اور اگر سردی کے موسم مین کہتا ہون کہ نکلو تو کہتے ہو کہ سخت سردی ہی ہمکو مہلت دیجیے کہ سردی کم ہو جائے جب تم سردی سے بھاگتے ہو تو تلوار سے تو اور زیادہ بھاگو گے۔ اے لوگو جو لڑکون اور عورتون کے مانند عقل رکھتے ہو کاش مین کبھی تمکو نہ دیکھتا اور نہ تمکو پہچانتا۔ میرے دل کو پیپ اور میرے سینہ کو غصہ سے تم نے بھر دیا ہی اور تم نے سخت نافرمانی کی ہے، میری رائے کو تم نے ضائع کر دیا۔ حلیۃ المتقین باب ۱۴ فصل ۱۲ صلـ ۳۶۱ ،،۔

(۳) اے لوگو میرا کام تم سے ہمیشہ پڑتا ہی اس طرح پر کہ مین اسکو دوست رکھتا ہون اسپر یہانتک کہ کمزور دلپست ہمت ہو گئے تم اور تحقیق قسم ہی مجھکو خدائے پاک کی کہ مین نے تم سے بیعت لی اور حال یہ ہی کہ تم بیعت کو توڑ دیتے ہو اور یہ تمھارے دشمن کیواسطے مفید ہی کیونکہ تم سست پڑ گئے ہو اور البتہ کل مین تمھارا حاکم تھا اور آج تمھارا محکوم ہو گیا اور کل مین روکتا تھا اور آج تم مجھکو روکتے ہو اور بیشک دوست رکھا تم نے زندگی کو، اور مجھکو اسپر تمھارا اعتبار نہین جبکو تم برا جانتے ہو (نہج البلاغہ ار بدر الدجی طبع سوم صـ ۳۰)

(۴) بیشک تم صبح کو گروہ گروہ آتے ہو اور اپنے سردارون کے ظلم سے ڈرتے ہو، مین صبح کو داخل ہوتا ہون اور اپنی رعیت کے ظلم سے ڈرتا ہون، مین جہاد کی طرف روانہ کرتا ہون اور تم نہین جاتے، مین سناتا ہون اور تم نہین سنتے، مین علانیہ اور پوشیدہ بلاتا ہون اور تم نہین قبول کرتے۔۔۔ حتیٰ کہ مین تمکو دیکھتا ہون کہ اولاد سبا کی طرح متفرق، لوٹ جاتے ہو اپنی مجلسون کی طرف اور فریب دیتے ہو ایک دوسرے کو مین صبح تمھین سیدھا کرتا ہون اور رات کو مثل کمان ٹیڑھے ہو جاتے ہو جبکا سیدھا کرنے والا عاجز ہو گیا (نہج البلاغۃ ایضاً صـ ۱۵۳)۔

(۵) بعض اصحاب نے کہا کہ قاتلان عثمان کو سزا دیجیئے تو آپ نے فرمایا) اے بھائیو میں اس سے بےخبر

نہین ہون جس سے تم باخبر ہو لیکن مین کیا کرون وہ اپنی شوکت پر مختار ہین اور ہم مجبور ہین - اور وہ تمھارے درمیان ہین جو چاہین کرتے ہین (نہج البلاغۃ ایضاً ص ۱۹۴)۔

(۶) امام حسنؓ اسکی اسطرح تصدیق فرماتے ہین ا میرے والد نے بعد وفات رسول صلعم اپنے اصحاب (شیعہ) سے استغاثہ اور طلب یاوری کی اور جب کوئی یاور نہ پایا تو خلافت سے دست بردار ہوے اور اگر یاور پاتے تو بیشک جہاد کرتے اور خدا نے انھین معذور رکھا، جلاء العیون باب ۳ فصل ۵ ص ۳۲۱)

(۷) علماء شیعہ بھی اسکی شہادت دیتے ہین) آنحضرت ما در ان ایام نام خلافت بیش نہ بود ہموارہ از قلت تمکن و تقاعد و تخاذل اعوان شکایت می نمودند، یعنی ان دنون مین جناب امیر کی خلافت برائے نام تھی، ہمیشہ اپنی کمزوری، مددگارون کی کم ہمتی اور دوستون کے پہلوتہی کی شکایت فرمایا کرتے تھے (مجالس المومنین مجلس اول)۔

یہ ہو ادنی تذکرہ ماتمی قوم کے ان ہورتون کا جھون نے "حب علی" کے پردہ مین اپنے امام اول کے ساتھ یہ سلوک کیا ہو اس سے بھی بڑھکر ایک اور محبت اہلبیت کا نمونہ دیکھیے۔

(۸) عبدالرحمن بن ملجم شیعی خارجی نے جناب امیر کو قتل کیا۔ بس حد ہو گئی، کیون شیعو! سچ ہو۔

ستم در پردہ کرتے ہو بظاہر پیار کرتے ہو
حقیقت مین غلط الفت کا تم اقرار کرتے ہو

امام دوم امام حسن جناب امیر کے فرزند اکبر ہین، ظاہر ہے کہ ان کے زمانہ خلافت مین سابق شیعون کی تعداد اضعافاً مضاعفہ ہو گی چنانچہ منقول ہو کہ بمقابلہ امیر معاویہؓ صرف کوفہ کے چالیس ہزار تنخواہ دار شیعون نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کی تھی، اسی قدر ان کے فرزندان واتباع جناب کے ساتھ تھے (جلاء العیون ص ۳۲۵)۔

سلہ اس سے معلوم ہوا کہ باغیان خلیفہ سوم شیعہ تھے کیونکہ حضرت عثمان بنوامیہ سے تھے جنکا دشمن بجز شیعون کے اور کون ہو سکتا ہے؟ وہی ظالم شیعہ اب جناب امیر پر مسلط تھے جنکی آپ یہ شکایت فرما رہے ہین ۱۲ سلہ۲ شیعون کی زبردستی اور جناب امیر کی مجبوری اس سے بھی ظاہر ہے کہ خود جناب امیر فرماتے ہین بوقت بیعت انھین نے لقد وطی الحسنان وشق عطفاے (نہج البلاغۃ) میرا شانہ توڑ دیا اور حسنین کو پامال کر ڈالا ۱۲ سلہ۳ آپ کے حقیقی فرزند (عبداللہ بن علی) کو مختار ثقفی شیعی نے (آج شیعہ جس کے بڑے مداح ہین شہید کیا ۱۲

چاہیئے تو یہ تھا کہ یہ اسی ہزار شیعیان حسن اپنی گذشتہ جفا پر نادم ہوکر اب ویسی خطا نہ کرتے اور اسکے کفارہ مین ان سے صرف وفا کا ظہور ہوتا مگر افسوس کہ ان محبان اہلبیت نے پھر وہی بلکہ اس سے بھی بڑھکر منافقانہ برتاؤ امام حسن رضؓ کے ساتھ کیا جو حضرت علی کے ساتھ کر چکے تھے یہی وجہ ہے کہ جناب امیر نے امام حسن رضؓ کو یہ وصیت کی تھی کہ ،، اے فرزند جب مین دنیا سے مفارقت کرون اور میرے اصحاب تم سے موافقت نہ کرین تو لازم ہو کہ تم خانہ نشین رہنا جلاء العیون باب ۳ فصل ۳ صـ ۲۴۱ ،،

باوجود اس وصیت کے بھی امام حسن رضؓ نے ،، ما زیاران چشم یاری داشتیم ،، پر عمل کیا مگر امیر معاویہ رضؓ سے مقابلہ کے وقت ان کو بہت جلد معلوم ہو گیا کہ ،، خود غلط بود آنچہ ما پنداشتیم ،، مثلاً ملاحظہ ہو کو فہ مین۔

(۱) امام حسن رضؓ نے منبر پر تشریف لاکر بعد حمد و ثنا معاویہ سے جہاد کا حکم دیا مگر آپ کے اصحاب مین سے کسی نے جواب نہ دیا۔ عدی بن حاتم نے کھڑے ہو کر کہا ،سبحان اللہ تم لوگ کیسے فرقہ ناہنجار ہو، تمکو فرزند رسول خدا جہاد کا حکم دیتے ہین اور تم قبول نہین کرتے، کیا ہوئے تمھارے شجاع، آیا تم لوگ خدا کے غضب سے نہین ڈرتے اور ننگ و عار کی پروا نہین کرتے؟ یہ سنکر ایک گروہ نے ساتھ دیا، ان سے امام نے فرمایا اگر سچ کہتے ہو تو جانب نخیلہ جہان میرا لشکر ہے جاؤ، اور مجھے معلوم ہے کہ تم اپنے قول پر وفا نہ کروگے جسطرح اس سے وفا نہ کی جو مجھ سے بہتر تھا (یعنے حضرت علی) اور مین تمھارے قول پر کیونکر اعتماد کرون حالانکہ مین نے دیکھا ہے جو کچھ تم نے میرے باپ کے ساتھ سلوک کیا۔ پس امام منبر سے اترکر اور سوار ہوکر لشکر گاہ کی طرف تشریف لیگئے، وہان پہونچکر دیکھا کہ جھون نے اظہار اطاعت کیا تھا، ان مین سے اکثر نے اپنے قول پر وفا نہ کی اور حاضر نہ ہوئے۔ اسپر امام نے خطبہ دیا اور فرمایا مجھے فریب دیا جس طرح اپنے پہلے امام کو تم نے دغا دی، نہین معلوم تم لوگ میرے بعد کس امام سے مقاتلہ کروگے (جلاء العیون باب ۴ فصل ۵ صـ ۳۱۲)۔

(۲) شیعون کو امام جنگ کے لیئے روانہ کرتے مگر وہ جا کر کاہلی اور نفاق دکھاتے تھے بیشتر بطمع مال و زر ایمان فروشی کرکے معاویہ رضؓ سے ملجاتے۔ بعض دن کے وقت لشکر امام مین ہیتے اور شب مین لشکر معاویہ سے جلملتے۔ چنانچہ مجلسی لکھتے ہین کہ معاویہ نے ان کی فہرست اور ان کے خطوط لفافہ مین بند کرکے امام کو روانہ کیئے اور لکھا کہ ،، تمھارے اصحاب نے تمھارے باپ سے موافقت نہ کی اور تم سے بھی موافقت نہ کرین گے (ایضاً صـ ۳۱۴)۔

(۳) اورون کو جانے دیجیئے۔ خود امام کے رشتہ دارون کا کہ جن کے شیعہ ہونے سے انکار نہین

کیا جا سکتا یہ حال تھا کہ بطمع مال دنیا امام کو چھوڑ کر دشمن سے ملتے جاتے تھے، چنانچہ عبد اللہ[1] بن عباس کے متعلق جو قریبی رشتہ دار تھے ملا باقر مجلسی لکھتے ہین ۔؟

معاویہ درین وقت خواست کہ عبد اللہ بن عباس را از رفاقتش جدا کند پس او را فریفت بکثرت دراہم و دنانیر بسیارے ازین نقدہا بسوے او روانہ کرد نصف آخر را بروقت ملاقاتش موقوف گردانید چون شب در آمد عبد اللہ بن عباس با تنے چند از حاجبان خود سوار شد و رفاقت امام حسنؓ گذاشت و بسوے معاویہ روانہ گشت وقت صبح مردم منتظر نماز جماعت بودند عبد اللہ بن عباس را نیافتند و آخر قیس بن سعد امامت نمود چون حسن مجتبیٰ حال خواص دید کہ چنین بیوفائیہا بکار میبرند در نوقت لبصیرت

اس موقع پر معاویہ نے چاہا کہ امام کی رفاقت سے عبد اللہ بن عباسؓ کو علیحدہ کرے پس اس نے ابن عباس کو درہم و دینار کی لالچ دی او بیشتر ان کے پاس نقد بھیج دیا اور نصف بوقت ملاقات دینے کو کہا ، جب رات ہوئی تو ابن عباس اپنے چند دربانون کے ساتھ سوار ہو کر امام کی رفاقت چھوڑ کر معاویہ کی طرف چلدیئے ، صبح کو لوگ نماز جماعت کے منتظر تھے مگر ابن عباس کو جب نہ پایا تو قیس بن سعد نے امامت کی جب امام نے اپنے خواص کا یہ حال دیکھا کہ وہ ایسی بیوفائیان کرتے ہین تو ان کی آنکھ کھلی اور

[1] یہ عباس حضور صلعم کے چچا ہین ۔ ا درحضور " اور گرامی داشتے و تعظیم و تبجیل او نمودی و فرمودی کہ عباس بمنزلہ پدر من است " (مجالس المومنین مجلس ۳) اگر حضرت عمرؓ کے ساتھ ام کلثوم بنت علیؓ کے نکاح مین یہ وکیل تھے اسلیئے صاحب مجالس المومنین مخالف ہو کر آگے فرماتے ہین " ازین کالت فضول حضرت امیر عباسؓ را مانند دیگر یاران فداے راسخ در محبت و اخلاص نمی دانست " ، بلکہ اس سے بھی بڑھکر شیعون نے جناب امیر کی زبانی ان کو (نیز عقیل کو) خوار و ذلیل کہا چنانچہ علامہ طبرسی لکھتے ہین کہ حضرت علیؓ نے فرمایا ذھب من کنت اعتضد بھم علی دین اللہ من اھل بیتی و بقیت بین حضرین قریبۃ العھد بجاھلیۃ عقیل و عباس ، " یعنی میرے اہلبیت کے وہ لوگ جاتے رہے جنکی قوت کا خدا کے دین مین مجھکو بھروسہ تھا اب قریب زمانۂ جاہلیت کے دو خوار و ذلیل صرف عقیل و عباس رہ گئے ہین ملا باقر مجلسی سے خدا سمجھے وہ تو ابو جعفر طوسی سے بسند معتبر امام صادق کی زبانی یہانتک قمطراز ہین کہ " نفیلہ مادر عباس کنیز مادر زبیر و ابو طالب و عبد اللہ ابناے عبد المطلب بود و با و تعارب بتا کرد کہ عباس از ان بہم رسید ، زبیر یا عبد المطلب دعویٰ کرد و بہ پرخاش بر آمد کہ این کنیز از مادر ما بما میراث رسیدہ است تو بے رخصت با و مقاربت کردی و این فرزندیکہ بہم رسید (عباس) بندہ ماست (حیات القلوب) " اور نعوذ باللہ شیعہ امام زین العابدین کی زبانی یہ بھی کہتے ہین کہ " در حق عبد اللہ و پدرش (عباس) این آیت نازل شد من کان فی ہذہ اعمیٰ فھو فی الآخرۃ اعمیٰ (ایضاً) " غرض شیعون نے حضور صلعم کے پیارے چچا عباس کو بھی نہ چھوڑا اور ان کو بد سے بدتر بنا کر دم لیا ، ۱۲

آنجناب زیادہ شد و معلوم گردید کہ روسائے قوم بجذلانش ہستند (ازالۃ الغین از بحار الانوار جلد دہم)	خبر ہوئی کہ قوم کے سردار ہی ان کے رسوا کرنے کی کوشش کرتے ہین ۔
(۴) امام حسن خواست کہ لشکر را آزماید و آنہا ۔ دانستند کہ صلح می خواہد در اثنائے راہ عذر کردند ناغایتے کہ یکے مصلے آنجناب در ربود و دیگرے کلندہ بران مبارک کش زد (ایضًا)	امام حسن نے اپنے لشکر کو آزمانا چاہا، لشکر والون نے یہ جانکر کہ معاویہ سے امام صلح کرینگے راستہ مین عذر کردیا حتی کہ ایک شخص امام کا مصلے لے بھاگا ۔ اور دوسرے نے آپکے ران مبارک پر کلہاڑی ماری ۔

(۵) جلاءالعیون مین بھی ہے کہ امام حسن رض نے جب اپنے لشکر مین یہ خطبہ دیا کہ "مین مسلمانون کی جمعیت کو پراگندگی سے بہتر جانتا ہون"، تو سب نے یہ کلام سنکر ایک دوسرے پر نظر کی اور کہنے لگے، اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کو معاویہ سے صلح کرنی منظور ہے اور چاہتے ہین کہ منصب خلافت معاویہ کو دے دین، پس سب نے یہ کہکر کہ یہ شخص مثل پدر کافر ہو گیا ہے بلوہ کر دیا، امام کا اسباب لوٹ لیا، بیرون تلے سے جانماز تک کھینچ لی، دوش مبارک سے ردا اُتار لی امام نے گھوڑا طلب کیا، اہل بیت اور تھوڑے شیعون کی حفاظت مین سوار ہوکر جب ساباط مدائن پہونچے تو جراح بن سنان اسدی نے لگام پکڑ کر ران یا پہلوے امام پر ایسا خنجر مارا کہ استخوان تک شگاف ہوگیا اور اس شقی نے کہا کہ تم مثل اپنے باپ کے کافر ہوے (ص ۳۱۳)

(۶) امام حسن با معاویہ صلح کرد شیعیان بخدمت آنحضرت آمدند و بعضے او را ملامت کردند بر بیعت معاویہ (جلاءالعیون)	امام حسن نے معاویہ سے صلح کی، شیعہ ان کی خدمت مین آئے اور بعض ان مین سے امام پر معاویہ سے بیعت کرنے کی وجہ سے ملامت کرنے لگے ۔

سلہ بیعت کے متعلق مجلسی نے جلاءالعیون مین بحوالہ احتجاج طبرسی امام حسن کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ ہم مین سے کوئی نہین ہے مگر یہ کہ اسکی گردن مین بیعت خلیفہ جور زمانہ سے واقع ہوتی ہے مگر ہمارے امام قائم کہ عیسیٰ ان کے پیچھے نماز پڑھین گے، اس حدیث کے مطابق بارھوین امام مہدی کے سوا سب ائمہ کو دوسرے خلیفہ کی بیعت کرنی چاہیئے چنانچہ ایسا ہی ہوا مثلاً (۱) جناب امیر نے خلفاد ثلثہ کی بیعت اور امیر معاویہ سے صلح کی اور یہ صلح بھی در اصل بیعت تھی کیونکہ انھون نے شام مین امیر معاویہ کی سلطنت تسلیم کر لی تھی، اسی لیئے اس وقت کے شیعہ جس طرح امیر معاویہ سے امام حسن کی بیعت پر تکفیر و مخالفت کرتے تھے ویسے ہی جناب امیر کی صلح پر بھی (۲) امام حسن نے (بقیہ صفحہ آیندہ)

(۷) امام حسن نے مدائن مین سعد بن سعود کے یہان جو امام کی جانب سے والی مدائن تھا قیام کیا اور یہ مختار ثقفی کا چچا تھا۔ مختار نے اپنے چچا سعد سے کہا چلو ہم امام حسن کو معاویہ کے سپرد کردین شائد اسکے عوض مین معاویہ ہمکو عراق کی حکومت دیدے۔ (ایضاً)

(۸) امیر معاویہ سے صلح کرنے پر امام سے شیعہ بیحد ناراض ہوئے۔ چنانچہ سفیان بن لیلی شیعہ نے امام حسن کو یون بری طرح سلام کیا، "السّلام علیک اے ذلیل کنندۂ مومنان (ایضاً ص۳۲۴)

(۹) ایک نے امام سے کہا ہماری گردن کو آپ نے ذلیل کیا ہم شیعون کو آپ نے بنوامیہ کا غلام بنایا امام نے پوچھا کیونکر۔ اس نے کہا کہ خلافت آپ نے معاویہ کو دے دی۔ امام نے جواب دیا بخدا سوگند مین نے کوئی یاور نہ پایا، اگر یاور پاتا رات دن معاویہ سے جنگ کرتا۔۔ لیکن مین نے اہل کوفہ کو پہچانا آزمایا اور جان لیا کہ یہ لوگ ہمارے کام نہین آئین گے ان کی زبانین میرے ہمراہ اور دل بنی امیہ کے ساتھ ہین (ایضاً باب۳ فصل۶ ص۳۳۶)۔

(۱۰) سلیمان بن صرو خزاعی نے امام سے کہا، ہمارا تعجب معاویہ سے صلح کرنے سے برطرف نہین ہوتا حالانکہ چالیس ہزار مردان کارزار اہل کوفہ آپ کے ساتھ تھے کہ وہ آپ سے تنخواہ بھی لیتے تھے اور اپنے گھرون مین

امیر معاویہ کی بیعت کی (۳) امام حسین نے امیر معاویہ سے بیعت کی جیسے سلیمان بن صرد کا فقرہ "معاویہ بدرک واصل شد وحسین بیعت خود راشکستہ (مبیح الاحزان ص۴۹) شاہد ہے۔ نیز مکہ مین بتوسط ولید خفیہ طور پر یزید کی بیعت پر بھی راضی تھے (۴) بقول صاحب کافی امام زین العابدین نے یزید کی بیعت کی یونہی دیگر ائمہ شیعہ نے بھی حسب ارشاد امام حسین اپنے اپنے وقت کے خلیفہ کی ضرور بیعت کی ہوگی اور جس سے بیعت کرتے ہونگے اسکو خلیفہ بلکہ امیرالمومنین کہتے ہونگے جیساکہ ساتوین امام کاظم نے مہدی عباسی کو بلفظ یاامیرالمومنین خطاب کیا ہے (اصول کافی کتاب الحجۃ باب الفئ) حالانکہ بقول امام جعفر صادق امیرالمومنین کا خطاب جناب امیر سے پہلے نہ کسی کا تھا اور اگر کوئی بعد کو اختیار کرے تو وہ کافر ہے، حتی کہ امام مہدی بھی اس لقب سے مخاطب نہ کیے جائنگے (ایضاً کتاب الحجۃ باب نادر) بس شیعون کا امیر معاویہ سے امام حسن کی بیعت کرنے کا انکار کرنا محض لغو ہے ۱۲

سلہ شیعون کا اپنے امام کے ساتھ عجب خلوص تھا کہ مفت مین گھر بیٹھے تنخواہ بھی لیتے تھے اور جب وقت پڑتا تھا تو کام کرنے کے نہ صرف جی چراتے تھے بلکہ دشمن بھی ہوجاتے تھے ۱۲ عہ اس مضمون کی حدیث حق الیقین ص۲۴۳ مین بھی بحوالہ کافی موجود ہے ۱۲ عہ اور تو اور خود امام حسن کے چھوٹے بھائی امام حسین فرماتے تھے لو جز انفی لکان احب الی مما فعلہ اخی یعنی اگر میری ناک کاٹ ڈالی جاتی تو اس سے بہتر ہوتا جو میرے بھائی نے کیا (کشف الغمہ) ۱۲

تھے اور اسی قدر ان کے فرزندان و اتباع آپ کے ہمراہ تھے، بغیر ان لشکروں کے جو بصرہ اور حجاز میں تھے، باوجود اسکے آپ نے معاویہ سے پیمان محکم صلح نامہ میں نہ لیا... اسکے اور آپ کے درمیان ایسے چند عہد ہوئے کہ لوگ ان پر مطلع نہ ہوئے (ایضاً باب ۴ فصل ۵ ص ۲۲۵)

(۱۱) بالآخر امام نے صدہا عام و خاص معترضین کے جواب میں خطبہ دیا اور فرمایا۔

بخدا سوگند معاویہ از برائے من بہتر ست ازین جماعت کہ آنہا دعوے کنند کہ شیعہ من اند و ارادہ قتل من کردند و مرا غارت کردند (ایضاً)	خدا کی قسم معاویہ میرے لیے بہتر ہے اس جماعت سے جو دعویٰ کرتے ہیں کہ میرے شیعہ ہیں حالانکہ انھیں شیعوں نے میرے قتل کا ارادہ کیا اور مجھے غارت کیا۔

(۱۲) مسلم ہے کہ ان بے وفا شیعوں کے مظالم سے تنگ آکر اور کوفیوں سے غیر مطمئن ہو کر امام حسن رضؓ نے اپنے والد ماجد کا دار الحکومت کوفہ قطعاً چھوڑ دیا اور عراق سے بعد صحت سیدھے مدینہ جاکر مستقل قیام فرمایا اور وہیں وفات ہوئی۔

شیعوں کا یہ سلوک امام حسن رضؓ کے ساتھ ان کی زندگی میں تھا اور ان کی وفات کے بعد بھی شیعوں کے ظالمانہ برتاؤ کا سلسلہ جاری ہے مثلاً کربلا اور زیارت کربلا کے فضائل شیعوں کے یہاں کعبہ اور حج بیت اللہ سے بھی زیادہ ہیں مگر حسن کی قبر اور اسکی زیارت کی فضیلت اسکے عشر عشیر بھی نہیں آخر اس فرق و ترجیح کی کیا وجہ ہے؟ ایسے ہی امام حسن کی وہ اولاد جو بعد شہادت حسین زندہ رہی جیسے حسن مثنی، اور انکے پوتوں کے ساتھ بھی شیعوں کا عقیدہ ناگفتنی ہے کسی کو غیر شہید اور کسی کو مرتد کہتے ہیں، نعوذ باللہ۔

امام سوم حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہما ہیں۔ حسب روایات و کتب معتبرہ شیعہ جس طرح رسولخدا صلعم نے جناب امیر کو اور جناب امیر نے امام حسن کو ان کے اپنے اپنے اصحاب کے مظالم پر صبر کی ہدایت اور وصیت کی تھی، ویسے ہی اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ امام حسن نے بھی اپنے اصحاب کو مخاطب کر کے یہ پیشین گوئی فرمائی تھی کہ "مجھے فریب دیا جس طرح اپنے پہلے امام (علی) کو تم نے دغا دی نہیں معلوم تم لوگ میرے بعد کس امام سے مقابلہ کروگے" اور نیز جس طرح واقعات مابعد نے ثابت کر دیا کہ رسول خدا صلعم اور جناب امیر کی دی ہوئی خبر کے مصداق جناب امیر اور امام حسن کے خود اپنے ہی اصحاب (شیعہ) دشمن اہلبیت ہیں، ویسے ہی امام حسن کی پیشین گوئی بھی ضرور پوری ہونے والی تھی چنانچہ پوری ہوئی اور عنقریب بیان ہوگا کہ شیعیان حسین ہی مجرم قتل حسین کے مجرم ہوئے۔

ہان، بمناسبت مقام یہ امر اسی جگہ قابل ذکر ہی کہ امام حسین کے وقت مین شیعون کی تعداد جناب امیر اور امام حسن کے زمانہ سے بھی زیادہ تھی، مثلاً شیعہ خود لکھتے ہین کہ۔

(۱) ایک دفعہ امام حسن نے بر سر منبر فرمایا، خدا کے دو شہر ہین، ایک مغرب مین، دوسرا مشرق مین، اور ہر ایک مین قلعہ آہنی ہی اور ہر شہر مین ہزار ہزار دروازے ہین اور ہر دروازہ سے ستر ہزار آدمی داخل ہوتے ہین اور ہر شہر مین ہزار رخت ہین کہ ہر طائفہ ایک دوسرے سے جدا زبان مین کلام کرتا ہی اور مین ان کی سب بانین جانتا ہون اور دونون شہرون مین اور وہان کے ساکنون پر سوا میرے اور برادر (حسین) کے کوئی دوسرا امام حجت نہین ہی (جلاء العیون) باب ۳ فصل ۳ ص ۳۵۹ و ناسخ التواریخ کتاب جلد ۲ ص ۳۵۸ و ص ۳۵۹)۔

(۲) کربلا مین بمقابلہ امام حسین اہل شام نہ تھے بلکہ صرف کوفی تھے (تلخیص مرقع کربلا صفحہ ۱۰ و ۱۲ و خلاصۃ المصائب ص ۲۰۱) اور بقول قاضی نور اللہ شوستری چونکہ "تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد وسنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل و محتاج بدلیل است اگرچہ ابو حنیفہ کوفی باشد (مجالس المومنین مجلس اول ص ۲۵) لہذا وہ سب کوفی شیعہ تھے جن کی تعداد چھ لاکھ تھی (خلاصۃ المصائب ص ۲۰)۔

(۳) امام حسین کی اجازت سے حبیب[1] بن مظاہر نے قبیلہ بنی اسد کے نوے آدمیون کو وعظ کہکر نصرت امام کے لیئے راضی کیا (جلاء العیون ص ۴۵۹) یزید بن مسعود نہشلی رئیس بصرہ نے امام کے ارشاد کے مطابق ان کی امداد کے لیئے قبائل بنی سعد بنی حنظلہ و بنی تمیم سے بیعت لی تھی (ایضاً باب ۵ فصل ۱۲ ص ۴۳۴)"۔ اس سے معلوم ہوا کہ بنی اسد، بنی سعد و بنی حنظلہ، بنی تمیم کے لوگ بھی شیعہ تھے، ورنہ امام کی اعانت و حمایت پر نہ راضی ہوتے نہ بیعت کرتے۔

(۴) امام حسین رض نے ایک وصیت نامہ لکھکر اپنی بیٹی فاطمہ رض کو دیا کہ جب تمھارا بھائی عابد بیمار ہوش مین آئے تو اسکو دے دینا، جس کے آخر مین یہ بھی لکھا تھا کہ "اے فرزند جب تم قید سے چھٹکر مدینہ جانا تو ہمارے دوستون کو ہماری جانب سے سلام پہونچانا اور کہنا کہ حسین رض نے تم سبھون کے لیئے پیاسا گلا کٹایا اور تا دم مرگ تم سے غافل نہین رہے شرط دوستی اور وفاداری یہی ہی کہ جب تم آب سرد پیو تو اسوقت ہماری بیکسی اور تشنگی کو یاد کرکے رونا (خلاصۃ المصائب ص ۱۶۳)"۔ اس روایت سے ثابت ہوا کہ مدینہ مین بھی شیعہ تھے۔

(۵) جلاء العیون باب ۵ فصل ۱۲ ص ۴۲۹ و فصل ۱۵ ص ۴۹۰ و فصل ۱۸ ص ۵۴۰ کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ نہ

---

[1] یہ وہ بزرگ ہین جو فرماتے تھے کہ "عاشورہ سے بڑھکر کون روز زیادہ خوشی کا ہے"۔

صرف ان گنت انسان بلکہ افواج اجنات حتیٰ کہ افواج ملائکہ بھی شیعہ تھے اور اسوقت موجود تھے۔

ان روایتون کو دیکھیئے، عرش سے فرش تک انسانون، جنون، فرشتون مین ہر طرف امام حسینؓ کو فقت شیعہ نظر آتے ہین مگر ان مین سے فرشتون اور جنون نے تو بروقت کسی قسم کی کوئی مدد نہ کی رہ گئے شیعہ انسان تو ان مین سے بالخصوص کوفی شیعون نے امام حسین اور ان کے اہلبیتؑ[1] کے ساتھ جس جان نثاری اور وفاداری کا ثبوت میدان کربلا مین دیا ہی اسکا مفصل ذکر آئندہ آتا ہی جسکا مختصر لفظون مین ادنیٰ نمونہ یہ ہی

از آب ہم مضائقہ کردند کوفیان خوش داشتند عزت مہمان کربلا

امام چہارم

حضرت زین العابدینؓ بن حسینؓ ہین یہ بھی اپنے والد ماجد کے ساتھ کوفی شیعون کے دست ظلم کے شکار تھے، قسمت تھی کہ زندہ بچگئے۔ بعد مین بھی شیعون نے انکے ساتھ بدسلوکی کا سلسلہ جاری رکھا، مثلاً مختار ثقفی قاتل فرزند جناب امیر نے کہ اب کے شیعہ جس کی تعریف کا راگ گاتے ہین امام زین العابدینؓ کی امامت کا انکار کیا اور محمد بن حنفیہ کے متعلق اعلان کیا" امام وقت اوست نہ کہ علی ابن الحسین (مجالس المومنین) امام زین العابدینؓ بھی اس سے سخت ناراض تھے، چنانچہ ایک مرتبہ مختار نے ان کی خدمت مین چالیس ہزار دینار بھیجا تھا مگر آپ نے اسلیئے کہ مختار نے مذہب باطل اختیار کیا تھا اسکا ہدیہ مسترد فرما دیا (جلاء العیون صفحہ ۵۶۶)

شیعون کی غداری اور بیوفائی کا عینی مشاہدہ اور تلخ تجربہ چونکہ امام زین العابدین کو کافی طور پر ہو چکا تھا لہذا انپر تو نہین ہان ان کے صاحبزادے حضرت زید شہیدؓ پر اہل تشیع کا جادو چل گیا چنانچہ ملا باقر مجلسی بھی "بعد از خرابی بسیار" اسکا اسطرح اقرار کرتے ہین کہ" اہل کوفہ سب منافق اور شیعہ ہونے کے مدعی تھے جناب امیر اور امام حسین کے ساتھ جو کچھ وہ کر چکے تھے اسکو تم سن چکے ہو۔ یہ ملعون بنی امیہ کے بھی دشمن تھے

[1] منجملہ صدہا ظلم کے یہ ستم بھی کیا کہ امام زین العابدین کی زبانی شیعون نے ابو خالد یحییٰ، جبیر، جابر، حرم امام حسین کے سوا سب کو مرتد بنا دیا چنانچہ مجالس المومنین مجلس پنجم صفحہ ۱۴۴ مین ہی کہ" تمام مردم بعد از قتل حسین مرتد شدند" اور یہ جفا بھی کی کہ حضرت شہربانو حرام موت مرین یعنی اسطرح خودکشی کرلی کہ دریائے فرات مین ڈوب مرین (تلخیص مرقع کربلا صفحہ ۳۶ بحوالہ بحار الانوار) اور ان کی کسی نے خبر نہ لی حد ہو گئی کہ امام حسین کا گھوڑا بھی فرات مین ڈوب مرا (ایضاً صفحہ ۳۶ بحوالہ مقتل ابو مخنف) اور اسکو کسی نے نہ بچایا۔ امام حسینؓ کی آئندہ اولاد کی بھی خوب قدر کی کہ بجز بعض کے باقی سب کو عصمت و امامت سے محروم قرار دیا اور بعض کی تو لعنت ملامت سے خبر لی مثلاً حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رح جو حسنی اور حسینی دونون ہین شیعہ ان کی تبرا سے خدمت کرتے ہین ۱۲

مگر نہ ابھر خروج کر سکتے تھے، نہ ان کا کوئی سردار تھا۔ آخر یہ شیطنت کی کہ ایک شیعہ کے پاس گئے اور کہا تم جانتے ہو کہ امر بالمعروف واجب ہے بنی اُمیہ نے ظلم اور غلو کا ناس کیا ہے ان پر خروج کرنا فرض عین ہے ورنہ ہم کافر ٹھہرینگے ایک جماعت شیعہ کی اپنے رئیسون کے فریب مین آگئی، حالانکہ ان کی غرض یہ تھی کہ اہلبیت رسول سے جو باقی رہ گئے ہین انکا بھی صفایا کردین اسلئے سب مل کر زید کی خدمت مین گئے اور اس قدر عاجزی کی کہ زید بھی آمادہ ہو گئے (تذکرۃ الائمۃ ص ۱۳۰۹)۔

دیکھیئے روایت ہذا مین اس جماعت کے کوفی اور شیعہ، نیز دشمن اہلبیت ہونے کا کیسا صاف اقرار ہے۔ الغرض چالیس ہزار شیعون نے بیعت اور وعدۂ نصرت وحمایت کر کے حضرت زید کو آگے کیا اور حکومت بنی امیہ کے خلاف خروج کیا مگر حسب عادت قدیم اور مطابق بد دعا دیتین گوئی ائمہ سابقین، شیعون نے بمقابلہ دشمن عین وقت پر دھوکہ دیا یعنی صحابۂ کرام خصوصاً خلفاء ثلثہ پر شیعہ تبرا کرتے تھے اور حضرت زید سے بھی درخواست کی کہ وہ ان سے تبرا کرین مگر آپ نے صحابہ کو گالی دینے سے صاف انکار کر دیا۔ بس پھر کیا تھا شیعون نے میدان رزم مین امام زین العابدینؓ کے بیٹے اور امام حسینؓ کے پوتے حضرت زید کو یکہ وتنہا چھوڑ دیا اور بقول علامہ شوستری ازین جہت غبار ملال بر حاشیہ خاطر زید نشست واز بیوفائی کوفیان تعجب نمود (مجالس المومنین مجلس ص ۳۶) یعنی اسی وجہ سے حضرت زید کا دل ملول ہوا اور کوفیون کی بیوفائی پر حیران ہو گئے۔

زید نے ان کوفی شیعون سے پوچھا بھی کہ ارفضتمونی (کیا تم نے مجھکو چھوڑ دیا) نہ معلوم ان ظالم شیعون نے کس دل اور کس زبان سے یہ جواب دیا کہ ہان رفضناک (ہم نے تم کو چھوڑ دیا) آخر نتیجہ یہ ہوا کہ حضرت زید دشمن کے ہاتھون شہید ہو گئے (مجالس المومنین) اور شیعون نے ان کی کچھ مدد نہ کی۔

امام پنجم حضرت محمد باقرؓ بن امام زین العابدینؓ ہین جو کوفی شیعون کی بدسلوکی اپنے بھائی حضرت زید شہیدؓ کے ساتھ دیکھ چکے تھے۔ بقول مجلسی چونکہ بقیۂ اہلبیت کو دنیا سے نیست ونابود کر دینے کا شیعون نے تہیا کر لیا تھا لہذا ان بیوفاؤن نے امام باقر کو بھی حکومت وقت کے مقابلہ مین خروج کی ترغیب دی چنانچہ عبد اللہ بن عطا نے امام سے کہا کہ کوفہ مین آپ کے شیعہ بہت ہین اور بخدا آپ کے خاندان مین آپکا کوئی نظیر نہین ہے (یعنی سب آپکے مطیع ہین) پھر آپ بنی امیہ پر خروج کیون نہین کرتے (صافی شرح اصول کافی کتاب الحجہ ص ۱۱۲)

نیز یہی بزرگ راوی ہین کہ امام باقر نے مجھ سے لوگون کا حال پوچھا مین نے کہا کہ لوگ تو آپ کو دیکھ رہے ہین جب خروج کیجیے گا تو آپ کے پیچھے ہو لینگے۔ امام باقر نے صاف جواب دیا کہ "ابن عطا تم زانی ہو کہان جاتے ہو

گوش میدہی بخدا سوگند یاد میکنم کہ من صاحب شما نیستم (بحار الانوار صـ۱۹ ج ۱۳) یعنی اے ابن عطاء مین دیکھتا ہون کہ تو احمقون کی بات پر کان دھرتا ہی خدا کی قسم مین تم لوگون کا صاحب نہین ہون۔

عجیب قسم کے یہ شیعہ راوی ہین کہ ہین تو اصحاب امام مین سے مگر مشورہ دیتے ہین انکو دشمنون جیسا۔ شیعون کی کتب حدیث مین حدیثون کے راوی عموماً وہی ہین جو دشمن ائمہ ہین چنانچہ ایک اور راوی کا بھی حال ملاحظہ ہو۔ زرارہ بن اعین سے اصول اربعہ شیعہ مین بکثیر حدیثین مروی ہین۔ یہ حضرت بھی تھے تو اصحاب امام باقرؓ مین سے۔ مگر حال یہ تھا کہ امام کی بے ادبی کرنے مین بڑے جری تھے، علامہ علم الہدیٰ بھی نضد الایضاح مین بمطالعہ حدیث کلینی ان کے بے ادب ہونے کا اقرار کرتے ہین۔ مثلاً ایک مرتبہ زرارہ نے بڑی دریدہ دہنی سے امام باقرؓ کے متعلق کہا تھا کہ "شیخ لا علم لہ بالخصومۃ (اصول کافی)، علامہ خلیل قزوینی صافی شرح کافی مین اسکا ترجمہ کرتے ہین "این پیر بے دماغ شدہ نمیداند روش گفتگو باخصم" یعنی یہ بڑھا بد دماغ ہوگیا ہی خصم کے ساتھ گفتگو کا طریقہ نہین جانتا۔

بعض شیعہ اس زرارہ کی حمایت مین کہتے ہین کہ زرارہ کا یہ کلام اسوقت کا ہے جبکہ وہ قلیل المعرفت تھا۔ حالانکہ وہ آیندہ بھی کبھی کثیر المعرفت نہین ہوا اور ہمیشہ امام کی شان مین بے ادبی اور گستاخی کا مجرم بنا رہا جس کا ذکر آگے آتا ہے۔

امام ششم

حضرت جعفر صادقؓ بن امام محمد باقرؓ ہین۔ امام باقرؓ کی طرح جب امام جعفرؓ پر بھی شیعون کا جادو نہ چلا[1] تو یہ کیا کہ تقیہ کے پردہ مین اور علانیہ بھی انپر خوب افترا بازی اور بدزبانی کی مثلاً ایک مرتبہ اسی مذکور الصدر زرارہ نے کہ جسکو شیعہ اصدق الصادقین کہتے ہین، زیاد بن حلال سے کہا اما انہ قد اعطانی الاستطاعۃ من حیث لا یعلم وصاحبکم لیس لہ بصیرۃ بکلام الرجال (رجال کشی) یعنی تحقیق کہ جعفر نے مجھکو استطاعت کا فتویٰ دیا اور خود خبر نہین" تمھارے اس امام کو لوگون کا کلام سمجھنے کی بصیرت نہین ہے۔

انھین حضرت زرارہ نے امام جعفر کو بے بصیرت سے بڑھکر بھی گالی دی ہی کہ "رحم اللہ باجعفر واما جعفر فان فی قلبی علیہ لعنۃ (رجال کشی)" یعنی اللہ باقر پر رحم کرے مگر جعفر پر تو میرے دل مین لعنت ہی۔

[1] چنانچہ ابو سلمہ شیعی نے جبکہ بنی عباس خلافت پر قبضہ کرنے کے لئے جدوجہد کر رہے تھے آپکے پاس عریضہ لکھا کہ آپکے حقوق کے ازبیا کا یہی موقع ہی تشریف لائے (دوسری طرف اس منافق ابو سلمہ نے جواب آنے سے پیشتر بنی عباس کی خلافت کو تسلیم کر لیا) امام جعفر نے بلا کھولے ابو سلمہ کے خط کو نذر آتش کر دیا ۱۲

جب ائمہ کے خاص[1] شیعون کا یہ حال تھا تو عام شیعون کا کیا کہنا ہے انھین کرتوتون کی بدولت ائمہ سابقین کی طرح امام جعفر بھی اپنے شیعون پر لعنت ملامت کیا کرتے اور اُن سے اپنی بیزاری کا اظہار فرمایا کرتے تھے چنانچہ ایک مرتبہ اعین (زرارہ مذکور کے والد) کے لڑکون کا امام کے سامنے ذکر ہوا تو امام جعفر نے فرمایا واللہ ما یرید بنو اعین الا ان یکونوا علی (رجال کشی) یعنی خدا کی قسم اعین کے بیٹے بس مجھکو مغلوب کرنا اور دبانا چاہتے ہین۔

ایسے ہی ایک مرتبہ امام جعفر نے ایک مسئلہ کے متعلق زیاد بن حلال سے فرمایا "لیس ھکذا سالنی ولا ھکذا قلت کذب علی کذب واللہ علی لعن اللہ زرارۃ (رجال کشی)" یعنے زرارہ نے مجھ سے نہ اس طرح پوچھا نہ مین نے ایسا جواب دیا اس نے مجھپر جھوٹ باندھا خدا کی قسم اس نے مجھ پر جھوٹ جوڑا اللہ زرارہ کو لعنت کرے"

یونہین اصحاب امام مین سے ایک صاحب ابوالجارود ہین جو فرقہ جارودیہ کے بانی ہین نیز دو شیعہ اور انکے ساتھی ہین اُنھون نے باوجود شیعہ ہونے کے نہ معلوم کونسی ایسی اذیت امام کو پہونچائی تھی کہ جس پر امام جعفر نے انکے متعلق کس غیظ و غضب کے ساتھ فرمایا کثیر النواء و سالم بن ابی حفصۃ و ابوالجارود کذابون مکذبون کفار علیہم لعنۃ اللہ (رجال کشی) "یعنی کثیر النواء سالم ابن ابی حفصہ ابوالجارود کذاب ہین، مکذب ہین، کافر ہین انپر خدا کی لعنت" اصل یہ ہے کہ امام جعفر کی شیعون سے یہ بیزاری بالکل حق بجانب ہے، بلکہ شیعہ اپنی بدسلوکی کی وجہ سے اس سے بھی زیادہ بدترین الفاظ کے مستحق ہین امام جعفر پر شیعون کا جو ظلم مذکور ہوا وہ قولی تھا اب ایک ستم عملی بھی ملاحظہ ہو۔

خلیفہ منصور جو بقول شہید ثالث علامہ شوستری (منصور در مقامی کہ در اخود ن زوال ملک نبود اظہار تشیع قولاً و فعلاً می نمود) شیعہ تھا، اُس نے امام جعفر صادق کو مدینہ سے طلب کیا اور وہ آگئے۔ منصور نے دار السیاست قصر حمرا مین بٹھا کر اپنے خاص شیعہ حاجب ربیع کو بُلا کر اول اپنے عنایات و احسانات کا اعتراف کرایا پھر کہا جا اور جعفر بن محمد کو میرے حضور مین لا کر حاضر کر ربیع نے باہر نکلکر انا للہ پڑھا اور کہا مین ہلاک ہوا اگر اسوقت اس ملعون کے پاس جعفر کو لاؤنگا تو بوجہ شدت غضب انکو ضرور مار ڈالے گا اگر

[1] انھین مین سے ابوبصیر بھی ہین ایک مرتبہ یہ امام جعفر کے یہان گئے مگر اندر جانے کی اجازت نہ ملی تو کہنے لگے "میرے ساتھ طبق ہوتا تو ضرور اجازت ملجاتی اسپر ایک کتا آیا اور ابوبصیر کے منھ مین موت گیا (تنقیح رجال کشی صــــ۱۱۶)

نہ لایا تو وہ مجھکو قتل اور میری نسل و مال کو برباد کردے گا،، ربیع دنیا اور آخرت کے درمیان متردد ہوا آخر دنیا
کی طرف ہو کر اسکو آخرت پر ترجیح دی اور بارادہ گرفتاری امام اپنے گھر پہونچکر لڑکون مین سے سب سے
زیادہ بہادر اور سنگدل محمد سے کہا۔ اسیوقت جا اور دیوار کی طرف سے مکان مین داخل ہو کر جعفر بن محمد
باقر کو جس حال مین ہون پکڑ لا۔ اور خود خلیفہ کے پاس پہونچا محمد کا اپنا بیان ہی کہ مین آخر شب مین
چھپا رہا اور سیڑھی لگا کر مکان مین داخل ہوا۔ دیکھا کہ امام جعفر پیراہن اور کمر سے ایک رومال باندھے
نماز مین مشغول ہین، بعد ختم نماز مین نے کہا چلو تم کو خلیفہ بلاتا ہی۔ امام نے دعا پڑھنے و کپڑا پہننے کی
مہلت چاہی، مین نے نہ دی۔ پھر امام نے کہا اچھا مہلت دو کہ غسل کر کے مرنے کے لیے تیار
ہو جاؤن مین نے یہ بھی نہ مانا۔ پس ستر برس سے بھی زیادہ بڈھے امام کو اس ایک کرتہ کے ساتھ سر و پا
برہنہ مین نے مکان سے باہر نکالا اور انکو پیدل لیچلا۔ تھوڑی دُور چلنے پر امام کو ضعف طاری ہوا،
مجھے رحم آگیا تو اپنے اونٹ پر سوار کر لیا۔ جب خلیفہ کے محل پر پہونچا تو مین نے سُنا کہ منصور میرے والد
سے کہہ رہا ہی،، خرابی ہو تیری اے ربیع تونے دیر لگادی اور جعفر کو نہ لایا،، پس والد باہر آئے امام کی
حالت زار پر جو نظر پڑی رونے لگے (زیرا کہ ربیع بخدمت آنحضرت اخلاص بسیار داشت آن بزرگوار را
امام زمان می دانست کیونکہ ربیع کو حضرت امام کی خدمت مین بہت اخلاص تھا اور وہ انکو امام زمانہ
جانتے تھے) (فرمود کہ اے ربیع میدانم کہ تو میل بجانب ما داری) امام نے فرمایا اے ربیع مین جانتا ہون کہ
تو میری طرف میلان رکھتا ہی" تو اتنی مہلت دے کہ مین دو رکعت نماز پڑھکر مناجات کرلون ربیع مہلت
دیکر منصور کے پاس گیا۔ منصور نے غصہ اور اصرار سے کہا، جعفر کو جلد حاضر کر۔ ادھر امام بھی نماز اور دعا
سے فارغ ہو چکے تھے۔ پس (ربیع دست حضرت را گرفتہ داخل ایوان گردید) ربیع نے حضرت امام
جعفر کا ہاتھ پکڑ کر محل مین داخل کر دیا" (جلاء العیون)"

دیکھو! خلیفہ منصور، ربیع، محمد سب شیعہ ہین اور انھین نے اس ضعیفی مین امام جعفر صادق کی یہ
توہین و تذلیل کی ہی، نہ کہ سنیون نے۔ اگر اسی کا نام اخلاص و محبت ہی تو پھر معلوم نہین شیعون کے
یہان بغض و عداوت کس چیز کا نام ہی۔ اسی لیے جب ایک مرتبہ عبد اللہ بن یعفور نے عرض کیا کہ "مین یہ
دیکھکر تعجب کرتا ہون کہ ابوبکر و عمر سے محبت کرنے والون مین امانت داری، راست بازی اور وفا شعاری ہی
مگر آپ کے محبین مین نہ امانت ہی نہ وفا، نہ صدق ہی (اصول کافی کتاب الحجۃ) تو امام جعفر صادق نے

غضبناک ہو کر شیخین کو ظالم اُن کے محبین کو بے دین اور اپنے کو عادل، شیعون کو ویندار فرمایا اگر ابن یعفور کی اصل بات کا انکار نہ کر سکے اور بزبان سکوت یہ تسلیم فرمایا کہ شیعہ خائن ہین، بے وفا ہین جھوٹے ہین۔

امام ہفتم حضرت موسیٰ کاظم رضؓ بن امام جعفر صادق ہین۔ وہ ساری کارستانیان جو شیعہ ان کے آباؤ اجداد کے ساتھ کر چکے تھے امام کاظم کو معلوم تھین۔ خود ان کے ساتھ شیعون نے کچھ اچھا سلوک نہین کیا۔ ابو بصیر شیعہ جو امام کاظم کے اصحاب خاص مین سے تھے اور جنھون نے پہلے صرف اندر جانے کی اجازت نہ پا کر امام جعفر صادق کی شان مین گستاخی کر چکے تھے۔ اب جبکہ امام کاظم کا زمانہ آیا تو اُن کے فتوے کو غلط بتا کر کہدیا کہ ابھی انکا علم کامل نہین ہوا (تنقیح رجال کشی ص ۱۲۷) اسی لیئے امام کاظم نے ناراض ہو کر سابق ائمہ کی طرح شیعون سے اپنی بیزاری کا اس طرح اظہار فرمایا۔

(۱) ان اللّٰہ غضب علی الشیعۃ فخیرنی نفسی او ھم فواللّٰہ وقیتھم بنفسی (اصول کافی صفحہ ۱۵۹)	تحقیق اللہ نے غضب نازل کیا شیعون پر اور مجھکو اختیار دیا کہ اپنی جان دون یا شیعہ ہلاک کئے جائین پس بخدا مین اپنی جان دیکر شیعون کو بچاتا ہون
(۲) لو میزت شیعتی ما وجدتھم الا واصفۃ ولو امتحنتھم ما وجدتھم الا مرتدین (فروع کافی روضہ ص ۱۰۷)	اگر مین اپنے شیعون کو منتخب کرون تو نہ پاؤن مگر بہت کم اور اگر امتحان لون تو نہ پاؤن مگر اسلام سے برگشتہ مرتد۔

امام ہشتم حضرت علی رضا رضؓ بن امام کاظم ہین۔ انپر بھی شیعون نے وہ روح فرسا ظلم کیا ہے کہ العیاذ باللہ اس واقعہ کو ابن بابویہ نے بسند معتبر ہرثمہ بن اعین سے روایت کیا ہے۔ اس ستم کے روح روان دو بڑے کٹر شیعہ ہین۔ ایک صبیح دیلمی، جسکا شیعہ ہونا اہل تشیع کے نزدیک مسلم ہے۔ دوسرا خلیفہ مامون رشید یہ بھی بقول علامہ شوستری شیعہ تھا جیسا کہ وہ مجالس المومنین مجلس ۸ مین بذیل عنوان ،،ذکر ملوک نامدار و سلاطین کامگار از فرقہ ناجیہ اولی البصائر والابصار،، بحوالہ کتاب احتجاج طبرسی رقم طراز ہین کہ۔

روزے مامون باصحاب خود گفت کہ میدانید کہ مذہب شیعہ را از کہ آموختہ ام، گفتند نمیدانیم۔ گفت از پدرم ہارون الرشید آموختم، گفتند این چون تواند بود حالانکہ او اہلبیت را میکشت، گفت ایشان را بسبب ملک میکشت۔ لان الملک عقیم۔	ایک روز مامون نے اپنے اصحاب سے کہا جانتے ہو مین نے مذہب شیعہ کس سے سیکھا لوگون نے کہا نہین، اسنے کہا اپنے والد ہارون رشید سے سیکھا، لوگون نے کہا یہ کیونکر وہ اہلبیت کو قتل کرتا تھا، مامون نے کہا ان کو صرف ملک کے لیے قتل کرتا تھا کیونکہ اس مین غیر کی شرکت نہین ہوتی۔

پھر بحوالہ کتاب عیون اخبار الرضا وکتاب نظر الغنہ لکھتے ہین کہ مامون نے چالیس مخالف اہل علم کو اس

بحث کے لیئے کہ خلیفہ برحق بعد پیغمبر کون تھا۔ جمع کیا اور ان سے مناظرہ کرکے یہ ثابت کر دیا کہ۔

حضرت امیر المومنین علی وصی پیغمبر است و خلیفہ باستحقاق اوست و دیگران غاصب بودند..... و در زمان او امام بحق و خلیفہ مطلق امام الجن والانس علی بن موسیٰ الرضا است۔

حضرت علی پیغمبر کے وصی اور خلیفہ برحق ہین اور دوسرے لوگ غاصب ہین۔ اور اسکے زمانہ مین جن وانس کے امام برحق اور خلیفہ مطلق علی بن موسیٰ الرضا ہین۔

اب اصل قصہ سنیئے کہ انھین مامون رشید اور صبیح دیلمی ہر دو شیعون نے امام رضا پر یہ ظلم کیا کہ ایک روز شب مین مامون نے اپنے مقرب خاص صبیح دیلمی کو معہ تیس غلامون کے بُلاکر اور رازداری کا عہد لیکر ہر ایک کو ایک ایک زہر آلود تلوار دیکر کہا امام رضا کے حجرہ مین جاؤ اور جس حال مین ہون۔

این شمشیر ہا در بدن او فرود آرید و گوشت و استخوان او را ریزہ ریزہ کنید و اجزاے او بیکدیگر بیامیزید و این شمشیر ہا بر بساط او مالید و از آلایش خون پاک کنید و نزد من آئید۔

یہ تلوارین ان کے جسم مین اُتار دو اان کے گوشت اور ہڈی کو ریزہ ریزہ کر ڈالو اور ان تلوارون کو انھین کے بستر مین صاف اور خون سے پاک کرکے میرے پاس آؤ۔

تم مین سے ہر ایک کو بارہ تھیلیان زر سرخ کی معہ مال واسباب عمدہ دونگا صبیح کا اپنا بیان ہی کہ ہم نے تلوارین لین اور امام کے حجرہ مین گئے، دیکھا کہ امام رضا اپنے پہلو پر سو رہے، ہاتھون کو حرکت دے رہے ہین اور نہ معلوم کیا باتین کہہ رہے ہین مین ڈرتا ہوا حجرہ مین ایک طرف تلوار کی نوک زمین پر ٹیک کر کھڑا ہو گیا۔

آن غلامان ہمہ یکجا نب امام مظلوم شتافتند و شمشیر ہاے خود را یک نوبت بر جسد مطہر آن سرور فرود آوردند آنحضرت زرہے و جامہ پوشیدہ بود کہ مانع اثر شمشیر باشد پس آن امام مظلوم را در بساط خود پیچیدہ بسوے مامون بر گشتند۔

اُن سب غلامون نے دوڑ کر اپنی تلوارین امام مظلوم کے جسم اطہر مین اُتار دین امام صرف ایک زرہ اور کپڑا پہنے ہوئے تھے تاکہ تلوار کا اثر نہو، پھر اس امام مظلوم کو انھین کے بستر مین لپیٹ کر ہلوگ مامون رشید کے پاس لوٹ آئے۔

عجیب شیعہ تھے کہ امام کو ذبح کر ڈالا مگر ان کے تشیع مین بٹہ نہ لگا یہی وجہ ہی کہ دیگر ائمہ کی طرح اس ستم رسیدہ امام نے بھی شیعون پر لعنت کی ہی۔ مثلاً آپ نے یونس سے فرمایا، خدا ابو الخطاب پر لعنت کرے اُس نے امام جعفر صادق پر بہت افترا کیا ہے۔

ائمہ پر شیعون کے مظالم کی داستان طویل ہی، باوجود اس اختصار کے بھی یہ فصل بڑی ہو گئی۔ لہٰذا اب

امام محمد تقی، امام علی نقی، امام حسن عسکری کا ذکر چھوڑ کر امام دوازدہم کے ذکر پر اس فصل کو ختم کرتا ہون۔

امام دوازدہم

آپکا اسم محمد اور لقب مہدی ہوگا۔ آپ (۱) والدین کی طرف سے نجیب الطرفین سید اور (۲) امام حسن کی اولاد مین ہونگے (۳) والد کا نام عبداللہ (۴) والدہ کا نام آمنہ ہوگا (۵) قریب قیامت پیدا ہونگے (۶) چالیس برس کی عمر مین ظاہر ہونگے (۷) پیدائش عام انسانون کی طرح ہوگی (۸) غیر معصوم اور (۹) مفترض الطاعۃ امام ہونگے (۱۰) نہ ان کا زمانہ رجعت کا زمانہ ہوگا (۱۱) نہ آپ خلفاء ثلثہ حضرت عائشہؓ اور حضرت معاویہؓ کے دشمن ہونگے (۱۲) نہ اسوقت حضور صلعم زندہ ہوکر انکے ہاتھ پر بیعت کرینگے (۱۳) نہ صاحب معجزہ ہونگے۔ (۱۴) نہ آپ کے پاس انبیائے سابقین کے صحیفے اور کتابین ہونگی نہ صحیفہ۔ جامعہ مصحف فاطمہ کتاب علی۔ کتاب شب قدر اور جفر و نجوم (جوتش) ہوگا (۱۵) نہ آپ عالم الغیب ہونگے (۱۶) نہ موجودہ قرآن کے منکر ہونگے بلکہ آپ کے پاس خلفاء ثلثہ کا جمع کردہ اہل سنت کا معمولہ یہی قرآن اور جناب کا اسی پر عمل درآمد ہوگا جو عہد نبوی سے اب تک ہر گھر مین غیر محرف موجود ہے اور تا قیامت شائع و ذائع رہیگا (۱۷) دجّال کے قاتل آپ نہ ہونگے بلکہ وہ ملعون حضرت عیسیٰ بن مریم علی نبینا و علیہ الصلوٰۃ والسّلام کے ہاتھ سے مقتول ہوگا۔

لیکن شیعون نے بالکل اسکے برعکس امام موصوف پر یہ افترا کیا ہی کہ (۱) آپ صرف والد کی طرف سے سید اور (۲) امام حسین کی اولاد مین سے ہین (۳) والد کا نام حسن عسکری اور (۴) والدہ کا نام نرگس فرنگن لونڈی) (۵) ۲۵۵ھ مین بزمانہ خلیفہ معتمد علی اللہ پیدا ہوچکے کمسنی ہی سے غار سر من رائے مین مع اولاد اور حشم و خدم ہنوز چھپے ہوئے ہین (۶) آیندہ بزمانہ رجعت ظاہر ہونگے (۷) بجائے رحم و شکم کے وہ ران سے پیدا ہوئے ہین (۸) معصوم اور (۹) مفترض الطاعۃ امام ہین (۱۰) ان کا زمانہ رجعت کا زمانہ ہوگا (۱۱) آپ خلفائے ثلثہ، حضرت عائشہ اور امیر معاویہ کے دشمن ہونگے (۱۲) حضور صلعم زندہ ہوکر آپ کے ہاتھ پر بیعت کرینگے (۱۳) صاحب معجزہ ہونگے (۱۴) آپ کے پاس گذشتہ انبیا کے صحیفے اور کتابین، نیز صحیفہ جامعہ مصحف فاطمہ۔ کتاب علی۔ کتاب شب قدر۔ اور جفر و نجوم (جوتش) یہ سب ہوگا (۱۵) آپ عالم الغیب ہونگے (۱۶) موجودہ قرآن کے منکر و مخالف ہونگے یہان ان کے پاس وہ قرآن ہوگا جو صرف حضرت علی کا جمع کردہ ہی اور جو عہد جناب امیر سے تا ظہور امام مہدی ویسے ہی غائب ہے جیسے امام غائب۔ اور جسکے ناپید ہونے کی وجہ سے تمام شیعہ از جناب امیر تا ظہور امام غائب اسلیئے بے

دگمراہ ہین کہ اسکے دید و شنید اور اسپر عمل کرنے سے محروم ہین (۱۷) دجّال کے قاتل آپ ہی ہون گے یہ شرف حضرت عیسیٰ علیہ السّلام کے حصّہ مین نہین ہے۔

اس سے صاف ظاہر ہے کہ شیعون کے یہ امام مہدی، وہ امام مہدی نہین جن کے اہل سنت قائل ہین، بہرحال اہل تشیع نے اپنے موصوف بہمہ صفات شیعہ امام مہدی پر بصورت افترا مذکورۂ بالا۔ مظالم کیئے اور اس پردہ مین اُن کو لونڈی زادہ تک بنا ڈالا اور شیعہ ایسے دشمن ہوئے کہ آخر امام مہدی کو عہد طفلی ہی مین روپوش ہو جانا پڑا اور شیعون نے اپنی غداری بدکرداری بدعہدی بیوفائی کا کچھ ایسا ثبوت دیا کہ گو شیعون کی آج سلطنت بھی ہے اور کثرت بھی مگر امام مہدی ان کے خوف سے باہر آنے کا نام نہین لیتے کیونکہ آپ کے شیعہ بھی گو صرف اپنے کو مومن کہتے ہین لیکن امام غائب ان کو مومن نہین سمجھتے، چنانچہ صافی شرح اصول کافی مین ہے کہ۔

اگر عدد اہل ایمان بہ سی صد و سیزدہ کس با ہیئت اجتماعی رسد امام ظاہر می شود در باب پنجم کتاب الحجۃ ص۳۵	اگر مخلص شیعہ تین سو تیرہ جمع ہو جائین تو امام مہدی ظاہر ہو جائین۔

پس معلوم ہوا کہ شیعہ مومن تین سو تیرہ بھی اکٹھا ہونے کے لیئے آج دنیا مین موجود نہین ہین کہ امام غائب ظاہر ہون اور یہ دنیا مین جو ہر طرف بکثرت شیعہ نظر آرہے ہین وہ یقیناً غیر مومن اور دشمن اہل بیت ہین اور خلفائے ثلثہ کو غصب خلافت کا الزام دینے والے، جناب امیر کو خلیفہ بلا فصل ماننے والے شیعہ سچ مچ محب اہل بیت ہوتے تو سلطنت ایران کے پایۂ تخت کو بنی فاطمہ مین سے کسی سید کے قدم سے زینت دیتے۔ آج جس سید کا جی چاہے ایران مین جا کر مدعی تخت و تاج ہو کر شیعون کے دعوائے محبت اہل بیت کا تماشا دیکھ لے[۱۵]۔

[۱۵] چنانچہ شیعون کے معصوم اور مفترض الطاعۃ امام جعفر صادق کے زمانہ مین بنو امیہ کے مقابلہ مین بنی عباس نے خلافت پر قبضہ کرنے کی کوشش کی۔ موقع تھا کہ شیعہ امام جعفر کو خلیفہ بنانے کی جد و جہد کرتے، لیکن اس وقت شیعون کے سرغنہ ابو مسلم خراسانی اور ابو سلمہ کوفی بظاہر تو بنی فاطمہ کی حمایت کا دم بھرتے تھے اور باطن مین بنی عباس سے ساز باز رکھتے تھے آخر ان شیعون کی اس چال نے بنی فاطمہ کو خلافت سے محروم کر دیا اور بنی عباس کامیاب ہوئے، چنانچہ ابو سلمہ نے جامع مسجد کوفہ مین عظیم الشان عام جلسہ کرکے ابو العباس کو اسکی خلوت گاہ سے بلوا کر بیعت کر لی، پھر کیا تھا سب نے ابو سلمہ شیعہ کے اس فریب مین آکر ابو العباس کی خلافت تسلیم کر لی۔ اور بنی فاطمہ بیٹھے ہوئے شیعون کی دغا بازیون اور فریب کاریون کا تماشا دیکھا کیئے۔ دیکھو اسپرٹ آف اسلام سید امیر علی ص۲۵۵

ناظرین! یہ ہی اہل بیت کے ساتھ شیعون کا سلوک۔ کیا اب بھی کوئی کہہ سکتا ہے کہ شیعہ دشمن اہل بیت نہیں ہیں؟ ہیں اور ضرور ہیں۔ پس یہ ثابت ہوگیا کہ شیعون کا برتاؤ اہل بیت کے ساتھ محبت کا کبھی نہیں رہا بلکہ ہمیشہ عداوت کا رہا۔

جب یہ معلوم ہوچکا کہ اہل بیت پر ہر طرح اور ہر قسم کا ظلم وستم کرنا اور ان کی بددعا اور لعنت ملامت کا مورد بننا یہ صرف شیعون کی عادات اور خصوصیات سے ہی تو ایسی قوم یا ایسے اہل مذہب سے امام حسین کے متعلق بھلائی کی اُمید رکھنا صریحًا انصاف کا خون کرنا ہے یقین نہو تو خود امام حسن سے پوچھو اور یاد نہ ہو تو لو، ان کی پیشین گوئی دوبارہ سُنو، آپ نے اپنے شیعون سے فرمایا "مجھے فریب دیا جس طرح اپنے پہلے امام (علی) کو تم نے فریب دیا اور نہیں معلوم میرے بعد کس امام سے تم لوگ مقاتلہ کروگے" (جلاء العیون باب ۴ فصل ۵ ص ۳۱۲)۔

فصل دُوم

سوال۔ امام حسین کو کوفہ بلانے والے کیا صرف اہل عراق (کوفی) تھے!۔

جواب۔ ہاں صرف کوفی تھے، ثبوت کے لیئے ذیل کے حوالے ملاحظہ ہوں۔

(۱) امام حسن نے جب امیر معاویہؓ سے صلح اور بیعت کرلی تو امام حسینؑ نے فرمایا، لو جز انفی لکان احب الی مما فعله اخی دکشف الغمہ یعنی اگر میری ناک کاٹ ڈالی جاتی تو اس سے بہتر ہوتا جو میرے بھائی نے کیا۔

(۲) امام حسن کے انتقال کے بعد ہی شیعون نے امام حسینؓ کے پاس آنا جانا اور امیر معاویہؓ کے خلاف خفیہ مشورہ کرنا شروع کردیا۔ مروان نے کہ جا امیر معاویہ کی طرف سے حاکم تھا، ان کو یہ اطلاع دی کہ "ایک گروہ عراقی وحجازی امام حسین کے پاس آمد ورفت رکھتا ہے اور ان کو طمع خلافت دلاتا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ کہیں فتنہ برپا نہو جائے۔ اب جو مجھے حکم ہو اسکی تعمیل کرون (جلاء العیون باب ۵ فصل ۳ ص ۳۶۹)۔"

امیر معاویہ نے مروان کو جواب دیا کہ "تم ہرگز متعرض حسین نہونا جب تک وہ تم سے تعلق نہ رکھیں تم بھی ان سے علاقہ نہ رکھنا کہ جب تک وہ میری بیعت پر وفا کرینگے میں انکا متعرض نہونگا (ایضًا ص ۳۶۹)

نادر ہیچ امرے متعرض حسین نسیم مادام کہ متعرض سلطنت ما نمیست پس پوشیدہ دار خاطر خود چندانکہ آشکارا نہ کردہ است	مجھے حسین سے کسی امر میں تعرض نہیں جبتک وہ میری حکومت کے ساتھ تعرض نہ کریں، پس خاموش رہو جبتک وہ اپنے خیالات تمہارے

سامنے ظاہر نہ کریں۔	مخاطرات خودرا از برائے تو (ناسخ التواریخ کتاب ۲ جلد ۶ ص ۲۶)

براہ راست ایک خط امام حسین کو بھی لکھا کہ "مجھے آپ کی چند باتیں معلوم ہوئی ہیں اگر وہ سچ ہیں تو ضرور اُن کو چھوڑ دیجیئے، کیونکہ جس نے اللہ سے عہد کیا لازم ہے کہ اپنے عہد کو وفا کرے۔ اور جو کچھ میں نے سُنا ہے اگر وہ غلط ہے تو آپ اس اتہام سے بری ہیں (ناسخ ص ۲۶) اور جب آپ عہد شکنی کریں گے تو میں بھی عہد شکنی کرونگا آپ عذر کیجیگا تو میں بھی آپ سے مکر کرونگا۔ نہ اُمت کے اجماع کو برہم فرمایئے نہ حدوث فتنہ کے سبب بنیئے۔ سچ یہ ہے کہ آپ لوگوں کو پہچان چکے ہیں۔ اپنے اوپر اور اپنے دین اپنے جد کی امت پر رحم کیجیے۔ نادان اور احمقوں سے دھوکا نہ کھایئے (الیضا و جلاء العیون ص ۳۶۹)۔

امام حسینؓ نے امیر معاویہ کو اسکا جواب دیا اسکا ضروری حصہ یہ ہے کہ "میرا تجھسے ارادہ جنگ کا نہیں ہے اور میں تجھسے مقام مخالفت میں نہیں ہوں، مگر بخدا سوگند میں ڈرتا ہوں کہ پیش خدا تیری ترک مخالفت سے مستحق عقاب ہوں، تو نے مجھے لکھا ہے کہ اپنے اوپر اور اپنے دین اپنے جد کی امت پر رحم کرو اور اس اُمت میں فتنہ برپا نہ کرو۔ پس واضح ہو کہ میں کوئی فتنہ اس اُمت میں تیری خلافت سے عظیم نہیں جانتا ہوں اور کوئی چیز اس سے بہتر نہیں جانتا کہ تجھ سے جہاد کروں۔ (جلاء العیون ص ۳۷)۔

(۳) ملا باقر مجلسی لکھتے ہیں کہ۔

جب حضرت امام حسنؓ نے وصال فرمایا تو عراق کے شیعہ حرکت میں ہوئے اور حضرت امام حسین کے پاس یہ عریضہ لکھا کہ ہم معاویہ کو خلافت سے معزول کرتے ہیں، امام حسین نے اسوقت یہ مصلحت نہ دیکھی اور شیعوں کو جواب دے دیا اور صبر کا حکم فرمایا۔	چون حضرت امام حسن بروضۂ جنت ارتحال نمود شیعیان در عراق بحرکت آمدند عریضۂ بخدمت حضرت امام حسین نوشتند کہ معاویہ را از خلافت خلع کردہ باشما بیعت میکنیم حضرت دران وقت صلاح درین امر ندانستہ ایشان را مجاب گردانید وامر بصبر فرمود (جلاء العیون)

یہ تو پہلے ظاہر ہو چکا ہے کہ جناب امیر اور امام حسن ہی کی حیات میں بالخصوص عراق کے شیعہ امیر معاویہ سے بیحد ناراض اور ان سے عداوت و بغاوت پر آمادہ تھے۔ اور ان حوالوں سے یہ ثابت ہوا کہ۔

(۱) امام حسین بھی امیر معاویہ سے ایسے ناراض تھے کہ ان کی خلافت (حکومت) کو فتنۂ عظیم اور ان سے لڑنے کو جہاد اکبر سمجھتے تھے۔

(۲) یہ ناراضگی اُمور دین کے لیئے نہ تھی بلکہ صرف حکومت کے لیئے تھی کیونکہ خود امام نے امیر معاویہ کی بیدینی کو نہین بلکہ انکی حکومت کو بلفظ فتنہ، جہاد کا سبب قرار دیا ہے۔

(۳) حکومت امیر معاویہ کے خلاف حضرت امام حسین کی ناراضگی کے اصل بانی و محرک شیعہ تھے۔

(۴) امام حسن کے بعد امام حسین کے پاس حکومت امیر معاویہ کے خلاف بغاوت کرنے اور امام کو حکومت دلانے کی سب سے پہلے جن لوگون نے تحریری درخواست بھیجی وہ عراق (کوفہ) کے شیعہ تھے۔

(۵) یہ وہی کوفی شیعہ تھے جو پہلے امیر معاویہ کی مخالفت کے پردہ مین خود جناب امیر اور امام حسین سے علانیہ بغاوت کر چکے تھے جن سے ہوشیار رہنے کی امیر معاویہ نے بھی امام حسین کو ہدایت کی کہ "ناوان اور احمقون سے دھوکا نہ کھایئے۔؟

اب سُنیئے کہ امیر معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید کے زمانہ حکومت مین انھین کوفیون نے حضرت امام حسینؓ کو قاصد اور خطوط بھیجکر باصرار تمام کوفہ بلایا۔

(۱) حضرت معاویہؓ کی وفات کے بعد یزید کے تخت حکومت پر بیٹھنے، اور مدینہ مین ولید کے پاس امام حسینؓ سے بیعت لینے کے لیئے یزید کا خط آنے کے بعد اہل کوفہ کو جب یہ خبر ملی تو شیعیان کوفہ سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر جمع ہوئے سلیمان نے سب کو مخاطب کر کے کہا کہ معاویہ مر گئے امام حسینؓ بیعت سے یزید کی انکار کر کے مکہ معظمہ تشریف لے گئے تم سب لوگ امام حسین اور انکے والد بزرگوار کے شیعہ ہو اگر تم انکی مدد کر سکتے ہو اور انکے دشمنون سے لڑ سکتے ہو اور جان و مال و دل سے انکی فتحیابی مین کوشش کر سکتے ہو تو امام حسین کو خط لکھکر بلاؤ اور اگر تم انکی مدد مین کاہلی کرو جیسی پیروی اور خیر خواہی چاہیئے نہ کر سکو تو امام حسین کو فریب نہ دو، تہلکہ مین نہ ڈالو سب نے جواب دیا اگر امام حسین اپنے نور قدم سے کوفہ کو منور فرمائین تو ہم لوگ خلوص سے ان کی طرف دوڑ کر عقیدت کے ساتھ بیعت کر کے ان کی مدد کرنے اور انکے دشمنون کو دفع کرنے مین جانفشانی کرینگے، پھر بعد بسم اللہ یہ خط لکھا۔

این نامہ ایست بسوئے حسین بن علی بن ابی طالب صلوۃ اللہ علیہ از جانب سلیمان بن صرد خزاعی و مسیب بن نخبہ و رفاعہ بن شداد و حبیب بن مظاہر و سائر شیعیان از مومنان و مسلمانان اہل کوفہ سلام خدا بر تو باد"	یہ خط حسین بن علی بن ابی طالب صلوۃ اللہ علیہ کے نام ہے سلیمان بن صرد خزاعی، مسیب بن نخبہ، رفاعہ بن شداد، حبیب بن مظاہر اور کوفہ کے تمام شیعون مومنون مسلمانون کی طرف سے۔ آپ پر خدا کا سلام ہو۔

بدانکه درین وقت امامی و پیشوائے نداریم بسوئے
توجه نمائی و بسرا قدم رنجه فرمائی که ما همگی مطیع توایم شاید
که حق تعالی ببرکت تو بر دست ما ظاهر گرداند و نعمان بن
بشیر حاکم کوفه در قصر امارت نشسته است در نهایت
مذلت و در جمعه او حاضر نمی شویم و در عید با او بیرون نمیرویم
و چون خبر رسد که شما متوجه این سمت گردیده اید او را
از کوفه بیرون مے کنیم تا به اهل شام ملحق گردد۔

آپ کو معلوم ہوا کہ اسوقت ہم لوگون کا کوئی امام اور پیشوا نہین ہے
آپ ہماری طرف توجہ کیجئے اور ہمارے سر پر قدم رنجہ فرمائیے ہم سب
آپکے فرمانبردار ہین شاید اللہ تعالی آپکی برکت ہمارے ہاتھ پر ظاہر کرے
نعمان بن بشیر کوفہ کا حاکم قصر امارت مین نہایت ذلت کی حالت مین
بیٹھا ہوا ہے ہملوگ نہ اُسکے جمعہ مین شریک ہوتے ہین اور نہ اُسکے ہمراہ
عید مین باہر جاتے ہین جسوقت ہمین معلوم ہوگا کہ آپ یہان تشریف لاتے
ہین تو ہم اسکو کوفہ سے نکال باہر کردینگے تاکہ وہ اہل شام سے جاکر ملجائے۔

پھر اس خط کو عبد اللہ بن مسمع ہمدانی اور عبد اللہ بن وال کو دیکر اور یہ تاکید کرکے روانہ کیا کہ بہت جلد
امام حسین کی خدمت مین یہ خط پہونچادین (جلاء العیون)۔

(۵) و باز اہل کوفہ بعد از دو روز از فرستادن قاصدان
قیس بن مسہر و عبد اللہ بن شداد و عمارہ بن عبد اللہ
را فرستادند تا صد و پنجاہ نامہ کہ اہل کوفہ و عظمائے کوفہ
نوشتہ بودند و یک یک کس و دو دو کس و چہار چہار کس و زیادہ
بکنار نامہ ہا نوشتہ بودند (ایضاً)

(۶) و بعد از دو روز ہانی بن ہانی سبیعی و سعید بن عبد اللہ
را بخدمت آنحضرت روان کردند و نوشتند بسم اللہ الخ
این عریضہ ایست بخدمت حسین بن علی از شیعیان و فدویان
و مخلصان آنحضرت اما بعد بزودی خود را بہ دوستان
و ہواخواہان خود برسان کہ ہمہ مردم این ولایت منتظر
قدوم مسرت لزوم تو اند و بغیر تو رغبت نمی نمایند البتہ
البتہ خود را بہ تعجیل تمام باین مشتاقان مستہام برسان
والسلام (ایضاً)

(۷) پس شبث بن ربعی و حجار بن ابجر و یزید بن حارث

پھر اہل کوفہ نے اُن قاصدون کے بھیجنے کے دو دن بعد قیس بن مسہر عبد اللہ
بن شداد، عمارہ بن عبد اللہ کو ایک سو پچاس خط دیکر روانہ کیا جو اہل کوفہ
و سرداران کوفہ نے لکھے تھے اور ہر خط کے حاشیہ پر ایک ایک
دو دو، چار چار اور اس سے زیادہ لوگون نے دستخط کیے تھے (تاکہ
ان خطوط کو یہ قاصد امام تک پہونچادین)

پھر دو روز کے بعد ہانی بن ہانی سبیعی، سعید بن عبد اللہ کو اہل کوفہ
نے حضرت امام حسین کی خدمت مین روانہ کیا اور یہ لکھا کہ بسم اللہ الخ
یہ خط ہے حسین بن علی کی خدمت مین ان کے شیعون، فدائیون اور
مخلصون کی جانب سے امابعد آپ جلد خود کو اپنے دوستون اور
ہواخواہون تک پہونچائیے کیونکہ اس ولایت کے تمام لوگ آپکے قدوم
میمنت لزوم کے بمسرت منتظر ہین اور ذوق و شوق کے سوا کچھ نہین
ظاہر کرتے۔ ضرور ضرور آپ بہت جلد اپنے کو ان مشتاقون تک
پہونچا دے (والسلام)

اسکے بعد شبث بن ربعی، حجار بن ابجر، یزید بن حارث

و عروہ بن قیس و عمر بن حجاج و محمد بن عمر عریضہ ہائے دیگر نوشتند باین مضمون اما بعد صحرا ہا سبز شدہ و میوہ ہا رسیدہ اگر باین صوب تشریف آری بشکر ہائے تو مہیا و حاضر اند و شب و روز انتظار تشریف تو مے برند (ایضاً)	عروہ بن قیس، عمر بن حجاج، محمد بن عمر نے اس مضمون کا خط لکھا کہ آجکل جنگل سرسبز و شاداب ہین، میوے تیار ہین اگر آپ اسوقت اس طرف تشریف لائین تو شکر یہ مین وہ سب حضور کی خدمت مین مہیا اور حاضر ہین۔ ہم لوگ شب و روز آپ کے منتظر ہین۔

(۸) امام حسین رض نے جب اپنے چچازاد بھائی مسلم بن عقیل کو کوفیون کے بُلانے پر کوفہ بھیجا اور اٹھارہ[۵] ہزار کوفی ان کے ذریعہ سے امام ہمام کے نام پر بیعت ہوئے اور مسلم رض نے امام کو اطلاعی عریضہ لکھا کہ آپ کوفہ آیئے تو اسوقت بھی اہل کوفہ نے امام حسین رض کو طلبی کا خط لکھا چنانچہ منہج الاخزان کا مؤلف لکھتا ہے کہ۔

چون مسلم بن عقیل بدر کوفہ رفت ابتدائے امر اجتماع مردم را مشاہدہ نمود، عریضہ بخدمت آنحضرت نوشت و اہل کوفہ نیز عریضہ نوشتہ بودند کہ صد ہزار شمشیر از برای تصرف تو مہیا است (منہج الاخزان ص ۵۵)۔	جب مسلم بن عقیل کوفہ گئے اور شروع مین بیعت کے لیئے لوگون کا ہجوم دیکھا تو امام کی خدمت مین ایک عریضہ لکھا اور اہل کوفہ نے بھی ایک خط لکھا کہ آپ کی مدد کے لیئے یہان ایک لاکھ تلوار تیار ہے۔

(۹)[۶] الغرض کوفیون نے امام کے پاس بکثرت خطوط بھیجے جس کی تعداد ایک معتبر شیعہ مؤرخ اس طرح بیان کرتا ہے کہ۔

بدین گونہ مکاتیب متواتر کردند چندانکہ دوازدہ ہزار نامہ در حضرت حسین از بزرگان کوفہ حاضر گشت (دیکھو ناسخ التواریخ جلد ۶ کتاب ۲ ص ۱۳۱)۔	اسی طرح متواتر خطوط لکھے گئے، کہ بارہ ۱۲۰۰۰ ہزار خط امام حسین کی خدمت مین بزرگان کوفہ کے پہونچے۔

(۱۰) امام حسین رض نے خود بھی ان خطوط کا کئی موقع پر حوالہ دیا ہے مثلاً[۶]

اوّل۔ جب آپ نے کوفیون کے خط کا جواب دیا تو اس مین اسکا اظہار فرمایا ہے چنانچہ ملا باقر مجلسی لکھتے ہین کہ ”ہر چند اس طرح کے خطوط خدمت آنحضرت مین پہونچتے رہے مگر حضرت تامل فرماتے اور ان کا

---

[۵] ناسخ التواریخ ص ۱۳۲ مین بروایت ابو مخنف ہے کہ ”ہشتاد ہزار کس با مسلم بیعت کردہ“ اسّی ہزار نے مسلم سے بیعت کی ۱۲

[۶] میدان کربلا مین آپ خیمہ سے باہر کرسی پر بیٹھے ہوئے خطوط دیکھ رہے تھے، ایک عراقی نکہ جا رہا تھا اس نے اس بے بسی و بیکسی کی وجہ پوچھی آپ نے جواب دیا کہ مردم کوفہ مرا دعوت کردند۔ اینک مکاتیب ایشان ہست“ (جلاء العیون) یعنی کوفہ والون نے مجھکو بلایا۔ یہ ان کے خطوط ہین ۱۲

جواب نہ لکھتے تھے، یہانتک کہ ایک ہی دن مین چھ سو خطوط مکارون کے امام حسین کے پاس پہونچے جب مبالغہ و اصرار اُنکا بیحد ہوا اور متعدد قاصد بھی جمع ہو گئے اور بارہ ہزار خط امام کے پاس آئے تو امام نے ان کے آخری خط کا جواب یہ لکھا کہ بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ خط حسین بن علی کا مومنون مسلمانون شیعون کی طرف ہے، اما بعد بدرستیکہ بعد بہت سے قاصدون اور خطوط بیشمار کے جو تم نے مجھے لکھے ہانی (و سعید) بھی ایک خط تمھارا لایا ہے، تمھارے سب خطوط کے مضامین سے مطلع ہوا تم نے سب خطوط مین مجھے یہ لکھا ہے کہ ہمارا کوئی امام نہین ہے بہت جلد آپ ہمارے پاس آیئے خدا آپ کی برکت سے ہمکو بحق ہدایت کرے، واضح ہو کہ مین بالفعل تمھارے پاس اپنے برادر و پسر عم و محل اعتماد مسلم بن عقیل کو بھیجتا ہون اگر مسلم مجھے لکھین کہ جو کچھ تم نے مجھے خطوط مین لکھا ہے بمشورہ عقلا و دانایان و اشراف و بزرگان قوم لکھا ہے تو اسوقت مین انشاء اللہ تعالیٰ تمھارے پاس بہت جلد جلا آؤن گا الخ (جلاء العیون صہ۲۴۱)

صاحب ناسخ التواریخ نے امام کا جو جوابی خط نقل کیا اسکا شروع اس طرح ہے "این نامہ ایست از حسین بن علی علیہ السلام بسوئے سلیمان بن صرد خزاعی و المسیب بن نجبۃ و رفاعہ بن شداد و عبد اللہ بن وال و جماعت مومنین الخ"

امام کے اس جواب کو کوفیون کے خطوط سے ملایئے نام اور مضمون بالکل ایک ہے اہل کوفہ ہی کے خطوط اور قاصد بھیجنے کی وجہ سے امام نے حضرت مسلم کو کوفہ بھیجا اور انھین کوفیون کو علامہ مجلسی شیعی مکار اور غدار لکھ رہے ہین۔

دوم جب امام مکہ سے جانب کوفہ روانہ ہو کر منزل قادسیہ مین بمقام زبالہ پہونچے اور اسوقت تک شہادت مسلم سے آپ بے خبر تھے تو یہین سے اپنے برادر رضاعی عبد اللہ بن یقطر (بروایت دیگر قیس بن سہر) کے ہاتھ امام نے مسلم کے خط (مذکور) کا بخطاب اہل کوفہ یہ جواب روانہ فرمایا بسم اللہ الرحمن الرحیم، یہ خط حسین بن علی کی طرف سے برادران مومن مسلم کو ہے، تم پر خدا کا سلام ہو اما بعد بدرستیکہ خط مسلم[1] بن عقیل کا میرے پاس

[1] یہ خط حضرت مسلم نے کوفہ سے امام کو اپنی شہادت سے ۲۷ روز پیشتر روانہ کیا تھا جس مین وہان کے شیعون کی وفاداری اور جان نثاری کا اعتماد دلا کر امام کو کوفہ آنے کا مشورہ دیا تھا (جلاء العیون) ۱۲ [2] امام ہمام کو کیا خبر تھی کہ جن کوفی شیعون کو یہ دعا دی رہا ہون وہ بقول مجلسی مکار و غدار ہین، کاش امام کو اپنے والد بزرگوار کی بد دعا اور امام حسن برادر کلان کی پیشین گوئی بھی اسوقت شیعون کے متعلق یاد ہوتین تو امام حسین ان سے دھوکہ نہ کھاتے۔ آہ، اس طرف کوفی شیعون پر بھروسہ کر کے امام ان کو دعا دے رہے تھے اور جواب لکھ رہے ہین، ادھر کوفہ مین ۱۸۔یا ۴۰ ہزار شیعہ جو نصرت و حمایت امام کے لیئے دست مسلم پر بیعت کر چکے ہین وہ باقی آیندہ

پہونچا، اس خط مین لکھا تھا کہ تم لوگون نے میری نصرت اور دشمنون سے میرا حق طلب کرنے پر اتفاق کیا ہے، مین خدا سے سوال کرتا ہون کہ اپنا احسان مجھپر تمام کرے اور تمکو تمھارے حسن است و کردار پر جزائے ابرار عطا فرمائے، واضح ہو کہ آٹھوین ذی الحجہ روز سہ شنبہ کو مین مکہ سے روانہ ہو کر اب تمھاری طرف آتا ہون جب میرا قاصد[لہ] تم تک پہونچے تو تمکو لازم ہے کہ کمر متابعت مضبوط باندھو اور اسباب کارزار[۹۲] تیار رکھو میری نصرت کے لیئے آمادہ رہو کہ اب مین بہت جلد تم تک پہونچتا ہون، والسّلام (جلاء العیون)

سوم - امام حسین جب کوفہ کے قریب پہونچے اور ابن زیاد کو اسکی خبر ہوئی تو اس نے حر بن زید ریاحی کو ایک ہزار سوار دیکر روانہ کیا کہ امام کو راستہ ہی مین روکدے - چنانچہ حر نے پہونچکر روکا - جب ظہر کا وقت ہوا تو اذان ہوئی کل طرفین کے موافق مخالف سب ایک جگہ نماز کے لیئے جمع ہوے - امام حسین جب امامت کے لیے آگے بڑھے تو آپ نے مخالفین کی طرف رخ کرکے فرمایا، یا ایھا الناس انی لم اتکم حتی اتتنی کتبکم

بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ - اب اپنے قدیم عادت کے مطابق حضرت مسلم کو ظلم و ستم، جفا و دغا کا نشانہ بنا رہے ہین یعنی جیسے ہی ابن زیاد بحیثیت حاکم داخل کوفہ ہوا اسنے ڈرایا دھمکایا بس پھر کیا تھا شیعون کے دل سے دین و ایمان اور حب اہل بیت و لحاظ بیعت حسین سب رخصت ہو گیا اور بقول صاحب ناسخ التواریخ "بیعت حسین را بشکستند و بہ متابعت یزید پیوستند" یعنی سب نے حسین کی بیعت توڑ کر یزید کی پیروی اختیار کی مسلم ظہر کے وقت مسجد گئے خود ہی اذان دی چالیس[؟] یا اسی ہزار کوفی شیعہ جو بیعت کر چکے تھے ان مین سے ایک بھی نہ آیا آخر تنہا نماز پڑھکر اپنے غلام سے حیرت زدہ ہو کر پوچھا ما فعل اھل ھذا المصر (اس شہر کے لوگون نے یہ کیا کیا؟) غلام نے جواب دیا کہ میرے سید و آقا مردم این شہر بیعت حسین را بزیر پا نہادند و دست بمتابعت یزید دادند" یعنی اس شہر والون نے بیعت حسین کو پیرون تلے ڈال کر یزید کی تابعداری قبول کر لی ہے (ناسخ التواریخ) مسلم نے مختار کے گھر سے نکل کر ہانی کے مکان مین پناہ لی آخر ہانی بھی گرفتار ہو گئے، اب مسلم نے پھر ایک جان توار کوشش کی قبائل کندہ - مذحج - تمیم - اسد - مضر - ہمدان کو خروج کے لیے پکارا بمشکل چار ہزار شیعہ جمع ہوے مگر ابن زیاد نے پھر جو ڈانٹا تو سب بھاگ گئے صرف تیس آدمی باقی رہ گئے لیکن جب مسلم نے مغرب کی نماز پڑھی اور سلام پھیرا تو صرف دس شخص رہ گئے مسجد کے دروازہ سے باہر آئے تو دس بھی رفو چکر ہو گئے اب کوئی شیعہ ساتھ نہ تھا اور حضرت مسلم تنہا رہ گئے (جلاء العیون) حتی کہ انہین کوفیون نے مخالف ہو کر مسلم پر سنگ باری کی اور بحالت مظلومی شہید ہو گئے ۱۲ سلہ اس قاصد کا یہ حشر ہوا کہ قادسیہ ہی مین حصین بن نمیر نے پکڑ کر کوفہ مین ابن زیاد کے پاس بھیجدیا جہان مکان سے نیچے گرا کر شہید کر ڈالا گیا تمام شیعہ یہ تماشا دیکھا کیے لیکن قاصد حسین کی کسی شیعہ نے مدد نہ کی (ایضاً) ۱۲ سلہ ۹۲ اس سے معلوم ہوا کہ امام حسین دار الامن مکہ سے کوفہ بغرض رشد و ہدایت نہین بلکہ صرف اپنے لیئے حصول سلطنت اور حکومت بنی امیہ کے خلاف یزید سے جنگ کرنے جا رہے تھے جس کے بانی مبانی محض شیعہ تھے اور شیعون ہی کی باغیانہ تحریک و ترغیب کی وجہ سے امام ہی کی طرف سے مخالفانہ پیش قدمی اور زیادتی عمل مین آتی رہی - مثلاً امیر معاویہ کے وقت مین) یمن کے خراج پر قبضہ کر لینا - جواب خط مین ان کی حکومت کو فتنہ اور ان سے جہاد کرنے کو ضروری کہنا اہل عراق کی تحریری باغیانہ درخواست پر بجائے سرزنش کے شیعون کو بالفعل صبر اور آئندہ انتظار کرنے کی ہدایت کرنا (یزید کے وقت مین) بقیہ حاشیہ صفحہ آیندہ

یعنی اے اہل کوفہ میں نہیں آیا یہاں مگر جب تمہارے بہت نامے میری طلب کو پہونچے " بعد ناز حرنے اپنی لاعلمی ظاہر کی تو امام نے دو بھری ہوئی تھیلیاں منگوا کر اور کوفی شیعوں کے سب خط نکال کر اسکے آگے ڈھیر کردیئے (خلاصۃ المصائب صث وجلاء العیون)۔

چہارم - امام جب کربلا میں پہونچکر خیمہ زن ہوئے تو ابن سعد نے قرہ بن قیس کو بھیجکر دریافت کرایا کہ آپ یہاں کیسے تشریف لائے ہیں تو امام نے جواب دیا کہ " تمہارے شہر کوفہ کے لوگوں نے نامہ ہائے بے شمار مجھے لکھے اور بڑے مبالغہ واصرار سے بلایا۔ اگر اب میرا آنا نا منظور ہی تو مجھکو واپس جانے دو (ناسخ التواریخ صث ۱۷۵)۔

پنجم - امام حسین نے عین معرکہ کربلا میں بھی دسوین محرم کو یزید کی فوج کی طرف رخ کرکے اس طرح خطاب فرمایا کہ۔

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ شیعیان کوفہ کی سابق باغیانہ تحریک کو قبول کرنا بیعت کے لیے اپنی جگہ حضرت مسلم کو کوفہ بھیجنا بعد کو خود بارادۂ جنگ یزید جانا پہلی منزل تنعیم میں یزید کے پاس جانے والے خراج یمن اور اونٹ وغیرہ پر قبضہ و تصرف کرنا (جلاء العیون) آپنے قاصد سے خط بھیجکر کوفی شیعوں کو یزید سے لڑنے کے لیے " اسباب کارزار مہیا رکھنے کی تاکید کرنا یہ وہ باتیں تھیں جن کی ابتدا امام حسین ہی کی جانب سے ہوئی اور اسکے واقعی سبب صرف شیعہ تھے چنانچہ میدان کربلا میں خود امام نے انھیں بلانے والے شیعوں کو جواب بصورت فوج یزید مقابل حسین تھے مخاطب کرکے علاوہ دیگر باتوں کے یہ بھی فرمایا کہ ہنوز تلواریں نیام میں تھیں۔ قلوب کو امن و راحت کی زندگی نصیب تھی لیکن تم نے عجلت کی جمع ہوگئے اور آتش فساد کو بھڑکا دیا " چہ زشت مردم کہ شما بودہ اید " یعنے تم کیسے برے لوگ ہو (جلاء العیون) الغرض شیعوں کی بدولت امام نے خلاف حکومت وقت جو سبقت کی یہی آج اگر کوئی کسی صاحب سلطنت مثلاً ایران سے کرے تو تمام لوگ بالخصوص شیعہ اسکو باغی کہیں گے اور اسکی سزا قتل یا حبس دوام تجویز کرینگے لیکن با این ہمہ امیر معاویہ نے امام کی اور عزت کی، یزید نے بھی بغرض حفظ حکومت بجز مدافعت کے خلاف شان امام کسی امر کی اجازت نہیں دی " جس کی قدرے توضیح حسب کتب شیعہ رسالہ ہذا کی تمہید میں بھی ہوچکی ہی " کیونکہ یہ بات امیر معاویہ اور یزید دونوں پر ظاہر تھی جو بالکل صحیح ہے کہ امام حسین بذات خود بے قصور ہیں اور حقیقت میں شیعہ جو بتقلید ابن سبا یہودی، اہل بیت کے بھی دشمن ہیں وہی اس پردے میں شیرازہ اسلام کو پراگندہ کرنے کے لیے علم بغاوت بلند کررہے ہیں چنانچہ یہی ہوا بھی کہ شیعوں نے بوعدۂ نصرت، امام کو دعوت دی، جب وہ آگئے تو پھر یزید کی فوج بنکر ابن زیاد، ابن سعد، شمر پردیسے ہی مسلط ہوکر امام حسین اور انکے رفقا کو بے آب ودانہ پردیس میں قتل کیا جیسے، شیعہ جناب امیر بد حادی تھے کہ وہ باوجود خلیفہ اور باخبر ہونیکے قاتلان عثمان سے قصاص نہ لیکے

ویلکم یا اھل الکوفۃ انسیتم کتبکم و عھودکم التی اعطیتموھا واشھد تم اللہ علیھا ویلکم ادعوتم ذریۃ اھل بیت نبیکم و زعمتم انکم تقتلون انفسکم دونھم حتی اذا توکم سئلتموھم الی ابن زیاد و منعتموھم عن ماء الفرات بئس ما خلفتم نبیکم فی ذریتہ مالکم لاسقاکم اللہ یوم القیمۃ (فتح عظیم ص۳۳۵ بحوالہ ناسخ التواریخ)۔

خرابی ہو تم پر اے اہل کوفہ کیا تم اپنے خطوں اور وعدوں کو بھول گئے جس پر خدا کو درمیان دے کر لکھا تھا کہ اہل بیت آئیں ہم انکی نصرت و متابعت میں اپنی جانیں نثار کر دیں گے تم پر افسوس ہے کہ جب وہ (یعنی اہل بیت) آئے تو تم ان کو ابن زیاد کے حوالہ کیے دیتے ہو اور ان پر دریاے فرات کا پانی بند کرتے ہو واقعی تم لوگ رسول کے بدترین اخلاف ہو کہ ان کی ذریت ظاہرہ کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہو۔ خدا قیامت میں تم کو سیراب نہ کرے "

(۱۱) امام حسین کا حضرت مسلم کو کوفہ بھیجنا اور مسلم کا کوفہ جانا ہی اس ثبوت کے لیے کیا کم ہے کہ امام کو کوفیوں نے ہی بلایا تاہم حضرت مسلم[1] کے آخری حسرتناک وصیت اور رخصتی دردناک کلمات اس امر کو اور بھی ظاہر کرتے ہیں مثلاً حضرت مسلم نے ابن سعد سے وصیت کی کہ "امام حسین کو اس مضمون کا خط لکھ دینا کہ کوفیوں نے مجھ سے دغا کی اور آپ کے پسر عم کی نصرت و یاوری نہ کی ان کے وعدوں پر اعتماد نہیں ہے آپ اس طرف نہ آئیں (جلاء العیون)

ابن اشعث سے فرمایا کہ میری طرف سے کسی کو امام حسین کی خدمت میں روانہ کر، وہ اس طرف کو کوفیان بے وفا کے مکر و غدر سے آتے ہیں اور کہلا بھیج کہ آپکا پسر عم عرض کرتا ہے کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ لوٹ جائیے کہ میں یہاں اسیر ہو کر اب قتل ہو رہا ہوں۔ یہ وہی اہل کوفہ ہیں جن کے نفاق سے تنگ ہو کر آپ کے والد بزرگوار تمنائے موت کرتے تھے (ایضاً)

(۱۲) اہل بیت حسین (امام زین العابدین، حضرت زینب، حضرت فاطمہ، حضرت ام کلثوم) اور امام کے جان نثار حضرت بریر بن خضیر نے بھی اہل کوفہ ہی کو مخاطب کر کے لعنت ملامت کی اور بد دعا کے ساتھ علانیہ

[1] واقعہ شہادت مسلم اس امر کا بین ثبوت ہے کہ امام حسین کے ساتھ شیعوں کے دل میں دیرینہ کینہ تھا، نیز امام سے انکی خط و کتابت اور دعوت محض منافقانہ تھی یہی وجہ تھی کہ بلانے والے شیعوں نے نہ امام کو موجودہ خطرہ سے مطلع کیا اور نہ ان کو کوفہ آنے سے روکا اگر یہ شیعہ واقعی محب حسین ہوتے تو جس طرح بلایا تھا اسی طرح علانیہ نہیں تو خفیہ ہی امام کو آنے سے ضرور منع کرتے .... اور چونکہ شیعہ کذب نفاق کو بلفظ تقیہ داخل دین اور عملاً ضروری کار ثواب سمجھتے ہیں اسلئے شیعوں کی اس منافقت پر تعجب بھی نہیں جبکہ وہ اس تقیہ کے جامہ میں جناب امیر کو بھی گالی دینا ثواب سمجھتے ہیں تو امام حسین کو بحالت تقیہ دھوکہ دیکر شہید ہونے سے شیعوں کو کون سا امر مانع ہے؟!

ظاہر فرمایا کہ تمھیں نے امام کو بلایا، پھر تمھیں نے ان کو قتل و غارت کیا، اب تمھیں ان پر روتے ہو۔ (جلاء العیون)۔

خلاصہ یہ کہ کوفیوں کے خطوط، امام کے جوابات، نیز ان کے اہل بیت اور جان نثاروں کے بیانات اس امر کے قطعی شاہد ہیں کہ امام مظلوم کی سادگی اور نیک بختی سے ناجائز نفع اٹھائے، اپنے دام فریب میں پھانس کر انھیں آگے کر کے حکومت وقت کے خلاف علم بغاوت بلند کرنے اور قاصد و خطوط بھیجکر حضرت امام حسین کو کوفہ بلانے والے صرف کوفی تھے۔

فصل سوم

سوال۔ کیا وہ کوفی شیعہ تھے؟۔

جواب۔ ہاں تھے اور معمولی نہیں بلکہ پرانے اور کٹر شیعہ تھے۔ ثبوت کے لیے حسب ذیل حوالہ جات ملاحظہ ہوں۔

(۱) علامہ قاضی نور اللہ شوستری شہید ثالث مجتہد شیعہ لکھتے ہیں کہ۔

تشیع اہل کوفہ حاجت باقامت دلیل ندارد و سنی بودن کوفی الاصل خلاف اصل و محتاج بدلیل است اگرچہ ابو حنیفہ کوفی باشد (مجالس المومنین مجلس اول ص ۲۵)۔

اہل کوفہ کے شیعہ ہونے پر دلیل قائم کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ ان کا سنی ہونا خلاف اصل اور دلیل کا محتاج ہے اگرچہ ابو حنیفہ کوفی ہی کیوں نہ ہوں۔

گو اس حوالہ کے بعد امام حسین کو بلانے والے کوفیوں کے شیعہ ہونے کے ثبوت میں کسی اور حوالہ کی ضرورت نہیں مگر صرف اس لیے کہ شاید اہل تشیع کو اتنے سے تسکین نہ ہو، ان کے مزید اطمینان کے لیے دلائل کا ذخیرہ پیش کیے دیتا ہوں۔

(۲) حضرت مسلم بن عقیل جو نائب امام ہو کر کوفہ تشریف لے گئے تھے وہ حضرت علی رض سے اب تک جنگ جمل جنگ صفین اور صلح امام حسن با معاویہ میں شیعوں کو گرگٹ کی طرح رنگ بدلتا دیکھ چکے تھے اور ان شیعوں کو خوب پہچانتے تھے، انھوں نے کوفہ جا کر ان شیعوں کو پہچانا، اسی لیے بوقت شہادت آپ نے ابن سعد سے فرمایا امام کو جلد کہلا بھیج کہ۔

ھو یقول لک ارجع فداک ابی وامی باھل بیتک ولا یغرک اھل الکوفہ فانھم اصحاب ابیک الذی یتمنی فراقھم بالموت۔

مسلم عرض کرتا ہے کہ میرے والدین آپ پر فدا ہوں آپ مع اہلبیت واپس ہو جائیے اور اہل کوفہ کے فریب میں نہ آئیے کیونکہ آپ کے والد کے یہ وہی اصحاب ہیں جنسے بذریعہ موت یا قتل وہ جدائی کے

تمنی بچے کوفیون نے آپ سے دروغ گوئی کی اور جھوٹون پر بھروسہ نہین ہے۔	ادالقتل ان اھل الکوفۃ قد کذبوک ولیس لکذوب رای (ناسخ التواریخ ج ۲ کتاب ۲ صفحہ ۱۴۹)۔

ابن اشعث سے بھی ایسی ہی وصیت کی تھی جسکو سابقاً نقل کرچکا ہون اسکا آخری نقرہ یہ ہے کہ،،
یہ اہل کوفہ وہی لوگ ہین جن کے نفاق سے پریشان ہوکر آپ کے والد بزرگوار موت کی تمنا کرتے تھے
(جلاء العیون)

ظاہر ہے کہ جب بقول شہید ثالث محض کوفی ہونا شیعہ ہونے کے لیے کافی ہی تو جناب امیر کا اصحاب ہونا ان کے شیعہ ہونے کے لیئے بدرجہ اولی کافی ضمانت ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ امام کو بلانے والے یہ کوفی شیعہ وہی شیعہ تھے جو پہلے جناب امیر پر آفت نازل کرچکے تھے اور اب ان کے قرۃ العین امام حسین کو بوعدہ نصرت وحمایت فریب سے بلاکر قتل کرنا چاہتے ہین۔

(۳) اور تو اور خود امام مظلوم نے ان کوفیون کے شیعہ ہونے کی شہادت دی ہے چنانچہ[لے] جب امام حسین کوفہ جاتے ہوے منزل زبالہ مین پہونچے اور خبر شہادت مسلم وعبداللہ بن یقطر کنی تو اپنے رفقا واصحاب کو جمع کرکے فرمایا۔

شیعیان ما دست از یاری ما برداشتند (جلاء العیون)	قد خذلنا شیعتنا (خلاصۃ المصائب ص ۲۹)۔

یعنے میرے شیعون نے مجھکو چھوڑدیا اور میری نصرت وحمایت کرنے سے ہاتھ اٹھالیا۔
(نیز دیکھو ناسخ التواریخ ص ۱۶۳)۔

دیکھیے اس روایت مین خود امام کی زبانی ان کے بلانے والے کوفیون کا شیعہ ہونا بلفظ شیعہ کیسا صاف ظاہر ہے اسپر بھی اہل تشیع کا محبت اہلبیت کا دعوی کرنا اور سنیون کو قاتل حسین کہنا اگر آفتاب پر خاک ڈالنا نہین تو اور کیا ہی؟ چہ دلاورست دزدے کہ بکف چراغ دارد۔

(۴) پھر لطف یہ کہ امام کو کوفہ بلانے والے کوفیون کو اپنے شیعہ ہونے کا خود بھی اقرار ہی مثلاً۔
(۱) پہلے یہ نقل کرآیا ہون کہ امیر معاویہ کی وفات کے بعد یزید کی بیعت طلب کرنے پر جب امام حسین مدینہ سے مکہ چلے آئے تو یہ خبر پاکر کوفہ مین سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر اہل کوفہ کا اجتماع ہوا اور سلیمان نے سب سے کہا کہ۔

[لے] امام نے کوفیون کے خط کا جو جواب دیا ہی اسمین بھی لکھا ہی کہ یہ خط حسین ابن علی کا مومنون مسلمانون شیعون کی طرف ہی (جلاء العیون)

انتم شیعتہ وشیعہ ابیہ (ناسخ التواریخ) | شما شیعیان او و پدر بزرگوار اوئید (جلاء العیون)
یعنے تم لوگ امام حسین رضؓ اور ان کے والد ماجد حضرت علی رضؓ کے شیعہ ہو۔

(۲) امام حسین کے نام کوفیون کا پہلا خط جسے سابقًا نقل کر چکا ہون اسکا عنوان ہی یہ ہے کہ "از جانب سلیمان بن صرو خزاعی و مسیب بن نخبہ و رفاعہ بن شداد و حبیب بن مظاہر و سائر شیعیان واز مومنان و مسلمانان اہل کوفہ سلام خدا بر تو باد الخ۔

(۳) تیسرے خط کا یہ عنوان ہو کہ " این عریضہ ایست بخدمت حسین بن علی از شیعیان۔ و فدویان و مخلصان آنحضرت الخ "

امام کو کوفہ بلانے والے کوفیون کا جب خود اپنا اقرار ہے کہ ہم پرانے گرگ۔ باران دیدہ شیعہ ہین تو ہمین یقین ہے کہ اب شیعہ جرم قتل حسین کا مجرم سنیون کو بنا کر " مدعی سُست گواہ چست " کا مصداق نہ بنین گے۔

(۴) آجکل عام شیعہ بوجہ نادانی کے اور علماء شیعہ بوجہ ہٹ دھرمی کے گو منکر ہین مگر شیعون کے سابق باخبر مجتہدین اور علما بھی اسکے مقر ہین کہ امام کو کوفہ بُلانیوالے کوفی پکے شیعہ تھے۔ مثلاً مُلا باقر مجلسی لکھتے ہین کہ " چون حضرت امام حسن صلواۃ اللہ علیہ بروضۂ جنت ارتحال نمود شیعیان در عراق بحرکت آمدند عریضہ بخدمت حضرت امام حسین رضؓ نوشتند کہ معاویہ را از خلافت خلع کردہ باشما بیعت میکنم الخ (جلاء العیون)
یعنی جب امام حسن رضؓ کا انتقال ہو گیا تو عراق کے شیعون نے حرکت کی اور امام حسین رضؓ کو یہ خط لکھا کہ ہم معاویہ کو معزول کر کے آپ سے بیعت کرتے ہین الخ۔

پھر لکھتے ہین کہ امیر معاویہ کی وفات کے بعد امام حسین رضؓ کے مکہ چلے جانے کی " چون این خبر با اہل کوفہ رسید شیعیان کوفہ در خانہ سلیمان بن صرو خزاعی جمع شدند الخ (ایضًا) یعنی جب یہ خبر اہل کوفہ کو پہونچی تو کوفہ کے شیعہ سلیمان بن صرو خزاعی کے گھر مین جمع ہوئے الخ۔

حضرت مسلم کے ہاتھ پر کوفی شیعون کے بیعت کرنے پر ایک جگہ اور لکھتے ہین کہ " چون تردد شیعیان بخدمت مسلم زیادہ شد الخ (ایضًا)

ایسے ہی قاضی نور اللہ شوستری رقمطراز ہین کہ امام حسین رضؓ کو قتل کر کے سلیمان بن صرو خزاعی کے مکان پر اہل کوفہ جمع ہوئے، اپنے کیے پر نفرین، لعنت اور ندامت ظاہر کی " (مجموع شیعہ نرا نوسے

استغفار درآمدند،، الخ (مجالس المومنین) یعنی تمام شیعہ استغفار کے لیئے زانو کے بل گر پڑے الخ۔

علامہ خلیل قزوینی بھی فرماتے ہین کہ،، باعث کشتہ شدن ایشان صلواۃ اللہ علیہ تقصیر شیعہ امامیہ است از تقیہ و مانند آن از مصالح امام الخ (صافی شرح کافی)

لیجیئے اب تو مطلع بالکل صاف ہو گیا اور اس مین کچھ شک نہ رہا کہ حضرت امام حسین رض کو کوفہ بلانے والے کوفی پختہ شیعہ تھے۔

(۵) جب اہل کوفہ دست مسلم پر حکومت یزید کے خلاف بکثرت بیعت کرنے لگے تو گو یہ کارروائی مخفی طور پر ہوتی تھی لیکن آخر ظاہر ہو کر رہی۔ یزید تک اسکی شکایت پہونچی۔ اس شکایت مین بھی سنیون کی نہین بلکہ صرف شیعون کی بغاوت کا مثلاً اس طرح ذکر ہے کہ۔

(۱) مسلم بن عقیل بکوفہ آمدہ و شیعیان برائے حسین بن علی بیعت می نمایند (جلاء العیون)

(۲) شیعیان نہانی بخدمت او میرفتند و با او بیعت میکردند الخ (ایضاً)

الغرض یہ ثابت ہو چکنے کے بعد کہ،، امام کو کوفہ بلانے والے کوفی شیعہ تھے،، یہ معلوم ہونا بھی نہایت ضروری ہے کہ امام کو کن کن شیعون نے کوفہ بلا کر پھر کربلا مین بلا کر شہید کیا؟

لاؤ تو قتل نامہ ذرا مین بھی دیکھ لون کس کس کی مہر ہے سر محضر لگی ہوئی!

گذشتہ صفحات مین کتب شیعہ کی منقولہ عبارات پر نظر ڈالنے والے کو ان شیعون کے حسب ذیل نام خصوصیت سے ملین گے۔ (۱) سلیمان بن صرو خزاعی (۲) مسیب بن نخبہ کہ،، مصحوب عمر سعد بکربلا رفتہ بود،، یعنی یہ عمر سعد کے ساتھ کربلا گیا تھا (مجالس المومنین)، (۳) رفاعہ بن شداد (۴) حبیب بن مظاہر،؎ یہ وہ حضرت ہین جو کربلا مین امام کے میسرہ لشکر کے افسر تھے مگر حال یہ تھا کہ قتل حسین کے دن بجائے غم و ماتم کے ہنستے تھے اور فرماتے تھے کہ یوم عاشورہ محرم سے زیادہ خوشی کا کون دن ہے (۵) شیث بن ربعی (۶) حجار بن ابجر (۷) یزید بن حارث (۸) عروہ بن قیس، یہ کربلا مین ابن سعد کے لشکر مین تھے۔ ابن سعد نے اسکو قاصد بنا کر امام کے پاس بھیجنا چاہا مگر چونکہ بقول مجلسی یہ ان بدنصیبون مین تھا جنھون نے امام کو خطوط لکھے تھے، اسلیئے اس نے قاصد بن کر امام کے پاس جانا

؎ آپ محب اہلبیت ہو کر یزید کی فوج ہین یا ین کردفر شریک تھے کہ کوفہ سے چار ہزار فوجی سوار ساتھ لیکر امام سے لڑنے کے لیئے کربلا تشریف لے گئے تھے (جلاء العیون) اور جب تک امام شہید ہو لیئے بڑی ستم ظریفی کے ساتھ داد شجاعت دیتے رہے ۱۲

قبول نہ کیا (جلاء العیون) (۹) عمر بن حجاج (۱۰) محمد بن عمر (۱۱) قیس بن اشعث۔ بقول صاحب خلاصۃ المصائب یہ بھی امام کو خط لکھکر بلانے والون مین تھے لیکن یزید کی فوج مین شریک ہو کر بعد قتل امام مظلوم کی چادر شہید جسم اطہر سے کھینچکر لے بھاگے (خلاصۃ المصائب صـ ۱۹۲)

اور قاصدون کے نام یہ ہین (۱۲) عبداللہ بن مع (۱۳) عبداللہ بن وال (۱۴) قیس بن مطہر (۱۵) عبداللہ بن شداد (۱۶) عمار بن عبداللہ (۱۷) ہانی بن ہانی (۱۸) سعید بن عبداللہ۔

گو یہ نام بہت کم ہین تاہم چونکہ امام کے نام بزرگان کوفہ کے بارہ ہزار خطوط تھے بیشتر خطوط کوفہ کے تمام فدویان، مخلصان، دوستان، ہواخواہان، مشتاقان، مومنان، مسلمانان، شیعیان حسین کی جانب سے اور اہل کوفہ وعظمائے کوفہ کے ڈیڑھ سو خط کے حاشیہ پر ایک ایک۔ دو دو۔ چار چار اور اس سے زیادہ لوگون کے دستخط ہوتے تھے۔ اسلیئے اس طرح بیشمار کوفی شیعہ تھے جنھون نے امام حسینؓ کو کوفہ بلایا اور پھر قتل کیا۔

قاضی نوراللہ شوستری (۱۹) عبداللہ بن سعد اور مذکورالصدر لوگون مین سے نمبر ۱۰ و ۱۲ و ۱۳ کی بابت لکھتے ہین کہ یہ پانچون اس جماعت (شیعہ) کے سرآوردہ اور از معارف اصحاب امیرالمومنین بودند، جناب امیر کے مشہور اصحاب مین سے تھے (مجالس المومنین)

فصل چہارم

سوال۔ وہ کوفی شیعہ بوقت معرکہ کربلا فوج یزید مین تھے یا فوج حسین مین؟

جواب۔ اول یہ معلوم ہونا چاہیئے کہ کربلا مین امام حسینؓ کے بالمقابل صرف کوفی تھے، جیسا کہ خود کتب شیعہ مین مذکور ہے کہ۔

(۱) لیس فیھم شامی ولا حجازی بل جمیعھم من اھل الکوفۃ (خلاصۃ المصائب صـ ۲۰۱)	امام کے مقابل فوج (یزید) مین نہ کوئی شامی تھا نہ حجازی بلکہ سب کوفی تھے۔

(۲) عمارہ بن عقبہ عمر بن سعد، عبداللہ بن مسلم بن ربیعہ الحضرمی نے یزید امیر شام کو حضرت مسلم کے آنے اور کوفیون کی ان سے بیعت کرنے کی خبر دی اور لکھا کہ اگر تجھکو عراق کی حاجت ہے تو نعمان بن بشیر کو معزول کر کے کسی قوی شخص کو معین کر کہ تیرے کہنے پر چلے۔ حالانکہ یہ لوگ بنی اُمیہ نہ تھے کہ (دہی) مخصوص بغض و عداوت

اہلبیت سے سمجھے جائین، اس لیے کہ مرتکب جنگ و قتل امام حسین خاص اہل عراق ہوئے ہین اور شامی شامل نہ تھے (تلخیص مرقع کربلا صنا)

(۳) پھر بحوالہ مروج الذہب مسعودی لکھتے ہین کہ "حسین نے کربلا کا عزم کیا۔ لڑائی ہوتی رہی یہان تک کہ قتل ہوئے اوران کو کوفیون نے قتل کیا، شامی اُن مین نہ تھے اور جو شامیون کا ذکر کیا جاتا ہی یہ ان کی سکونت سابق کی وجہ سے ہی، جو کچھ اہل بیت کے حق مین ہوا وہ کوفیون نے کیا،، (ایضاً)

(۴) نیز بحوالہ کتب تاریخ و مقتل فرماتے ہین کہ "اہل شام بعد شہادت امام حسین علیہ السّلام معلوم ہوتا ہی کہ ان لڑائیون مین نہ تھے،، (ایضاً ص۲۱)۔

(۵) وابی مخنف لشکر ابن زیاد را ہشتاد ہزار سوار نگاشتہ وگوید کہ ہمگان کوفی بودند و حجازی و شامی با ایشان نہ بودند (ناسخ التواریخ ج ۶ کتاب ۲ ص۱۷۴)۔

اور ابی مخنف نے لشکر ابن زیاد کی تعداد اسی ہزار لکھی ہے اور کہا ہے کہ وہ سب کوفی تھے اور ان کے ساتھ نہ کوئی حجازی تھا نہ شامی۔

جب یہ ظاہر ہو چکا کہ کربلا مین امام کے مقابلہ مین لڑنے والے بنام فوج یزید صرف کوفی تھے تو اتنا اور بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ آخر وہ کوفی تعداد مین کتنے تھے؟ کتب شیعہ مین اس کے متعلق متعدد اور مختلف روایتین ہین جیسے ۲۲ ہزار۔ ۳۰ ہزار۔ ۸۰ ہزار۔ ایک لاکھ۔ ۱۰ لاکھ۔ ۶ ہزار۔ وغیرہ،،۔ خلاصۃ المصائب مین کل کوفی فوج کی زیادہ سے زیادہ جو تعداد لکھی ہی وہ ۶ لاکھ ہے۔

اسکے علاوہ غیر فوجی کوفیون مین سے عمائد کوفہ کا یہ حال تھا کہ ۸ ہزار کی تعداد مین قتل حسین اور تباہی و بربادی اہل بیت کا تماشا دیکھنے آئے تھے (تلخیص مرقع کربلا ص۱۵ بحوالہ مقتل ابو مخنف) اور صرف اتنا ہی نہین بلکہ یہان تک لکھا ہے کہ "جو لوگ شامل لشکر یزید نہ ہو سکتے تھے وہ بعد معرکہ کربلا۔ ابن زیاد کی مدد کو آئے،، (ایضاً ص۲۱)۔

عراق کے علاوہ دنیا مین اور جتنے شیعہ تھے اسوقت ان مین سے کوئی بھی امام کی مدد کو نہ آیا[1]۔ حالانکہ اہل کوفہ کے خط کا جواب دیتے وقت امام نے اشراف بصرہ کے نام بھی اپنی نصرت و حمایت کے لیے تاکیدی نامہ لکھدیا تھا

[1] اور کون مدد کو آتا جبکہ ساتھ والون کا یہ حال تھا کہ جب خیمہ امام کو شیعہ فوج نے گھیر لیا تو امام نے اپنے اصحاب کو جمع کر کے فرمایا کہ یہ دشمن زیادہ ہین تم ان سے بمقابلہ نہین کر سکتے پس خوشی سے اجازت دیتا ہون جسکا جی چاہے مجھ سے رخصت ہو کر اپنی جان بچائے بس یہ سنکر ایک گروہ آپ سے علیحدہ ہو کر پراگندہ ہو گیا (جلاء العیون)۔

اور شیعیان بصرہ نے امام سے تحریری وعدہ بھی کر لیا تھا[۱] (جلاء العیون)
بہرحال اب اصل جواب یعنی امام کو بلانے والے کوفی شیعوں کی طوطہ چشمی بدعہدی بیوفائی دغابازی اور فریب کا واقعہ سنیئے۔

بگوش ہوش سنو ہم سنائے دیتے ہین   جو کچھ حجاب ہے وہ بھی اٹھائے دیتے ہین

عراق (کوفہ) اور میدان کربلا مین نہ یزید تھا نہ یزید کی فوج تھی اور نہ ابن زیاد کے ساتھ شام یا حجاز کی کوئی فوج آئی تھی۔ ہان امام حسینؓ کے مقابلہ مین ان سے لڑنے اور ان کو قتل و غارت کرنے والی جو فوج تھی وہ کوفی تھی اور وہ کوفی وہی شیعہ تھے جو پہلے حضرت علیؓ اور امام حسنؓ پر ظلم کر چکے تھے اور اب جنھون نے بالاتفاق امام حسینؓ اور جملہ اہلبیت پر ستم کرنے کے لیئے بارہ ہزار خط اور بہت سے قاصد بھیجکر کوفہ سے بوعدہ نصرت و حمایت اور حکومت کا سبز باغ دکھا کر طلب کیا۔ اول کوفہ مین ان کے نائب حضرت مسلم کو بری طرح شہید کیا۔ اور جب وہ خود تشریف لائے تو وہی بلانے والے کوفی شیعہ یزید کی فوج بنکر حبیب خدا احمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قرۃ العین امام حسین کے خون کے پیاسے ہو کر کربلا مین ان پر ہجوم کر کے چڑھ آئے۔

ان کوفی شیعون کے دشمنی کا ظہور تو امام کے کربلا پہونچنے سے پیشتر ہی ہو چکا تھا یعنی وہ حضرت مسلمؑ ان کے دونون چھوٹے بچون، نیز ہانی اور امام کے قاصد عبداللہ بن بقطر کو شہید کر کے حر کے ساتھ ہو کر راستہ ہی مین امام حسینؓ کو روکنے کے لیئے آموجود ہوئے تھے، جسکی وجہ سے مجبورًا امام کو کوفہ سے رخ پھیر کر کربلا کے وحشتناک میدان مین قیام کرنا پڑا۔ اب رہ گئی صرف یہ بات کہ امام کو بلانے والے ہی کوفی شیعہ یزید کی فوج اور امام کے قاتل ہین، اسکا ثبوت یہ ہے صفحات گذشتہ پر ایک مرتبہ پھر نظر ڈالو تو دیکھو گے کہ۔

(۱) سیب بن نجبہ "مصحوب عمر سعد بکربلا رفتہ بود" (مجالس المومنین) یعنی عمر سعد کے ساتھ کربلا گیا تھا۔
(۲) شیث بن ربعی چار ہزار سوار کا افسر ہو کر ابن سعد کی ماتحتی مین امام سے جنگ کرنے گیا تھا (جلاء العیون)
اور سب سے پہلے امام کا سر تن سے جدا کرنے کے لیئے گھوڑے سے یہی اترا تھا (خلاصۃ المصائب صفحہ ۳۷)

---

[۱] مجلسی لکھتے ہین کہ اہل بصرہ لشکر لیکر نصرت امام کے لیئے جانے کو تیاری تھے کہ اچانک شہادت امام کی خبر پہونچی اسلیئے رک گئے پھر یہ بھی لکھا کہ اسکے بعد، اہل بصرہ کے نام امام نے جو خط لکھا تھا اسکو منذر بن جارود رئیس بصرہ نے اس خوف سے کہ کہین یہ خط امتحانًا ابن زیاد نے نہ بھیجا ہو، جا کر ابن زیاد کو دیدیا۔ ابن زیاد نے قاصد حسین کو قتل کر کے بر سر منبر اہل بصرہ کو بہت تنبیہ کی (جلاء العیون) مین کہتا ہون کہ جب شیعیان بصرہ کا یہی حال تھا تو ان سے نصرت امام کی کیا امید تھی۔ بلکہ بڑی خیریت ہوئی کہ یہ کربلا مین نہ پہنچے ورنہ امام مظلوم کو شاید محرم کی دسوین تاریخ کی صبح بھی دیکھنی نصیب نہ ہوتی " ۱۲

اسی نے عباس علمدار سے کہا تھا کہ جاکر حسین سے کہدو کہ اگر تمام روئے زمین پانی ہو جائے تو بھی ہم تمھیں ایک بوند پانی کی نہ دینگے جب تک تم یزید کی بیعت نہ کرلو (ایضاً صفحہ ۹۵)

(۳) عروہ بن قیس جو امام کے پاس دعوتی خط لکھنے کی وجہ سے ان کے سامنے ابن سعد کا قاصد بنکر بوجہ ندامت نہ جاسکا تھا مگر امام سے لڑنے کے لیئے مقابل فوج کا سردار تھا (ایضاً)

(۴) قیس بن اشعث فوج یزید مین شریک ہوکر حسین سے لڑا، حتیٰ کہ یہ ظالم بعد شہادت امام مظلوم کے جسم اطہر سے چادر مبارک بھی کھینچکر لے بھاگا (خلاصۃ المصائب صفحہ ۱۹۲)۔

اور اس کے علاوہ۔

(۵) ملا باقر مجلسی لکھتے ہین کہ کربلا مین ابن سعد امام کے پاس قاصد بنکر جانے کے لیئے اپنے لشکر کے جس "رئیس وامیر" سے کہتا تھا کوئی قبول نہ کرتا تھا (یہ) اسلیئے کہ ان مین زیادہ تر وہی (شیعہ) تھے جنھون نے خطوط لکھکر امام ہمام کو عراق بلایا تھا (جلاء العیون)

(۶) کوفیان بر دغا نے علی الاتصال حضرت کی خدمت مین نامے بھیجے یون تو حضرت کو بلایا اور جب تشریف لائے تو وہ نصرت اور امداد در سامان دعوت تو ایک طرف رہا، پانی تک فرزند ساقی کوثر پر بند کیا اور اسکے فرزند و عزیزون کو تشنہ لب شہید کیا (خلاصۃ المصائب صفحہ ۳۷)۔

(۷) یہ لکھکر کہ ایک مرتبہ خشک سالی مین کوفیون کی درخواست پر حسب ارشاد جناب امیر امام حسین نے دعا کی مقبول ہوئی اور بارش ہوئی پھر فرماتے ہین کہ اسکے عوض کوفیون نے یہ احسان کیا کہ "جب بموجب طلب ان کے وہ سالک راہ رضا دار و زمین کربلا ہوا تو اہل کوفہ ہی نے کمر نامردی قتل امام پر باندھی اور پانی اس جناب پر بند کیا" (ایضاً صفحہ ۱۴۱)

(۸) امام کے بالمقابل صرف وہی بھیجا کوئی تھے جنھون نے نامہائے بر دغا جناب امام حسین کو لکھے تھے (ایضاً صفحہ ۲۰۱)۔

(۹) عمر بن حجاج بھی فوج یزید مین تھا کیونکہ بعد شہادت امام بحکم ابن زیاد شمر کے ساتھ ایکہزار سوار لیکر اہلبیت کے قافلہ کو یہ دمشق یزید کے پاس پہونچانے گیا تھا (ایضاً صفحہ ۲۸۱)۔

(۱۰) حجار بن ابجر اور یزید بن حارث بھی فوج مخالف امام مین تھے کیونکہ عین معرکہ مین خود امام حسین نے انکا بھی نام لیکر پکارا اور انھون نے جو سبز باغ والا دعوتی خط لکھا تھا اسکو یاد دلایا ہی (ایضاً صفحہ ۱۴۶)

(۱۱) حبیب بن مظاہر کا عجب رنگ عداوت تھا کہ نہ صرف امام کے ساتھ تھے بلکہ امام کے میسرہ لشکر کے افسر بھی تھے مگر انکا یہ حال تھا کہ قتل حسین کے دن بجائے غم و ماتم کے ہنستے تھے اور فرماتے تھے کہ "یوم عاشورہ محرم سے زیادہ خوشی کا اور کون دن ہے ؟"

(۱۲) یزید، ابن زیاد، یا ابن سعد، شمر کا سنّی اور غیر قاتل حسین ہونا جیسا کہ تمہید مین گذرا اگر اہل تشیع کو منظور و مقبول نہین ہے اور ان کو شیعہ ہی کہنے پر مصر ہین (چنانچہ) اسپر بھی حسب کتب شیعہ ہمارے پاس دلائل موجود ہین، تو ان چارون کو بھی اسی سلسلہ مین منسلک کرلین۔

کیون شیعو! یہ مسیّب بن نجبہ، شیث بن ربعی و عروہ بن قیس، قیس بن اشعث، حجر بن حجاج، حجار یا حجار بن حجر، یزید بن حارث یا زید بن حرث، حبیب بن مظاہر اور جملہ اہل کوفہ کیا وہی نہین ہین جنھون نے امام عالی مقام کو اپنا اپنا نام لکھکر خطوط اور قاصد بھیجکر باظہار حسن عقیدت اور بوعدۂ نصرت و حمایت لکھ سے کوفہ بلوایا تھا۔ ہان جب یقیناً وہی ہین تو اب اس مین بھی کچھ شبہ نہین رہا کہ "امام کو کوفہ بلاکر قتل کرنے والے کوفی تھے،، اور،، جو کوفی تھے وہ شیعہ تھے،، پس قاتلان حسین شیعہ تھے۔

نیز چونکہ اہلبیت سے شیعون کی عداوت کا سلسلہ امام اول (حضرت علی) سے امام دوازدہم حضرت مہدی تک ہنوز جاری ہی، اسلیئے امام حسین کے وقت کے شیعہ حقیقةً اور دیگر زمانہ کے شیعہ حکماً قاتل حسین ہین بس اب ایک شعر سناکر اس فصل کو ختم کرتا ہون۔

اترجوا شیعة قتلت حسیناً شفاعة جدہ یوم الحساب

کیا شیعہ قاتل حسین اُمید رکھتے ہین کہ جد حسین قیامت کے دن انکی شفاعت کرینگے ! (ہرگز نہین)

من یقتل مومنا متعمدا فجزاوہ جہنم

فصل پنجم

سوال۔ وہ کونسی شیعہ خود بھی جرم قتل حسین کے معترف ہین یا نہین ؟۔

جواب۔ یہ امر مسلم ہے کہ خود مجرم کا اپنا یہ اقرار کہ ہم نے جرم کیا ہی، ہر قسم کے ثبوت سے بے نیاز کردیتا ہے شیعہ بھی جرم قتل حسین کے ایسے ہی مجرم ہین۔ اب کے شیعہ جو سنیون کو مجرم قرار دیکر اپنے قدیم بھائیون کے اس ابتدائی جرم کو چھپانے کی سعی لاحاصل کرتے ہین کیا وہ یہ سُنکر نادم نہ ہونگے کہ خود اکابر علمائے

شیعہ ہیں سے علامہ قاضی نور اللہ شوستری ملقب بہ شہید ثالث جیسے مجتہد اعظم نے اپنے ہم مذہب شیعہ قاتلان حسین کے اس اقرار جرم کو نفیاً نہیں بلکہ اثباتاً نقل فرمایا ہی۔ کیا بقول حضرت امام جعفر، صدق۔ امانت اور وفا کی طرح شرم وحیا بھی نصیب اعدا ہی؟ اگر شیعی دنیا یہی جواب دے کہ۔

بے وفائی کسی معشوق کی معیوب نہیں ۔۔۔ حسین کچھ صدق ووفا ہی ہو وہ محبوب نہیں

تو خیر، بحیا باش وہر چہ خواہی کن،، ورنہ امام حسینؑ کو قتل کرنے والے سابق شیعوں کی طرح حال کے شیعوں کو بھی اقرار مذمت، توبہ کرنے کے لئے تیار ہو کر بگوش ہوش سُننا اور بچشم بصیرت دیکھنا چاہیئے۔

شہید ثالث لکھتے ہیں کہ،، سلیمانؓ بن صرو خزاعی کوفہ کے باشندہ ہیں، بنی اُمیہ پر اُنھوں نے اسلیئے خروج کیا کہ جب کوفیوں نے اُس بیعت کو جو نصرت امام کے لیئے حضرت مسلم کے ہاتھ پر کر چکے تھے توڑ کر حضرت امام حسینؑ کی شہادت تک نوبت پہونچا تی تو۔

سلیمان بعد از چند ماہ متنبہ شدہ نگشت حسرت بدندان گرفتہ بر خود نفرین میکرد کہ خسران دنیا و آخرت نصیب ما باشد کہ بعد از انکہ امیر المومنین حسینؑ طلب داشتیم تیغ بر روئے کشدیم تا از بیوفائی ما رسید با وانچہ رسیدہ روسا ہے این جماعت	سلیمان نے چند ماہ بعد متنبہ ہو کر حسرت سے دانتوں تلے انگلی دبا کر اپنے اوپر نفرین کی کہ ہمکو دنیا و آخرت میں نقصان ملا اسکے بعد کہ ہمنے امیر المومنین حسین کو بلایا اور ان کے منہہ پر تلوار کھینچی حتی کہ ہماری بیوفائی سے انپر مصیبت گذری جو کچھ گذری اور اس جماعت

سلہ یہ ذات شریف جناب امیر اور امام حسن کے صحابی تھے۔ امام حسین کو بلانے کے لیئے شیعیان کوفہ کا دل اجتماع و اتفاق انھیں کے دردولت پر ہوا۔ امام مظلوم کو پہلا خط اور اس میں سب سے پہلا اپنا نام بھی انھیں نے لکھا مگر آہ جب شیعوں کے ہاتھوں قیامت برپا ہوئی یعنی مسلم کو کوفہ میں اور امام حسین کو کربلا میں شیعوں نے ذبح کر ڈالا تو اسوقت ان ذیسلیمان کا کہیں پتہ نہیں تھا گویا آپ کو سانپ سونگھ گیا تھا۔ حد ہو گئی کہ شہادت کے بعد مظلوم اہلبیت ایک مرتبہ اور فوراً دوسری مرتبہ دمشق سے مدینہ جاتے ہوئے کوفہ آئے لیکن ان کو ایک گھونٹ پانی دینے کے لیئے سلیمان نے پھر بھی پردہ عدم سے اپنا قدم نہ نکالا۔ ہاں،، سو چوہے کھا کر حج کو جانے والے بلی کی طرح ناقابل معافی جرم سے مہینوں بعد وہ بھی قاتلان حسین ہی نہیں بلکہ بنی سیہر ہاشمی بعد از جنگ،، بنام انتقام حسین خروج کرنے کے بہانہ توبہ کرنے نکلے ہیں۔ یہ عجیب بات ہے کہ شیعیان کوفہ ہی تو قاتل حسین ہیں اور پھر وہی بقول شخصے،، الٹا چور کوتوال ڈانٹے،، یزید سے بھی نہیں بلکہ عبدالملک بن مروان سے کوفہ چھوڑ ملک شام پر چڑھائی کرتے ہیں۔ خود قاتلوں کا غیر قاتلوں پر حملہ کرنا اور اسکے لیئے کوفہ سے شام جانا واللہ یہ تو وہی ابن سبا یہودی کی تخریب اسلام و مسلم والی پُرانی چال تھی۔ اگر توبہ سچی تھی اور خیال انتقام درست تھا تو اپنے ہی شہر کوفہ کے شیعوں بلکہ خود کو جہنم رسید کرنا تھا نہ کہ دیگر جگہ کے لوگوں کو۔ ان حالات کو دیکھکر بے ساختہ کہنا پڑتا ہے کہ۔۔ ،، اے ابن سبا این ہمہ اوردہ تست،،

پنج نفر بودند سلیمان بن صرد خزاعی، و مسیب بن نجبہ
و عبداللہ بن سعد و عبداللہ بن وال و رفاعہ بن شداد۔
و این پنج کس از معارف اصحاب امیرالمومنین بودند
و چون عزیمت ایشان بطلب خون امام حسین
تصمیم یافت جمع کثیر در سرائے سلیمان بن صرد
خزاعی جمع آمدند، و مسیب بن نجبہ کہ مصحوب عمر سعد
بکربلا رفتہ بود، آغاز سخن کردہ گفتند خدائے تعالیٰ
ما را بطول عمر مبتلا گردانید تا در انواع فتنہ ہا افتادیم و
بامور ناشائستہ متہم گشتیم اکنون از اعمال سیئہ خویش
نادم گشتہ میخواہیم کہ دست در دامن توبہ و انابت
زنیم، شاید کہ خداوند عزوعلا توبہ ما را قبول کردہ بر ما
رحمت کند، و ہر کس از آن جماعہ کہ بکربلا رفتہ بودند
عذرے میگفتند، سلیمان بن صرد گفت ہیچ چارہ
نمیدانیم جز آنکہ خود را در عرصہ تیغ آوریم چنانچہ
بسیارے بنی اسرائیل تیغ در یکدیگر نہادند قال اللہ
تعالیٰ انکم ظلمتم انفسکم الآیۃ و مجموع شیعہ بزانوے
استغفار در آمدہ الخ۔

(مجالس المومنین)

کے رئیس پانچ آدمی تھے سلیمان بن صرد خزاعی، مسیب بن
نجبہ، عبداللہ بن سعد، عبداللہ بن وال، رفاعہ بن شداد
اور یہ پانچوں شخص امیرالمومنین کے مشہور اصحاب میں سے
تھے۔ جب خون امام حسین کا بدلہ لینے پر ان لوگوں کا پختہ
ارادہ ہو گیا تو ایک بڑی جماعت سلیمان بن صرد خزاعی کے مکان پر
جمع ہوئی اور مسیب بن نجبہ (بھی تھے جو عمر سعد کے ساتھ کربلا
گئے تھے) سب نے بات یوں شروع کی کہ خدائے تعالیٰ نے ہمیں
(اتنی) لنبی عمر دی کہ طرح طرح کے فتنوں میں مبتلا اور ناشائستہ باتوں
کے ساتھ متہم ہوئے۔ اب ہم اپنے برے کاموں پر شرمندہ ہوتے ہیں
اور چاہتے ہیں کہ توبہ کریں شاید اللہ تعالیٰ ہماری توبہ قبول فرما کر
ہم لوگوں پر رحم کرے، اس جماعت سے جتنے لوگ کربلا (یزید کی طرف
سے امام کو قتل کرنے) گئے تھے سب اسی طرح معذرت کرنے لگے، سلیمان
بن صرد نے کہا میرے خیال میں اسکے سوا اور کوئی چارہ نہیں ہے کہ ہم لوگ
اپنے کو تیغ بکف میدان میں لائیں جیسے بنی اسرائیل کے اکثر لوگوں
نے باہم ایک دوسرے کو تلوار پر رکھدیا تھا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے
فرمایا تھا کہ تم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا الآیۃ (یہ کہکر) سب شیعہ
استغفار کے لیئے زانو کے بل گر پڑے الخ

(مجالس المومنین)

؎ ہارا مانوں سے جس نے کہ مجھے ذبح کیا — قتل کے بعد کوئی دیکھے ندامت ان کی

شیعو دیکھو سلیمان، مسیب، عبداللہ بن سعد، عبداللہ بن وال، رفاعہ۔ یہ وہی سر برآوردہ شیعہ تو ہیں
جنھوں نے امام کے پاس اپنا نام لکھکر بھیجا، بلایا اور امام نے بھی عنوان جواب میں جنکا نام بنام ذکر فرمایا تھا
اب وہی شیعہ امام حسین کو بلانے۔ ان کے لیئے دست مسلم پر بیعت کرنے، پھر بیعت کو توڑنے، ابن سعد کے ساتھ
کربلا جانے امام مظلوم پر تیغ کھینچنے اور ان کو شہید کرنے کا کیسا صاف اقرار کر کے پچھتاتے اور پھر نفرین و ملامت

کرتے جرم قتل حسین پر نادم ہوتے اور سب زانو کے بل گر کر توبہ و استغفار کرتے ہین۔

کی مرے قتل کے بعد اس نے جفا سے توبہ — ہائے اُس زود پشیمان کا پشیمان ہونا

ان شیعون کا ایک ارمان تو پورا ہو ہی چکا تھا کہ اپنے دانست مین اہلبیت کا صفایا کر دیا تھا۔ گر چونکہ قسمتون سے عابد بیمار بچ گئے تھے اور بقول مجلسی۔

غرض ایشان آن بود کہ بقیہ اہل بیت رسالت را برطرف کنند (تذکرۃ الائمہ)

غرض شیعون کی یہ تھی کہ اہلبیت رسالت مین سے تو جو باقی ہین انکا (بھی) خاتمہ کر دین۔

اسلیئے اس غرض کو توبہ و انتقام خون حسین کے پردہ مین چھپا کر یہ ظاہر کیا کہ۔

بعد از فتح علی ابن الحسین را بر سریر خلافت نشانند (مجالس المومنین)

فتح کے بعد امام زین العابدین کو تخت خلافت پر بٹھائین گے۔

پھر سلیمان نے امیر التوابین بنکر اور سب شیعون کو لیکر بنی اُمیہ پر خروج کیا اور قبر حسین پر پہونچکر بار دوم توبہ کی چنانچہ شوستری رقمطراز ہین کہ۔

چون قریب بہ قبر امیر المومنین حسین علیہ السّلام رسیدند باہم گفتند سزاوار آنست کہ نخست بزیارت امام حسین علیہ السّلام رویم و دست در دامن توبہ و انابت زنیم و از و عذر خواہیم آنگاہ متوجہ مقصد شویم (مجالس المومنین)

جب یہ سب شیعہ امام حسین کی قبر کے نزدیک پہونچے تو آپس مین کہنے لگے لائق یہ ہے کہ پہلے ہم امام حسین کی زیارت کو چلین اور (قبر حسین) پر توبہ کرین اور ان سے عذر کرین، تب مقصد کی طرف متوجہ ہون۔

یہ دو، دو مرتبہ جھوٹی توبہ کرنے اور انتقام خون حسین رضؓ کے بہانہ خروج کرنے سے جرم قتل حسین نہ چھپ سکتا ہے نہ معاف ہو سکتا ہے اور نہ نیت پر پردہ پڑ سکتا ہے۔ یہ وہ کلنگ کا ٹیکا ہے کہ لاکھ توبہ کرو حُبِّ اہلبیت کے جامہ مین بھی ظاہر ہو کر رہے گا۔

بہر رنگے کہ خواہی جامہ مے پوش — من انداز قدت را مے شناسم

فصل ششم

سوال۔ کیا امام حسین اور ان کے رفقا بھی ان کوفی شیعون کو اپنا قاتل کہتے ہین۔

جواب۔ اب جبکہ "قاتل نے خود ہی جرم کا اقبال کر لیا" تو ضرورت نہ تھی کہ مقتول کا بھی بیان

پیش کیا جاے لیکن صرف اسلیے کہ شائد حال کے شیعون کو امام مظلوم ہی کا بیان دیکھکر ہدایت ہو جائے مختصر احوالہ قلم کرتا ہون آپ نے مختلف موقعون پر ظاہر فرمایا ہو کہ ہمکو ہمارے کوفی شیعون نے بلاکر دغا و فریب دیا مصیبت پہونچائی لڑے اور قتل کیا حتی کہ خود شیعون کو نام بنام مخاطب کرکے اعلان فرمایا مثلاً۔

امام حسین کا بیان

(۱) امام جب کوفہ جاتے ہوئے منزل زبالہ مین پہونچے اور خبر شہادت مسلم وعبد اللہ بن یقطر سنی تو اپنے رفقا کو جمع کرکے فرمایا۔

قد خذلنا شیعتنا (خلاصۃ المصائب صـ۷۹) | شیعیان ما دست از یاری ما برداشتند (جلاء العیون)

یعنی بیشک میرے شیعون نے مجھکو چھوڑ دیا اور میری نصرت وحمایت کرنے سے ہاتھ اٹھالیا۔ (نیز دیکھو ناسخ التواریخ صـ۱۶۲)۔

(۲) کربلا مین خیمہ سے باہر آپ کرسی پر بیٹھے ہوئے خطوط دیکھ رہے تھے۔ ایک عراقی مکہ جارہا تھا اس نے دیکھکر اس بے بسی وبیکسی کی وجہ پوچھی، امام نے جواب دیا کہ۔

مردم کوفہ مرا دعوت کردند اینک مکاتیب ایشان است وحال آنکہ کشندہ من ایشا نند لکن گا ہے کہ مرتکب این معنی شدند وپردہ محرمات ومحظورات را چاک کردند خداوند بر ایشان می گمارد کسی را کہ ہم گنان را بقتل رساند وایشان را خوارش از قوم بلقیس گرداند (ناسخ التواریخ صـ۱۵۹)۔

کوفہ کے آدمیون نے مجھکو بلایا، یہ ان کے خطوط ہین حالانکہ یہی میرے قاتل ہین۔ لیکن جب اس فعل کے مرتکب ہوئے اور میری حرمت کا لحاظ نہ کیا تو خدا ان پر کسی ایسے شخص کو مسلط کرے کہ ان کو قتل کرے اور قوم بلقیس سے بھی زیادہ خوار وذلیل بنائے۔

(۳) یہ پہلے نقل کرچکا ہون کہ ابن زیاد کی طرف سے حر نے ایکہزار کوفی لشکر کے ہمراہ آگے بڑھکر امام کو روکا۔ ظہر کے وقت امام نے ان کوفیون کو مخاطب کرکے فرمایا، مین تمھاری طرف نہین آیا مگر جبکہ تمھارے خطوط متواتر اور تمھارے قاصد پے درپے میرے پاس پہونچے اگر تم اپنے عہد وگفتار پر برقرار ہو تو مجھسے تازہ بیان کرکے میرا دل مطمئن کردو اور اگر اپنے قول سے پھر گئے ہو اور وعدہ کو توڑ دیا ہو اور میرے آنے سے ناراض ہو تو مین اپنے وطن واپس جاتا ہون۔ ان مکارون، غدارون اور بیوفاؤن نے کچھ جواب نہ دیا۔ بعد نماز ظہر آپ نے پھر فرمایا اگر جہالت وضلالت مین تم راسخ ہو اور سابق

رائے سے جو مجھے لکھا تھا پھر گئے ہو اور وعدہ کو توڑ دیا ہے اور میرے آنے سے ناراض ہو تو مین اپنے وطن واپس جاتا ہون - ان مکارون غدارون اور بیوفاؤن نے کچھ جواب نہ دیا - بعد نماز ظہر آپ نے پھر فرمایا، اگر جہالت وضلالت مین تم راسخ ہو اور سابق رائے سے جو مجھے لکھا تھا پھر گئے ہو تو مین بھی واپس جاتا ہون - اس پر حر نے خطوط سے لاعلمی ظاہر کی تو آپ نے عقبہ بن سمعان سے کوفیون کے خطوط سے بھری ہوئی دو تھیلیان منگا کر سامنے ڈالدین (جلاء العیون)

(۴) آپ کوفیون کو مخاطب کر کے فرماتے ہین -

اگر شما رائے دگرگون کنید وعہد بشکنید وحمل بیعت از گردن فرو نہید قسم بجان من کہ از شما شگفت نہ باشد چہ با پدر من علی وبرادر من حسن وپسر عم من مسلم جز این نہ کردید بفریفتہ کسی است کہ بعہد وپیمان شما مغرور شود وآنکس کہ نکو ہیدہ کار کند آن نکوہش بروے باز گردد زود باشد کہ خداوند مرا از شما بے نیاز گرداند (ناسخ التواریخ صفحہ ۱۷۱)

اگر تم لوگ رائے بدلدو اور اقرار اور میری بیعت کو توڑ دو تو مجھے اپنی جان کی قسم کہ تم سے یہ بعید نہین کیونکہ میرے باپ علی، بھائی حسن اور چچا کے لڑکے مسلم سے بس تم نے یہی سلوک کیا ہی بیوقوف ہی جو تمھارے قول پر دھوکا کھائے جو برائی کرتا ہی اسکی برائی اسی پر پلٹتی ہے - خدا جلد مجھکو تم سے بے نیاز کر دے -

(۵) ابن سعد نے کوفہ آنے کی وجہ دریافت کرائی تو امام نے یہی جواب کہلایا کہ "تمھارے شہر کے لوگون نے مجھے بیشمار نامے لکھے اور بڑے اصرار ومبالغہ کے ساتھ بلایا - مگر اب میرا آنا نامنظور ہو تو مجھے واپس جانے دو (ایضاً صفحہ ۱۷۵)

(۶) ذبح عظیم صفحہ ۲۳۵ سے بحوالہ ناسخ التواریخ پہلے یہ حوالہ بھی نقل کر آیا ہون کہ امام نے مخالف فوج کی طرف رخ کر کے کربلا مین فرمایا ویلکم یا اہل الکوفہ انسیتم کتبکم وعہودکم الخ یعنے تم پر خرابی ہو اے اہل کوفہ کیا تم اپنے ان خطون اور وعدون کو بھول گئے جن پر اللہ کو گواہ بنایا تھا کہ اہل بیت آئین ہم ان کی نصرت ومتابعت مین اپنی جانین نثار کر دینگے - تم پر افسوس ہی کہ جب وہ (یعنی اہلبیت) آئے تو تم ان کو ابن زیاد کے حوالہ کئے دیتے ہو اور ان پر دریائے فرات کا پانی بند کرتے ہو، واقعی تم لوگ رسول خدا کے بدترین اخلاف ہو کہ ان کی ذریت طاہرہ کے ساتھ یہ سلوک کرتے ہو، خدا قیامت مین تمکو بھی سیراب نہ کرے -

(۷) امام نے اہل کوفہ کو میدان کربلا مین مخاطب کر کے فرمایا - کہ

اے جماعت شما را ہلاکت وحسرت باد الخ، یعنے اے لوگو تم تباہ وبرباد ہو جاؤ -

تم نے آتش شر و فساد کو بھڑکایا۔ عدل و انصاف چھوڑ کر دشمنون کو خوش کرنے کے لیئے اپنے دوستون سے مکر و کینہ کرنے پر متفق ہوگئے مردار دنیا کی طمع مین آگئے۔ حالانکہ ہمنے نہ کوئی نالائق فعل کیا نہ مشورہ غلط دیا تمنے ہم سے نفرت کرلی اور ہماری نصرت کرنے سے دست کش ہوگئے ہمارے مقابلہ مین فوج لاکر کھڑی کردی حالانکہ ہنوز تلوارین نیام مین تھین اور قلوب امن و راحت سے تھے۔ تم نے عجلت کی، جمع ہوگئے اور آتش فساد کو مشتعل کردیا، چہ زشت مردم کہ شما بودہ اید، یعنی تم کیسے برے لوگ ہو۔ رب العالمین اس جماعت سے ابر رحمت دور کر۔ ان کو قحط سالیون مین مبتلا کر جسطرح اہل مصر کو حضرت یوسفؑ کے زمانہ مین کیا تھا۔ اولاد ثقیف کو ان پر مسلط کر کہ انھین جام موت پلائے (ناسخ التواریخ صفحہ ۱۹۴)۔

(۸) امام نے نہایت کبیدہ خاطر ہو کر اپنے مقابل کوفی شیعون کو اسطرح خطاب پُر عتاب فرمایا کہ۔

اے بیوفایان جفاکار غدار تمپر وائے ہو تم نے بحالت اضطراب اپنی مدد کو ہمین بلایا جب تمھاری درخواست قبول کر کے مین تمھاری مدد کے لیئے آیا تو تم نے شمشیر کینہ مجھپر کھینچی، اپنے اعدا کی تمنے مدد کی دوستون سے کنارہ کش ہو کر بدخواہون سے مل گئے۔ اے گمراہان امت، ترک کنندگان کتاب، شفرقان احزاب پیروان شیطان ترک کنندگان سنت ہائے پیغمبران کشندگان و ہلاک کنندگان اولاد و عترت اوصیائے پیغمبران، الحاق کنندگان اولاد زنا بغیر پدران، آیذا رسانندہ مومنان، و یاری کنندۂ ظالمان تمپر وائے ہو، نفرین ہو کہ فرزند حرب کی مدد کرتے ہو اور فرزندان پیغمبر کو ان کی خاطر سے قتل کرتے ہو تم مین بیوفائی و ترک نصرت ائمہ و پیشوایان دین خدا شائع ہوگئی۔ ان ظالمون پر لعنت خدا ہو جو اپنے عہد و پیمان کو مؤکد بقسم کر کے اب فسخ کرتے ہین باوجودیکہ اپنے قول پر خدا کو گواہ کرچکے ہین۔ پھر آسمان کی طرف رُخ کر کے بددعا دی کہ خداوندا ان سے باران رحمت کو روک لے۔ اسلیئے کہ انھون نے مجھے فریب دیا جھوٹ بولا اور میرے دشمنون کا ساتھ دیا اور ان کی مدد کی (جلاء العیون)

(۹) جب آپ نے شیعون سے لڑنے کے لیئے اپنے فرزند علی اکبر کو بھیجا تو فرمایا، خداوندا ان اشقیا کی جمعیت کو پراگندہ کر اور برکات زمین ان سے باز رکھ۔

فانھم دعونا لینصرونا ثم عدونا علینا یقاتلوننا (خلاصۃ المصائب صفحہ ۱۱۵)۔

کیونکہ انھون نے مجھکو بلایا کہ ہم مدد کرینگے۔ پھر جب مین آیا تو انھون نے مجھسے عداوت کی اور مجھے قتل کرنے لگے۔

(۱۰) خود امام حسین نے عین معرکہ کربلا مین دستخطی خط لکھکر بلانیوالے شیعون کو نام بنام اسطرح مخاطب

فرمایا کہ ”اے شیث بن ربعی، اے حجاج بن الحجر۔ اے قیس بن الاشعث۔ اے زید بن الحرث۔

الم تکتبوا الی ان قد اینعت الثمار و اخضرت الجنات فاقدم علینا انک جند علی مجند (خلاصۃ المصائب صفحہ ۱۴۹)

کیا تم لوگوں نے مجھے یہ نہیں لکھا تھا کہ درخت بار دار اور باغ سرسبز ہیں، بس آپ ہمارے یہاں آئیے کہ آپکی مدد کے لئے لشکر بر لشکر موجود ہے۔

امام زین العابدین کا بیان

(۱) بعد شہادت حسین جب پہلی مرتبہ بحالت اسیری اہلبیت کا قافلہ داخل کوفہ ہوا تو اہل کوفہ۔

بہائے ہائے گریستند و بسیار کس از لشکریان از کردہ خود پشیمان گشتہ سرشک از دیدہ میباریدند فقال علی بن الحسین بصوت ضعیف ”اتنوحون و تبکون لاجلنا فمن قتلنا“ (ناسخ التواریخ ج ۶ کتاب ۲ صفحہ ۲۴۳)۔

ہائے ہائے کرکے رونے لگے اور لشکر میں بہت سے لوگ اپنے کیے پر نادم ہوکر آنکھ سے آنسو برساتے تھے پس عابد بیمار نے باواز ضعیف (تعجب سے) فرمایا ”جب یہ ہم پر روتے اور نوحہ کرتے ہیں تو پھر ہمکو (اور) کس نے قتل کیا!“۔

شاید اسی واقعہ کو شہید اعظم نے جلد دوم صفحہ ۲۲۲ میں باین الفاظ نقل کیا ہے کہ امام زین العابدین نے کہا۔

یا اھل الکوفۃ الکم تبکون علینا فمن قتلنا غیرکم

اے اہل کوفہ جب تمھیں ہم پر روتے ہو تو پھر تمھارے سوا ہمارا قاتل کون ہے؟

(۲) بقول مجلسی، امام زین العابدین نے اہل کوفہ سے یہ کہا کہ میں تمکو خدا کی قسم دیتا ہوں، تم جانتے ہو کہ میرے پدر بزرگوار کو تم نے خطوط لکھے اور ان کو فریب دیا اور ان سے عہد و پیمان کیا اور ان سے بیعت کی، آخر کار ان سے جنگ کی، دشمن کو ان پر مسلط کیا۔ پس لعنت ہو تم پر تم نے اپنے پاؤں سے جہنم کی راہ اختیار کی اور راہ بد پسند کی۔ صدائے گریہ بلند ہوئی آپس میں ایک دوسرے سے کہتا تھا ہم لوگ ہلاک ہوئے۔ جب صدائے فغان کم ہوئی حضرت نے فرمایا خدا اسپر رحمت کرے جو میری نصیحت قبول کرے۔ سب نے فریاد کی (اور کہا) یا ابن رسول اللہ ہم نے آپ کا کلام سنا ہم آپ کی اطاعت کرینگے جو آپ سے جنگ کرے ہم اس سے جنگ کرینگے جو آپ سے صلح کرے ہم اس سے صلح کرینگے، اگر حکم دیجئے تو آپ کے ستمگاروں سے آپ کا خون طلب کریں؟ حضرت نے فرمایا، ہیہات، ہیہات، اے غدارو اے مکارو۔ اب پھر دوبارہ میں تمھارے فریب میں نہ آؤنگا اور تمھارے جھوٹ کو باور نہ کرونگا۔ تم چاہتے ہو کہ مجھسے بھی وہی سلوک کرو جو میرے بزرگوں سے کیا۔ میرے پدر اور ان کے اہلبیت کل کے روز تمھارے مکر سے قتل ہوئے (جلاء العیون)۔

حضرت مسلم کا بیان

(۱) آپ نے آخری وقت میں ابن سعد سے تیسری وصیت یہ کی ”امام کو

میری طرف سے لکھدے کہ کوفیون نے مجھ سے بیوفائی کی اور آپ کے پسر عم کی نصرت و یاری نہ کی اُنکے وعدون پر اعتماد نہین آپ اس طرف نہ آئین (جلاء العیون) تمھارے پاس (کوفہ) نہ آئین واپس ہو جائین (ورنہ) جو مصیبت مجھکو بھگتنی پڑی ہے ان کو بھی اُٹھانی پڑے گی (ان کو لکھو کہ) مسلم کہتا ہے میرے والدین آپ پر نثار ہون مع اہلبیت واپس ہو جائے، اہل کوفہ کے دھوکہ مین نہ آیئے۔ واقعی یہ آپ کے والد (علی) کے وہی اصحاب (شیعہ) ہین جن سے بذریعہ قتل یا موت جناب امیر جدائی کے متمنی تھے کوفیون نے آپ کی تکذیب کی ہے یہ جھوٹے نا قابل اعتماد ہین (ناسخ التواریخ)۔

(۲) ابن اشعث سے فرمایا میری طرف سے امام کے پاس کسی کو جلد روانہ کر کے کہلا بھیج وہ اس طرف بکر و غدر کوفیان بیوفا سے آتے ہین، میرے والدین آپ پر فدا ہون، آپ مکہ واپس جائین مین یہان قید اور قریب قتل ہون یہ اہل کوفہ وہی لوگ ہین جنکے نفاق سے آپکے والد پریشان ہو کر موت کے آرزو مند تھے (جلاء العیون)

حُر شہید کا بیان

یہ بھی کوفیون کی طرف تھے مگر شیعون کا ظلم دیکھکر دل بھر آیا پھر امام کی طرف ہو کر شیعون سے لڑنے گئے اور پکار کر کہا۔

یا اہل الکوفہ ثکلتکم امہاتکم دعوتم ہذا العبد الصالح حتی اذا اتاکم تم عدتم علیہ للتقلوہ واخذتم بکظمہ واحطتم بہ من کل جانب لتمنعوہ التوجہ الی بلاد اللہ فصارہ کالاسیر۔ ومنعتموہ واہلہ عن ماء الفرات الجاری تشربہ الیہود والنصاری والمجوس وتمرغ فیہ خنازیر السواد، بئسما خلفتم محمدا صلی اللہ علیہ والہ فی ذریتہ لاسقاکم اللہ یوم الظماء (خلاصۃ المصائب صفحہ)۔

اے کوفیون تمھاری مائین تمھارے غم مین بیٹھین اس نیک بندے کو تمھین نے بلایا جب وہ آئے تو تم ان سے دشمنی کرتے اور ان کے قتل کے درپے ہو۔ انپر جانے کا راستہ بند کیا اور ان کو ہر طرف سے گھیر لیا کہ کسی طرف جا نہ سکین پس وہ مثل قیدی کے ہو گئے ان پر اور ان کے اہل پر دریائے فرات کا پانی تم نے بند کر دیا جس سے یہود نصاریٰ مجوس پانی پیتے اور اس مین خنزیر لوٹتے ہین تم محمد صلی اللہ علیہ و آلہ کے بہت برے ناخلف ہو کہ ان کی ذریت کے ساتھ بدسلوکی کرتے ہو خدا قیامت مین تمھین بھی سیراب نہ کرے۔ (جلاء العیون)۔

بریر بن خضیر کا بیان

امام کے اس جان نثار نے لشکر اعدا کو یون خطاب کیا اے گروہ اے اہل کوفہ کہ تم اپنے خطوط قسم وعدون اور خطون کو جو تم نے لکھے

تھے بھول گئے۔ اے بے شرمو تم نے اہلبیت کو لکھا تھا کہ یہاں آیئے ہم اپنی جان آپ پر قربان کرینگے جب وہ آئے تو ان پر پانی بند کرتے ہو اور چاہتے ہو کہ ابن زیاد کو انپر مسلط کردو۔ تم نہایت برے لوگ ہو۔ قیامت کے دن خدا انھیں بھی سیراب نہ کرے (جلاء العیون)

یہ تو اوپر معلوم ہو چکا ہے کہ شہادت کے بعد جب اہلبیت اسیر ہوکر پہلی مرتبہ کوفہ آئے تو اہل کوفہ دیکھکر رونے لگے جس پر امام زین العابدین نے انھیں بڑی لعنت ملامت کی۔ اسی سلسلہ مین یکے بعد دیگرے مستورات نے بھی کہا۔

حضرت زینب کا بیان

اے اہل کوفہ، اے اہل عذر و مکر و حیلہ، تم ہمپر گریہ کرتے ہو اور خود تمنے ہمکو قتل کیا۔ تم ہمپر گریہ و نالہ کرتے ہو حالانکہ خود تمنے ہمکو قتل کیا ہے۔ واللہ لازم ہی کہ تم بہت گریہ کرو اور کم خندہ کرو۔ تم نے عیب و عار ابدی کو خود خرید کیا اس عار کا دھبہ کسی پانی سے تمھارے جامہ سے زائل نہو گا۔ جگر گوشہ خاتم پیغمبران و سید جوانان بہشت کے قتل کرنیکا کس چیز سے تدارک کر سکتے ہو۔ اے اہل کوفہ تمپر وائے ہو۔ تم نے کن جگر گوشہ ہائے رسول کو قتل کیا اور کن باپردہ اہلبیت رسول کو بے پردہ کیا۔ کس قدر فرزندان رسول کی تم نے خونریزی کی۔ تم نے ایسے برے کام کئے جن کی تاریکیون سے زمین و آسمان گھر گیا۔ تمکو تعجب ہے کہ آسمان سے خون برسا۔ تمپر جو کچھ آخرت مین ظاہر ہوگا وہ ان آثار سے کہین زیادہ بدتر ہوگا اور بے مدد نہ کئے جاؤ گے (جلاء العیون)

حضرت فاطمہ کا بیان

اے اہل کوفہ و اہل عذر و مکر و تکبر و حیلہ، تم نے ہماری تکذیب کی اور کافر سمجھا اور ہمپر قتال کرنا حلال جانا۔ ہمارے مال کو غارت کیا۔ ہمکو مانند اولاد ترک و کابل اسیر کیا۔ ہلاک ہو تم اہل کوفہ، کن کن خونون کا حضرت رسالت تم سے قصاص کرینگے اس مکر و غدر کا جو کہ میرے جد علی ابن ابی طالب اور فرزندان رسول سے تم نے کیا اور انھین قتل کیا اور تمھین مین سے فخر کنندہ نے فخر کیا کہ مین نے فرزندان علی کو شمشیر ہائے ہندی سے قتل کیا (ایضاً)

حضرت اُم کلثوم کا بیان

اے اہل کوفہ، تمھارا حال بد ہو، تمھارے منھ سیاہ ہون تم نے کس سبب سے میرے بھائی حسین کو بلایا اور انکی مدد نہ کی اور انھین قتل کرکے مال و اسباب انکا لوٹ لیا۔ وائے ہو تمپر اور لعنت ہو تمپر کیا تم نہین جانتے کہ تمنے کیا ظلم و ستم کیا ہے اور کن گناہون کا اپنی پشت پر انبار لگایا اور کیسے خون ہائے محترم کو بہایا اور دختران رسول اکرم کو نالان کیا ہے (ایضاً)

اے اہل کوفہ تمھارے مردون نے ہمکو قتل کیا اور اب تمھاری عورتین روتی ہین۔ خداوند عالم روز قیامت ہمارا تمھارا حاکم ہے (ایضًا و ناسخ التواریخ)۔

متفرق لوگون کا بیان

حسب ذیل لوگون نے شہادت سے پہلے بھی خود امام حسین سے کوفی شیعون کا حال بیان کیا تھا۔

(۱) محمد بن حنفیہ نے جب مکہ مین امام کو سفر عراق (کوفہ) سے منع کرنا چاہا تو فرمایا" اے برادر جو کچھ عذر و مکر اہل کوفہ نے آپ کے پدر و برادر کے ساتھ کیا آپ جانتے ہین، مین ڈرتا ہون کہین آپ سے بھی اسی طرح سلوک کرین (جلاء العیون)

(۲) فرزدق (جو بقول شہید ثالث شیعہ شاعر تھا) سے مکہ ہی مین امام حسین نے دریافت کیا کہ اہل عراق کا کیا حال ہے اس نے کہا۔

ہمانا مردم کوفہ از دل ترا دوست وارند و آرزوی دیدار ترا دارند لیکن روز گیرودار شمشیر در رہے تو بکشند و قضا از آسمان فرو د آید (ناسخ التواریخ)	کوفہ کے تمام آدمی دل سے آپ کے دوست ہین اور آپکے دیدار کی آرزو رکھتے ہین لیکن بروز جنگ اپنی تلوار آپ پر چلائینگے اور قضا آسمان سے آئیگی (جلاء العیون)

(۳) بشر بن غالب سے جو عراق سے آرہا تھا منزل تنعیم مین آپنے اہل عراق کا حال پوچھا اس نے کہا۔

دلہا با تست و شمشیر ہا بانبی اُمیہ (ذبیح الاحزان ص۵۳)	ان کے دل آپ کے ساتھ اور تلوارین بنی اُمیہ کے ساتھ ہین۔

(۴) عبداللہ بن مطیع جو منزل حاجز کے بعد ایک چشمہ پر مقیم تھے۔ یہان پہونچکر امام نے ان سے بھی اہل کوفہ کا حال دریافت کیا۔ اُنھون نے بھی جواب دیا کہ" مین آپکو خدا کی قسم دیتا ہون" اپنے کو معرض تلف مین نہ ڈالئے (جلاء العیون)۔

(۵) عبداللہ بن سلیمان و منذر بن مشمعل نے منزل ثعلبہ پر امام کو شہادت مسلم کی خبر دی اور عرض کیا" یا ابن رسول اللہ اہل کوفہ اگر آپ سے نہ لڑین تو آپکے ناصر و یاور بھی نہونگے آپ واپس تشریف لیجائین (ایضا و ناسخ التواریخ)

ناظرین! یہ ہے امام حسین اور انکے رفقاء و خیر خواہون کا بیان۔ بالخصوص یہ دعاؤن کو دیکھو اور شیعون کے کرتوت پہ آٹھ آٹھ آنسو رو۔ یہ قاتل اور مقتول دونوکا اپنا بیان سنکر کیا اب بھی کہا جا سکتا ہے کہ" شیعہ قاتل حسین نہین ہین؟" اگر شیعہ پھر بھی جرم قتل حسین سے انکار کرین اور ناحق اہل سنت کو الزام دین تو ہم اسکے سوا اور کیا کہین کہ

یون ترچھی نگاہون سے مجھے قتل بھی کرنا ... پھر صاف مکر نا کہ مین ہون اس سے بری" خوب

فصل ہفتم

سوال۔ بعد کے شیعہ کیا کہتے ہین۔

جواب۔ اصل بحث تو ختم ہو گئی یعنی خود کتب شیعہ سے مثل روز روشن یہ امر اچھی طرح ثابت ہو گیا کہ قاتلان حسین شیعہ ہین۔ اور اس سے یہ بات بھی صاف ظاہر ہو گئی کہ اہل تشیع کے یہان محبت اہلبیت کے معنی عداوت اہلبیت کے سوا اور کچھ نہین اب یہ سنیئے کہ بعد کے شیعہ کیا کہتے ہین؟ مین نے جب اسکے لیے کتب شیعہ کی ورق گردانی کی تو عجیب و غریب سربستہ رازون کا انکشاف ہوا اور شیعون کی محبت اہلبیت کی حقیقت اپنے اصل جامہ عداوت اہلبیت مین بالکل بے نقاب پیش نظر ہو گئی۔ یہ طویل قصہ چونکہ دلچسپ اور نہایت ضروری ہے لہذا مین اسکو تفصیلاً تو نہین ہان اجمالاً ہدیہ ناظرین کرنے پر مجبور ہون

واضح ہو کہ امام حسین رضی اللہ تعالی عنہ کے واقعہ کربلا کے کئی جز ہین اور ہر حصّہ کے متعلق علمار شیعہ نے بحوالہ ائمہ یا بطور خود اپنی کتابون مین جو کچھ لکھا ہے اس سے متعدد اور مخلف محیر العقول نتائج پیدا ہوتے ہین مثلاً۔

اوّل یہ کہ امام حسینؑ قتل اور شہید ہی نہین ہوئے چنانچہ ملا باقر مجلسی مجتہد شیعہ ناقل ہین

(۱) حضرت فرمود کہ اے پسر عم ضرر این حدیث بر اسلام و اہل اسلام بیشتر است از آنچہ وصف می کنند جماعتیکہ اعتقاد امامت ما دارند و محبت ما را بر خود بستہ اند و مع ذالک دعوی میکنند کہ حسین کشتہ نشد و در نظر مردم چنین نمود کہ او کشتہ شدہ است چنانچہ عیسی بن مریم در نظر مردم نمود کہ کشتہ شد (جلاء العیون)

امام جعفر نے فرمایا اے پسر عم اسلام اور اہل اسلام پر ان احادیث کا نقصان اُن احادیث سے کم ہے جو کچھ لوگ کہ ہماری امامت کا عقیدہ رکھتے اور ہماری محبت اپنے اوپر بیان کرتے ہین اور باوجود اسکے دعوی کرتے ہین کہ حسین قتل نہین ہوئے۔ (بلکہ) لوگون کو ایسا معلوم ہوا کہ وہ قتل ہوئے جیسے عیسی بن مریم کہ صرف لوگون کو دیکھنے مین ظاہر ہوا کہ مارے گئے۔

(۲) راوی نے امام سے پوچھا آپ شیعون کی اس جماعت کے بارہ مین کیا فرماتے ہین جو معتقد ہین کہ امام حسین مارے گئے امام جعفر نے جواب دیا کہ وہ ہمارے شیعہ نہین ہین (ایضاً)

(۳) ابو الصلت ہروی نے امام رضا سے کہا، کوفہ مین ایک جماعت ہے جو مدعی ہے کہ امام حسین شہید نہین ہوے خدا نے حنظلہ بن سعد شامی کو انکے مشابہ دکھایا اور حسین کو آسمان پر اٹھا لیا (ایضاً)

(۴) طبرسی و کلینی نے بسند معتبر روایت کی ہے کہ ایک فرمان بخط صاحب العصر (امام مہدی) صادر ہوا کہ

جو مدعی ہین کہ امام حسین شہید نہین ہوئے (یہ عقیدہ) کفر ہے (ایضاً)

(۵) کسی نے امام سے کہا، ایسے لوگ بھی ہین جو کہتے ہین ان الحسین لم یقتل، کہ بیشک حسین قتل نہین ہوئے امام نے غصہ ہوکر پوچھا وہ کون لوگ ہین۔ راوی نے عرض کیا شیعون مین سے ہین "" انتہی ملخصا (بحار الانوار)

ان روایتون سے حسب ذیل اُمور ظاہر ہوئے۔

(۱) امام حسین شہید نہین ہوئے۔

(۲) عقیدہ عدم قتل حسین شیعون کا ہے۔

(۳) یہ عقیدہ صرف ایک دو شیعہ کا نہین بلکہ ان کی ایک جماعت کا ہے۔

(۴) اس عقیدہ کی ابتدا بہت دنون بعد نہین بلکہ شیعیان حسین ہی کیوقت سے ہوئی ہے۔

(۵) امام حسین کی شہادت سے لیکر امام مہدی کی پیدائش کے بعد تک یہ عقیدہ برابر قائم رہا۔

دوم۔ یہ کہ امام حسین قتل ہوئے لیکن انکا قاتل کوئی انسان نہین بلکہ خدا ہے یعنی جرم قتل حسین کا مجرم خدا کے سوا اور کوئی نہین۔ چنانچہ۔

(۱) خدا نے قتل حسین کی بشارت پہلے ہی سے لوگون کو دے رکھی تھی اسلئے عالم مین ماتم برپا ہو چکا تھا بالخصوص ملائکہ مقربین اور انبیائے سابقین، قبل از مرگ واویلا کر چکے تھے (جیسا کہ کتب شیعہ مین مذکور و مشہور ہے) اسپر بھی خدا کو رحم نہ آیا حتی اکہ۔

(۲) خدا نے حضور صلعم کو ولادت اور قتل حسین کی بشارت دی۔ حضور نے دو مرتبہ خدا کی اس بشارت کو رد کیا بالآخر حضرت جبرئیل تیسری دفعہ خاص طور پر امام حسین ہی کی اولاد کے لیئے جب امامت کی بشارت لیکر آئے تو حضور نے قبول کیا۔ ایسے ہی حضور نے حضرت فاطمہ کو ولادت اور قتل حسین کی بشارت دی حضرت فاطمہ نے بھی نامنظور کیا۔ جب دوسری مرتبہ امامت کی بھی خوشخبری دی تو حضرت فاطمہ راضی ہوگئین (اُصول کافی صفحہ ۲۹۴)۔

(۳) حضرت فاطمہؓ گو اس بشارت پر بظاہر راضی ہوگئی تھین مگر دل پر جبر تھا چنانچہ امام جعفر فرماتے ہین کہ

فلما حملت فاطمة بالحسين كرهت حمله وحين وضعته كرهت حمله۔	جب فاطمہ کو حسین کا حمل ہوا تو ان کو حسین کا حمل ناپسند تھا اور جب حسین پیدا ہوئے تو فاطمہ کو ان کی ولادت بھی ناگوار ہوئی۔

پھر امام جعفر نے کہا، دنیا مین ایسی کوئی ماں نہین دیکھی گئی جسکو اسکے مولود کی ولادت ناپسند ہو مگر

فاطمہ کو حسین کی پیدائش اسلیئے ناگوار تھی کہ ان کو معلوم تھا کہ حسین قتل ہون گے (ایضاً) امام حسین نے بھی مان (فاطمہ) کا دودھ نہین پیا (ایضاً صـــ ۲۹۵)

ہائے اے شبیر مظلومی تری | ردہوئی تیری بشارت تین بار
گرچہ راضی ہوچکی تھین فاطمہ رض | پھر بھی تھی تیری ولادت ناگوار
تم کو بھی غیرت کا ایسا جوش تھا | دودھ اس مان کا نہ چوسا زنہار

(۴) حد ہوگئی کہ عین معرکہ کربلا مین فرشتون نے خدا سے نصرت حسین کے لیئے اجازت مانگی جب اجازت ملی اور زمین پر آئے تو دیکھا امام حسین شہید ہوچکے ہین (جلاء العیون) یعنی خدا نے فرشتون کو بروقت نہ نصرت حسین کی اجازت دی اور نہ طلب اجازت کی توفیق بخشی۔ فرشتون کو کیا معلوم تھا کہ بجائے نصرت حسین کے نعش حسین کی زبان حال سے سُننا پڑے گا کہ۔

مرنے کے بعد آئے ہو میرے مزار پر | چھوڑین صنم ترے ایسے پیار پر

ان روایات سے معلوم ہوا کہ۔

(۱) امام حسین کا قاتل خود خدا ہے۔ کسی انسان کا اس مین کچھ قصور نہین۔

(۲) امام حسین جب خود خدا کی طرف سے اس طرح قتل ہونے پر مجبور محض تھے تو ظاہر ہی کہ ایسی شہادت قابل فضیلت بھی نہین "

سوم)یہ کہ جرم قتل حسین کے مجرم انسان ہین اور امام حسین شہید ہوے مگر بلا تکلیف شہید ہوئے یعنی انسانون نے انکو جو کچھ بھی ایذا پہونچائی اور جس مصیبت سے بھی قتل کیا، اس سے انکو تکلیف نہین بلکہ راحت ملی چنانچہ قطب الدین راوندی لکھتے ہین، امام باقر سے روایت ہی کہ امام حسین نے قبل از شہادت اپنے ساتھیون سے فرمادیا تھا کہ میرے نانا رسولخدا صلعم نے مجھے کہدیا ہی کہ تو عراق کی طرف نکالا جائیگا وہان تو اور تیرے ساتھی شہید ہونگے دیگر آہنی ہتھیارون سے زخمون کی ایذا نہ پاوینگے (حضور صلعم نے پھر یہ آیت پڑھی قلنا یانار کونی بردا الآیۃ ۔ کہ ہم نے کہا اے آگ تو ابراہیم پر ٹھنڈک اور سلامتی ہوجا)، (ایسے ہی)

یکون الحرب علیک وعلیھم بردا وسلاما | ہوجائے گی تجھپر اور ساتھیون پر وہ جنگ ٹھنڈک اور
فابشروا۔ کتاب الخرائج والجرائح صـــ ۱۳۸)۔ | سلامتی پس تمکو بشارت ہو۔

چہارم۔ یہ کہ امام حسین قتل ہوئے اور اس قتل مین انکو تکلیف بھی پہونچی مگر یہ تکلیف انکی ہا از ماست کہ

برباست ،، کے مصداق تھی یعنی بالفاظ دیگر امام نے خودکشی کی ۔چنانچہ روایات ذیل دیکھو۔

(۱) چونکہ شیعوں کے ائمہ عالم ماکان و مایکون، صاحب معجزات جمیع انبیاء مستجاب الدعوات ہوتے ہیں اپنی موت وحیات پر اختیار رکھتے ہیں۔ دوست دشمن کو پہچانتے اور ان کے نام تک کو جانتے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا امام حسین بھی بحیثیت امام ہونے کے ان صفات سے موصوف تھے۔

(۲) حضرت علیؓ اور امام حسن پر کوفیوں کی طرف سے جو کچھ مصیبت نازل ہو چکی تھی امام حسین اپنی آنکھوں سے دیکھ چکے تھے

(۳) شہادت سے بیشتر اور لوگوں سے بھی کوفیوں کے دغا و فریب کا حال معلوم ہو چکا تھا۔

(۴) خاص کربلا میں امام نے اپنے لشکر سے یہ کہا کہ مخالفین تم سے دو چند ہیں، تم مقابلہ نہیں کر سکتے ہیں تمکو آزاد کرتا ہوں میرا ساتھ چھوڑو اور اپنی جان بچا کر جسکا جہاں جی چاہے چلا جائے یہ کمکر آپ نے اپنی جمعیت کو خود پراگندہ اور متفرق کر دیا (حیات القلوب مجلسی)۔

(۵) امام زخمی تھے اس حالت میں مخالف فوج کو آواز دی کیا تم میں کوئی ایسا بھی نہیں ہے کہ مجھ تشنہ کو پانی پلادے ابن سعد کی فوج میں سے ایک درویش نکلا ڈولچی بھر کر پانی لایا کہ بسبب پیاس امام اسکو خدا کی قدرت دکھانے کے لیے اپنے خیمہ کی طرف لائے اور بصورت کنواں ایک گڑھا کھودا، اس میں پانی نکلا یہ دکھا کر درویش سے فرمایا ہم پانی کے محتاج نہیں ہیں لیکن ان ظالموں پر اتمام حجت کرتے ہیں (خلاصۃ المصائب صفحہ ۱۴۳)۔

(۶) شمر سے امام نے آخری حالت میں بحالت کثرت زخم و غلبۂ پیاس فرمایا۔ تو مجھے قتل کرتا ہے تو تھوڑا پانی پلادے اسنے کہا میں ایک قطرہ پانی نہ دونگا یہ کمکر شمر نے جو امام کی طرف رخ کیا تو دیکھتا ہے کہ امام کے زیر قدم دودھ سے زیادہ سفید پانی کا ایک چشمہ جاری ہے۔ یہ دیکھکر اسنے امام سے کہا، پانی تو خود تمھارے زیر قدم جاری ہے امام نے فرمایا اے ملعون میں اتمام حجت کرتا ہوں نہیں تو ابھی جو چاہوں وہ کر دوں (ایضاً صفحہ ۱۶۷)

(۷) امام جعفر صادق فرماتے ہیں کہ جب امام حسین پر نصر فرشتہ نازل کیا گیا تو امام کو اختیار دیا گیا کہ چاہے فرشتوں کی مدد اختیار کریں یا اللہ کی ملاقات فاختار لقاء اللہ پس امام حسین نے اللہ کی ملاقات اختیار کی (اصول کافی صفحہ ۱۹۵) یعنی امام نے خدا کی طرف سے آئی ہوئی نصرت ملائکہ کو رد کر دیا اور مظلوم مقتول ہونا قبول کیا۔

(۸) امام کے پاس ایک دعا رکھی تھی بڑی عجیب و غریب چیز تھی جو قاضی الحاجات، حل المشکلات، دافع البلیات ہونیکے علاوہ بجائے خود تہا دین کا نو حصہ بھی تھا، یعنی تقیہ خلفاء ثلثہ اور امیر معاویہؓ کے مقابلہ میں جناب امیر اور امام حسن نے تجربہ بھی کر لیا تھا کہ یہ بالکل بیخطا ہتھیار ہے مگر آہ امام حسین نے جان اور اپنے اہلبیت اور رفقا کے ایسے دشمن جھے

کہ اس لاجواب ہتھیار کو ہاتھ تک نہ لگایا۔ ان روایتون اور حالتون سے ثابت ہوا کہ (۱) امام نے خودکشی کی۔
(۲) باوجود قدرت مدافعت بلکہ فتح کے شکست اُٹھاکر اپنے اہلبیت اور ساتھیون کو بھی ناحق قتل کرایا۔
پنجم یہ کہ امام جو کربلا مین لڑے یہ جہاد یا دینی لڑائی نہ تھی بلکہ صرف حکومت کیلئے محض دنیاوی جنگ تھی چنانچہ کوفی شیعون کے خطوط، امام کے جوابات اور یزید کے خلاف حضرت مسلم کو کوفہ بھیجکر بیعت لینے وغیرہ سے صاف ظاہر ہے نیز امام کا ایک مرتبہ پلٹنا دوسری مرتبہ ناکام رہنا پلٹنے کا اپنے رفقا سے مشورہ کرنا۔ بار بار مخالفین سے کہنا کہ ہمکو مکہ یا کسی اور ملک چلے جانیکی اجازت دو یا زندہ خود یزید کے پاس بھجواؤ یہ اس امر کا بین ثبوت ہی کہ معرکہ کربلا ملکی لڑائی تھی نہ کہ جہاد۔ اور امام کے ارادہ واپسی کا اقرار خود علماء شیعہ نے بھی بڑے شد و مد سے کیا ہی مثلاً علامہ مفتی محمد قلی صاحب اپنے رسالہ تقیہ مین لکھتے ہین کہ "ہر چند قصد رجوع کرد لیکن ممکن نشد" یعنی امام حسین نے ہر چند پلٹنے کا ارادہ کیا ممکن نہ ہوا۔
ششم یہ کہ امام حسین کی یہ دنیاوی لڑائی بھی قطعاً ناجائز تھی اور لڑکر اُنھون نے عصمت امامت کو دھبہ بھی لگایا ناکام بھی رہے اور گنہگار بھی بنے۔ کیونکہ۔

(۱) خدا کی طرف سے بڑے اہتمام کے ساتھ حضور صلعم کے پاس حضرت علی کیلئے حضرت جبرئیل ایک وصیت نامہ لائے تھے اس مین لکھا تھا کہ خدا اور رسولخدا کے دوست سے دوستی اور دشمن سے دشمنی و بیزاری کرنا۔ اپنا حق تلف ہونے خمس غصب ہونے اور ہتک حرمت پر صبر کرنا جناب امیر نے قبول کیا جبرئیل نے حضور صلعم سے کہا، آپ علی سے فرمادیجئے کہ انکی لوگ ہتک حرمت کرینگے، ان کے ریش کو انھین کے سر کے خون سے رنگین کرینگے جناب نے بیہوش ہوکر اور مُنھ کے بل گر کر قبول کیا اور فرمایا کہ ہر چند لوگ میری ہتک حرمت کرین، رسول کی سنتون کو ترک کرین، قرآن کو ٹکڑے ٹکڑے کرین کعبہ کو خراب کرین میری داڑھی کو میرے خون سے رنگین، لیکن بہر حال مین صبر کرونگا۔ ان بعد حضرت فاطمہ اور حسین کو بلا کر ایسے ہی آگاہ کیا، ان لوگون نے بھی ویسے ہی قبول کیا۔ پھر وصیت پر بہشت کی طلائی مُہر ہوئی اور جناب امیر کو سپرد ہوا (جلاء العیون)

(۲) جناب امیر نے بھی بوقت وفات اپنے فرزندون بالخصوص حسنین کو بلا کر خاص طور پر یہ وصیت کی کہ ہر جانب سے تمھاری طرف فتنہ و فساد متوجہ ہوگا۔ اس اُمت کے منافق تم سے اپنا دیرینہ کینہ طلب کرینگے اور انتقام لینگے، ایسی حالت مین تمھین صبر لازم ہی کہ عاقبت صبر نیک مین ہی (ایضاً)
پس امام حسین کا یزید کے خلاف لڑنا خدا کی نافرمانی اور امام اول کی حکم عدولی کرنا ہی جو سراسر منافی شان امامت حسین ہی اور جسکے معصیت ہونے مین ذرہ برابر شک و شبہ کی گنجائش نہین۔

ہفتم یہ کہ امام حسین شہید ہوئے لیکن انکی شہادت ناقص رہی کامل نہین ہوئی۔ کیونکہ وہ امتحان صبر و رضا مین پورے نہین اُترے۔ چنانچہ شیعون کے کتب مصائب پر ایک نظر ڈالو تو دیکھو گے کہ امام اور انکے اہلبیت نے بے صبری کا نہایت نامناسب اور بری طرح اظہار کیا ہی۔ مثلاً امام حسین مارے پیاس کے اپنی زبان چباتے تھے (خلاصۃ المصائب صـ) بار بار پانی مانگتے اور زمین پر پاؤن رگڑتے تھے (ایضاً صـ) نعرہ مار کر روئے (ایضاً صـ۴۶) حال قاسم پر آہ سرد کھینچکر اس شدت سے روئے کہ اہلبیت اطہار بیتاب ہو کر خیمہ سے نکل پڑے (ایضاً صـ۶۱) سب اہلبیت نے جو قاسم کو عازم جنت دیکھا شور و غل واویلاہ مصیبتا کا بلند کیا (صـ) حضرت بہت شدت سے روئے اور اہلبیت سب منھ پر طمانچے مارتے تھے اور گریبان چاک چاک واویلا کا غل و شور مچاتے تھے (صـ۹) حضرت نے ایک چیخ ماری۔ شدت سے روئے۔ اہلبیت نے جو نعش علمدار کو دیکھا۔ ماتم علمدار مین بال کھولدیئے اور شور واویلاہ مصیبتا بلند ہوا اور امام ماتم عباس مین کچھ شعر پڑھ پڑھ کر روتے تھے (صـ۹۶) بیتاب ہو کر گر ادیا آپ کو نعش مجروح اکبر پر اور بیہوش ہو گئے (صـ۱۱۶) حضرت زینب مثل خورشید درخشان خیمہ حسین سے سر و پا برہنہ نکل کے جانب مقتل دوڑین اور فریاد واویلا واثبوراکرتی تھین (صـ۱۱۷) وغیرہ وغیرہ ایسی باتین بکثرت لکھی ہین کہ جنھین نقل کرتے بھی شرم معلوم ہوتی ہے۔

یہ باتین نہ صرف صبر و رضا کے بلکہ خاندانی حیثیت، قومی غیرت اور ذاتی شجاعت و ہمت کے بھی خلاف ہین جو امام حسین کے شایان شان ہرگز نہین لیکن اہل تشیع نے یہ سب لکھکر امام کو بیصبر اور شہید ناقص بنادیا۔

ہشتم۔ امام حسین کے قاتل گو بظاہر سُنی نہین بلکہ صرف شیعہ ہین تاہم شیعہ گنہگار نہین ہین کیونکہ اصل خلقت مین چونکہ شیعون کی پاک خمیر مین قدرے سنیون کا ناپاک خمیر ملگیا ہی جو سبب ہی عصیان شیعہ کا لہذا بباطن قاتل امام سنی ہین اور اسی لیئے شیعہ نہین بلکہ صرف سنی اس جرم کے مجرم اور گنہگار ہین شیعون کا یہ عقیدہ طینت سے ماخوذ ہی اور اہل تشیع کے یہان امام باقر سے مروی و مشہور ہی چنانچہ کتب شیعہ مثلاً تحفۃ العارفین و حیات القلوب وغیرہ مین اسکی تصریح موجود ہے۔ خوب۔

نیکیان سنی کرین اور اجر شیعون کو ملے	کسقدر انصاف کش یہ مسئلہ طینت کا ہے
جرم شیعون کا ہو اور پائین سزا سنی تمام	اُفرا بن سبا یہ تجھ سے بد طینت کا ہے

نہم۔ یہ کہ مسئلہ طینت غلط ہو تو بھی قاتلان حسین شیعہ جرم قتل حسین کی سزا نہ پائینگے بلکہ بخشدیئے جائینگے کیونکہ خدا نے جبرئیل کو بھیجکر حضور صلعم کی معرفت حضرت کو یہ بشارت دی ہی کہ تمھارے شیعہ صالح ہون خواہ فاسق

سب داخل بہشت ہونگے۔ اسپر حضور صلعم حضرت فاطمہ، حضرت علی، امام حسن، امام حسین، نے اپنے اپنے نصف حسنات بھی شیعون کو بخشدیئے پس خدا نے ندا دی کہ اے اہلبیت تم مجھ سے زیادہ کریم نہین ہو مین نے بھی علی کے دوستون کے تمام گناہ بخشدیئے (خلاصۃ المصائب صفحہ ۱۶) اور فرمایا حضور صلعم نے کہ اے علی تمہارے شیعہ جس قسم اور جس درجہ کے بھی گنہگار ہون قیامت مین بخشے جائینگے (ایضاً صفحہ ۳۸۹)

دہم - یہ کہ اگر قاتلان حسین شیعہ ہین تو کوئی حرج نہین کیونکہ جرم قتل حسین توبہ سے معاف ہو سکتا ہے چنانچہ کتب شیعہ مین اسکی موید متعدد روایتین ہین جنمین سے بعض یہ ہین۔

(۱) امام زین العابدین کا بیان سابقاً گذر چکا ہے جس مین قاتلان حسین کوفی شیعون کو مخاطب کرکے آپ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ "اللہ اسپر رحم کرے جو میری نصیحت قبول کرے اور میری وصیت کو جو اللہ و رسول اور انکے اہلبیت کے بارہ مین ہے نگاہ رکھے (جلاء العیون و احتجاج طبرسی)

اس سے معلوم ہوا کہ قاتلین امام کی توبہ قبول ہو سکتی ہے اور وہ قاتل امام قابل مغفرت تھے ورنہ لازم آئیگا کہ امام نے ناقابل مغفرت کو نصیحت و وصیت کی، جسکی لغویت ظاہر ہے۔

(۲) کچھ لوگ جناب امیر سے لڑنے والون پر لعنت کرتے تھے، جب یہ امام رضا نے سنا تو فرمایا۔

الا من تاب و اصلح (عیون اخبار الرضا) { مگر جس نے توبہ کر لی اور اچھے کام کیئے۔

پھر فرمایا۔ جناب امیر سے جو نہ لڑنے آئے اور نہ توبہ کی، انکا گناہ اُن سے زیادہ ہے جو لڑے اور توبہ کر لی"۔

اس حدیث سے بھی ثابت ہوا کہ قاتلان حسین شیعون کا جرم قتل حسین توبہ سے معاف ہو سکتا ہے اور جسکا فائدہ یہ ہے کہ چونکہ کوفی شیعہ جو امام حسین سے لڑے بھی اور پھر توبہ بھی کر لی لہذا وہ بخشدیئے گئے، اب وہ قابل لعنت ملامت ہرگز نہین اور نہ ان کے تشیع مین کچھ فرق آیا۔ چہ خوش۔

جان لی، ظلم کیا، بعد کو توبہ کر لی ۔۔۔ شیعہ کے شیعہ رہے ہاتھ سے جنت نہ گئی

یازدہم یہ کہ امام حسین قتل ہوئے۔ شہید ہوئے انکو شیعون نے قتل کیا اور قتل کرکے ثواب حاصل کیا کیونکہ شیعون نے امام کو بحالت تقیہ قتل کیا جو خلاف دین نہین بلکہ خود دین کا حکم ہے چنانچہ۔

(۱) جب امام جعفر صادق سے کہا گیا لوگ روایت کرتے ہین کہ علی علیہ السلام نے کوفہ مین منبر پر فرمایا۔

ایہا الناس انکم ستدعون الی سبی فسبونی ثم تدعون الی البراءۃ منی	اے لوگو تم سے کہا جائے گا کہ مجھے گالی دو تو تم مجھے گالی دیدینا پھر کہا جائے گا کہ مجھ سے تبرا

فلا تبرءوا منی۔

کرو تو تم مجھ سے تبرا نہ کرنا۔

تو اس پر امام جعفر نے فرمایا، لوگ علی علیہ السلام پر بہت جھوٹ جوڑتے ہیں، انھوں نے تو یہ کہا تھا کہ۔

ستدعون الی سبی فسبونی ثم تدعون الی البراءۃ منی وانی لعلی دین محمد صلی اللہ و آلہ۔ ولم یقل ولا تبرءوا منی۔

تم سے لوگ مجھے گالی دینے کو کہینگے تو تم مجھکو گالی دیدیجیو پھر تمکو مجھسے تبرا کرنے کے لیے کہا جائیگا حالانکہ میں دین محمدیؐ ہوں اور علی نے یہ نہیں کہا تھا کہ مجھسے تبرا نہ کرنا۔

باب تقیہ کی اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ امام کو بحالت تقیہ گالی دینا اور اس سے تبرا کرنا چاہیئے کیونکہ سائل نے جب اس کے بعد پوچھا کہ اگر وہ قتل ہونا قبول کرے اور تبرا کہنا پسند نہ کرے تو کیا حکم ہے تو امام جعفر نے جواب دیا کہ۔

واللہ ما ذلک علیہ وما لہ الا ما مضی علیہ عمار بن یاسر حیث اکرھہ اھل مکہ (اصول کافی ص۴۸۲)۔

خدا کی قسم قتل ہونا اس پر واجب نہیں اور نہیں جائز اسے مگر وہی جو عمار بن یاسر نے کیا جب اہل مکہ نے ان کو مجبور کیا۔

یعنی بحالت مجبوری اپنی جان نہ دینا چاہیئے بلکہ تقیہ کرکے اپنے معصوم امام مفترض الطاعۃ کو خوب گالی دینا اور اس سے اچھی طرح تبرا کرنا چاہیئے۔

(۲) جن شیعوں نے امام حسین کو شہید کیا تھا، انھوں نے اسی مذکور الصدر حدیث پر عمل کرکے ثواب کمایا تھا کیونکہ وہ بخوف یزید، تقیہ کرکے امام کے جانی دشمن بنے تھے چنانچہ علامہ خلیل قزوینی جنکا قول پہلے بھی نقل کر آیا ہوں، نہایت صفائی سے لکھتے ہیں کہ۔

داین اشارت است باینکہ از جملہ باعث کشتہ شدن ایشان صلوات اللہ علیہم تقصیر شیعہ امامیہ است از تقیہ و مانند آن از مصالح امام (صافی)

واقعی تقیہ بھی عجب خیر و برکت کی چیز ہے کہ شیعوں نے امام کو بوعدۂ نصرت و حمایت بلایا، بڑی امیدوں سے جب وہ آئے تو انکو دھوکہ دیا فریب دیا، ان پر ظلم کیا حتی کہ انکو ناحق ذبح کر ڈالا اور اس پر وہ قاتل شیعہ مثاب ہوئے یعنی نہ انکا دین و ایمان گیا نہ دینا خراب ہوئی کسی نے بالکل سچ کہا ہے۔

کیا جو ظلم کا شکوہ تو یہ جواب ملا
تقیہ ہم نے کیا تھا ہمیں ثواب ملا

الغرض ان گیارہ نتائج کے علاوہ ابھی اور بھی بعض نتیجے ہیں، جنھیں بخوف طوالت نظر انداز کرتا ہوں مذکورہ بالا نتیجوں پر غور کرنے سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ بعد کے شیعوں نے اپنے سابق شیعہ بھائیوں کی حمایت میں انکے

جرم قتل حسین کے اخفاد تخفیف کے لیئے ہر ممکن کوشش کی لیکن شیعون کا امام حسین کو بلا کر ناحق قتل و غارت کرنا یہ ایسا بدیہی ظلم تھا کہ تیرہ سو برس تک محبت اہلبیت کا دعوی کرنے پر بھی نہ چھپ سکا نہ ہلکا ہو سکا اور علانیہ ظاہر ہو کر رہا کہ قاتلان حسین شیعہ ہین بالآخر شیعون نے مجبور ہو کر ایک ایسی تدبیر ایجاد کی جو قطعًا لاجواب ثابت ہوئی۔ یعنی یہ کہ ،،شیعہ تقیہ مین امام کو قتل کر کے ثواب ہوئے،،

بڑی خیریت ہوئی کہ امام حسین کو اپنے دوستون (شیعون) ہی سے سابقہ پڑا ورنہ خدانخواستہ اگر کہین دشمنون سے پالا پڑتا تو نہ معلوم کیسے مصائب جھیلنے پڑتے پس یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ چونکہ امام کی مظلومیت اپنے متقی شیعون کی محبت کی رہین منت ہی اسلیئے امام حسین عرصۂ محشر مین ان سے شرمندہ ہو کر یہ ضرور فرمائینگے کہ۔

جفائین ہم پہ کین اتنی مہربانی کی حالت مین ۔۔۔ خدا جانے اگر تم خشمگین ہوتے تو کیا کرتے

ناظرین! یہ ہین بعد کے شیعون کے اقوال و راز سربستہ اور یہ ہی انکی محبت اہلبیت کا ادنی نمونہ۔ اگر اسی کا نام محبت اہلبیت ہی تو پھر سنیون کو ناحق دشمن اہلبیت کہکر کوسا جاتا ہی کیونکہ جب ہر شعبہ عداوت پر شیعون کی ذلیل محبت کا قبضہ ہی تو اہلبیت سے دشمنی کرنے کے لیئے سنیون کے پاس رکھا ہی کیا ہی؟۔

امام حسن عسکری کے بھائی جعفر کو کذاب کہنے والو خدارا ذرا سر بگریبان ہو کر محض انصاف سے کہو کوفہ سے ہزارون خط لکھکر امام حسین کو کس نے بلایا۔ امام نے کس کی دعوت پر اپنا قائم مقام کوفہ بھیجا؟ امام نے کس کو جواب دیا اور کسکو شیعہ کہا۔ امام سے حضرت مسلم کے ہاتھ پر کوفہ مین کس نے بیعت کی پھر نقض بیعت اور حضرت مسلم سے مفارقت کس نے کی؟ کربلا مین ابن سعد کی فوج مین کون لوگ تھے۔ امام سے کون لڑا اور انکو و انکے رفقا کو آب و دانہ بند کر کے مجروح و مقتول و اسیر کس نے کیا۔ داخل کوفہ ہونے پر اہلبیت کو دیکھکر ہائے وائے اور شور نوحہ وگریہ کس نے کی؟ مظلوم اہلبیت نے الزام، لعنت ملامت اور بددعا کسکو دی؟ امام کو قتل و غارت کرنے کا اقرار پھر اسپر افسوس ندامت اور توبہ استغفار کس نے کیا۔ توابین کس جماعت کے لوگ تھے؟ امیر توابین کون تھا۔

اسکے بعد انکے جرم قتل حسین کے اخفاد تخفیف کی کوشش کر کے قاتلان حسین کی حمایت کس نے کی یعنی امام کی شہادت کا انکار کس نے کیا انکو شہید ناقص، خودکش، بےصبر اور ان کے قاتل کو غیر مجرم، غیر عاصی، قابل توبہ و مغفرت کس نے بنایا۔ اور یہ کس نے کہا کہ شیعون نے تقیہ کر کے امام کو قتل کیا ثواب پایا، اگر تم زبان سے انکار کروگے تو واللہ خود تمھارا ضمیر تمکو جواب دے گا کہ۔

گر مسلمانی ہمین است کہ شیعہ دارد ۔۔۔ وائے گر از پس امروز بود فردائے

خاتمہ

ناظرین۔ اخیر مین یہ ظاہر کردینا بھی خالی از لطف نہوگا کہ شہادت حسین سے نفع یا نقصان کیا ہوا اور کسکو ہوا؟۔

شیعون کی بجائے ندامت کے یہ جرأت بھی قابل حیرت ہے جو حسین کو قتل کرکے کہتے ہین کہ ان کی شہادت سے نفع ہوا۔ کسی کی جان گئی آپ کی ادا ٹھہری،،

شیعون کے خیال کے مطابق کیا نفع ہوا اور کس کو فائدہ پہونچا۔ اسکی تفصیل حسب ذیل ہے۔

اول حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو نفع پہونچا کہ انکی طرف سے نہ حضرت اسمعیل علیہ السلام کا فدیہ ہونا منظور ہوا نہ ابن خلیل اللہ کے عوض دنبہ کی قربانی مقبول ہوئی پس حسین کی شہادت خلیل خدا کے خواب کی صحیح تعبیر ہوئی اور وہی ان کی طرف سے کامل فدیہ ہین۔ ثبوت مین کہتے ہین کہ قرآن کی آیتہ وفدینہ بذبح عظیم سے یہی مراد ہے چنانچہ مولوی اولاد حیدر صاحب نے اپنی کتاب ذبح عظیم مین اسکی تصریح کی ہے اور مولوی غلام حسنین صاحب کنتوری نے تو اس بحث پر ایک مستقل رسالہ ہی لکھ ڈالا ہے اور وہ تفسیر کی ہے جو کسی بڑے سے بڑے مفسر کے حاشیۂ خیال مین بھی نہین آسکتی۔ جسپر بے ساختہ یہ کہنے کو جی چاہتا ہے کہ۔

گر تو تفسیر این چنین دانی ؛ ببری رونق مسلمانی

دوم۔ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو نفع ہوا کہ ان کے کمالات نبوت مین (نعوذ باللہ) کمی تھی حسین نے شہید ہو کر اسکی تکمیل کی اہل تشیع اسکو بعنوان شتی اپنی کتابون مین لکھتے اور بڑے فخر سے مجلسون مین بیان کرتے ہین۔ جب کہا جاتا ہے کہ اس عقیدہ سے حضرت سید المرسلین صلعم خاتم النبیین، رحمتہ للعالمین، احمد مجتبی محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وسلم کی تنقیص ہوتی ہے تو جواب دیتے ہین کہ علماء اہلسنت مین شاہ عبد العزیز دہلوی نے بھی تو دیباچہ سر الشہادتین مین یہی لکھا ہے حالانکہ اولاً کتاب سر الشہادتین حضرت مولٰنا شاہ عبد العزیز محدث دہلوی علیہ الرحمتہ کی مصنفہ نہین بلکہ یقیناً کسی شیعہ غالی کی تصنیف ہے ثانیاً اگر شاہ صاحب موصوف کی مصنفہ ہے تو اسکے دیباچہ مین یہ باطل عقیدہ قطعاً الحاقی ہے ثالثاً فرض کردم اگر شاہ صاحب ہی نے ایسا لکھا ہے تو واضح رہے کہ اہل سنت کے نزدیک انکے لکھدینے سے غلط عقیدہ صحیح نہ ہو جائے گا کیونکہ سنیون کے یہان شیعون کی طرح امامت کے پردہ مین نہ نبوت کی فراوانی ہے، نہ اجتہاد کی ارزانی کہ رسولخدا صلعم کے خلاف کسی مجتہد کے قول و فعل پر آمنا صدقنا کہدین۔

سوم۔ دین اسلام کو نفع ہوا کہ شہادت حسین سے اسکی حفاظت ہوگئی۔ حالانکہ حسب کتب شیعہ معاملہ بالکل اسکے برعکس ہے کیونکہ دین اسلام تو رسولخدا صلعم کی وفات کے بعد ہی جناب امیر کے عہد مبارک مین اس طرح تباہ

و برباد ہو چکا تھا کہ قرآن محرف ہو گیا، تمام مسلمان مرتد ہو گئے، سے دیگر صرف حضرت علی کے پاس اصلی قرآن تھا اسکو بھی انھون نے غائب کر کے دین کو کلیتہً فنا کر دیا۔ پس صحابہ اور جناب امیر نے اپنے بعد امام حسین کیلئے دین کو چھوڑا ہی کہاں تھا کہ وہ اپنی جان دیکر اسکی حفاظت کرتے۔ بالخصوص ایسی حالت مین جبکہ خود رسول خدا صلعم کے سامنے ہی اس مضمون کی وصیت پر علیؓ، فاطمہؓ، حسنؓ، حسینؓ، دستخط کر چکے تھے کہ قرآن مٹانے، کعبہ گرانے، حق تلفی ہونے، خمس غصب ہونے، بعزتی ہونے اور جان جانے پر بھی صبر ہی کرینگے۔

کیا امام حسین کی شہادت نے اصلی قرآن کو ظاہر کر دیا، کافرون، منافقون، اور مرتدونکو باایمان مسلمان بنادیا تھا، نہین۔ بلکہ شہادت حسین سے یہ ضرور ہوا کہ تھوڑے بہت جو مسلمان رہگئے تھے بالخصوص شیعہ، حتی کہ امام حسین کے اہل بیت و رفقا ان مین سے بجز پانچ کے باقی جتنے تھے سب بے ایمان اور مرتد ہو گئے۔ چنانچہ قاضی نور اللہ شوستری لکھتے ہین کہ

از حضرت امام زین العابدین روایت کردہ اند کہ میفرمود کہ تمام مردم بعد از قتل حسین مرتد شدا لا پنجکس ابو خالد و یحیی ابن ام الطویل و جبیر بن مطیع و جابر بن عبد اللہ انصاری و شبکہ حرم محترم حضرت امام حسین بود (مجالس المومنین مجلس پنجم ص۱۴۴)

امام زین العابدین سے مروی ہے۔ انھون نے فرمایا کہ قتل حسین کے بعد تمام آدمی مرتد ہو گئے بجز پانچ کے ابو خالد یحیی ابن ام الطویل، جبیر بن مطیع جابر بن عبد اللہ انصاری اور شبکہ حرم محترم امام حسین کی۔

چہارم شیعون کو فائدہ ہوا کیونکہ ان کے خیال مین امت کی شفاعت اور نجات امام حسین کی شہادت پر موقوف تھی اور شیعہ اپنے سوا امت مین کسی اور کو برسر حق اور ناجی نہین سمجھتے، پس جبکہ امام حسین شہید ہوئے تو اب صرف شیعون کی شفاعت بھی ہو گی اور نجات بھی چنانچہ اسکی تائید مین حوالے ملاحظہ ہون۔

(۱) در ہمہ آفرینش شائستہ این شہادت کہ مفتاح شفاعت عامہ است جز حسین علیہ السلام کس نبود (ناسخ التواریخ ص۴۴)

جمیع مخلوق مین ایسی شہادت کے لائق جو شفاعت عامہ کی کنجی ہے، حسین کے سوا اور کسی کی ذات نہ تھی۔

(۲) حضور صلعم اکثر امام حسین کے گلے کا بوسہ کیا کرتے تھے۔ ایک مرتبہ امام نے پوچھا، اے نانا آپ اکثر

سلہ یہ پانچ بھی تقیہ باز ہونگے شاید اسی لیئے بعد کو اہل ایمان کا ایسا قحط ہوا کہ حدیث ظاہر کرنے کے لیئے امام باقر کو تین مومن بھی نہ ملے (اصول کافی ص۲۹۶) اور امام کاظم کو تو ایک عبد اللہ بن یعفور کے سوا کوئی فرمانبردار نہین ملا (مجالس المومنین) امام جعفر نے ابن یعفور کی بھی تکذیب کر دی ہے (الشافی ص۱۶۱)

میرے گلے ہی کا بوسہ کیون لیا کرتے ہین حضور صلعم نے رو کر فرمایا اسلیے کہ ایک دن اسی جگہہ سے تیرا حلقوم خنجر ظلم وستم سے کاٹا جائیگا۔ امام نے کہا کیا مین قتل کیا جاؤن گا حضور نے فرمایا ہان۔ امام نے دریافت کیا آخر کس جرم مین مارا جاؤنگا۔ حضور نے جواب دیا۔

یا بنی انت معصوم من الخطاء ولکن لہ فاءامتی (خلاصۃ المصائب صـ۱۱۱) | اے بیٹا تم معصوم ہو گناہ سے لیکن (قتل کیئے جاؤگے) میری اُمت کی بھلائی کے لیئے

امام نے عرض کیا اے نانا اگر شفاعت آپ کی اُمت کی میرے قتل پر موقوف ہے تو مین بدل راضی ہون کہ راہ خدا مین مارا جاؤن اور آپ کی اُمت آتش دوزخ سے بچے (ایضًا)

مین پوچھتا ہون کہ اگر حدیث طینت دُرست ہے اور پنجتن پاک نے اپنے نصف حسنات دیدیئے ہین اور خدا نے ہر قسم کے عاصی دخاطی شیعہ کی مغفرت کی بشارت دیدی ہے تو پھر شیعونکو نصاریٰ کی طرح اس عقیدہ کفارہ کی کیا ضرورت ہے کہ جب تک حسین جان نہ دیدین اُسوقت تک شیعون کی نہ شفاعت ہو، نہ نجات ہو۔

حق یہ ہی کہ جن شیعون نے امام حسین کو بتقیہ قتل کرکے ثواب کا ذخیرہ جمع کیا ان کی حمایت مین بعد کے شیعہ شہادت حسین کے بہانہ اس قسم کے فوائد بیان کرکے (جو در اصل خدا کے خلیل ذبیح، حبیب علیہم السلام اور دین اسلام پر افترا و بہتان ہے)، اپنے جرم قتل حسین کی پردہ پوشی کرتے اور داخل حسنات ہوتے ہین لیکن یہ سب شیعون کی محض خوش فہمی ہی، انکو یاد رکھنا چاہیئے کہ شہادت حسین سے بڑا نقصان ہوا اور وہ سب نقصان صرف شیعون کو پہونچا جس کے باعث وہ خسر الدنیا والاخرۃ ہوئے۔ کیونکہ جب یہ امر ثابت ہی کہ۔

(۱) شیعہ ظالم ہین۔

(۲) اہل بیت مظلوم ہین۔

(۳) مظلوم اہلبیت نے ظالم شیعون کو بد دعا دی ہی۔ تو بقول شخصے ؎

بترس از آہ مظلومان کہ ہنگام دعا کردن | اجابت از در حق بہر استقبال می آید

یقینًا مظلوم اہلبیت کی بد دعا، ظالم شیعون کے حق مین قبول ہوئی اور خدا نے شیعون پر اپنا عذاب ضرور نازل کیا ہی یہ بات کہ اہلبیت پر ظلم اور امام حسین کو قتل کرنے کی پاداش مین خدا نے شیعوں کو کس عذاب

مین مبتلا کیا اسکے ظاہر کرنے سے بیشتر پھر یاد دلاتا ہون کہ مظلوم اہلبیت نے ظالم شیعون کو جو بددعا دی ہی وہ اسی کتاب مین خود کتب شیعہ سے نقل کرچکا ہون جسکو دیکھنے سے معلوم ہوتا ہی کہ مظلوم اہلبیت نے ظالم شیعون کو پرزور لعنت ملامت اور مذمت کرنے کے علاوہ دو قسم کی بددعائین دی ہین۔ ایک۔ وہ جنکا خراب اثر شیعون پر اسی دنیا مین ظاہر ہوا۔ دوسرے وہ جنکا بد اثر شیعون پر عقبیٰ مین نازل ہوگا۔ چنانچہ قسم اول کی بددعاؤن کے مطابق شیعے کئی طرح کے دنیاوی عذاب مین مبتلا ہوئے۔ مثلاً۔

شیعون کا ملعون[1] ہونا۔ شیعون[2] پر دشمن کا مسلط ہونا۔ شیعون[3] کا تباہ و برباد ہونا۔ شیعون[4] کا جناب امیر کے بعد امام حسن کی موافقت نہ کرنا۔ شیعون[5] کا امام حسن کے بعد[6] امام حسین سے مقاتلہ کرنا۔ شیعون[7] کی جمعیت کا پراگندہ ہونا۔ شیعون[8] کی ماؤن کا شیعون کے غم مین بیٹھنا۔ شیعون[9] کا ابدی عار و عیب خریدنا اور پھر[10] اس دھبہ کا کبھی زائل نہونا۔ شیعون[11] کا بکثرت مبتلائے گریہ و ماتم ہونا۔ شیعون[12] کا (امام حسین کی بددعا کے مطابق) گمراہان امت، ترک[2] کنندگان کتاب، متفرقان احزاب، پیروان شیطان، ترک[3] کنندگان سنت ہائے پیغمبران کشندگان وہلاک کنندگان اولاد و عترت اوصیائے پیغمبران، الحاق کنندگان اولاد زنا بغیر پدران، ایذا رسانندہ مومنان، یاری کنندۂ ظالمان، ہونا۔ اگر ان سب کی تفصیل کیجائے تو علیحدہ ایک مستقل کتاب تیار ہو جائے۔

ہان تیسرے عذاب (شیعون کے تباہ و برباد ہونے) کے متعلق اشارتاً اتنا کہدینا ضروری ہی کہ چونکہ حضرت علی، امام حسین، امام زین العابدین، حضرت زینب، حضرت ام کلثوم، حضرت فاطمہ وغیرہ سب نے شیعون کو تباہ و برباد ہونے کی بددعا دی تھی۔ اسلیئے یہ بددعا رنگ لائی اور کئی طریقے سے شیعی تباہ و برباد ہوے۔ ازانجملہ یہ کہ خدا نے شیعون کو خود ائمہ کے ہاتھون قتل و غارت کرایا۔ چنانچہ۔

(۱) حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے اپنے زمانہ خلافت مین مذہب شیعہ کے بانی عبداللہ بن سبا یہودی اور اسکے بعض متبعین کو جلاوطن کیا آگ مین جلوادیا۔ اسکے بعد امیر معاویہ سے صلح کرنے پر ناراض ہوجانیوالے ہزارون شیعون کو تہ تیغ کیا۔ جسے خود شیعہ بھی تسلیم کرتے ہین۔

---

[1] امام حسین امام زین العابدین، ام کلثوم نے بددعا کی تھی کہ شیعون پر خدا کی لعنت ہو۔ یہ بددعا کچھ ایسی مقبول ہوئی کہ لعنت شیعون کے گلے کا ہار بنکر رہی۔ حتیٰ کہ اب اس فرقہ کا نام بھی اہل لعنت مشہور ہوگیا ۱۲ [2] اس بددعا کا اثر ہے کہ عقیدۂ تحریف قرآن کی بدولت شیعہ ہمیشہ کے لیئے قرآن سے محروم ہوگئے ۱۲ [3] شیعون نے ائمہ کو معصوم و مفترض الطاعۃ کہکر اور بظاہر انھین کے قول و فعل پر عمل کرکے سنت پیغمبر کو ترک کردیا ۱۲ [4] دنیا جانتی ہے کہ متعہ کا مسئلہ صرف شیعون کے یہان مقبول و معمول ہے، یہ امام کی بددعا کا ثمرہ ہے ۱۲

(۲) تنہا امام حسین رضی اللہ عنہ نے میدان کربلا میں ۳ لاکھ ۰ ہزار شیعون کو اپنی تیغ حیدر تیغ سے فنا کیا (تلخیص مرقع کربلا ص۹۰) کاش ابن شیر خدا ظلم شیعہ کی بدولت اگر بے آب و دانہ نہوتا تو کم از کم کوئی شیعون کا تو ذوالفقار حیدری اسیدان خاتمہ کردیتی اور اگر امام زندہ بچتے تو پھر آج دنیا مین کہین شیعہ نظر نہ آتے۔

حضرت ابوبکر و عمر و عثمان و جعفر و عبداللہ و عباس بن علی۔ فرزندان عقیل و مسلم۔ قاسم بن امام حسن۔ علی اکبر بن امام حسین وغیرہ اور دیگر رفقائے امام حسین رضی اللہ عنہم نے جو شیعون کو فی النار کیا وہ مذکورہ تعداد کے علاوہ ہے۔

اب ایک بارھوان[۱۲] آخری عذاب "یا مظہر العجائب امام مہدی غائب" کا بھی سُن لیجئے یعنے وہ شیعون کا اپنے بارھوین امام مہدی کی عجیب غریب ذات اور ان کی مافوق العادت ثمرات و برکات سے محروم ہونا ہی چنانچہ خود امام باقر فرماتے ہین کہ خدا نے امام مہدی کے ظاہر ہونے کا زمانہ (جو ہر طرح شیعون کے عیش و عشرت اور شادمانی و کامرانی کا زمانہ ہی) ستر ہجری مقرر کیا تھا لیکن بقول شخصے۔

قسمت کو دیکھئیے کہ کہان ٹوٹی جا کمند | دو چار ہاتھ جبکہ لب بام رہ گیا

فلما ان قتل الحسین صلوات اللہ علیہ اشتد غضب اللہ علی اھل الارض فاخرہ الی اربعین ومائۃ (اصول کافی صفحہ ۲۳۲)۔

جب قتل کیا شیعون نے حسین علیہ السلام کو تو زمین والون پر اللہ کا غصہ بڑھ گیا اور خدا نے ظہور مہدی کے وقت کو ٹال کر سنہ ایکسو چالیس (ہجری) مقرر کیا۔

روایت ہذا مین اگر اھل الارض سے مراد شیعہ ہین تو درست ہی اور اگر صرف سُنی یا ہر غیر شیعہ یا شیعہ غیر شیعہ سب مراد ہین تو غلط ہی کیونکہ جب قاتل حسین صرف شیعہ ہین تو تنہا یا بشرکت غیر مجرمون پر الٰہی غصہ چہ معنی دارد؟ پھر غصہ کا منشا تو ضرر پہونچانا تھا نہ کہ نفع اور یہ ظاہر ہی کہ تاخیر ظہور مہدی سے سنیون کو فائدہ ہوا نہ کہ نقصان۔ کیونکہ شیعون کے برعکس سنیون کے لیئے ظہور مہدی کا زمانہ ذلت کا ہی نہ کہ عزت کا۔ اور یہ بھی ممکن ہی کہ امام باقر نے علی الشیعۃ فرمایا ہو جسکو راوی نے قصداً یا سہواً علی اھل الارض بنا دیا ہو۔

بہر حال امام باقر نے اپنے اس قول سے نہ صرف اسی امر کا قطعی فیصلہ کردیا کہ شیعہ قاتل حسین ہین بلکہ یہ بھی

[۱۲] شیعون کے جرم قتل حسین کی تلافی بھلا اس کم مدت عذاب مین کیا ہوتی، شائد اسی لیئے خدا نے شیعون ہی کے افشائے راز کرنے کے بہانہ ظہور مہدی کو بلا تعیین وقت ایک زمانہ دراز کے لیئے ٹال دیا، چنانچہ شیعے آج تک بحسرت و یاس غائب سے سجا حاضر کا وظیفہ نہین پڑھتے اور امام مہدی بھی اپنے جد کے قاتلون سے ایسے خفا ہین کہ شیعون پر اعتبار کرکے نہ ظاہر ہوتے ہین نہ انکی خبر لیتے ہین ۱۲

بتادیا کہ شیعہ مغضوب ہین۔ پھر لطف یہ کہ اس پر بھی شیعون پر خدا کے قہر و غضب کا سلسلہ ختم نہین ہوا۔ جیسا کہ حضرت امام کاظم فرماتے ہین۔

ان اللہ غضب علی الشیعۃ فخیرنی نفسی	تحقیق اللہ غضبناک ہوا شیعون پر پس مجھکو اختیار دیا کہ مین اپنی جان
اوھم فوقیتھم واللہ بنفسی (اصول کافی ص۱۵۹)	دون یا شیعہ ہلاک ہون۔ واللہ مین اپنی جان دیکر ان کو بچاتا ہون

اِس قول کا مفاد ظاہر ہی کہ دنیا مین بُت پرست، یہودی، عیسائی، مجوسی سبھی تھے لیکن شیعہ ایسے بدترین مجرم تھے کہ اللہ کی نظر قہر نے سب کو چھوڑ کر صرف شیعون کو تاکا۔ اور شیعون پر خدا کا یہ اتنا بڑا غضب تھا کہ اسکا کفارہ صرف امام وقت جیسے بہترین مخلوق کی جان ہو سکتی تھی۔ اور تا ظہور مہدی کے سوا یہ کوئی دوسرا بڑا عذاب تھا جو شیعون پر نازل ہونے والا تھا۔

جیتے جی جو قوم معذب اور مغضوب ہو شل یہود اسکے مرتد منافق ہونے مین کیا شک ہی۔ امام کاظم نے شیعون کے مرتد و منافق ہونے کا بھی فتویٰ دیا ہی چنانچہ وہ فرماتے ہین۔

لو میزت شیعتی ما وجدتھم الا واصفۃ ولو امتحنتھم لما وجدتھم الا مرتدین (کتاب الروضۃ ص۱۰۷)۔	اگر مین اپنے شیعون کو منتخب کردون تو نہ پاؤن گا ان کو مگر زبانی دعوی کرنے والا اور اگر امتحان کرون تو نہ پاؤن گا ان کو مگر مرتد۔

حضرت زینب کی شیعون کو یہ بددعا کہ تمھارا خود خریدا ہوا ابدی عار و عیب کبھی کسی طرح زائل نہوگا'' اسطرح پوری ہوئی کہ خود اہلبیت و ائمہ نے شیعون کو اسی دنیا مین مقتول، ملعون، معذب، مغضوب، مقہور، مرتد، منافق سبھی کچھ بنایا جو آج تک کتب شیعہ مین درج ہی اور انشاء اللہ تعالیٰ کبھی نہ مٹے گا۔

ذالک ھو الخسران المبین ۵

باقی رہا آخرت کا عذاب تو اے قاتلان حسین۔

کان رکھتے ہو تو سُن لو نعرۂ قہر خدا　　پردہ پوشی ہوچکی ختم اب عذاب آنکو ہے

اِنَّ اللہَ عَزِیزٌ ذُو انتِقَامٍ

حررہٗ فقیر محمد عبد الشکور حنفی مرزاپوری

تقریظ از مدیر النجم عافاہ ربہ

بعد الحمد والصلوٰۃ۔ اس حقیر نے رسالۂ ہذا کو دیکھا نہایت مسرت ہوئی۔ فاضل مصنف نے تھوڑے ہی دنوں کی توجہ مین مذہب شیعہ سے اچھی واقفیت پیدا کر لی اور رد شیعہ مین قابل قدر تصنیفات سے فائدہ پہونچانے لگے اللّٰھم زد فزد وبارک۔

اِس رسالہ قاتلان حسین کے دیکھنے والون پر آفتاب نصف النہار کی طرح یہ بات واضح و آشکارا ہوجائیگی کہ بلا شک و شبہہ سیدنا حسین بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کوفہ بلانے والے پھر انکو اور انکے تمام اعزہ واحباب کو تہ تیغ کرنے والے پھر بعد قتل توبہ کرکے مؤمن پاک بننے والے اور ماتم کا شور و شیون بلند کرکے اس خون ناحق سے اپنی پاک دامنی کا اظہار کرنے والے حضرات شیعہ ہی تھے۔

اس مضمون کو اس حقیر نے بھی النجم کے مناظرہ حصّہ اول مین جو ۱۳۳۲ھ مین شائع ہوا تھا لکھا تھا اور اُس مین اس بات کو بھی ثابت کیا تھا کہ اہل کوفہ نے جو اپنے کو شیعہ ظاہر کرکے امام کو دعوت دی تھی اور امام نے انکی ادعائے تشیع پر اعتماد کیا تھا یہ ادعا ازراہ فریب نہ تھا امام کو ان اُمور مین کوئی فریب نہین دے سکتا کیونکہ **اولاً** ہر امام کو ایک رجسٹر خدا کی طرف سے ملتا ہی جس مین انکے شیعون کے نام لکھے ہوتے ہین پس یا ضرور ہی کہ امام حسین ؓ کے رجسٹر مین ان شیعون کے نام ہون جنھون نے دعوتی خطوط لکھے تھے ورنہ امام ہرگز انکی تحریر پر اعتماد نہ کرتے **ثانیاً** امام کو خدا ایک ایسی قوت دیتا ہے کہ وہ ہر شخص کو اس کی صورت دیکھکر آواز سُنکر پہچان لیتے ہین کہ یہ ناجی ہی یا ناری یعنی یہ شیعہ ہے یا نہین لہٰذا امام کو کوئی غیر شیعہ شیعہ بنکر فریب نہین دے سکتا **ثالثاً** ہر امام کو ماکان ومایکون کا علم ہوتا ہے لہٰذا ان کا کسی کے فریب مین آنا قطعاً ناممکن ہے۔

قاتلان حسین کے شیعہ ہونے پر کتب شیعہ مین اچھی اور دلائل بھی موجود ہین ان سب کا استیعاب کیا جائے تو ایک ضخیم مجلد تیار ہو۔ رسالہ ہذا کے مصنف نے نمونہ کے طور پر ایک اچھا ذخیرہ جمع کردیا ہے اللہ تعالےٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

ہان واقعات وروایات سے آنکھ بند کرکے اگر کوئی شیعہ یہ وسوسہ پیش کرے کہ شیعہ ہو کر امام کو قتل کرے اور ایسے ایسے ظلم وستم کے پہاڑ توڑے یہ بات سمجھ مین نہین آتی تو اس کا جواب

یہ ہے کہ تمھارے علما جب اقرار کر چکے تمھاری معتبر کتابون کی مستند روایت سے جب ثابت ہو چکا تو اب یہ وسوسہ بالکل ناقابل التفات ہے۔ دوسرے یہ کہ کتب شیعہ اور اصول مذہب شیعہ کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شیعہ ہونے کے لیئے صرف دو باتون کی ضرورت ہے **اول** یہ کہ قرآن شریف سے عداوت ونفرت رکھتا ہو قرآن کو محرف اور راویان قرآن کو مطعون جانتا ہو **دوم** یہ کہ رسول خدا صلے اللہ علیہ وسلم کی نبوت ودلائل نبوت کے چشم دید گواہون یعنی صحابہ سے بغض رکھتا ہو اور ان کو ناقابل اعتبار کہتا ہو۔ بس یہ دونون باتین جس شخص مین پائی جائین وہ شیعہ ہے چاہے وہ اہل بیت کو قتل کر دے چاہے ان پر پانی بند کر دے اور چاہے ان پر جو ظلم کر ڈالے ان باتون سے تشیع مین خلل نہین آتا۔ **ہان** زیادہ سے زیادہ تشیع کے لیئے ایک شرط اور لگائی جا سکتی ہے کہ زبان سے محبت اہل بیت کا دعوی کرتا ہو اور بس۔ اس مبحث مین انشاء اللہ تعالے ایک مستقل تصنیف عنقریب شائع کیجائیگی اس سے بخوبی ظاہر ہو جائے گا کہ قتل اہل بیت سے تشیع مین کچھ خلل نہین آتا۔

احتجاج طبرسی مطبوعہ ایران صفحہ مین جہان خلیفہ مامون رشید کا شیعہ ہونا اور ان کی زبانی ان کے والد خلیفہ ہارون رشید کا شیعہ ہونا منقول ہے لکھا ہے کہ مامون سے پوچھا گیا کہ ہارون رشید تو اہل بیت کو قتل کرتا تھا وہ کیسے شیعہ ہو سکتا ہے تو مامون نے جواب دیا ہے کہ یہ قتل اہل بیت بوجہ سلطنت کے تھا اس سے تشیع مین خلل نہین آتا اصل عبارت احتجاج کی صفحہ مذکور پر یہ ہے۔

روی ان المامون قال لقومه اتدرون من علمنی التشیع فقال القوم لا والله ما نعلم ذلك قال علمنیه الرشید قیل له وکیف ذلك والرشید یقتل اهل هذا البیت قال کان یقتلهم علی الملك لان الملك عقیم۔ المختصر قاتلان حسین کا شیعہ ہونا ازروے کتب شیعہ ناقابل انکار چیز ہے فقط

کتبہ افقر عباد اللہ محمد عبد الشکور عافاہ مولاہ۔

نمبر شمار	نام کتاب	مختصر کیفیت	قیمت
۱۷	تفسیر آیات مذمت منافقین	قرآن پاک کی سات آیتون کی تفسیر جن مین منافقین کا تذکرہ ہے۔	۱ر
۱۸	مناظرہ بمبئی	جو ۱۳۳۶ھ مین شیعون کے قبلہ ملا باقر صاحب سے مسئلہ خلافت پر ہوا۔	۳ر
۱۹	فتح مبین	محرم ۱۳۳۵ھ مین ایڈیٹر اصلاح کے مقابلہ مین۔	۳ر
۲۰	ہزیمت ایڈیٹر اصلاح	۱۳۳۲ ہجری مین ایڈیٹر اصلاح کی قابل قدر ہزیمت۔	۱ر
۲۱	مباحثہ بکریان	۱۳۱۸ھ مین قبلہ شیعہ مولوی احمد علی فاضل امرتسری سے ہوا۔ حضرات خلفائے ثلاثہ کے مومن کامل ہونے پر چالیس دلائل۔	۵ر
۲۲	الاول من المائتین نمبر ۱	شیعون کا ایمان قرآن شریف پر نہ ہو سکنے کے دلائل اور کتب اہل سنت سے روایات تحریف کے افترا کا جواب۔	۴ر
۲۳	الثانی من المائتین نمبر ۲	مذہب شیعہ مین جھوٹ بولنا بڑی عبادت ہے۔	۴ر
۲۴	الثالث من المائتین	بحوالہ کتب شیعہ عقیدۂ بدا کی تحقیق۔	۲ر
۲۵	الرابع من المائتین	مشہور حدیث ثقلین کی شرح اور مذہب شیعہ کی حقیقت۔	۳ر
۲۶	ازالۃ الخفا مترجم جلد (۱)	مولانا شاہ ولی اللہ صاحب محدث دہلوی کی بے نظیر تصنیف دلائل خلافت کا عمدہ خزانہ	للعہ
۲۷	اعجاز بدایونی کا جواب	شیعون کے نئے قبلہ مولوی اعجاز حسن بدایونی کے مایۂ ناز مضمون کا قابل دید جواب	۲ر
۲۸	شفائے روحانی	فیض آباد مین جو زبردست تبلیغ شیعون کے مقابلہ مین کی گئی۔	۲ر
۲۹	قاتلان حسین	اس کتاب کی شہرت و مقبولیت مستغنی از بیان ہے۔	۶ر
۳۰	دشمنان حسین	قاتلان حسین کا جواب ناصواب ایک شیعہ نے لکھا تھا اُسکا جواب۔	۸ر
۳۱	ارتداد شیعہ	اس کتاب کو دیکھکر شیعہ مبہوت ہو جاتے ہین۔	۲ر
۳۲	تنقید حدیث کسا	مشہور حدیث آل عبا کی تنقید۔ شیعون کے ایک بڑے کید کا افشائے راز	۲ر
۳۳	حقیقۃ التشیع معروف بہ کسوٹی کی کسوٹی	شیعون کی کتاب کسوٹی کا مسکت جواب	۲ر
۳۴	الاسئلۃ البدیعہ	علماء شیعہ سے تین سوال اور اُنکے مذہب کی حقیقت۔	۲ر
۳۵	ابن سبا	مشہور یہودی ابن سبا بانی مذہب شیعہ کا قابل عبرت کارنامہ۔	۲ر
۳۶	ساہوکار لالٹین ہرسہ ۳ روشنی	نواب شیخ احمد صاحب رئیس پروانون کے رفض نواز رسالہ چور لالٹین کا جواب ہرسہ ۳ حصہ۔	۱۰ر
۳۷	ذریت ابن سبا اور قرآن	مولوی حاجی سید صالح حسین صاحب رئیس جھبرہ نے شیعون کی کتاب وراثت انبیا اور قرآن کے جواب مین لکھی ہے۔	۶ر

نمبر شمار	نام کتاب	مختصر کیفیت	قیمت
		فہرست کتب متفرق	
۳۸	صیحۂ رنگون	۱۹۲۰ء مین خواجہ کمال الدین سے مناظرہ کیلئے رنگون کا سفر قابل دید خلکنات مرزائیت کا مکمل رد۔	۸/
۳۹	تحفۂ ایمانی	۱۹۲۵ء مین بمقام سادنت داری ملک کوکن حافظ روشن علی سے ہوا۔	۱/
۴۰	تحفۂ لاثانی۔	یہ وہ مناظرہ ہے جو بمبئی مین مولوی نثار احمد کانپوری سے ہوا تھا جس سے بمبئی مین لبابیون کی کمر ٹوٹ گئی۔	۴/
۴۱	فتح حقانی	یہ وہ مناظرہ ہے جو امروہہ مین مولوی نثار احمد کانپوری سے ہوا تھا جس مین مدیر النجم نے ان سے ۵۰ھ نذرانہ وصول کیا۔	۵/
۴۲	نصرت آسمانی	اس مین دو مناظرہ ہین ایک مبارک پور کا جس مین مولوی فاخر الہ آبادی ایسے مخلوب دبہوش ہوگئے دوسرے کچھوچھہ کا جس مین مولوی احمد اشرف کو شکست ہوئی۔	۵/
۴۳	ترجمۂ چہل حدیث امام ربانی	حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی کی جمع کیے ہوے نماز روزہ کے متعلق چالیس حدیثون کا ترجمہ	۱/
۴۴	نغمۂ عنبریہ بذکر میلاد خیر البریہ	یہ عام فہم سیرۃ بیحد مقبول ہوئی یہ عورتون اور بچون کو پڑھانے کے قابل ہے۔	۴/
۴۵	شمائل ترمذی مترجم	میلاد شریف مین ایسی مستند کتابون کو پڑھنا چاہیئے روایتین سب معتبر امام ترمذی جیسے محدث کی کتاب ایک کالم مین اصل حدیثین اور دوسرے کالم مین اُنکا ترجمہ حجم ۱۳۲ صفحہ کاغذ سفید عمدہ مگر با وجود اسکے قیمت صرف۔	۸/
۴۶	الدر المکنون فی بحث الطاعون	طاعون کے متعلق اُردو مین ایسی کوئی کتاب نہ تھی۔ نہایت عمدہ ترتیب سے مفید مضامین جمع کیئے گئے ہین۔ طاعون کی طبی وشرعی تحقیق۔ علمائے کرام کے تجربے اور اقوال وشرعی احکام واسباب علاجات وغیرہ درج ہین پوری کیفیت دیکھنے سے معلوم ہوگی۔	۸/
۴۷	مفید المفتی والمستفتی	ترجمۂ اُردو فتاوی عزیزی۔	عار

نوٹ ضروری:۔ ان کتب کے علاوہ اور بھی بہت سی کتب دفتر ہذا مین ملتی ہین خصوصًا حضرت مولانا مولوی محمد عبد الشکور صاحب مدیر النجم کی تصانیف جو کسی دوسری جگہ سے اس قیمت پر دستیاب نہین ہوسکتی ہین۔ فہرست کتب طلب کرنے پر مفت روانہ کیجاتی ہے۔ ایک روپیہ سے کم کی فرمایش کے واسطے ٹکٹ روانہ کرنا چاہیئے وی پی نہین روانہ کیا جاتا ہے جواب طلب امور کے واسطے جوابی کارڈ یا ٹکٹ آنا ضروری ہے۔

المشتہر ناظم دفتر النجم لکھنؤ